ترجمہ تاریخ علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ

کتاب ثانی۔ جلد سیزدہم

جسمیں

سلاطین غوریہ کے انساب وحالات، آجہ (سندھ)، دہلی، ہانسی، کہرام، اسمانہ، اجمیر، بنارس، گوالیار، میرٹھ، کویل (علیگڈھ) نہروالہ (پنجاب) کالپی، کالنجر اور بدایوں کے فتوحات۔ ڈیڑہ سو راجایان ہند کا مقابلہ، کھانڈے راؤ، پتھورا، بھیم دیو والی سندھ گجرات، جے چند راجہ بنارس اور ہیمراج سورما راجاؤں کی جان توڑ کوششوں کے تذکرات، سلطان شہاب الدین غوری کے مجاہدات، سپہ سالاران دیلم، ملوک بنو بویہ، حکمرانان آذربیجان، فرمانروایان بطیحہ اور شاہان دینور وصامغان کی معاشرت وحکومت کے سچے صحیح واقعات لکھے گئے

مترجمہ

عالیجناب علامہ حکیم احمد حسین صاحب الہ آبادی مدظلہ اللہ ذوالایادی ممبر بورڈ آف انڈین میڈیسن یو پی

مؤلف

سوانح عمری سلطان صلاح الدین یوسف فاتح بیت المقدس وحیات سلطان نورالدین محمود زنگی

۱۳۴۶ھ

باہتمام منشی حامد حسین صاحب یونانی دواخانہ پریس الہ آباد میں چھپکر شائع ہوا

طبع اول

۱۰۰۰ جلد

قیمت فیجلد ...

بلا محصول ڈاک

ترجمہ تاریخ علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ
کی
تیرہ جلدیں

اس ترجمہ کی تیرہ جلدیں چھپکر شائع ہوگئی ہیں۔ کتاب کیا ہی علم تاریخ کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ہی جسکے دیکھنے اور خرید کرنے کے بعد علم تاریخ کی دوسری کتابوں کی خریداری کی ضرورت باقی نہیں رہتی حق یہ ہی کہ جس پایہ کی اصل کتاب ہی اسی حیثیت کا ترجمہ بھی کیا گیا ہی۔ عبارت سلیس، عام فہم اور بامحاورہ ہی جابجا حسب ضرورت فاضل مترجم نے نوٹس بھی لکھے ہیں جنکا ماخذ تاریخ کامل ابن اثیر، ابوالفدا اور نفح الطیب وغیرہ کتب تواریخ ہیں۔

اردو زبان کی اس سے زیادہ اور کیا خوش قسمتی ہو سکتی ہی کہ علامہ ابن خلدون جیسی عربی تاریخ کا ترجمہ اس زبان میں شائع ہو رہا ہی کئی کڑور مسلمانان ہند جو زبان عربی سے بے بہرہ ہونیکی وجہ سے اپنے اسلاف کے کارناموں سے ناواقف تھے اس ترجمہ کے بدولت اب وہ اچھے خاصے مورخ بنجائینگے اس سے زیادہ اچھا ذریعہ انکی واقفیت کا کیا ہو سکتا ہی کہ وہ اس ترجمہ تاریخ کو خرید فرماکے اول سے آخر تک دیکھ جائیں۔ دیکھیں تو ان میں کیسے غیرت، خودداری، اولوالعزمی، ثابت قدمی ہمدردی اور قوم پرستی کا مادہ نہیں پیدا ہوتا۔

ابن خلدون میں حضرت نوح علیہ السلام سے آٹھویں صدی ہجری تک کے حالات کمال بسط و تحقیق سے درج کیے گئے ہیں۔ کل انبیاء کرام سلاطین عظام جانشینان نبی علیہ السلام اور حکمرانان اسلام کی معاشرت و تمدن اور ملکداری پر کافی روشنی ڈالی گئی ہی۔ کاغذ سفید چکنا۔ رائل سایز قیمت جلد اول، دوم، سوم، چہارم اور ششم کی فیجلد دو روپیہ آٹھ آنہ اور جلد پنجم، ہفتم، ہشتم، نہم، دہم، یازدہم دوازدہم اور سیزدہم فیجلد تین روپیہ مجموعی قیمت ۳۸ محصول ڈاک ذمہ خریدار۔ کل جلدوں کے خریدار کو محصول ڈاک معاف

المشتہر

حامد حسین مالک رسالہ الاسلام محلہ سبزی منڈی الہ آباد

فہرست ترجمہ تاریخ علامہ ابن خلدون رح
کتاب ثانی جلد سیزدہم

[redacted]

[redacted]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

مسلمانوں کے تمدن کے زمانہ میں منجملہ اور علوم وفنون کے فن تاریخ معراج کمال کو پہونچ گیا تھا بلحاظ تدوین اس شریف فن کو دو دور پر تقسیم کرتے ہیں عبید بن شریہ، ابن الحکم، موسیٰ بن عقبہ، محمد ابن اسحاق، عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ، احمد بن داؤد ابوحنیفہ دینوری، محمد ابن سعد کاتب الواقدی، احمد ابن ابی یعقوب کاتب عباسی، احمد بن یحییٰ بلاذری، ابوجعفر محمد بن جریر طبری اور ابوالحسن علی بن حسین مسعودی کا نام اس دور میں خصوصیت اور امتیاز کے ساتھ لیا جاتا ہے۔ امیر معاویہ المتوفی سنہ ٦٠ھ کے عہد حکومت سے اس دور کی داغ بیل پڑتی ہے، عبید بن شریہ نے ان کے حکم سے کتاب الملوک واخبار الماضیین لکھی، علامہ ابن الندیم نے کتاب الفہرست میں اس کا ذکر کیا ہے، ابن الحکم المتوفی سنہ ١٤٧ھ نے جو کہ اخبار اور انساب کا بہت بڑا ماہر تھا بنو امیہ اور امیر معاویہ کے حالات پر ایک کتاب لکھی، ہشام بن عبدالملک اموی کی فرمایش سے سنہ ١١٣ھ میں عجم کی تاریخ کا فارسی سے عربی میں ترجمہ کیا گیا۔ موسیٰ بن عقبہ نے مغازی الرسول قلمبند کئے، محمد ابن اسحاق نے منصور عباسی خلیفہ کے لئے سیرۃ نبوی پر ایک کتاب لکھی۔ عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ نہایت نامور اور مستند مورخ اسی دور اول میں گزرا ہے، المعارف اسی کی تصنیف ہے، یہ کتاب مصر میں چھپی ہے، اگرچہ کتاب مختصر ہے لیکن مفید معلومات کا دریا ہے جو مفید معلومات اس میں ہیں وہ بڑی بڑی کتابوں میں نہیں ملتی۔ احمد بن داؤد ابوحنیفہ دینوری نے کتاب الاخبار الطوال لکھی۔ اس کتاب میں خلیفہ معتصم عباسی کے عہد حکومت تک کے حالات قلمبند کئے ہیں۔ محمد بن سعد کاتب الواقدی کی طبقات ابن سعد ایک نہایت مشہور اور مستند کتاب ہے جو جرمن میں چھپ گئی ہے۔ احمد ابن یعقوب تیسری صدی کا مشہور مورخ ہے، تاریخ یعقوبی اسی نامور مورخ کی تصنیف ہے احمد بن یحییٰ بلاذری، خلیفہ متوکل عباسی کا ندیم تھا۔ اسکو محدثوں نے ثقہ مانا ہے، فتوح البلدان اسکی تصنیف ہے، بلاد اسلامیہ کے ہر ہر ضلع یا ہر ہر صوبہ کے حالات ابتدائے فتح سے اپنے زمانہ تک کے لکھے ہیں۔ یہ کتاب بھی یورپ میں چھپ گئی، ابوجعفر محمد بن جریر طبری بڑے پایہ کا مورخ، حدیث وفقہ کا امام مجتہد تھا

اس نے ۱۳ ضخیم جلدوں میں تاریخ کی کتاب لکھی جو یورپ میں بمقام لیدن چھپ گئی، ابوالحسن علی بن حسین مسعودی، دور اول کا خاتم اور فن تاریخ کا امام تھا، مروج الذہب اسی نامور مورخ کی تصنیف ہے

دوسرا دور پانچویں صدی ہجری سے شروع ہوتا ہے۔ اس دور میں بھی بیشمار مورخ گذرے، ابن اثیر، سمعانی، ذہبی، نویری، ابوالفدا، سیوطی اور مقریزی نے بیحد شہرت حاصل کی، بڑی بڑی کتابیں لکھیں فن تاریخ کی خوب خوب بادیہ پیمائی کی، انکی تصانیف کا مدار صرف اسی پر رہا کہ مطول کو مختصر کردیا، کچھ تغیر و تبدل کرکے جدید قالب میں بدل دیا۔ یہانتک تو کوئی نقص نہ تھا، ستم یہ کیا کہ قدما کی خاص خصوصیت یعنی واقعات کو بسند متصل لکھنا ایک قلم ترک کر دیا۔

علامہ ابن خلدون بھی اسی دور کا مشہور، مستند اور معتبر مورخ ہے، اسکی خداداد قابلیت کی وجہ سے اسکو علامہ اور امام کا خطاب دیا گیا، فلسفۂ تاریخ کا فن اسی نے ایجاد و اختراع کیا، مسلمان جسقدر اس پر ناز کریں کم ہے۔

جلد سیزدہم جو اسوقت قوم کے سامنے ہے علامہ ابن خلدون کی تالیف کی ہوئی تاریخ کتاب العبر و دیوان المبتدا و الخبر فی ایام العرب والعجم والبربر و من عاصرہم من ذوی السلطان الاکبر کے ایک حصہ کا ترجمہ ہے اس معتبر کتاب کا ترجمہ یورپ کے کل زبانوں میں ہو گیا۔

میں اپنی قوم کا تہ دل سے شکر گذار ہوں کہ اس نے ترجمہ تاریخ کے روکھے پھیکے انداز تحریر کو توقع سے زیادہ پسند اور قبول کیا جسمیں نہ انشاپردازی ہے، نہ شاعرانہ تخیل کی جھلک ہے اور نہ خود تصنیف واقعات ہیں، ذالک فضل اللّٰہ یوتیہ من یشاء۔

احمد حسین عفر اللہ لہ

الہ آباد جمادی الآخر ۱۳۴۶ھ

ترجمہ تاریخ علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ

کتاب ثانی جلد سیزدھم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخبار سلاطین غوریہ جو زیر اثر خلفاء عباسیہ بعد سلاطین بنی سبکتگین حکمراں ہوئے از ابتداء حکومت تا زمانہ انقراض

زمانہ حکومت امیر سبکتگین میں بنی حسین مملکت [1] غور پر بنی سبکتگین کی طرف سے حکمرانی کر رہے تھے۔ رعب داب شان و شوکت والے تھے۔ آخری دور حکومت بنی سبکتگین میں بنی حسین کے چار امیروں کے نام زیادہ مشہور ہوئے اور انہیں کے زمانہ سے غوریوں کی حکومت و سلطنت مستحکم و مستقل ہوئی، محمد، شوری، حسین شاہ، سام، یہ چاروں حسین کی نسل سے تھے۔ حسین کو نسباً کسی کی طرف منسوب نہیں کر سکتا۔

جن دنوں بہرام شاہ اور اسکے بھائی ارسلان شاہ میں خانہ جنگی شروع ہوئی، محمد بن حسین ارسلان شاہ سے مل گیا، بہرام شاہ کو اس سے کشیدگی پیدا ہوئی، اتنے میں

---

[1] اس کو عام مورخین قطب الدین محمد کے نام سے موسوم کرتے ہیں اور شوری کو سیف الدین شوری کے نام سے۔ دیکھو تاریخ فرشتہ۔

ارسلان شاہ کا زمانہ حکومت منقضی ہوگیا اور بہرام شاہ غزنین کا حکمراں ہوا محمد بن حسین معہ اپنے ہمراہیوں کے ۵۴۳ھ میں باظہار ملاقات غزنین میں آیا بہرام شاہ تاڑ گیا کہ محمد بن حسین کا محض ملنے کی غرض سے غزنین آنا خالی از علت نہیں ہے گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ اس سے غوریوں کو اشتعال پیدا ہوا۔ غزنین پر غوریوں کی فوج کشی کا یہی باعث و محرک ظاہری ہے۔

حکومت سیف الدین

محمد کے قتل ہونے کے بعد اسکا بھائی حسین شاہ بن حسین نے عبائے حکمرانی زیب بدن کی پھر غوریوں میں باہم کچھ جھگڑا ہوا تب اس کا بھائی (سیف الدین) شوری حکومت کی کرسی پر بیٹھا اور اپنے بھائی محمد کے خون کا بدلہ لینے کو غزنین پر فوج کشی کی یہ واقعہ ۵۴۳ھ کا ہے۔ بہرام شاہ مقابلہ نہ کر سکا غزنین کو خیر آباد کہہ کر ہندوستان چلا گیا۔ سیف الدین شوری نے غزنین پر قبضہ حاصل کر لیا۔ بعد چندے بہرام شاہ ہندوستان سے فوجیں فراہم کر کے غزنین کو سیف الدین شوری کے قبضہ سے نکالنے کی غرض سے واپس ہوا۔ مقدمۃ الجیش پر سالار بن حسین امیر ہند اور ابراہیم علوی تھا۔ سیف الدین شوری بھی لشکر آراستہ کر کے مقابلہ پر آیا۔ لشکر غزنین جو اسکے رکاب میں تھا بوقت مقابلہ بہرام شاہ اپنے ولی نعمت قدیم سے مل گیا جس سے سیف الدین شوری کو ہزیمت ہوئی۔ خود لشکریوں نے گرفتار کر کے بہرام شاہ کو حوالہ کر دیا۔ ماہ محرم ۵۴۴ھ میں بہرام شاہ فتحیابی کا جھنڈا لئے ہوئے غزنین میں داخل ہوا اور سیف الدین شوری کو تشہیر کرا کے شہر پناہ غزنین کے دروازہ پر سولی دیدی۔

حکومت علاء الدین

بعد قتل سیف الدین شوری بلاد غور کی حکومت پر اسکا بھائی حسین شاہ ملقب بہ علاء الدین متصرف و قابض ہوا۔ اس نے غور کی کل پہاڑیوں اور شہر فیروز کوہ پر قبضہ کر لیا۔ فیروز کوہ غزنین اور ہندوستان کے درمیان میں واقع تھا جسکی وسعت و آبادی خراسان کے قریب قریب تھی علاء الدین نے

نہایت استقلال واستحکام کے ساتھ حکومت کی، خراسان پر قبضہ کرنے کی طمع ہوئی۔ اہل ہرات کی استدعا پر ہرات کا قصد کیا۔ تین مرتبہ کے محاصرہ کے بعد امان کے ساتھ قابض ہوا۔ سلطان سنجر کے نام کا خطبہ پڑھا۔ پھر بلخ کی جانب بڑھا۔ اسوقت سلطان سنجر کی طرف سے امیر قماج بلخ کی گورنری پر تھا مقابلہ کے وقت اہل بلخ نے دھوکا دیا جس سے امیر قماج کے پاؤں اوکھڑ گئے۔ علاء الدین نے بلخ پر قبضہ کر لیا۔ سلطان سنجر کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی۔ فوجیں لیکر علاء الدین کے مقابلہ پر آیا۔ ایک دوسرے سے گتھ گیا۔ بالآخر سلطان سنجر کو فتح نصیب ہوئی۔ علاء الدین گرفتار کر لیا گیا بعد چندے سلطان سنجر نے خلعت دیکر پھر فیروزکوہ کی حکومت عطا کی۔

بعد اسکے ۵۴۷ھ میں علاء الدین نے غزنین پر یلغار کیا بہرام شاہ میں قوت مقابلہ کی نہ تھی غزنین چھوڑ دیا۔ علاء الدین نے غزنین پر قبضہ حاصل کر کے اپنے بھائی سیف الدین کو حکومت غزنین پر مامور کر کے فیروزکوہ کی جانب مراجعت کی۔ جسوقت موسم سرما آگیا اور برف باری کی وجہ سے فیروزکوہ اور غزنین کا راستہ بند ہو گیا اہل غزنین نے بہرام شاہ کو خط وکتابت کر کے بلا بھیجا چنانچہ بہرام شاہ ہندوستان سے فوجیں لیکر غزنین کے قریب پہونچا اہل غزنین نے سیف الدین کو گرفتار کر کے بہرام شاہ کے حوالہ کر دیا۔ بہرام شاہ نے غزنین پر قبضہ کر کے سیف الدین کو قتل کر ڈالا (بعد اسکے علاء الدین نے بغرض انتقام غزنین پر چڑھائی کی اور بزور تیغ فتح کر کے غزنین کو تاخت وتاراج کیا سارے شہر کو جلا کر خاک وسیاہ کر دیا) جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو۔

علاء الدین و شہاب الدین میں مناقشہ

الغرض جسوقت علاء الدین کی حکومت وسلطنت کو استقلال واستحکام حاصل ہو گیا۔ اپنے مقبوضات اور صوبجات مفتوحہ کے نظم ونسق کی جانب مائل ہوا۔ بلاد غور پر اپنے برادرزادگان غیاث الدین اور شہاب الدین پسران سام بن حسین کو مامور کیا۔ ان دونوں نے نہایت

خوبی سے اپنے مقبوضہ ممالک کا انتظام کیا۔ رعایا کے حقوق کی کامل نگہداشت کی جس سے عام طور سے لوگوں کے قلوب انکی جانب مائل ہو گئے۔ دراندازوں نے انکے چچا علاء الدین سے لگانا بجھانا شروع کر دیا۔ موقع پاکر یہ جڑ دیا کہ شہاب الدین اور غیاث الدین حکومت وسلطنت کے دعویدار ہیں اور آپ پر حملہ کی تیاری کر رہے ہیں علاء الدین نے غیاث الدین وشہاب الدین کو بلا بھیجا۔ کسی وجہ سے نہ آسکے۔ علاء الدین کا شبہ یقین کے حد تک پہونچ گیا۔ فوراً فوجیں مرتب کرکے دونوں کی گرفتاری کو بھیجدیا۔ اتفاق یہ کہ علاء الدین کی فوج کو شکست ہو گئی اور غیاث الدین وشہاب الدین نے علانیہ اپنے چچا کی مخالفت کا اعلان واظہار کرکے اسکے نام کا خطبہ موقوف کر دیا۔ علاء الدین کو اس سے سخت جھلاہٹ پیدا ہوئی۔ دوبارہ فوجیں مرتب کرکے خود بقصد جنگ، غیاث الدین وشہاب الدین پر فوج کشی کی۔ سخت وخونریز جنگ ہوئی، بالآخر علاء الدین کی فوج میدان جنگ سے پھر گھونگھٹ کھا گئی۔ علاء الدین نے امن کا جھنڈا بلند کر دیا۔ خاتمہ جنگ پر غیاث الدین اور شہاب الدین اپنے چچا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اُسکو تخت حکومت پر بٹھلا کر چھوٹوں کی طرح اسکی خدمت میں کھڑے ہوئے۔ علاء الدین اپنے بھتیجوں کی مردانگی اور سعادتمندی سے نہایت خوش ہوا۔ اپنی بیٹی کو غیاث الدین کے عقد نکاح میں دیا اور مرنے کے وقت حکومت وسلطنت کی اس کے حق میں وصیت کر گیا۔

حکومت غیاث الدین

علاء الدین بادشاہ غور نے ۵۵۶ھ میں وفات پائی۔ ابوالفتح غیاث الدین ابن سام ابن حسین دارالحکومت فیروزکوہ میں حسب وصیت اپنے چچا علاء الدین کے سریر حکومت پر متمکن ہوا۔ علاء الدین کی موت سے ہوا خواہان دولت غزنویہ کی بن آئی۔ مجتمع ہو کر ہنگامہ کر دیا اور غزنین کو امراء دولت غوریہ سے چھین لیا۔ غیاث الدین کے قبضہ میں دارالحکومت فیروزکوہ اور اسکے

مضافات اور اسکے بھائی شہاب الدین کی حکومت میں بلاد غور باقی رہ گئے۔ پندرہ برس کے بعد امراء دولت غزنویہ کی بدسلوکی سے اہل غزنیں برداشتہ خاطر ہوئے۔ اس اثناء میں غیاث الدین کی حکومت کو ہر طرح سے استحکام حاصل ہوگیا تھا۔ فوجیں آراستہ کر کے غزنیں پر چڑھائی کر دی۔ خراسانی، غوری فوجیں رکاب میں تھیں۔ ۵۷۱ھ میں دونوں حریف نے صف آرائی کی۔ امراء دولت غزنویہ کو ہزیمت ہوئی۔ غیاث الدین نے کامیابی کے ساتھ غزنیں پر قبضہ کر لیا۔ بعد اسکے کرمان اور شنوران پر دھاوا کیا۔ (یہ کرمان ہندوستان اور غزنیں کے درمیان میں واقع ہے۔ اس سے ملک فارس کا کرمان مقصود نہیں ہے) کرمان اور شنوران کے مفتوح ہونے پر لاہور کی طرف قدم بڑھایا۔ خسرو شاہ (آخری تاجدار دولت غزنویہ) بن بہرام شاہ نے اس سے مطلع ہوکر آگا روکا اور دریا کو عبور نہ کرنے دیا۔ مجبوراً غیاث الدین کو واپس ہونا پڑا۔ واپسی کے وقت بعض پہاڑی مقامات پر جو کہ ہندوستان کے پہاڑوں سے متصل تھے قبضہ کر لیا۔ غزنیں کی حکومت پر اپنے بھائی شہاب الدین کو مقرر کر کے اپنی دارالحکومت فیروزکوہ کی جانب مراجعت کی۔

شہاب الدین کا لاہور پر قبضہ

شہاب الدین نے غزنیں کے فتح کرنے کے بعد اہل غزنیں کے ساتھ مدارات اور نرمی کے برتاؤ کیے حسن سلوک سے پیش آیا جس سے اسکی ہر دلعزیزی بڑھ گئی۔ حکومت وسلطنت کی بنیاد مستحکم ہوگئی۔ ہندوستان کے اکثر سرحدی اور پہاڑی ممالک کو مفتوح کر لیا۔ اسکی ملک گیری وکشورستانی کا سیلاب لاہور تک پہونچ گیا جو اس زمانہ میں خسرو ملک آخری تاجدار دولت غزنویہ کا پایہ تخت تھا۔ ۵۷۹ھ میں شہاب الدین نے خراسان اور بلاد غور سے فوجیں فراہم کر کے لاہور پر فوج کشی کی، دریا کو عبور کر کے لاہور پر محاصرہ ڈال دیا۔ باہم نامہ وپیام شروع ہوا۔ رشتہ مصاہرت کی بنا ڈالی۔

حسب خواہش جاگیریں دینے کا وعدہ کیا مگر شرط یہ لگادی کہ میرے بھائی غیاث الدین کے نام کا خطبہ پڑھا جائے۔ خسرو ملک نے اس سے انکار کر دیا تب شہاب الدین نے محاصرہ میں سختی شروع کی۔ اہل شہر شدت محاصرہ اور طول جنگ سے گھبرا گئے۔ خسرو ملک کو طعن وتشنیع اور الفاظ ناملائم سے یاد کرنے لگے۔ خسرو ملک نے قاضی شہر اور خطیب جامع مسجد کو امن کی درخواست لیکر شہاب الدین کی خدمت میں روانہ کیا۔ چنانچہ شہاب الدین نے درخواست امن منظور کر لی اور فتحیابی کا جھنڈا لئے ہوئے لاہور میں داخل ہوا۔ چند دنوں تک خسرو ملک عزت واحترام کے ساتھ شہاب الدین ہی کی خدمت میں رہا۔ دو مہینہ کے بعد غیاث الدین کا حکم پہونچا کہ خسرو ملک کو معہ اسکے اہل وعیال کے میرے پاس فیروزکوہ میں بھیجدو خسرو ملک کو اس سے خطرہ پیدا ہوا شہاب الدین نے اطمینان دیا قسمیں کھائیں۔ خسرو ملک تن بہ تقدیر معہ اپنے اہل وعیال کے زیرنگرانی ایک دستہ فوج کے فیروزکوہ کی جانب روانہ ہوا۔ غیاث الدین نے پہونچتے ہی خسرو ملک کو معہ اسکے اہل وعیال کے ایک قلعہ میں قید کر دیا۔ خسرو ملک اور اسکے خاندان حکومت کا یہ آخری دور تھا۔

ہرات پر قبضہ جسوقت غیاث الدین کی حکومت کا جھنڈا پایہ تخت لاہور پر گاڑ دیا گیا۔ اپنے بھائی شہاب الدین کو جو لاہور کے فتح پر مامور ہوا تھا لکھ بھیجا کہ منبروں پر میرے نام کا خطبہ پڑھا جاوے اور سلطان کے لقب سے یاد کیا جاؤں۔ میرے نام کے ساتھ یہ الفاظ بطور القاب کے پڑھے جائیں " غیاث الدنیا والدین معین الاسلام والمسلمین قسیم امیر المومنین " ساتھ ہی اپنے بھائی کو بھی "عزالدین" کا خطاب عنایت کیا۔

شہاب الدین مہم لاہور سے فارغ ہو کر اپنے بھائی غیاث الدین کی خدمت میں فیروزکوہ پہونچا، دونوں بھائی ہرات پر قبضہ کرنیکی بابت متفق الرائے ہوئے اور فوجیں مرتب کر کے ہرات کی جانب بڑھے۔ اسوقت ہرات میں سلطان سنجر کی حکومت کا پھریرا اڑ رہا تھا اور

اسکا گورنر معہ فوج کے رہتا تھا۔ غیاث الدین نے ہرات پر پہونچکر محاصرہ ڈالدیا۔ گورنر ہرات مقابلہ نکر سکا۔ امن حاصل کرکے شہر حوالہ کردیا۔ ہرات پر قبضہ کرنے کے بعد بوشنج کی طرف قدم بڑہایا۔ فتحمندی انکے رکاب میں تھی بوشنج پر بھی قبضہ ہوگیا۔ باد غیش کی طرف روانہ ہوے اور اُسکو بھی مفتوح کرلیا۔ ان فتحیابیوں کے بعد غیاث الدین نے فیروزکوہ کی جانب اور شہاب الدین نے غزنیں کی طرف مظفر و منصور معاودت کی۔

فتح اجہ شہاب الدین نے غزنیں میں پہونچکر چند دنوں آرام کرنیکی غرض سے قیام کیا۔ جب فوج تکان سفر و جنگ سے آرام حاصل کرچکی تو شہاب الدین نے ہندوستان پر جہاد کی غرض سے تیاری کا حکم دیا۔ چنانچہ سنہ ۵۷۱ھ میں غزنیں سے روانہ ہوکر شہر اجرہ (یا اجہ) کا محاصرہ کرلیا۔ راجہ اجرہ نے قلعہ بندی کرلی۔ لڑائی کا بازار گرم ہوگیا۔ مدتوں لڑائی کا سلسلہ جاری رہا۔ شہاب الدین نے اس امر کا احساس کرکے کہ جنگ سے کامیابی بدقت اور بدیر حاصل ہوگی رانی سے خط و کتابت شروع کی اور اس سے یہ کہلا بھیجا کہ اگر تم اسکی فتحیابی میں میرا ہاتھ بٹاؤ گی اور میں شہر کو مسخر و مفتوح کرلونگا تو میں تم سے بعد فتحیابی کے نکاح کرلونگا اور تمکو ملکہ جہاں بناؤنگا رانی نے کہلا بھیجا کہ میں تو اس قابل نہیں رہی البتہ میری لڑکی حاضر ہے۔ آپ اس سے عقد کرلیجئے گا۔ اور میرے مال و اسباب کو ہاتھ نہ لگائیے گا شہاب الدین نے اسکو منظور کرلیا۔ رانی نے موقع پاکر راجہ کو زہر دیدیا۔ راجہ مرگیا۔ شہاب الدین نے اس حیلہ سے باسانی شہر پر قبضہ کرلیا۔ اور حسب اقرار و وعدہ راجہ کی لڑکی کو مسلمان کرکے اپنی زوجیت میں لے لیا اور معہ اُسکی ماں کے ارکان اسلام کی تعلیم کی غرض سے بعزت و احترام غزنیں بھیجدیا چند دنوں بعد رانی مرگئی۔ دس برس کے بعد اسکی لڑکی بھی انتقال کرگئی۔

فتح اجرہ کے بعد شہاب الدین نے ہندوستان کو اپنے جہاد و مذہبی جنگ کا جولانگاہ بنالیا

ملہ کاتب کی غلطی ہے سنہ ۵۷۱ھ پڑہو کیونکہ غیاث الدین سنہ ۵۵۸ھ میں بعد وفات علاء الدین جہانسوز تخت نشین ہوا تھا اور یہ واقعہ تخت نشینی کے بعد کا ہے۔ مترجم

متعدد و بیشمار شہروں کو مفتوح کیا۔ اسکی فتحیابی کی موجیں اقصائے ہند میں اس حد تک پہونچیں جہاں تک کہ اسکے پہلے کسی اسلامی مجاہد کا گذر تک نہیں ہوا تھا۔

فتح دہلی فتح اچہ (سندھ) سے راجگان ہندوستان میں ہل چل مچ گئی ہر ایک کو اپنی راج گدی (ریاست) کے سنبھالنے کا خیال پیدا ہو گیا۔ ایک دوسرے سے شہاب الدین کے حملوں سے بچنے کی بابت خط و کتابت کرنے لگا۔ نصیحت، فضیحت اور ملامت کی۔ سبھوں نے امداد باہمی کی قسمیں کھائیں۔ اطراف و جوانب سے فوجیں فراہم کرکے لشکر اسلام کے مقابلہ پر آگئے۔ شہاب الدین بھی غوری، خلجی اور خراسانی فوجیں لیکر خم ٹھونک کر میدان جنگ میں آیا۔ ہنگامہ کارزار شروع ہوا۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد لشکر اسلام کو ہزیمت ہوئی، راجپوتوں نے سختی کے ساتھ قتل کرنا شروع کیا۔ شہاب الدین زخمی ہو کر گھوڑے سے گر پڑا۔ بایاں ہاتھ بیکار ہو گیا سر پر شدید زخم پہونچا۔ بھگدڑ میں کسی کو یہ بھی خبر نہ ہوئی کہ شہاب الدین کہاں ہے؟ اتنے میں رات نے پہونچکر بیچ بچاؤ کر دیا۔ راجپوتوں نے قتل و تعاقب سے ہاتھ کھینچ لیا۔ خدام دولت شہاب الدین کو ڈھونڈھکر زخمیوں اور مقتولوں کے درمیان سے اٹھا لائے۔ کوچ و قیام کرتے ہوئے غزنین پہونچے۔ ہوا خواہان دولت غوریہ اس خبر کو سنکر عیادت کو آئے۔ اطراف و جوانب کے وفود حاضر ہوئے۔ غیاث الدین نے تازہ دم فوج کمک پر بھیجی۔ اور عجلت سے جنگ کرنے پر نصیحت و ملامت کی [1]

[1] شہاب الدین نے ۵۸۷ھ میں غزنین سے ہندوستان پر بغرض جہاد فوج کشی کی، قلعہ بھٹنڈہ کو جو پتھورا والی اجمیر کے مقبوضات سے تھا فتح کر لیا۔ اور ملک ضیاء الدین کو قلعہ دار مقرر کرکے مراجعت کرنا چاہتا تھا کہ دفعتہً یہ خبر مسموع ہوئی کہ پتھورا اور اسکا بھائی کھانڈے رائے والی دہلی باتفاق و پشت گرمی راجگان راجپوت قلعہ بھٹنڈہ کے واپس لینے کو آرہا ہے۔ شہاب الدین یہ سنتے ہی فسخ عزیمت کرکے نکل پڑا۔ مقام ترائن کنارہ دریائے سرستی پر دونوں حریفوں نے صف آرائی کی۔ تھانیسر سے یہ مقام سات کوس اور دہلی سے چالیس کوس کے فاصلہ پر واقع ہے۔ پتھورا دو لاکھ سواروں [بقیہ نوٹ صفحہ ۹ دیکھو

اس ہزیمت سے شہاب الدین کو سخت صدمہ ہوا۔ مدتوں اسی اُدھیڑ بُن میں رہا کہ راجگان ہند سے کب اور کس طرح سے انتقام لیا جائے۔ بالآخر جب غیاث الدین کی تازہ دم فوج بطور امداد آگئی تو شہاب الدین نے دوبارہ ہندوستان کا قصد کیا۔ پتھورا نے کہلا بھیجا کہ "بہتر یہ ہوگا کہ آپ ہندوستان کا قصد نہ کیجئے بلکہ اپنے مقبوضات کو بھی ہمارے حوالہ کر کے ہندوستان سے نکل جائیے ورنہ اس مرتبہ آپکی خیر نہیں ہے"۔ شہاب الدین نے جواب دیا "میں چونکہ خود مختار نہیں ہوں میں اپنے بھائی کو اس سے مطلع کرتا ہوں اگر اجازت واپسی کی آگئی تو میں بیشک واپس چلا جاؤنگا"۔ دونوں حریف مورچہ بندی کئے ہوئے ایک دوسرے کے مقابلہ پر پڑا رہا۔ راجپوتوں نے پورے طور سے حفاظت کا سامان کر لیا تھا۔ دریائے سرستی کے پایاب

بقیہ نوٹ صفحہ ۸] اور تین ہزار زنجیر فیل کی جمعیت سے مقابلہ پر آیا تھا۔ نہایت سخت و خونریز لڑائی ہوئی کشتوں کے پشتے لگ گئے۔ شہاب الدین کا میمنہ و میسرہ بھاگ کھڑا ہوا قلب لشکر میں بھی بھگدڑ مچ گئی۔ لشکریوں کے پاؤں ڈگ گئے۔ لیکن شہاب الدین کمال مردانگی سے لڑتا رہا۔ کھانڈے رائے نے شہاب الدین کی مردانگی سے متاثر ہو کر ہاتھی بڑھایا۔ شہاب الدین نے گھوڑے کو مہمیز کیا۔ گھوڑے نے نہایت تیزی سے اپنے اگلے دونوں پاؤں ہاتھی کی مستک پر رکھدیئے ہاتھی چیخ مار کر بیٹھ گیا شہاب الدین نے جھجھ کا وار کیا وار پورا نہ پڑا کھانڈے رائے کے آگے کے چند دانت ٹوٹ گئے۔ کھانڈے رائے نے جھلا کر تلوار چلائی۔ شہاب الدین کا بایاں ہاتھ بیکار ہو گیا۔ سر پر بھی زخم آیا۔ چکر کھا کر گرا چاہتا تھا کہ ایک خلجی سپاہی پیچھے سے اچک کر شہاب الدین کے گھوڑے پر آرہا اور اسکو سنبھال کر گھوڑے کو بڑھا کر راجپوتوں کے نرغے سے نکل آیا۔

مسلمانوں کی ہزیمت کے بعد کھانڈے رائے اور پتھورا نے قلعہ بھٹنڈہ کا رخ کیا اور پہونچتے ہی محاصرہ کر لیا۔ ایک برس ایک ماہ کے محاصرہ کے بعد بصلح و امان قلعہ مفتوح ہوا۔ دیکھو تاریخ فرشتہ۔ وزین المآثر۔

مقامات کی حفاظت پر فوجیں متعین کردی تھیں۔ کشتیاں ہٹادی گئی تھیں شہاب الدین اس تہیہ و فکر میں تھا کہ کس طرح دریا کو عبور کر کے پتھورا کی فوج پر حملہ کرنا چاہیئے مگر موقع نہ ملتا تھا اور نہ کوئی سامان دریا کے عبور کرنے کا ہمراہ تھا۔ ایک روز ایک ہندو سپاہی لشکر میں آیا اور اس نے ایک پایاب مقام کا پتہ بتلایا۔ شہاب الدین کو خطرہ پیدا ہوا کہ مبادا یہ دھوکا نہ دیتا ہو۔ اسی پس و پیش میں تھا کہ اہل اجرہ اور ملتان کے ایک گروہ نے اسکی تصدیق کی۔ پھر کیا تھا، مسلمانوں کو موقع مل گیا۔ امیر حسن بن حرمیہ غوری نے شب کے وقت اسی پایاب مقام سے ایک فوج دوسرے کنارہ دریا پر اتار دی۔ لڑائی کا بازار گرم ہو گیا۔ محافظین دریا سے میدان خالی ہونے پر شہاب الدین بھی معہ اپنے بقیہ لشکر کے دریا عبور کر کے راجپوتوں کی فوج پر جا پڑا۔ گھمسان لڑائی شروع ہو گئی۔ لشکر اسلام نے ہر چہار طرف سے گھیر کر قتل و پامالی کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ معدودے چند جانبر ہوئے۔ ہزارہا ہندو قید کر لئے گئے۔ پتھورا اثنار دار وگیر میں مارا گیا۔

اس جنگ سے راجگان ہند کے دلوں پر شہاب الدین کے رعب و داب کا سکہ بیٹھ گیا۔ اکثر شہروں پر باسانی قبضہ ہو گیا۔ شہاب الدین نے اُن لوگوں پر جزیہ مقرر کیا اور ان لوگوں نے بخوشی خاطر اسکو قبول کر کے مصالحت کر لی فعل ضمانتی دی۔ شہاب الدین نے دہلی کی حکومت پر قطب الدین ایبک کو مامور کیا۔ دہلی اُس زمانہ میں بھی دارالسلطنت تھی۔ بعد اسکے اپنے لشکر ظفر پیکر کو ہندوستان میں پھیلا دیا جو مشرق میں ہندوستان کو سر کرتا ہوا چین کی سرحد تک پہونچ گیا اور اسقدر فتوحات حاصل کئے کہ اس سے پیشتر کسی کو نصیب نہیں ہوئے تھے۔ یہ کل واقعات ۵۴۸ھ کے ہیں [1]

[1] (مترجم) کاتب کی غلطی ہے "بجائے ۵۴۸ھ کے ۵۸۳ھ پڑھو کیونکہ ۵۸۱ھ تک لاہور خسرو ملک

آخری فرمانروائے ملوک غزنویہ کے قبضہ میں تھا اور یہ لڑائی لاہور پر تسلط حاصل کرنے کے بعد ہوئی ہے۔

یہ لڑائی ہندوستان کی قسمت کی فیصلہ کن لڑائی تھی۔ اس لڑائی کے بعد سے مسلمانوں کے قدم ہندوستان میں جمتے ہیں۔ حکومت و سلطنت کی بنیاد پڑتی ہے۔ اس لڑائی میں ڈیڑھ سو راجگان ہند شہاب الدین سے جنگ کرنے کو آئے تھے۔ کل افواج ہندی کا سردار اعلیٰ پتھورا راجہ اجمیر اور کھانڈے رائے راجہ دہلی تھا تین ہزار کوہ پیکر ہاتھی اور تین لاکھ سوار راجپوت اسکے رکاب میں تھے[1]۔ اور شہاب الدین نے ایک لاکھ فوج سے اُن پر حملہ کیا تھا۔ لاہور میں پہونچکر قوام الملک رکن الدین حمزہ کو دعوت اسلام کا پیام لیکر راجہ پتھورا کے پاس بھیجا۔ پتھورا نے سختی سے جواب دیا پھر جو کچھ اور خط وکتابت ہوئی اسکو تم اوپر پڑھ آئے ہو۔ غرضکہ مقام ترائن قریب دریائے سرستی صف آرائی ہوئی شہاب الدین نے اپنی فوج کو چار حصوں پر تقسیم کردیا تھا اور یہ حکم دیا تھا کہ ہر حصہ فوج باری باری یکے بعد دیگرے حملہ آور ہو۔ لڑتے لڑتے جب عصر کا وقت آجائے تو ثابت قدمی سے دست کش ہوکر آہستہ آہستہ پسپا ہوں۔ راجگان ہند لشکر اسلام کی پسپائی کا خیال کرکے آگے بڑھیں گے۔ اسوقت ما بدولت واقبال کمینگاہ سے نکلکر راجپوتوں پر حملہ آور ہونگے چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا۔ لشکر اسلام کا پیچھے ہٹنا تھا کہ راجپوتوں نے دلیرانہ تعاقب کیا۔ ایک طرف سے شہاب الدین نے اور دوسری جانب سے خرمیل نے دفعۃً حملہ کردیا راجپوتوں کا بڑھتا ہوا جوش رُک گیا۔ کمال بے سروسامانی سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ کھانڈے رائے مع اور راجگان ہند کے مارا گیا۔ پتھورا سرستی کے کنارہ پر گرفتار کرلیا گیا اور شہاب الدین کے حکم سے مار ڈالا گیا۔ بیشمار مال غنیمت ہاتھ آیا۔ قلعہ سرستی ہانسی، کہرام، اسمانہ مسخر ومفتوح ہوگئے۔ بیحد لونڈی غلام گرفتار کرلئے گئے۔ اگلے

---

[1] دیکھو تاریخ فرشتہ مقالہ دوم صفحہ ۵۸

دن جسقدر راجپوت گرفتار کئے گئے تھے شہاب الدین کے حکم سے قتل کر ڈالے گئے۔

قتل محمد بن علاء الدین

علاء الدین کے مرنے بعد اسکا بیٹا محمد غور کے تخت حکومت پر متمکن ہوا۔ ۵۵۸ھ میں فوجیں فراہم کرکے بلخ کا قصد کیا۔ ان دنوں بلخ ترکوں کے قبضہ میں تھا۔ ترکوں نے بھی محمد بن علاء الدین کے آنے کی خبر پاکر مدافعت کی غرض سے خروج کیا۔ ایک روز کسی جاسوس نے ترکوں کو یہ خبر دی کہ محمد بن علاء الدین چند سپاہیوں کو ہمراہ لیکر سیر و شکار کو نکلا ہے۔ چنانچہ چند سواران ترک یہ سنتے ہی روانہ ہوگئے۔ محمد بن علاء الدین سے ایک میدان میں ملاقات ہوگئی۔ محمد بن علاء الدین معہ اپنے چند ہمراہیوں کے مارڈالا گیا۔ دو چار بھاگ کر اپنے لشکر گاہ میں آئے۔ اور اس وحشت ناک واقعہ سے لشکریوں کو مطلع کیا۔ فوج نے اسیوقت لشکرگاہ کو معہ جملہ سامان و اسباب کے چھوڑ کر غور کا راستہ لیا۔ ترکوں نے مال و اسباب لوٹ لیا۔ اور بلا جدال و قتال کے مال غنیمت لیکر بلخ کو واپس آئے۔

غوری اور خوارزم شاہ

ہم اوپر لکھ آئے کہ غیاث الدین اور شہاب الدین پسران ابوالفتح سام بن حسن غوری نے ۵۴۷ھ میں خراسان کی جانب مراجعت کی تھی اور ہرات، بوشنج اور بادغیس پر قبضہ کر لیا تھا۔ یہ واقعہ اُس زمانہ کا ہے جبکہ سلطان سنجر کو ترکوں کے مقابلہ میں ہزیمت ہوئی تھی۔ اور اسکے ملک کو اسکے امراء دولت اور غلاموں نے باہم حصہ بخرہ کر لیا تھا۔ تمام ملک میں طوائف الملوکی پھیلی ہوئی تھی۔ اس سب میں خوارزم شاہ بن اتسز بن محمد بن انوش تکین، والی خوارزم ذوا دم خم کا آدمی تھا۔ ۵۶۸ھ میں اسکا بیٹا سلطان شاہ حکمرانی کرنے لگا۔ علاء الدین تکین (خوارزم شاہ کا دوسرا لڑکا) حکومت و امارت کی بابت اپنے بھائی سے جھگڑ پڑا اور خوارزم کو سلطان شاہ سے چھین لیا۔ سلطان شاہ خوارزم سے نکل کر مرو میں چلا آیا اور ترکوں کے قبضہ سے نکالکر قابض ہوگیا۔ چند دنوں بعد ترکوں

ترکوں نے متفق ہوکر سلطان شاہ کو مرو سے نکال دیا۔ سلطان شاہ نے خطا سے امداد حاصل کی اور انھیں لوگوں سے فوجیں مرتب کرکے دوبارہ مرو پر چڑھائی کی اور ترکوں کو مرو، سرخس، نسا، اور ابیورد سے نکال کر قابض و متصرف ہوگیا۔

اس کامیابی کے بعد خطا کو انکے اصلی وطن کی طرف واپس کیا اور غیاث الدین کو تہدید آمیز خط لکھا کہ ہرات، بوشنج، بادغیس اور جسقدر مملکت خراسان کے شہروں پر قبضہ کرلیا ہے چھوڑ دو" غیاث الدین نے جواب دیا "ان شہروں کا چھوڑنا تو کارے دارد کا مضمون ہے مناسب یہ ہے کہ مرو، سرخس، اور خراسان کے کے جتنے مقامات پر تم نے قبضہ کرلیا ہے وہاں کے منبروں اور جامع مسجدوں میں میرے نام کا خطبہ پڑھا جائے، سلطان شاہ کو اس سے برافروختگی پیدا ہوئی۔ فوجیں مرتب کرکے روانہ ہوا اور بوشنج کا محاصرہ کرلیا مضافات بوشنج میں غارتگری شروع ہوگئی۔ غیاث الدین نے اس خبر سے مطلع ہوکر ایک فوج بسرکردگی والی سجستان اور اپنے بھانجے بہارالدین سام بن بامیاں خراسان کیجانب روانہ کیا۔ ان دنوں اسکا بھائی شہاب الدین یہاں موجود نہ تھا ہندوستان گیا ہوا تھا۔ جسوقت غیاث الدین کا لشکر خراسان میں پہونچا۔ اسوقت سلطان شاہ ہرات کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ مصلحتاً محاصرہ اٹھاکر لوٹ مار کرتا مرو کی جانب واپس آیا۔ غیاث الدین کو دوبارہ تہدید کا خط لکھا۔ غیاث الدین نے اپنے بھائی شہاب الدین کو ہندوستان سے واپس بلابھیجا۔ چنانچہ شہاب الدین ہندوستان کی مہم سے بہت جلد فراغت حاصل کرکے واپس ہوا اور فوجوں کو مرتب و آراستہ کرکے خراسان کی طرف بڑھا۔ سلطان شاہ نے بھی فوجیں فراہم کیں اور طالقان پر آ اترا۔ سلطان شاہ اور غیاث الدین میں خط وکتابت شروع ہوئی۔ مصالحت کی گفتگو ہونے لگی۔ بالآخر سلطان شاہ نے بوشنج اور بادغیس کی واپسی پر مصالحت کا اظہار کیا۔ لیکن شہاب الدین اسپر راضی نہ تھا جنگ

جنگ کی چیخ پکار مچائے تھا اور غیاث الدین اسکو خونریزی و جنگ سے روک رہا تھا۔ اتنے میں سلطان شاہ کا ایلچی اتمام عقد مصالحت کی غرض سے غیاث الدین کے دربار میں حاضر ہوا۔ شہاب الدین اپنے غلادی جوش کو ضبط نکر سکا چلا اٹھا "اس طور سے کبھی صلح نہ ہوگی اور ہرگز ایسی صلح نکرو" شہاب الدین یہ کہکر اٹھ کھڑا ہوا۔ لشکریوں سے مخاطب ہوکر کہا "ایسی صلح سے موت بہتر ہے اٹھو جنگ پر تیار ہو جاؤ" غیاث الدین خاموش ہو گیا۔ سلطان شاہ کا ایلچی بے نیل مرام واپس ہوا اور شہاب الدین فوجیں لیکر مرو الرود کی طرف چلا۔ سلطان شاہ بھی اس سے مطلع ہوکر میدان میں آگیا لیکن پہلے ہی جنگ میں شکست کھاکر بھاگا۔ صرف بیس سواروں کے ساتھ مرو میں داخل ہوا۔ علاء الدین تکش (سلطان شاہ کا بھائی) اس ہزیمت سے مطلع ہوکر سلطان شاہ کے روک ٹوک کو جیحون کی طرف روانہ ہوا سلطان شاہ نے جیحوں سے اعراض کرکے غیاث الدین کے دربار کا راستہ لیا۔ غیاث الدین نے اسکی اور اسکے ہمراہیوں کی عزت افزائی کی۔ اور نہایت عزت واحترام سے اپنے شاہی محلسرا میں ٹھہرایا۔ علاء الدین تکین کو اسکی خبر لگی، غیاث الدین کو لکھ بھیجا "کہ ہمارے مجرم کو ہمارے پاس واپس کردو ورنہ خیر نہیں ہے" غیاث الدین نے جواباً لکھا "وہ میرے پاس پناہ گزیں ہوا ہے میں اسکی سفارش کرتا ہوں، مناسب یہ ہے کہ اس سے تم مصالحت کرلو ورنہ میرے اور تمہارے مراسم دوستانہ منقطع ہو جائینگے" اسی خط میں یہ بھی لکھا تھا کہ آئندہ سے تم خوارزم میں میرے نام کا خطبہ پڑھو اور رسم دوستی مضبوط کرنے کی غرض سے اپنی بہن کا عقد میرے بھائی شہاب الدین سے کردو۔ علاء الدین تکین کو اس جواب سے سکتہ سا ہو گیا۔ پھر کچھ سوچ سمجھ کر سختی سے انکاری جواب دیا۔ غیاث الدین نے اپنی کل فوج کو خوارزم پر یلغار کرنیکا حکم دیدیا۔ مزید براں والی نیشاپور کو لکھ بھیجا کہ میرا لشکر خوارزم پر حملہ کرنے کو جاتا ہے تم بھی اپنی کل فوج کو مجتمع کرلو اور اسکی

کمک پر تیار رہو۔ علاء الدین تکیں کو اسکی خبر لگی۔ پہلے تو اپنے بھائی سلطان شاہ اور غیاث الدین کی فوج سے جنگ کرنے پر مستعد ہو کر خوارزم سے نکلا پھر یہ سوچ کر کہ مبادا دوسرے جانب سے خوارزم پر آکر قبضہ نکرلیں، خوارزم کیجانب واپس آیا اور جس قدر مال واسباب اوٹھاسکا لیکر ترکان خطا کے پاس چلا گیا۔ فقہاء او علماء خوارزم، غوری لشکرگاہ میں حاضر ہوئے، صلح کا پیام دیا اور یہ عرض کی کہ چونکہ علاء الدین نے ترکان خطاء سے میل جول پیدا کرلیا ہے پس مناسب ہے کہ آپ مرو کو اپنا مقر حکومت بنائے تاکہ علاء الدین کے آیندہ خطرات سے ہم لوگ محفوظ وماموں رہیں یا اُس سے مصالحت کر لیجیے،، شہاب الدین نے یہ درخواست منظور کر لی اور بلاکسی شرط کے مصالحت کر کے واپس آیا۔

فتح اجمیر سنہ ۵۸۳ھ میں شہاب الدین اپنا لشکر ظفر پیکر لئے ہوئے بقصد تسخیر بلاد اجمیر ہندوستان کی جانب روانہ ہوا تھا۔ بلاد اجمیر کو اسوقت ولایت سواک کے نام سے موسوم کرتے تھے اسکے حکمراں کا نام کوکہ تھا۔ شہاب الدین نے فتح دہلی کے بعد جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو قلعہ سرستی، ہانسی، سمانہ، کہرام پر بھی قبضہ کرلیا۔ اس سے راجہ اجمیر کو برہمی پیدا ہوئی۔ فوجیں فراہم کرکے لشکر اسلام سے جنگ کرنے کو نکلا۔ فوج کو میمنہ ومیسرہ پر مرتب کیا مقدمۃ الجیش میں ہاتھیوں کی ایک کافی تعداد رکھی شہاب الدین کی فوج بھی میدان میں آگئی لڑائی نہایت سختی سے شروع ہوئی۔ اتفاق یہ کہ عساکر اسلامیہ کا میمنہ ومیسرہ (دایاں اور بایاں بازو) ہزیمت اُٹھاکر بھاگ نکلا۔ راجپوت حملہ کرتے ہوئے قلب لشکر تک پہونچ گئے۔ ایک فیل سوار راجپوت نے شہاب الدین کی طرف ہاتھی بڑھایا۔ شہاب الدین نے نیزہ چلایا۔ وار پورا نہ ہوا۔ چند دانت آگے کے ٹوٹ گئے۔ راجپوت نے تلوار کا وار کیا۔ شہاب الدین کے بازو میں سخت چوٹ آئی گھوڑے سے زمین پر آرہا۔ ہمراہیان شہاب الدین جی توڑ کر لڑتے رہے

بالآخر اپنے زخمی سردار کو کسی نہ کسی طرح اٹھا کر لے بھاگے۔ اتنے میں رات ہو گئی۔ راجپوتوں نے تعاقب اور قتل سے ہاتھ کھینچ لیا۔

(مترجم) اس تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ شہاب الدین کو راجپوتوں کے مقابلہ میں دوبار ہزیمت ہوئی ایک فتح دہلی کے پہلے دوسری فتح اجمیر کے پیشتر۔ اور دونوں لڑائیوں میں اسکا بازو زخمی ہوا تھا اور گھوڑے سے زمین پر آرہا تھا۔ لیکن واقعات کو ترتیب دینے سے معلوم ہوتا ہے کہ شہاب الدین کو پہلی شکست ۵۷۴ھ میں بمقابلہ راجہ بھیم دیو والی سندھ گجرات ہوئی تھی اور اسمیں اسکے بازو پر کوئی زخم وآسیب نہیں پہونچا تھا۔ دوسری شکست فتح دہلی کے پیشتر ہوئی جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو۔ اسمیں شہاب الدین کا بازو بیکار ہوا تھا۔ میرے نزدیک فتح دہلی کے بعد شہاب الدین کو کوئی شکست نہیں ہوئی۔ اجمیر پر فتح دہلی کے بعد ہی قبضہ ہو گیا تھا کیونکہ فتح دہلی کے پہلے پتھورا اور اس کا بھائی کھانڈے رائے مارا گیا تھا۔ لڑائی کس سے ہوئی اور کس نے شکست دی۔ (مترجم)

معرکہ جنگ سے کچھ دور نکل آنے کے بعد زخم سے اسقدر خون نکلا کہ شہاب الدین بے ہوش ہو گیا۔ پالکی میں سوار کرا کے لاہور لایا گیا۔ چندروز قیام کے بعد جب ذرا ہوش وحواس درست ہوئے تو غزنیں کی طرف کوچ کیا۔ چنانچہ غزنیں میں ۵۸۸ھ تک مقیم رہا۔ ۵۸۸ھ میں شہاب الدین نے غزنیں سے ہندوستان کی جانب بغرض جہاد کوچ کیا۔ مقصود یہ تھا کہ اس ہزیمت کا جسکو تم اوپر پڑھ آئے ہو راجپوتوں سے بدلہ لے۔ جس زمانہ سے شہاب الدین راجپوتوں سے شکست کھا کر واپس گیا تھا۔ سرداران لشکر اور امراء دربار کو حاضری دربار کی اجازت نہ دی تھی۔ انکے منہ دیکھنے کا روادار نہیں تھا۔ چنانچہ بلامشورہ سرداران لشکر دفعۃً غزنیں سے لشکر کو کوچ کا حکم دیا۔ کوچ وقیام کرتا ہوا پشاور پہونچا۔ سرداران غور میں سے ایک پیرکہن سال نے حاضر ہو کر معذرت کی دریافت کیا "کس طرف کا قصد ہے" شہاب الدین نے جواب دیا "مجھے سرداران لشکر اور امراء

دربار پر اطمینان نہیں ہے انہوں نے مجھے گذشتہ لڑائی میں تنہا میدان جنگ میں چھوڑ دیا تھا اسوجہ سے میں اُن سے کچھ راز نہیں بتلانا چاہتا اور نہ میں اُنکا منہ دیکھونگا جب تک راجپوتوں سے ہزیمت کا بدلہ نہ لے لونگا، مجھے چین نہ آئے گا۔ پیر کہن سال نے عرض کی ،، وہ ایک اتفاقی اور تقدیری امر تھا جو پیش آگیا۔ کل سرداران لشکر جان نثاری پر تیار ہیں جہاں بادشاہ کا پسینہ گرے ▮ ہاں وہ خون گرانے کو موجود ہیں آپ انکی خطائیں معاف فرمادیجئے وہ لوگ خود کردہ پر پشیمان و نادم ہیں،، شہاب الدین کو یہ باتیں پسند آگئیں، امراء لشکر کو حاضری کی اجازت دی۔ اور حسب درجہ ہر ایک کو خوشنودی مزاج کا خلعت عنایت کی۔

پشاور سے نکلکر اُسی میدان میں پہونچا جہاں کہ پہلی لڑائی ہوئی تھی۔ اثناء راہ میں جسقدر دیہات قصبات اور شہر ملے سبھوں کو مفتوح کر لیا۔ راجپوتوں نے اس سے مطلع ہو کر بہت بڑی جمعیت سے مقابلہ کیا۔ شہاب الدین لڑائی چھیڑ کر آہستہ آہستہ پیچھے ہٹا۔ یہاں تک کہ بلاد اسلامیہ کے قریب پہونچ گیا۔ صرف تین منزل باقی رہ گیا راجپوت تعاقب کرتے چلے آئے۔ شہاب الدین نے اپنے لشکر ظفر پیکر میں سے ستر ہزار سواروں کو حکم دیا کہ موکب ہمایوں سے علیحدہ ہو کر چکر کاٹ کر راجپوتوں پر پیچھے سے حملہ آور ہوں۔ اس اثناء میں رات ہوگئی۔ دونوں حریف جنگ و تعاقب سے رک رہے صبح ہوتے ہی ان سواران نے جو موکب ہمایوں سے علیحدہ ہوگئے تھے راجپوتوں پر پس پشت سے حملہ کیا اور آگے سے شہاب الدین نے تلواروں پر رکھ لیا۔ راجپوتوں کے لشکر میں بہت بڑی ہل چل مچ گئی۔ راجپوتوں کا سردار لشکر ہاتھی پر تھا۔ اور کر گھوڑے پر سوار ہوا۔ ہمراہیوں نے اس سے مخالفت کی اور پھر دوبارہ اسکو ہاتھی پر سوار کرایا۔ ہاتھیوں کے پاؤں کو زنجیروں سے جکڑ دیا، مرنے اور مارنے کی قسمیں کھائیں۔ بہت بڑی خونریز لڑائی ہوئی بالآخر لشکر اسلام کو فتح نصیب ہوئی۔ راجپوتوں میں بھگدڑ مچ گئی۔ سردار

لشکر گرفتار ہو کر دربار شاہی میں پیش کیا گیا۔ لوگوں نے بنظر توہین اسکی داڑھی پکڑ کر اسقدر گھسیٹا کہ سر زمین سے لگ گیا۔ پھر حکم شاہی سے قتل کر ڈالا گیا۔ راجپوتوں میں سے معدودے چند جانبر ہوئے۔ بہت سامال غنیمت ہاتھ آیا۔ ازانجملہ ہاتھیوں کا ایک جھنڈ تھا۔

اس فتحیابی کے بعد شہاب الدین نے اجمیر کا قصد کیا۔ یہ بہت بڑا قلعہ تھا اور راجپوتوں کے دار السلطنت ہونے کا اسکو فخر حاصل تھا راجپوتوں میں اسکی بچانیکی قوت باقی نہ رہ گئی تھی باسانی تمام مسخر ہو گیا۔ اجمیر کے مفتوح ہونے سے جتنے شہر اسکے قرب وجوار میں تھے وہ بھی مفتوح ہو گئے۔ شہاب الدین نے اپنے مملوک قطب الدین ایبک کو جو اسکی طرف سے دہلی کا گورنر تھا ان شہروں کی حکومت عنایت کی اور غزنین کی جانب مراجعت کی

فتح بنارس وگوالیار شہاب الدین روانگی غزنین کے وقت اپنے مملوک اور گورنر ہندوستان قطب الدین ایبک کو ہدایت کر گیا تھا کہ وقتاً فوقتاً ہندوستان کے شہروں پر جہاد کرتے رہنا۔ چنانچہ اس ہدایت کے مطابق قطب الدین ایبک نے اکثر مقامات[1] پر بغرض جہاد فوج کشی کی اور مظفر و منصور رہا۔ راجہ بنارس[2] کو اس سے خطرہ پیدا ہوا

راجہ بنارس راجگان ہند میں ایک خاص امتیاز رکھتا تھا بلحاظ رقبہ حکومت بھی سب سے بڑا تھا۔ اسکی حکومت مشرق میں حدود چین تک پھیلی ہوئی تھی مغرب میں لاہور

[1] میرٹھ کا قلعہ پتھورا کے خویش کے قبضہ میں تھا قطب الدین نے بعد واپسی شہاب الدین اسپر جہاد کیا اور بزور تیغ قابض ہو گیا بعد اسکے ۵۸۹ھ میں شہر کول (علیگڈھ) کو مفتوح کیا۔ دہلی کا قلعہ اسوقت تک ہندوؤں ہی کے قبضہ میں تھا قطب الدین نے اسکی اہمیت کا احساس کر کے اسکو بھی مسخر کر لیا اور اپنا مقر حکومت بنایا (تاریخ فرشتہ مقالہ دوم صفحہ ۵۰ طبقات ناصری صفحہ ۱۲۰)

[2] بنارس کے راجہ کا نام جے چند تھا۔ قنوج بھی اسی کے دائرہ حکومت میں تھا۔ مقام چندوار اور اٹاوہ میں مسلمانوں اور راجپوتوں نے صف آرائی کی تھی۔ لشکر اسلام کے مقدمۃ الجیش پر قطب الدین ایبک تھا۔ تقریباً پانچ سو زنجیر فیل جے چند کی فوج میں تھے تاریخ فرشتہ مقالہ دوم صفحہ ۵۸

کے قریب تک اسکی حکومت کا اثر پہونچا ہوا تھا قنوج وغیرہ بھی اسی کے مقبوضات میں تھے۔ ان شہروں میں زمانہ سلطان محمود سے اسلام کی تخم ریزی ہوگئی تھی اور مسلمانوں کی آبادی تھی۔ راجہ بنارس نے ان مسلمانوں کو بھی اپنی فوج میں شامل کرلیا اور نہایت اہتمام و کمال نخوت سے فوج کثیر لئے ہوئے ۵۹۰ھ میں شہاب الدین کے مقبوضات کی طرف بڑھا۔ دریا ماحون پر جو دجلہ کا ہم پلہ ہے دونوں حریف نے صف آرائی کی۔ سخت و خونریز جنگ[۱] ہوئی۔ لشکر اسلام نہایت استقلال سے لڑتا رہا۔ بالآخر فتح نصیب ہوئی۔ لشکر کفار پامال کیا گیا۔ راجہ بنارس اثنار دار و گیر میں مارا گیا۔ بیشمار مال غنیمت ہاتھ آیا۔ ہزارہا لونڈی غلام بنائے گئے۔ بڑے بڑے سورما راجپوتوں کے لڑکے گرفتار کرلئے گئے۔ نوے[۲] ہاتھی مسلمانوں کے ہاتھ لگے باقی بھاگ گئے اور بعض مار ڈالے گئے۔ شہاب الدین مظفر و منصور بنارس میں داخل ہوا۔ ایک ہزار چار سو اونٹوں پر خزانہ بار کرا کے غزنین کیجانب مراجعت کر دی[۳]

۱؎ یہ لڑائی بمقام چندوار و اٹاوہ میں ہوئی تھی۔ دیکھو تاریخ منہاج سراج جرجانی جو شہاب الدین کے لشکر کا قاضی اور اسکے ہمراہ تھا۔

۲؎ منہاج سراج میں لکھا ہے کہ تین سو زنجیر فیل اس لڑائی میں مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔

۳؎ شہاب الدین کی واپسی کے بعد ہیمراج نے جو پتھورا کا داماد تھا باتفاق پسر پتھورا اجمیر کے واپس لینے کی غرض سے خروج کیا۔ والی اجمیر ان دنوں شہاب الدین کیجانب سے کولہ پسر پتھورا تھا۔ چنانچہ کولہ نے اجمیر کو ہیمراج کے حوالہ کردیا۔ قطب الدین ایبک کو اسکی خبر لگی آگ بگولا ہوگیا۔ لشکر آراستہ کرکے ہیمراج پر چڑھ آیا۔ ہیمراج نے بھی فوج کثیر سے مقابلہ کیا۔ بہت بڑی لڑائی ہوئی۔ آخرکار ہیمراج مارا گیا اور اجمیر پر قطب الدین ایبک کا قبضہ ہوگیا اسی زمانہ سے اجمیر میں مسلمان حاکم رہنے لگا۔

قطب الدین ایبک نے اجمیر پر فتحیابی حاصل کرکے نہروانہ گجرات کی طرف قدم بڑھایا۔ بھیم دیو نہروانہ کا راجہ مقابلہ پر آیا۔ یہ وہی بھیم دیو ہے جسنے پہلی بار قبل قبضہ لاہور شہاب الدین کو ہزیمت دی تھی۔ غرضکہ دونوں حریف جی توڑ کر لڑے قطب الدین ایبک کو کامیابی ہوئی بیشمار مال غنیمت ہاتھ آیا بعد اسکے حسب طلب شہاب الدین غزنین گیا اور پھر وہاں سے دہلی واپس آیا۔

۵۹۲ھ میں شہاب الدین نے پھر ہندوستان پر بغرض جہاد حملہ کیا۔ اپنا لشکر ظفر پیکر لئے ہوئے غزنین سے روانہ ہوا قلعہ بھنکر پر پہونچ کر محاصرہ ڈالدیا۔ چند دنوں کے محاصرہ کے بعد بصلح وامان مسخر ومفتوح ہوگیا۔ تھوڑی سی فوج مع ایک سردار کے اسکی حفاظت پر مامور کرکے قلعہ گوالیار کی طرف بڑھا بھنکر سے گوالیار پانچ منزلوں کی مسافت پر تھا۔ درمیان میں ایک بڑی نہر حائل تھی پہونچتے ہی ہر چہار طرف سے گھیر لیا۔ بالآخر گوالیار بھی بصلح بمعاوضہ تحت مفتوح ہوا سالانہ خراج مقرر کیا گیا راجہ گوالیار نے ایک ہاتھی سونا نذر کیا۔ شہاب الدین نے واپسی کا حکم دیدیا۔ بلاد ابی اسود کو غارت اور پامال کرتا ہزاروں کو قید اور لونڈی وغلام بناتا ہوا مظفر ومنصور غزنین چلا گیا۔

غوریوں کا بلخ پر قبضہ

شہر بلخ پر ترکمانان خطا نے قبضہ حاصل کرلیا تھا۔ ازبہ نامی ایک سرداران ترکمانوں کا حاکم تھا۔ وراء النہر والے سالانہ اسکو خراج ادا کرتے تھے ۵۹۴ھ میں ازبہ مرگیا۔ بہاء الدین سام بن محمد بن مسعود والی بامیان نے اپنے ماموں غیاث الدین کی جانب سے بلخ پر فوج کشی کردی۔ اور قبضہ حاصل کرکے خراج بھیجنا بند کردیا۔ غیاث الدین کے نام کا خطبہ پڑھا۔ اور ممالک اسلامیہ میں داخل کرلیا۔ اس سے پیشتر کفار کے قبضہ میں تھا۔ ترکمانوں کو اس سے اشتعال پیدا ہوا غوریوں سے بگڑ جانے پر تل گئے۔ اتفاق یہ کہ انہیں دنوں علاء الدین تکش والی خوارزم نے انہیں ترکمانوں کے پاس اپنی ایک سفارت بھیجی اور انکو غیاث الدین کے مقبوضات پر دست درازی کی ترغیب دی سبب یہ تھا کہ علاء الدین نے رے، ہمدان، اصفہان اور انکے درمیانی شہروں کو دبا لیا تھا خلافت مآب کے لشکر سے چھیڑ چھاڑ کی تھی۔ دربار خلافت بغداد میں یہ درخواست کی تھی کہ جامع بغداد میں بجائے ملوک سلجوقیہ کے میرا نام خطبہ میں داخل کیا جائے۔ خلافت مآب نے اسکا انکاری جواب دیا تھا اور ان افعال سے بیزاری اور ناراضگی ظاہر کی تھی سلطان شاہ کے معاملات اور اسکے مقبوضات

کے لیے لینے پر ابھار دی تھی۔ انھیں واقعات سے علاء الدین تکش کو ترکان خطا سے سازش کرنے کی تحریک پیدا ہوئی چنانچہ علاء الدین کی ترغیب و سازش سے ادھر ترکوں کے بادشاہ نے ایک فوج کثیر بسرکردگی اپنے سپہ سالار افواج کے غیاث الدین کے مقبوضات پر حملہ کرنیکی غرض سے روانہ کیا۔ دریا کو عبور کرکے غوری مقبوضات کی طرف بڑھے اُدھر علاء الدین تکش نے طوس کی طرف محاصرہ کی غرض سے قدم بڑھایا۔ غیاث الدین اسوقت عارضہ نقرس میں مبتلا تھا۔ نقل و حرکت سے مجبور تھا ترکوں نے غارت گری شروع کردی جیسی کچھ مشیت الٰہی تھی بلاد اسلام آفات و مصائب کا نشانہ بن گئے۔ ترکوں نے بہاء الدین کو گھیر لیا۔ بہت سخت لڑائی ہوئی۔ لشکر اسلام نہایت استقلال اور ثابت قدمی سے لڑتا رہا۔ اس اثناء میں غیاث الدین کی بھیجی ہوئی کمک آپہونچی لشکر اسلام کے دل بانسوں بڑھ گئے۔ سبھوں نے مجموعی قوت سے حملہ کیا۔ ترکوں کے پاؤں اُکھڑ گئے شکست کھا کر جیحوں کی طرف بھاگے۔ بہتیرے بخوف گرفتاری و قید دریا میں کود پڑے موج کے تھپیڑوں سے ہلاک ہو گئے جنکی تعداد بارہ ہزار تھی۔ اور اکثر قتل و قید کر لیے گئے معدود چند جانبر ہوکر داستان غم سنانے کو اپنے بادشاہ کے پاس پہونچے۔ بادشاہ ترک کو اس واقعہ سے سخت صدمہ ہوا۔ علاء الدین تکش کو لکھا "تمہاری بدولت ہماری قوم و فوج کو ہلاکت کا سامنا کرنا پڑا۔ تمہارے ہی تحریک سے ہم نے غیاث الدین کے مقبوضات کی طرف قدم بڑھایا تھا۔ تم نے ہمکو دھوکا دیا۔ بہتر یہ ہے کہ ہمارے نقصانات کی تلافی کرو ہمارے مقتولوں کا خونبہا دو اور جسطرح ممکن ہو ہمارے دربار میں حاضر آؤ" اس تحریر کے دیکھنے سے علاء الدین کے حواس بجا نہ رہے، غیاث الدین سے میل جول پیدا کی ترکانوں کی زیادتی کی شکایت کی۔ غیاث الدین نے ملامتانہ جواب دیا۔ دربار خلافت کی نافرمانی پر نصیحت فضیحت کی۔ یہی اسباب تھے جن سے علاء الدین اور ترکمانوں میں مخالفت پیدا ہوئی اور بخارا کو اس نے انکے ہاتھوں سے نکال لیا جیسا کہ آئندہ انکے حالات میں لکھا جائیگا

غوریوں کا خراسان پر قبضہ

ان واقعات کے بعد علاء الدین تکش نے جسکا ذکر تم اوپر پڑھ آئے ہو سفر آخرت اختیار کیا اس نے خراسان، بلاد رے اور بلاد جبال پر اپنی قوت بازو سے قبضہ کر لیا تھا۔ اسکے مرنے پر اسکا بیٹا قطب الدین حکمراں ہوا، علاء الدین کا لقب اختیار کیا۔

علاء الدین ثانی نے اپنے بھائی علی شاہ کو خراسان کی حکومت پر مامور کیا، نیشاپور کو بطور جاگیر مرحمت کیا۔ ہندو خاں ابن ملک شاہ برادر علی شاہ و علاء الدین اپنے چچا علی شاہ کے خوف سے مرو چلا گیا فوج کی فراہمی اور ترتیب میں مصروف ہوا۔ اسکی خبر اسکے چچا علاء الدین محمد کو ہوئی ایک لشکر بسرکردگی جنبقر ترکی ہندو خاں کی گرفتاری کو بھیجدیا۔ ہندو خاں نے مرو کو بھی خیر آباد کہہ کر غیاث الدین کی خدمت میں جاکر پناہ لی اور اپنے چچا کے مقابلہ میں امداد کا خواستگار ہوا۔ غیاث الدین نے عزت و احترام سے ٹھہرایا، امداد دینے کا وعدہ کیا۔

جنبقر ترکی بعد روانگی ہندو خاں مرو میں داخل ہوا۔ ولا خان اور اسکی ماں کو عزت کے ساتھ خوارزم کی طرف بھیجدیا۔ غیاث الدین نے جیسا کہ اس نے ہندو خاں سے وعدہ کیا تھا اسکے چچا علاء الدین سے چھیڑ چھاڑ شروع کی۔ محمد بن خرنک والی طالقان کو جنبقر ترکی کے مقبوضات کی طرف بڑھنے کو لکھ بھیجا چنانچہ محمد بن خرنک نے مرو الروذ پر قبضہ حاصل کر لیا[ل] ...... اور جنبقر ترکی کو اس امر کا پیام دیا کہ مرو میں سلطان غیاث الدین کے نام کا خطبہ پڑھا جائے اور بصورت خلاف ورزی مرو کے قبضہ سے ہاتھ اٹھالے جنبقر ترکی نے بظاہر اس پیام کا نہایت سختی سے جواب دیا لیکن درپردہ سلطان غیاث الدین کی خدمت میں عرضداشت بھیجدی کہ مرو آپ کا ہے میں آپ کا غلام ہوں مجھے اپنی جان کی امن دیجائے، غیاث الدین کو اس سے صوبجات خراسان و مرو پر قبضہ کر لینے کی طمع دامنگیر

ل اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔ جگہ خالی ہے۔

ہوئی اپنے بھائی شہاب الدین کو خراسان پر قبضہ کر لینے کو لکھ بھیجا۔ چنانچہ شہاب الدین ۵۹۱ھ کے نصف اول کو ختم کر کے غزنیں سے بقصد خراسان روانہ ہوا۔ جس وقت طالقان میں پہنچا جنبقر ترکی والی مرو نے درپردہ مقابلہ کی تیاری کی اور علانیہ کہلا بھیجا کہ میں آپکا مطیع ہوں۔ پس جب شہاب الدین مرو پر پہونچا جنبقر ترکی فوجیں لیکر مقابلہ پر آیا۔ لڑائی ہوئی۔ شہاب الدین نے اسکو شکست دیکر شہر پناہ کے توڑنے کی غرض سے ہاتھیوں کو بڑھایا۔ جنبقر ترکی نے کہلا بھیجا کہ میں آپ کا مطیع و فرمانبردار ہوں آپ شہر پناہ کو مسمار نہ کیجیے۔ قلعہ کی کنجیاں حاضر ہیں،، شہاب الدین نے مرو پر قبضہ حاصل کر کے اپنے بھائی غیاث الدین کو بشارت فتح کا نامہ لکھا۔ اور جنبقر ترکی کو بعزت و احترام ہرات بھیجدیا، ہندوخان بن ملک شاہ کو مرو کی حکومت عنایت کی اہل مرو کے ساتھ حسن سلوک اور احسان سے برتاؤ کرنے کی ہدایت فرمائی۔

شہاب الدین نے مہم مرو سے فراغت حاصل کر کے سرخس کی طرف قدم بڑھایا۔ تین ماہ کے محاصرہ کے بعد بصلح و امان شہر پر قبضہ حاصل کیا، علی شاہ اسوقت نیشاپور میں تھا اور اپنے بھائی علاء الدین محمد کی طرف سے خراسان پر حکومت کر رہا تھا۔ شہاب الدین نے دھمکی دی کہ اگر تم شاہی علم حکومت کی اطاعت قبول نکرو گے تو تمہاری خیر نہیں ہے جنگ کے لئے تیار رہو، علی شاہ نے کچھ جواب نہ دیا شہر کی قلعہ بندی کر لی۔ بیرون شہر کی عمارتیں مسمار کرادیں، باغات اور جنگل کٹوا ڈالے، محمود بن غیاث الدین نے ایک جانب سے شہر پر حملہ کیا۔ اور ایسے حملے متواتر کئے کہ علی شاہ سنبھل نہ سکا۔ شہر پناہ کے ایک حصہ پر قبضہ کر لیا اور اپنے باپ کا جھنڈا شہر پناہ کی دیوار پر گاڑ دیا۔ دوسری جانب سے شہاب الدین نے حملہ کیا تھا اور اس طرف کی شہر پناہ کی دیوار بھی شہاب الدین کے حملہ سے زمیں دوز ہو گئی تھی۔ دونوں چچا اور بھتیجہ دو طرف سے شہر میں داخل ہو گئے لشکریوں نے تاخت و تاراج شروع کر دیا،۔ اہل شہر نے امن کی درخواست

کی، لوٹ مار سوقوف کردی گئی، خوارزمیوں نے جامع مسجد میں جاکر پناہ لی۔ اہل شہر نے ایک ایک کو گرفتار کرکے شہاب الدین کے حوالہ کردیا۔

خراسان کو سر کرکے شہاب الدین نے قہستان کی جانب کوچ کیا۔ کسی نے یہ خبر دی کہ قہستان کے قرب وجوار میں ایک قصبہ ہے جہاں کے رہنے والے اسماعیلیہ مذہب کے پیرو ہیں، شہاب الدین نے یہ سنتے ہی اس قصبہ پر دھاوا کردیا اور بزور تیغ گھس پڑا۔ جو مقابلہ پر آیا اسکو تہ تیغ کیا۔ عورتوں، بچوں کو قید کرلیا۔ قصابہ کو ویران کردیا، اسی قصبہ کے قرب میں ایک دوسرا شہر تھا اور یہاں کے رہنے والے بھی اسماعیلیہ فرقہ کے تھے شہاب الدین نے اس شہر والوں کے ساتھ بھی وہی برتاؤ کیے والی قہستان نے غیاث الدین کی خدمت میں شہاب الدین کے حملوں کی شکایت لکھی اور معاہدہ سابق کو یاد دلایا، غیاث الدین نے اپنے بھائی شہاب الدین کو قہستان پر آئندہ حملہ کرنے سے روکا اور واپس آنے پر مجبور کیا چنانچہ شہاب الدین بجبر واکراہ حسب حکم غیاث الدین قہستان سے غزنیں کی جانب واپس ہوا۔

فتح نہر والہ شہاب الدین نے بحکم اپنے بھائی غیاث الدین کے خراسان سے بجبر واکراہ مراجعت کی، لیکن غزنیں نہ گیا۔ جہاد کا شوق دل میں بھرا ہوا تھا ہندوستان کا راستہ اختیار کیا یہ واقعہ ۵۹۰ھ کا ہے۔ مقدمۃ الجیش پر اسکا مملوک قطب الدین ایبک تھا۔ ہندوستانی فوج سے نہر والہ کے قرب مقابلہ ہوا۔ ایبک نے پہلے ہی حملہ میں راجپوتوں کو ہزیمت دی اور انکو قتل وپامال کرتا ہوا نہر والہ کی طرف بڑھا اور بزور تیغ اسپر قبضہ کرلیا۔ والی نہر والہ بحال پریشان نہر والہ چھوڑ کر بھاگ گیا۔ لیکن شہاب الدین نے یہ خیال قائم کرکے کہ نہر والہ بغیر قیام کیے ہوئے قبضہ میں نہیں رہ سکتا والی نہر والہ سے سالانہ خراج پر مصالحت کرکے غزنیں کی جانب مراجعت کردی [1]

[1] شہاب الدین کی واپسی کے بعد راجپوتوں نے قطب الدین ایبک سے چھیڑ چھاڑ شروع کی قطب الدین نے انکو نیچا دکھایا اور قلعہ کالپی کالنجر اور بدایوں کو ۵۹۹ھ میں مفتوح کرلیا۔ دیکھو تاریخ فرشتہ مقالہ دوم صفحہ ۵۹

علاء الدین کا دوبارہ خراسان پر قبضہ

جسوقت عساکر غوریہ نے خراسان کے جن شہروں اور مقامات پر قبضہ کرنا تھا قبضہ کر کے خراسان سے مراجعت کی اور شہاب الدین بجائے غزنیں واپس جانے کے بقصد جہاد ہندوستان کی طرف چلا گیا اسوقت علاء الدین محمد والی خوارزم نے غیاث الدین کے پاس عتاب آمود خط بھیجا۔ کہ شہاب الدین نے خراسان میں بیحد زیادتیاں کیں ہیں بہتر یہ کہ جن مقامات اور شہروں پر شہاب الدین نے قبضہ حاصل کر لیا ہے وہ پھر حکومت خوارزم کو واپس وید ئے جائیں ورنہ خطا کے ترکمانوں کو تمہارے مقابلہ پر بلا دونگا۔ غیاث الدین نے اسکا کچھ جواب ندیا۔ علاء الدین نے ترکمانوں سے سازباز شروع کی اتنے میں شہاب الدین ہندوستان سے واپس آگیا۔ علاء الدین کو اسکی خبر نہ تھی ترکمانوں کی سازش کی بناء پر غیاث الدین کے گورنر خراسان کو نیشاپور چھوڑ دینے کو لکھا اور بہ صورت نیشاپور نہ چھوڑنے کے جنگ کی دہمکی دی گورنر خراسان نے غیاث الدین کی خدمت میں اسکی اطلاعی رپورٹ بھیجی اور اس امر سے بھی مطلع کیا کہ اہل نیشاپور کا میلان طبع دشمنان دولت کی طرف ہے غیاث الدین نے مدد بھیجنے کا وعدہ کیا اور علاء الدین کی مدافعت کی ہدایت و تاکید کی آخری ۵۹۹ھ میں علاء الدین والی خوارزم نے فوجیں آراستہ کر کے نیشاپور کے واپس لینے کو خروج کیا جسوقت نسا اور ابیورد کے قریب پہونچا ہندوخان بن ملک شاہ (علاء الدین کا بھتیجہ) بھاگ گیا مرتا کھپتا بحال پریشان غیاث الدین کی خدمت میں فیروزکوہ پہونچا علاء الدین نے بلا مزاحمت وجنگ شہر مرو پر قبضہ حاصل کر کے نیشاپور کی طرف قدم بڑھایا۔ دو مہینہ تک محاصرہ ڈالے رہا۔ پس جب گورنر نیشاپور کو غیاث الدین کی طرف سے کمک نہ پہونچی اور وہ محاصرہ وجنگ سے تنگ آگیا تو اس نے علاء الدین سے امن کی درخواست کی شہر پناہ کی دیواروں پر امن کا پھریرہ اوڑادیا۔ خود مع اپنے ہمراہیوں کے حاضر ہو کر قدمبوس ہوا۔ علاء الدین نے عزت و احترام سے ملاقات کی۔

علاء الدین نے نیشاپور پر قبضہ کرنے کو تو قبضہ کر لیا مگر غیاث الدین اور اس کے بھائی شہاب الدین کا خوف دل میں بیٹھا ہوا تھا۔ گورنر نیشاپور سے کہا کہ آئے دن لڑائی کی وجہ سے بیحد خونریزی ہوتی ہے مناسب ہو گا کہ غیاث الدین و شہاب الدین سے تم صلح کرا دو" گورنر نیشاپور مصالحت کرانے کا اقرار و وعدہ کر کے رخصت ہوا۔ چونکہ غیاث الدین سے بوجہ کمک نہ بھیجنے کے ناراض و کشیدہ ہو گیا تھا اس وجہ سے فیروزکوہ نہ گیا ہرات کا راستہ اختیار کیا اور وہیں جا کر قیام پذیر ہو گیا۔

نیشاپور پر قبضہ کرنے کے بعد علاء الدین نے سرخس پر چڑھائی کی۔ ان دنوں سرخس کی حکومت پر امیر زنگی مامور تھا۔ چالیس یوم تک علاء الدین محاصرہ کئے رہا۔ دونوں حریف میں متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ بعد اسکے زنگی نے اپنے لڑکے کی معرفت علاء الدین کو یہ پیام دیا کہ اگر شہر سے چند دنوں کے لئے محاصرہ اوٹھا لیا جائے تو میں اور میرے کل ہمراہی اور سرداران لشکر شہر چھوڑ دینگے۔ علاء الدین اس دم پٹی میں آگیا۔ زنگی نے شہر کو رسد و غلہ سے پُر کر لیا اور جو شدت محاصرہ سے گھبرا رہے تھے انکو شہر سے باہر کر کے قلعہ بندی کر لی۔ والی خوارزم (علاء الدین) کو اس سے سخت ندامت ہوئی جھلا کر موجودہ فوج کو سرخس کے محاصرہ پر چھوڑ کر دوسری فوج کی فراہمی و تیاری کی غرض سے لوٹ کھڑا ہوا پس جب علاء الدین سرخس سے کچھ دور نکل آیا تو محمد بن خرنک طالقان سے روانہ ہوا ادہر زنگی کو یہ کہلا بھیجا کہ "تم اب کس موقع کے منتظر ہو جو فوج تمہارا محاصرہ کئے ہے اسکو مار کر بھگا دو میں تمہاری مدد پر موجود ہوں" اُدہر فوج محاصر کو یہ خبر دیدی کہ زنگی کی کمک آگئی ہے "اب تمہاری خیر اسی میں ہے کہ محاصرہ اوٹھا کر چلتے پھرتے نظر آؤ" علاء الدین کی فوج اس خبر سے پریشان ہو گئی محاصرہ سے دست کش ہو کر خوارزم کا راستہ اختیار کیا۔

محاصرہ اُٹھ جانے پر زنگی نے سرخس سے نکل کر محمد بن خرنک سے مرو میں ملاقات کی اور بالاتفاق دونوں نے ان صوبجات کا خراج وصول کر لیا۔ علاء الدین اس خبر کو سنکر غصہ سے

کانپ اوٹھا تین ہزار سوار اُنکی سرکوبی کو روانہ کیا۔ ڈیڑھ سو سواروں سے محمد بن خرمک نے مقابلہ کیا علاء الدین کی فوج کو پہلے ہی معرکہ میں ہزیمت ہوئی۔ محمد بن خرمک کے جو کچھ ہاتھ لگا لوٹ لیا۔

بعد اسکے علاء الدین نے غیاث الدین کے پاس صلح کا پیام بھیجا۔ غیاث الدین نے شرائط صلح طے کرنے کی غرض سے سرداران غوریہ میں سے حسن بن محمد مرغنی کو علاء الدین کے پاس روانہ کیا علاء الدین نے حسن بن محمد مرغنی کو گرفتار کر کے قید کر دیا (مرغن غور کا ایک گانون تھا)۔

ہرات کا محاصرہ حسن مرغنی کی گرفتاری اور قید کر لینے کے بعد علاء الدین محمد والی خوارزم نے ہرات پر فوج کشی کی اور پہونچتے ہی محاصرہ ڈال دیا۔ ہرات میں سلطان شاہ کے خادموں میں سے دو بھائی رہتے تھے جو ہرات کے شہر پناہ کے محافظین کے سردار تھے انہوں نے والی خوارزم سے سازش کر لی اور بوقت حملہ اندرون شہر میں بھی جنگ چھیڑ دینے اور دروازہ شہر پناہ کے کھولدینے کا وعدہ کیا۔ کسی ذریعہ سے امیر حسن مرغنی کو اسکی خبر لگ گئی جو والی خوارزم کے یہاں قید تھا۔ اس نے اپنے بھائی عمر والی ہرات کو اس راز سے مطلع کر دیا عمر والی ہرات نے ان دونوں بھائیوں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈالدیا۔ اس عرصہ میں غیاث الدین کا بھانجہ الپ غازی ایک جرار لشکر لئے ہوئے اہل ہرات کی کمک پر آپہونچا۔ پانچ کوس کے فاصلہ پر پڑاؤ کیا۔ ہر طرف سے ناکہ بندی کر کے والی خوارزم کے لشکر کی رسد بند کر دی والی خوارزم نے الپ غازی کی توجہ منقسم کرنے کی غرض سے ایک دستہ طالقان کی غارتگری کو بھیجدیا۔ حسن بن خرمک والی طالقان نے مدافعت کی۔ اور کامیاب ہوا حملہ آور گروہ میں سے ایک شخص بھی جانبر نہوا۔ والی خوارزم کو اس واقعہ سے سخت صدمہ ہوا، پائے رفتن نہ جائے ماندن کا مضمون پیش آگیا۔ اسکی فوج کا ایک حصہ جنگ طالقان میں کام آگیا تھا۔ الپ غازی پانچ کوس کے فاصلہ پر اسکا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ غیاث الدین کی روانگی کی خبریں اور زیادہ وحشت و سراسیمگی پیدا کر رہی تھیں، ہندوستان سے شہاب الدین

کی واپسی کا زمانہ بھی آگیا تھا۔ نظر برایں والی خوارزم نے محاصرہ اوٹھا کر واپسی کا قصد کر لیا تھا کہ والی ہرات نے طول محاصرہ سے گھبرا کر مصالحت کا پیام دیا اور تاوان جنگ دیکر مصالحت کر لی چنانچہ والی خوارزم نے محاصرہ اوٹھا کر خوارزم کا راستہ لیا۔ ان واقعات کی اطلاع شہاب الدین کو ہوئی بیحد برہم ہوا۔ فوجیں لئے ہوئے طوس پہونچا۔ اور خوارزم کے محاصرہ کے قصد سے بانتظار انقضاء موسم سرما وہیں قیام پذیر ہوگیا۔ موسم سرما منقضی نہیں ہونے پایا تھا کہ غیاث الدین کی وفات کی خبر پہونچ گئی شہاب الدین نے فسخ عزیمت کر کے ہرات کی طرف کوچ کر دیا۔

غیاث الدین کی وفات شہاب الدین کی حکومت

(۵۹۹ھ میں) غیاث الدین ابو الفتح محمد بن سام حکمران غزنین، خراسان، فیروزکوہ، لاہور، اور دہلی نے وفات پائی۔ اس کا بھائی شہاب الدین اسوقت طوس میں تھا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں۔ پس شہاب الدین اس واقعہ جانکاہ سے مطلع ہو کر ہرات کی طرف روانہ ہوا۔ ہرات پہونچ کر غیاث الدین کی خبر وفات کو ظاہر کر کے رسم تعزیت ادا کی۔ غیاث الدین نے صرف ایک لڑکا محمود نامی یادگار چھوڑا۔ اس نے اپنے باپ کا مبارک لقب "غیاث الدین" اختیار کیا۔

شہاب الدین نے طوس سے روانہ ہونے کے وقت مرو کی حکومت پر امیر محمد بن خرمک کو مامور کیا تھا ادہر شہاب الدین کی عدم موجودگی اُدہر غیاث الدین کی وفات سے والی خوارزم کو مرو پر حملہ کرنیکی تحریک پیدا ہوئی۔ جھٹ پٹ ایک فوج مرتب کر کے مرو کے سر کرنے کو بھیجدی امیر محمد بن خرمک نے اس فوج پر شبخوں مارا۔ معدودے چند کے سوا اور کوئی جانبر نہوا۔ قیدیوں اور مقتولوں کے سروں کو بشارت فتح کے ساتھ ہرات روانہ کیا۔ والی خوارزم کو اس واقعہ سے سخت صدمہ ہوا۔ ایک عظیم فوج بسر کردگی منصور ترکی پھر مرو کے سر کرنے کو روانہ کی۔ امیر محمد اس خبر سے مطلع ہو کر

مدافعت کی غرض سے نکلا۔ مرو سے دس کوس کے فاصلہ پر دونوں حریف نے صف آرائی کی۔ بہت بڑی خونریز لڑائی ہوئی۔ بالآخر منصور تتر کی ہزیمت اُٹھا کر میدان جنگ سے بھاگا فتحمند گروہ نے تعاقب کر کے محاصرہ کر لیا۔ پندرہ روز تک محاصرہ کئے رہا۔ منصور نے امن کی درخواست کی اور امن حاصل کر کے حاضر ہوا۔ لیکن والی مرو نے منصور کو باوجود امن حاصل کرنے کے قتل کر ڈالا۔

اس واقعہ کے بعد شہاب الدین اور والی خوارزم میں مصالحت کی خط و کتابت شروع ہوئی۔ لیکن کوئی امر طے نہوا اور مصالحت نہوئی۔

شہاب الدین نے جسوقت غزنین کی جانب معاودت کا قصد کیا بنظر انتظام مملکت ہرات کی حکومت پر اپنے بھانجہ الپ غازی کو مامور کیا۔ علاء الدین بن محمد غوری کو فیروزکوہ اور بلاد غور کی عنان حکومت عنایت کی جنگ خراسان اور دیگر امور انتظامیہ بھی اسی کے سپرد کئے گئے۔ محمود کو جو اسکے بھائی غیاث الدین کا بیٹا تھا بست اور اسفراین کی گورنری دی علاوہ بریں ان اطراف کا انتظام اور سرحدی امن قائم رکھنے کا بھی ذمہ دار ٹھہرایا۔

غیاث الدین نے ایک مغنیہ (گانیوالی) عورت سے عقد کر لیا تھا جو اسکی محبوب ترین زوجہ تھی، شہاب الدین نے بعد وفات غیاث الدین اسکو گرفتار کرا کے پٹوایا اسکے لڑکے کو بھی دُرّے لگوائے۔ اسکی بہن سے نکاح کر لیا پھر ان لوگوں کو جلا وطن کر کے ہندوستان بھیجدیا (یہ واقعات شہاب الدین کے دامن عزت پر دھبہ ڈالتے ہیں۔ مؤرخ ابن خلدون نے اسکا کوئی سبب نہیں بیان کیا۔ عجب نہیں کہ شہاب الدین کو انکی طرف سے کسی قسم کی بدظنی پیدا ہوئی ہو)

غیاث الدین ایک عظیم الشان بادشاہ تھا۔ بذاتہ لڑائیوں میں کم شریک ہوا کرتا تھا مگر باایں ہمہ فتح نصیب تھا۔ رعب داب اسکے حصہ میں پڑا تھا۔ سخی، کریم النفس،

خوش عقیدہ اور بیحد صدقات کا دینے والا تھا خراسان اور دوسرے شہروں میں مسجدیں بنوائیں، شافعیہ کے مدارس قائم کیئے۔ راستوں میں حسب ضرورت جابجا سرائیں تعمیر کرائیں۔ اوران سب کے مصارف کے لیئے بہت بڑی جایداد وقف کردی۔ ٹیکس اور محصول جو اس سے پہلے رعایا پر لگے ہوئے تھے معاف کر دیئے۔ کسی کے مال سے کوئی شخص متعرض نہیں ہوتا تھا۔ اگر کوئی شخص مرجاتا اور اسکے ورثار اسوقت وہاں موجود نہوتے تو اسکا مال شہر کے امانت دار تجار کے سپرد کر دیا جاتا جب اسکے ورثار آتے تو انکو متروکہ متوفی دیدیا جاتا اور اگر اتفاق سے کسی شہر میں ایسا کوئی شخص امانت دار نہ ملتا تو وہ مال سربمہر قاضی شہر کے سپرد کر دیا جاتا اور وہ اسکے مستحق کو دیدیتا۔ اور اگر کوئی شخص لاوارث مرجاتا تھا تو اسکا مال خیرات کر دیتا تھا جس شہر پر قبضہ حاصل کرتا تھا اہل شہر کے ساتھ حسن سلوک پیش آتا کسی سپاہی کی یہ مجال نہ تھی کہ کسی رعایا پر ذرہ بھر بھی جور وتعدی کر سکے۔ ہر سال شاہی خزانہ سے فقہا، علمار کو وظایف اور عطیات دیتا تھا۔ فقرار، شعرار اور سادات علویہ کو بھی اپنے فیض عام سے سرفراز و مالامال کرتا تھا ادیب، بلیغ، خوشخط تھا قرآن مجید لکھا کرتا اور مدارس میں جسکو اس نے تعمیر و جاری کیا تھا تقسیم کر دیا کرتا تھا۔ شافعی المذہب تھا۔ تعصب کا لگاؤ مطلق نہ تھا اس کا مقولہ تھا "التعصب فی المذاهب هلاك"

شہاب الدین اور خطا

غیاث الدین کی وفات اور اسکے بھائی شہاب الدین کی تخت نشینی کے بعد محمد بن تکش والی خوارزم کو ہرات کے واپس لینے کی اسوجہ سے طمع دامنگیر ہوئی کہ شہاب الدین نے آے دن کی لڑائی اور خونریزی سے احتراز کرنے کے خیال سے صلح کا پیام دیا تھا جو تکمیل کو نہ پہونچا۔ بعد اسکے شہاب الدین غزنیں سے لاہور کی جانب بقصد تسخیر ہندوستان روانہ ہوا۔ محمد بن تکش کو مناسب موقع ہاتھ لگ گیا سنہ۶۰۰ھ کا نصف اول گذر چکا تھا کہ اس نے ہرات کی طرف قدم بڑہائے اور

پہونچتے ہی محاصرہ کر لیا اسوقت ہرات کی گورنری پر شہاب الدین کا بھانجہ الپ غازی مامور تھا آخری شعبان سنہ مذکور تک محاصرہ وجنگ کا سلسلہ جاری و قائم رہا دونوں حریفوں کی طرف سے ایک گروہ معرکہ کارزار میں کام آگیا انھیں مقتولوں میں خراسان کا ایک نامی رئیس تھا جو ان دنوں مشہد طوس میں مقیم تھا۔

اثنار جنگ و محاصرہ میں حسین بن حریل نے جو سرداران غوریہ کا ایک سربرآوردہ ممبر تھا اور جرجان وغیرہ اسکی مقبوضات وجاگریں تھا محمد بن تکش سے اپنی محبت و اتحاد کا اظہار کرکے یہ کہلا بھیجا کہ آپ چند سرداران لشکر کو میرے پاس بھیجدیجئے میں چند ہاتھی ضرورت جنگ کے لحاظ سے آپکو دیدوں۔ محمد بن تکش کو طمع دامنگیر ہوئی چنانچہ اپنے سرداروں کو حسین بن حریل کے پاس روانہ کیا حسین بن حریل معہ حسین بن محمد مراغنی کے ایک کمینگاہ میں بیٹھ رہا جسوقت محمد بن تکش کے سرداران لشکر کمینگاہ سے آگے بڑھے حسین بن حریل نے کمینگاہ سے نکل کر حملہ کر دیا اور سبھوں کو مار ڈالا۔ اتنے میں الپ غازی نے سفر آخرت اختیار کیا اور محمد بن تکش بھی محاصرہ ہرات سے تنگ اور قبضہ سے نا امید ہوکر محاصرہ اٹھا کر سرخس کی طرف کوچ کیا اور اسکو بے یار و مددگار تصور کرکے محاصرہ کرلیا ان واقعات کی اطلاع شہاب الدین کو بلاد ہند میں پہونچی۔ سنتے ہی آگ بگولا ہوگیا اپنی فوج کو فوراً لوٹنے کا حکم دیا اور محمد بن تکش کے دار الحکومت خوارزم کی جانب قدم بڑھایا۔ محمد بن تکش یہ سنکر سرخس سے محاصرہ اوٹھا کر خوارزم کے بچانے کو دوڑا۔ لیکن اسکے پہونچنے سے پہلے شہاب الدین خوارزم پر پہونچ گیا تھا۔ لڑائی شروع ہوگئی تھی۔ خوارزمیوں نے نہایت دلیری سے شہاب الدین کا مقابلہ کیا سخت و خونریز جنگ ہوئی جانبین کا ایک گروہ کام آگیا حسین بن محمد مراغنی بھی تھا خوارزمی بھی کثرت سے گرفتار ہوآئے جنکو شہاب الدین نے قتل کر ڈالا۔

محمد بن تکش نے گھبرا کر ترکان خطا کو لکھا کہ آپ لوگ شہاب الدین کے مقابلہ پر میری امداد

کو آئے اور بہترین طریقہ امداد یہ ہوگا کہ شہاب الدین کے مقبوضات بلاد غور کی طرف قدم بڑھائے۔ چنانچہ ترکان خطا اس تحریک کی بناء پر بلاد غور کی جانب بڑھے۔ شہاب الدین یہ سنکر خوارزم کا محاصرہ چھوڑ کر اپنے ممالک محروسہ کے بچانے کو لوٹا۔ صحرائے ایدخوی میں ترکان خطا کے مقدمۃ الجیش سے مڈبھیڑ ہو گئی، یہ مہینہ صفر ۶۰۱ھ کا تھا۔ شہاب الدین نے نہایت سختی سے حملہ کیا قریب تھا کہ انکو پامال کر دیتا۔ اس اثناء میں ترکان خطا کا ساقہ آگیا اور اس نے شہاب الدین پر پیچھے سے اچانک حملہ کر دیا شہاب الدین اسکا مقابلہ نکر سکا۔ میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا۔ اسکے بہت سے ہمراہی مارے گئے۔ بذات خاص ایک ہاتھی پر سوار ہو کر قلعہ ایدخود میں جاکر پناہ گزیں ہوا۔ ترکان خطا نے جاکر اسکو بھی گھیر لیا۔ بالآخر شہاب الدین نے چند ہاتھی دیکر اپنی جان بچائی۔ سات سواروں کے ساتھ طالقان پہونچا۔ شہاب الدین کے طالقان پہونچنے سے پہلے گورنر طالقان حسین بن حرمیل واقعہ متذکرہ بالا سے نجات پاکر طالقان پہونچ چکا تھا۔ چنانچہ حسین نے شہاب الدین کی رسد و بار برداری کا معقول و کافی انتظام کر دیا۔ اور کل اسباب و سامان معاشرت مہیا کر دیئے۔ چونکہ شہاب الدین کو معرکہ جنگ سے بھاگ کھڑے ہونیکی وجہ سے اپنے امراء لشکر سے سوءظنی اور ایک گونہ منافرت پیدا ہو گئی تھی اسوجہ سے شہاب الدین نے حسین بن حرمیل کو گرفتار کرکے غزنیں روانہ کر دیا۔ حسین کو اس سے بیحد استعجاب ہوا۔

اس ہزیمت کے بعد بلاد غور میں شہاب الدین کے مارے جانیکی خبر غلط طور سے بکثرت مشہور ہوئی۔ تاج الدین (شہاب الدین کے غلام) نے فوجیں فراہم کرکے غزنیں کے قلعہ پر قبضہ کرنیکی غرض سے دھاوا کر دیا۔ والی قلعہ نے نہایت استقلال سے مدافعت کی تاج الدین کو مجبوراً پسپا ہونا پڑا۔ اپنے مقبوضہ بلاد میں پہونچکر بدامنی اور فساد کا منادی بھی کرادی۔ ترکان خلجیہ سے سازش کر لی۔ لوٹ مار کی کثرت ہو گئی شہاب الدین کا دوسرا غلام ایبک نامی جو شریک معرکہ جنگ تھا اور وہ بھی ہزیمت اٹھا کر بھاگا تھا

ہندوستان پہونچا۔ اور سلطان شہاب الدین کی موت کی خبر مشہور کر کے ملتان[1] پر قابض ہو گیا قبضہ کرتے ہی اہل ملتان کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ شروع کر دیئے۔ رفتہ رفتہ ہر چہار طرف سے یہ خبریں سلطان شہاب الدین تک پہونچیں۔ سنکر غصہ سے کانپ اُٹھا۔ فراہمی فوج کا حکم دیا چنانچہ ایک عظیم لشکر مجتمع کر کے ترکان خطا اور مفسدین بلاد کی سرکوبی کو اُٹھ کھڑا ہوا

جنگ کھکر و شہاب الدین

قوم کوکر (کھکر) پہاڑوں میں مابین لاہور اور ملتان کے رہتی تھی اور اُن پہاڑوں کے دشوار گزار ہونے کی وجہ سے قوم ککر کا ایک بڑا گروہ ہو گیا تھا بایں ہمہ شہاب الدین کی سطوت و جلال سے یہ اسقدر متاثر تھے کہ سالانہ خراج شاہی خزانہ میں داخل کیا کرتے تھے جسوقت شہاب الدین کی موت کی غلط خبر مشہور ہوئی ککر بڑے بدعہدی و بغاوت پر کمریں باندھ لیں اور پہاڑی قوموں سے سازش کر کے فتنہ و فساد لوٹ مار کا دروازہ کھول دیا اور راستے مسافروں کو لوٹ لینے لگے غزنیں اور لاہور کے راستے مخدوش ہو گئے۔ آمد و رفت کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ شہاب الدین نے اپنے گورنر لاہور محمد بن ابو علی کو لکھ بھیجا کہ ککر سے سالانہ خراج وصول کر کے بھیجو اور بد نظمیوں کو دفع کر کے امن و امان قائم کر دو۔ ککر نے محمد بن ابو علی کی سماعت نہ کی تب شہاب الدین نے اپنے غلام ایبک[2] کو قوم ککر کی سرکوبی اور سمجھانے بجھانے کو روانہ کیا۔ ککروں کے سردار نے ایبک کو ٹکا سا جواب دیدیا کہ اگر شہاب الدین زندہ ہوتا تو وہ خود آتا اسکو یہ کہاں تاب تھی کہ ہم خراج دینا بند کر دیتے

---

[1] ان دنوں ملتان کا گورنر امیر داد حسن نامی ایک شخص تھا۔ ایبک نے ملتان میں پہونچکر اس سے یہ کہا کہ جب شاہی فرمان ہیں تم سے تنہائی میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ امیر داد حسن بلا کسی خیال و خوف کے ایبک کو لیکر ایک کمرہ میں چلا گیا۔ ایبک اِدھر اُدھر کی باتیں کرنے لگا۔ جسوقت امیر داد حسن غافل ہوا ایک ترکی غلام نے جو اس کام کے لئے پہلے ہی سے مامور کیا گیا تھا امیر داد حسن کا سر اُتار لیا۔ ایبک نے باہر آکر یہ مشہور کر دیا کہ میں نے یہ کام بحکم سلطان کیا ہے اور مصنوعی فرمان دکھلا کر ملتان پر قابض ہو گیا۔ دیکھو تاریخ فرشتہ مقالہ دوم صفحہ ۵۹۔

[2] یہ ایبک وہ نہیں ہے جس نے ملتان پر حیلہ کر کے قبضہ حاصل کیا تھا بلکہ یہ قطب الدین ایبک ہے جس نے دہلی میں بادشاہت کی تھی مترجم

اور وہ خاموش بیٹھا رہتا۔ غرض کہ کگر نے ایبک کی نہ سنی۔ شہاب الدین نے اس سے مطلع ہوکر قریہ شاپور میں فراہمی لشکر کا حکم دیا چنانچہ لشکر مرتب ہونے کے بعد کگر کی گوشمالی کو روانہ ہوا۔ جوں ہی شہاب الدین لاہور پہونچا۔ کگر نے اطاعت کی گردنیں جھکا دیں۔ شہاب الدین ماہ شعبان ۶۰۱ھ میں لوٹ کر غزنین آیا اور فوراً ہی ترکان خطا پر چڑھائی کردی۔

شہاب الدین کی واپسی کے بعد کگروں نے پھر بغایت کا جھنڈا بلند کردیا، رہزنی اور غارتگری کرنے لگے۔ اس مرتبہ ہنود کی اور قومیں بھی شریک غارتگری و بغاوت ہوگئیں۔ شہاب الدین کو اسکی خبر لگی۔ ممالک محروسہ ہند میں بدامنی پھیلنے کے خیال سے ترکان خطا کے مقابلہ سے لشکر کو واپس لیکر غزنین کی طرف آیا اور وہاں سے لشکر کو از سر نو آراستہ و مرتب کرکے ۱۰ ربیع الاول ۶۰۲ھ کگروں کی سرکوبی کو بڑھا۔ نہایت تیزی سے کوچ و قیام کرتا ہوا کگروں کے سروں پر پہونچ گیا کگر بھی بقصد جنگ پہاڑوں سے اُتر کر سطح زمین پر صف آرا ہوئے، ایک شب و روز مسلسل لڑائی ہوتی رہی۔ اثناء جنگ میں جبکہ گھمسان لڑائی ہو رہی تھی کہ قطب الدین ایبک لشکر اسلام لئے ہوئے دہلی سے آپہونچا اور تکبیریں کہتا ہوا کگروں پر حملہ کردیا کگروں کے پاؤں اُکھڑ گئے۔ نہایت ابتری سے ہزیمت اُٹھا کر بھاگے مسلمانوں نے کگروں کو جہاں پایا مار ڈالا۔ کگروں کا گروہ عظیم ایک گنجان جنگل میں گھس گیا۔ لیکن ان اجل رسیدوں کو گنجان جنگل بھی پناہ نہ دے سکا۔ مسلمانوں نے اس میں آگ لگا دی۔ بے انتہا مال غنیمت ہاتھ آیا۔ عورتیں، بچے گرفتار کرلئے گئے۔ لونڈی غلاموں کی اسقدر ارزانی ہوئی کہ پانچ پانچ دینار پر فروخت ہوئے۔ کگروں کا سردار مارا گیا۔ اسی اثناء میں دایناں سردار لشکر جودی نے بھی سر اُٹھایا۔ شہاب الدین اسکی سرکوبی کو متوجہ ہوا چنانچہ نصف رجب سنہ مذکور اسی مہم میں تمام ہوا۔

الغرض جسوقت باغیان ہندوستان کی سرکوبی سے فراغت حاصل ہوئی اُسی وقت شہاب الدین نے لاہور سے غزنین کی طرف کوچ کیا۔ بہاء الدین والی بامیان کو لکھ بھیجا

کہ ابد دولت واقبال کے خاطر ہمایوں میں سمرقند پر فوج کشی کرنی مرکوز ہے لہٰذا تم فوجیں فراہم کر رکھو اور دریائے جیحوں پر پل بھی تیار ہو جائے تاکہ لشکر ظفر پیکر کو عبور کرنے میں کسی قسم کی دقت نہ ہو۔

کفار تراھیہ غزنیں اور پنجاب کے درمیان میں پہاڑوں پر رہتے تھے مسلمانوں کی ایذا دہی ان کا مذہبی فرض تھا۔ یہ بھی ایک قسم کے بت پرست یا مجوسی المذہب تھے۔ انکی ایک رسم یہ تھی کہ جب کسی کی لڑکی بالغ ہوتی تو اسکو مکان کے دروازہ پر لاتے اور آواز بلند سے کہتے تھے "کوئی ہے جو اس لڑکی سے شادی کرے"، جو شخص اسکا اثباتی جواب دیتا فوراً اُسکے حوالہ کر دیتے ورنہ مار ڈالتے تھے۔ انکی رسم مذموم یہ بھی تھی کہ ایک عورت متعدد مردوں سے ایک ہی وقت میں شادی کرتی تھی۔ ان لوگوں نے اطراف سمرقند و قریہ شاپور میں فتنہ مچا رکھی تھی دن دہاڑے مسافروں کو لوٹ لیتے تھے۔ آخری عہد حکومت سلطان شہاب الدین میں ایک گروہ کثیر دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا تھا۔ لیکن جس وقت شہاب الدین کے قتل کی خبر غلط مشہور ہوئی تو اس قوم میں بھی بغاوت و سرکشی کا جوش پیدا ہوا۔ عہد و پیمان کو بالائے طاق رکھ کے غارت گری شروع کر دی۔ سوران اور بکران کے حدود میں رہزنی کرنے لگے اور مسلمانوں کی ایذا دہی پر کمریں پھر باندھ لیں۔ تاج الدین خلجی (شہاب الدین کا گورنر جو ان صوبجات کا تھا) اس باغی قوم کی سرکوبی پر اٹھ کھڑا ہوا۔ نہایت سختی سے ان پر حملہ کیا۔ بُرے طور سے پامال ہوئے۔ انکے بڑے بڑے سردار مارے گئے، تاج الدین نے ان کے سروں کو بڑے بڑے اسلامی شہروں میں بھیجدیا جو شارع عام پر آویزاں کر دیئے گئے اور فتنہ و فساد فرو ہو گیا۔[1]

[1] کوکر یا کھکر یا گکر اور کفار تراھیہ پہاڑی قومیں تھیں، مذہباً یہ سب بُت پرست تھے مسلمانوں کے پکّے دشمن تھے۔ گکر اطراف پشاور میں دُند مچائے رہتے تھے اور مسلمانوں کو ایذائیں دیتے تھے اور کفار تراھیہ پنجاب اور غزنیں کے درمیانی پہاڑوں پر سکونت پذیر تھے۔ اِن کا مذہب بھی مسلمانوں کی ایذا دہی کی تعلیم دیتا تھا [آ بائی صفحہ ۲۶]

شہاب الدین کی وفات

تم اُوپر پڑھ آئے ہو کہ شہاب الدین نے مہم ہندوستان سے فراغت پا کر لاہور سے غزنین کی واپسی کا قصد کیا تھا غرض یہ تھی کہ ترکان خطا سے انکی پیشقدمی کا بدلہ لے چنانچہ ہندی اور خراسانی فوجیں مرتب کی گئیں۔ القصہ جسوقت شہاب الدین لاہور سے نکل کر غزنین کو روانہ ہوا مقام دمیل میں جو لاہور کے قریب تھا پہونچ کر قیام کیا۔ چند لوگ شاہی خرگاہ کے پاس آئے اور ان میں سے ایک نے دربان کو زخمی کیا۔ شور و غوغا بلند ہوا محافظین خیمہ شاہی دوڑ پڑے جس نے دربان کو زخمی کیا تھا وہ تو بھاگ گیا باقی کو موقع مل گیا وہ خیمہ میں گھس گئے۔ دو ایک خدمتگار جو خیمہ کے اندر تھے خوف زدہ ہو کر بے حس و حرکت ششدر کھڑے رہ گئے شہاب الدین اس وقت نماز پڑھ رہا تھا۔ سجدہ میں تھا ان بے دینوں نے اسکو اسی حالت میں شہید کیا اسکو قتل کر کے اُن خدمتگاروں پر بھی ہاتھ صاف کیا جو اس خیمہ میں تھے۔ یہ واقعہ اوائل ماہ شعبان ۶۰۲ھ میں واقع ہوا۔

قاتلین سلطان شہاب الدین کی بابت مورخین میں اختلاف ہے۔ بعضوں[1] کا یہ خیال ہے کہ کوکروں (کھکروں) نے اسکو شہید کیا تھا جنکے گھر بار کو سلطان شہاب الدین نے تاخت و تاراج اور اُن کے اعزہ و اقارب کو قتل کیا تھا اور بعض کا یہ قول ہے کہ فرقہ اسماعیلیہ میں سے کسی شخص نے شہاب الدین کو شربت شہادت پلایا تھا کیونکہ فرقہ اسماعیلیہ نے بہت بڑی

بقیہ صفحہ ۳۵] شہاب الدین محمد غوری کے آخری عہد حکومت میں ان میں سے ایک جم غفیر دائرہ اسلام میں بطیب خاطر داخل ہو گیا تھا جن کی تعداد تین چار لاکھ کے درمیان بتلائی جاتی ہے۔ دیکھو تاریخ فرشتہ مقالہ دوم صفحہ ۶۰

[1] انگریزی مورخ لکھتے ہیں کہ شہاب الدین کو ایک مجنون مسلمان نے قتل کیا تھا مگر یہ روایت اور نیز اسماعیلیہ کے قاتل ہونے کی روایت قرین قیاس نہیں ہے۔ بظاہر قیاس اس امر کا مقتضی ہے کہ گکروں نے اسکو قتل کیا ہے۔ کیونکہ جہاں سے شہاب الدین گزر رہا تھا وہ گکروں کی سکونت کی جگہ تھی ۱۲ منہ

شورش برپا کر رکھی تھی۔ شہاب الدین نے ان کی سرکوبی کی ان کے قلعوں کا محاصرہ کیا تھا اسکی فوجوں نے بلاد اسماعیلیہ کو تاخت و تاراج کیا تھا۔

شہاب الدین کے مقتول ہونے کے بعد امراء لشکر وزیر السلطنت خواجہ موید الدین کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سب کے سب اس امر پر متفق ہوئے کہ جب تک خاندان شاہی سے کوئی شخص سریر آرائے سلطنت نہ ہو اس وقت تک خزاین شاہی کی کامل طور سے حفاظت کی جائے۔ چنانچہ وزیر السلطنت نے سپہ سالار لشکر کو طلب کر کے لشکریوں میں امن و امان قائم رکھنے اور نظام حکومت کے پابند رہنے کی ہدایت و تاکید کی اور نعش کو ایک تابوت میں رکھ کر مع خزاین شاہی کے غزنین کی طرف روانہ ہوا۔ خزانہ شاہی دو ہزار دو سو اونٹوں پر لدا ہوا تھا۔ انہیں اس اونٹوں پر خزانہ لدا ہوا دیکھ کر غلامان شاہی کے منہ میں پانی بھر آیا۔ صریح (دزکا سسرالی رشتہ دار) وغیرہ نے یہ خیال قائم کر کے کہ شہاب الدین تو اب باقی نہیں رہا لوٹنے کا قصد کیا۔ سرداران لشکر اور امرایان دولت نے ان لوگوں کو اس فعل زبون سے باز رکھا۔ اور ان سب لشکریوں کو ہندوستان کی طرف واپس کر دیا جنکے وظایف اور جاگیریں قطب الدین ایبک کے قبضہ میں ہندوستان میں تھیں۔

اراکین سلطنت میں تخت نشینی میں اختلاف پڑا ہوا تھا۔ بعضوں کا یہ منشا تھا کہ غیاث الدین محمد ابن سلطان غیاث الدین سریر آرائے حکومت ہو اور بعض یہ چاہتے تھے کہ بہاء الدین سام ہمشیرہ زادہ شہاب الدین کے قبضہ اقتدار میں زمام سلطنت دی جائے خواجہ موید الدین اور امرائے اتراک کا میلان غیاث الدین محمد کی طرف تھا اور امراء غور اس خیال میں تھے کہ بہاء الدین سام کو حکومت دی جائے۔ غرضکہ ہر فریق یہ چاہتا تھا کہ قریب ترین رشتہ کو چھوڑ کر کے خود ساختہ حکمراں کو خزانہ و لشکر حوالہ کر دے۔ ایک مقام پر پہونچکر دونوں فریق میں جھگڑا پڑ گیا ترکوں نے سوران کا راستہ اختیار کرنا چاہا کہ فارس میں پہونچ کر غیاث الدین محمد کو خزانہ شاہی سپرد کر دیں اور سریر حکومت

پر اسکو ٹھہادیں غوریوں نے وہ راستہ پسند کیا جو بامیاں کو جاتا تھا۔ وزیر السلطنت نے آئندہ خطرہ جدال وقتال کا احساس کر کے امراء غوریہ کو سمجھا بوجھا کر براہ کرمان غزنیں چلنے پر راضی کیا۔ چنانچہ اسی راہ سے سب کے سب غزنیں کی طرف روانہ ہوئے۔ اثناء راہ میں قبایل افغان اور کفار تراہیہ سے بیحد تکلیفیں اٹھائیں بہزار خرابی و وقت بسیار کرمان کے قریب پہونچے۔ تاج الدین ذز (ایلدوز) جنازہ شاہی کے استقبال کو نکلا جوں ہی اسکی نظر تابوت پر پڑی۔ گھوڑے سے اتر کر زمیں بوس ہوا۔ محفہ کو اٹھا کر شہاب الدین کو دیکھا ضبط نہ کر سکا چیخ مار کر رونے لگا۔ عمامہ پھینک دیا۔ پیراہن پھاڑ ڈالا۔ لوگوں نے زبردستی کھینچ کر تابوت کے پاس سے ہٹایا۔ القصہ شعبان ۶۰۲ھ میں شہاب الدین کا تابوت غزنیں پہونچا اور مدرسہ شاہی میں بائیسویں تاریخ ماہ مذکور میں مدفون ہوا۔

شہاب الدین شجاع، عادل اور اپنے ارادوں میں پکا تھا۔ جہاد کا بیحد شائق تھا۔ اسکی ساری عمر جہاد ہی میں تمام ہوئی۔ ہر ہفتہ میں چار دن مقدمات فیصل کرنیکے لئے مقرر کر رکھے تھے چنانچہ قاضی شہران چاروں دن میں شاہی دربار میں آتا۔ اور شرع شریف کے مطابق مقدمات کو فیصل کرتا۔ جسکی تعمیل امراء دولت اور اراکین سلطنت کرتے تھے۔ اور اگر کوئی فریق یہ چاہتا کہ میرے مقدمہ کی سماعت خود شہاب الدین کرے تو شہاب الدین نہایت توجہ سے اسکے دعوے کو سنتا اور بمشورہ قاضی اسکو فیصل کرتا تھا۔ شافعی المذہب تھا۔

تاج الدین ایلدوز

تاج الدین[1] ایلدوز سلطان شہاب الدین محمد غوری کے مخصوص

۱؎ سلطان شہاب الدین نے تاج الدین ایلدوز کو بحالت صغر سنی خرید کیا تھا چونکہ تاج الدین وجاہت ظاہری اور اخلاق حمیدہ کے خوشنما لباس سے آراستہ تھا سلطان شہاب الدین نے اپنے خاص خدمت پر مامور کیا۔ رفتہ رفتہ امراء کبار اور اراکین دولت کے زمرہ میں داخل ہو گیا۔ کرمان دسوران بطور جاگیر عنایت کیا گیا اسکی دو لڑکیاں تھیں۔ ایک تو شاہی ارشاد کے مطابق قطب الدین ایبک سے منسوب ہوئی اور دوسری ملک ناصر الدین قباچہ سے۔ دیکھو تاریخ فرشتہ مقالہ دوم صفحہ ۶۳۔

اور مقرب غلاموں سے تھا شہاب الدین کے مارے جانے کے بعد تاج الدین ایلدوز کو غزنین کی حکومت کا شوق چرایا۔ اور غیاث الدین محمد بن سلطان غیاث الدین کی حکومت و سلطنت کی لوگوں کو ترغیب دینے لگا چونکہ غیاث الدین محمد خراسان کی مہم میں مصروف تھا اس وجہ سے اس نے تاج الدین ایلدوز کو غزنین کی حکومت کی سند لکھ کر بھیجدی چنانچہ تاج الدین دار السلطنت سے خزانہ شاہی کا چارج لیکر غزنین کا قصد کیا۔

بہار الدین سام غیاث الدین نے اپنے چچازاد بھائی شمس الدین محمد بن مسعود کو بامیان کی حکومت پر مقرر کیا تھا اور اپنی بہن سے عقد کر دیا تھا۔ جس کے بطن سے ایک لڑکا سام نامی پیدا ہوا۔ شمس الدین محمد کا ایک اور لڑکا عباس نامی ایک ترکی خاتون کے بطن سے بھی تھا۔ لیکن سام اس سے عمر میں چھوٹا تھا۔ شمس الدین کے مرنے کے بعد اسکا بڑا لڑکا عباس بامیان کے تخت و تاج کا مالک ہوا۔ سلطان غیاث الدین و شہاب الدین کو اس سے ناراضی پیدا ہوئی۔ عباس کو معزول کر کے اپنے بھانجہ بہار الدین سام کو بامیان کی حکومت عطا کی۔ بہار الدین ہوشیار سیاسی امور سے آگاہ اور مدبر تھا۔ رفتہ رفتہ اسکا رعب وداب بڑھ گیا۔ خزانہ مالامال ہوگیا۔ چونکہ امراء غوریہ کا میلان طبع اسکی طرف تھا اسوجہ سے اپنے ماموں شہاب الدین کے بعد حکومت غزنین کا دعویدار ہوا۔

شہاب الدین کے قتل کے وقت قلعہ غزنین میں ایروان نامی ایک شخص بطور نائب حکومت کر رہا تھا۔ اس نے اپنے لڑکے کو غیاث الدین محمد بن سلطان غیاث الدین محمد اور ابن حرمیل گور نر ہرات کے پاس بھیجا اور یہ کہلا بھیجا کہ آپ لوگ اپنے مقبوضات کی نگرانی و حفاظت کیجئے اور میں غیاث الدین محمد کے نام کا خطبہ جامع غزنین میں پڑھواؤں گا اور اُسی کے نام کا ممالک محروسہ میں سکہ چلاؤں گا۔ امرائے غوریہ اور اتراک میں جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں تخت نشینی کی بابت اختلاف پڑا ہوا تھا۔ بہار الدین سام اپنے ماموں کی خبر قتل سنکر فوجیں فراہم کر کے بامیان سے غزنین کی طرف روانہ ہوا۔ علاء الدین و جلال الدین

اسکے دونوں بیٹے بھی ہمرکاب تھے۔ بہار الدین سام نے ان دونوں کو غزنیں اور ہندوستان جانے کا حکم دے رکھا تھا۔ پس جب بہار الدین سام نے اثنار راہ میں سفر آخرت اختیار کیا تو اسکے دونوں بیٹے علار الدین و جلال الدین نے پہلے غزنیں پر دھاوا کیا۔ امراءِ غور یہ علار الدین بن بہار الدین سام کی آمد کی خبر پاکر استقبال کو آئے اور شاہی آداب سے ملے۔ امرار ترک بھی اس جلوس میں شریک تھے اگرچہ انکے قلوب غیاث الدین محمد کی ہوا خواہی پر تھے چنانچہ علار الدین و جلال الدین نے قلعہ و شہر پر قبضہ کرلیا۔ اور قصر شاہی میں رمضان سنہ ۶۰۲ھ کی چاندرات کو نزول اجلال کیا۔ ترکوں کو یہ امر ناگوار گزرا روک ٹوک پر تُل گئے۔ وزیر السلطنت مویدالملک نے اس مصلحت سے کہ بالفعل غیاث الدین محمد مہم خراسان میں مصروف ہے ترکوں کو اس فعل سے روکا مگر وہ اپنے خیال سے باز نہ آئے۔ علار الدین اور جلال الدین سے کہلا بھیجا کہ "تم دونوں بھائی قصر شاہی سے قبضہ اٹھالو ورنہ جنگ کے لئے تیار ہوجاؤ،، علار الدین اور جلال الدین نے ترکوں کا یہ رنگ دیکھکر تاج الدین ایلدوز کے پاس پیام بھیجا کہ "ہم لوگ تمکو شاہی اعزاز سے سرفراز کرینگے۔ انعام و جائیداد و جاگیریں بھی عطا کیجائینگی تم ہمارے ہم آہنگ ہوجاؤ اور جس ملک کی چاہوگے اُسی کی حکومت دیجاویگی،،

تاج الدین ایلدوز غزنیں میں

ادھر تاج الدین ایلدوز کو جسوقت کرمان میں سلطان شہاب الدین کی شہادت کی خبر پہونچی۔ وزیر السلطنت مویدالملک سے خزانہ کی کنجیاں لے لیں اپنے آقائے نامدار سلطان غیاث الدین محمد کے بیٹے غیاث الدین محمد کی حکومت و سلطنت کی دعوت دینا شروع کردیا اُدھر بہار الدین سام نے واقعہ شہادت سے مطلع ہوکر بامیان سے بقصد قبضہ غزنیں روانہ ہوگیا۔ اتفاق یہ کہ اثنار راہ میں اسکو سفر آخرت درپیش آیا اسکا بیٹا علار الدین غزنیں پہونچا اور سریر حکومت پر رونق افروز ہوا جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔ علار الدین نے ترکوں کو ملانے کی کوشش کی تاج الدین ایلدوز کے پاس محبت و اخلاص کا پیام بھیجا۔ غرضکہ ہر طرح سے اسکو راضی رکھنے اور اس سے

سازش کرنا چاہا لیکن تاج الدین ایلدز نے گردن اطاعت اسکے آگے نہ خم کی نہایت بڑے طریقہ سے سختی کا جواب دیا۔ اور ایک عظیم فوج ترکوں، خلجیوں اور تاتاریوں کی فراہم و مرتب کر کے کرمان سے غزنیں کی جانب روانہ ہوا۔ علاء الدین اور اسکے بھائی کو دھمکی کا خط لکھا۔ علاء الدین نے بھی اپنے وزیر السلطنت کو بامیان، بلخ اور ترمذ کی طرف فراہمی افواج کی غرض سے روانہ کیا۔ اسی اثناء میں خفیہ طور سے تاج الدین ایلدز نے غزنیں میں ترکوں کے پاس بھی کہلا بھیجا کہ "غیاث الدین محمد تمہارے آقائے نامدار کا بیٹا ہے۔ بہت بڑی نمک حرامی ہوگی اگر تم اسکا ساتھ نہ دو گے۔" القصہ ماہ رمضان (۶۰۲ھ) میں دونوں فریق صف آرا ہوئے۔ سخت و خونریز جنگ کی بنیاد پڑی۔ ترکوں کی فوج علاء الدین سے علیحدہ ہو کر تاج الدین ایلدز سے مل گئی جس سے محمد بن حدروان کو ہزیمت ہوئی گرفتار کر لیا گیا۔ تاج الدین ایلدز کا لشکر شہر غزنیں میں داخل ہو گیا لوٹ مار شروع ہو گئی۔ غوریوں اور بامیوں کے مکانات لوٹ لئے گئے۔ علاء الدین نے قلعہ میں جا کر پناہ لی جلال الدین بیس سواروں کی جمعیت سے بامیان کی طرف بھاگا۔ تاج الدین ایلدز نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ تا آنکہ علاء الدین نے امن کی درخواست کی کہ مجھے امن دیجائے میں غزنیں سے بامیان چلا جاؤں گا۔ پس جب امن حاصل کر کے علاء الدین قلعہ غزنیں سے نکلا۔ اثناء راہ میں ترکوں میں سے بعض لوگوں نے چھیڑ چھاڑ کی۔ گھوڑا چھین لیا مال و اسباب لے لیا۔ تاج الدین ایلدز نے اس سے مطلع ہو کر گھوڑا اور مال و اسباب واپس بھجوا دیا چنانچہ علاء الدین رفتہ رفتہ بامیان پہونچا اور اپنی گئی ہوئی حالت کو درست کرنے لگا۔

تاج الدین ایلدز نے غزنیں میں قیام کر کے غیاث الدین محمد کی حکومت کا جھنڈا اگا دیا مگر خطبہ اسکے نام کا نہ پڑھا۔ داؤد والی قلعہ غزنیں کو گرفتار کر لیا۔ فقہاء، قضاۃ کو حاضری کا حکم دیا۔ خلافت مآب کی طرف سے مجد الدین ابو علی بن ربیع شافعی مدرس نظامیہ بغداد بطور وفد کے شہاب الدین کے پاس آیا ہوا تھا۔ اسی دربار عام میں تاج الدین ایلدز نے

اسکو بھی حاضر ہونے کی اجازت دی اور ان لوگوں نے شاہی تخت پر بیٹھنے اور القاب سلطانی سے اپنے کو مخاطب کرنیکا مشورہ کیا اور کر گزرا، ترکوں کو اس سے منافرت پیدا ہوئی۔ بہتیرے رو پڑے۔ ملوک غوریہ کی اولاد کی ایک جماعت اسوقت اس جلسہ میں موجود تھی انہوں نے بھی اس فعل کو نفرت کی نگاہوں سے دیکھا اور اسکی خدمت سے علیحدہ ہو کر علاء الدین اور اسکے بھائی کے پاس بامیاں چلے آئے۔

غیاث الدین محمد جسوقت سلطان شہاب الدین غوری نے جام شہادت نوش کیا تھا اسوقت اسکے بھائی سلطان غیاث الدین محمد کا بیٹا غیاث الدین محمد اپنے مقبوضہ بلاد بُست میں تھا شہاب الدین نے خاندان شاہی غوریہ میں سے علاء الدین محمد بن ابو علی کو بلاد غوریہ کی عنان حکومت عطا کی تھی (یہ امامیہ مذہب کا بہت بڑا متعصب فرد تھا) چنانچہ غیاث الدین محمد پہلے فیروزکوہ سے چلا آیا مگر امراء غوریہ غیاث الدین کی حکومت کی طرف مائل تھے اور فیروزکوہ والے بھی اسی خیالی تمنا میں تھے۔ پس جب شاہ خوارزم نے فیروزکوہ کا قصد کیا تو اس نے محمد مرغنی اور محمد بن عثمان سرداران غور کو طلب کر کے محمد بن تکش والی خوارزم سے جنگ کرنے کا حلف لیا اور غیاث الدین محمد بُست میں ٹھہرا ہوا مآل کار کا انتظار کر رہا تھا۔ کیونکہ والی بامیاں سے اور اس سے شہاب الدین ہی کے زمانہ حکومت میں یہ سمجھوتا ہو چکا تھا کہ بعد وفات شہاب الدین کے خراسان غیاث الدین کے قبضہ میں رہے گا اور ہندوستان و غزنین بہاء الدین والی بامیاں کے زیر اثر حکومت سمجھا جائے گا لیکن شہاب الدین کی شہادت کے بعد غیاث الدین نے خلاف معاہدہ ماہ رمضان سنہ ۶۰۲ھ میں تخت حکومت پر جلوس کیا اور حکومت و سلطنت کا دعویدار بن گیا۔ اراکین دولت سے اپنی حکومت و سلطنت کی بیعت لے لی۔ امراء لشکر جو اسکے ہوا خواہ تھے وہ اس کی خدمت میں حاضر آئے۔ چنانچہ غیاث الدین نے فیروزکوہ پر قبضہ کر لیا اور علاء الدین کے سرداروں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔

غیاث الدین نے فیروزکوہ پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد جامع مسجد میں جاکر صلوٰۃ شکرانہ ادا کی پھر سوار ہو کر اپنے باپ کے ایوان میں آیا اور وہیں سکونت اختیار کی اور رشد آمد قدیم کے مطابق کل رسوم ادا کئے۔ عبدالجبار محمد بن عشیرانی (سلطان غیاث الدین محمد غوری کا وزیر السلطنت) حاضر دربار ہوا غیاث الدین نے قلمدان وزارت حوالہ کر دیا۔ عدل واحسان اور جہانداری میں اپنے مرحوم باپ کے قدم بقدم چلنے لگا بعد اسکے ابن حرمیل گورنر ہرات کو بنظر تالیف قلب نرمی و ملاطفت کا خط لکھا اپنی اطاعت و فرمانبرداری کی ہدایت کی۔ جسوقت ابن حرمیل کو سلطان شہاب الدین کی شہادت کی خبر ملی خوارزم شاہ کی عداوت سے خائف ہو کر سرداران شہر کو بلا بھیجا اور ان لوگوں سے اپنی ہوا خواہی و امداد کا حلف لیا قاضی شہر اور ابن زیاد نے جواب دیا کہ دنیا بھر کے مقابلہ میں ہم تمہارے ساتھ سینہ سپر ہوں گے لیکن سلطان غیاث الدین کے بیٹے کے مقابلہ میں ہم تمہارا ساتھ نہ دینگے۔ ابن حرمیل نے یہ سنکر ان سنی کر دی اور خوارزم شاہ سے در پردہ سازش کرنے لگا غیاث الدین کو کسی جاسوس نے اسکی خبر کر دی۔ فوجیں آراستہ کرکے ہرات کا قصد کر دیا۔ ابن حرمیل نے یہ سنکر قاضی اور ابن زیاد سے اس معاملہ میں مشورہ کیا۔ ان دونوں نے غیاث الدین کی اطاعت قبول کرنے کا مشورہ دیا۔ ابن حرمیل نے بظاہر انکا مشورہ قبول کر لیا لیکن درپردہ خوارزم شاہ کو قبضہ ہرات پر ابھارتا اور ترغیب دیتا رہا۔ اسی اثناء میں غیاث الدین نے گورنر طالقان اور گورنر مرو کو خط لکھکر بلا بھیجا ان لوگوں کو جاگیریں دیں اور سونج اپنے باپ کے ایک غلام مشہور بہ امیر شکار کو طالقان میں کچھ جاگیر عطا کی۔

خوارزم شاہ خراسان میں

حسن بن حرمیل غوریوں کی طرف سے ہرات کا حاکم تھا لیکن کسی وجہ سے غوریوں کی اطاعت سے منحرف اور باغی ہو گیا تھا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں اور وہ درپردہ خوارزم شاہ سے سازش کرتا تھا چنانچہ ادھر خوارزم شاہ کو لکھ بھیجا کہ آپ اپنی فوجیں بھیجدیجئے اور ادھر ابن زیاد کو سلطان

غیاث الدین کی خدمت میں اظہار اطاعت کی غرض سے روانہ کیا حسن بن حرمیل ان کارروائیوں کے کرنے پر مطمئن تھا۔ پس وپیش کرتا رہا تھا اس اثنا میں ابن زیاد سلطان غیاث الدین کی خدمت سے خلعت وغیرہ لئے ہوئے واپس آیا۔ بایں ہمہ حسن بن حرمیل اپنی کج ادائی اور خیال سے باز نہ آیا۔ بعد اسکے خوارزم شاہ کی فوجیں آگئیں۔ نہایت عزت واحترام سے ملا لیکن یہ خبر سنکر کہ اس فوج کے پیچھے چھ کوس کے فاصلہ پر خوارزم شاہ بھی ہے حواس باختہ ہو گیا خود کردہ پر پشیمان ہوا۔ اسیوقت خوارزم شاہ کی فوجوں کو واپس کر دیا۔ ان واقعات کی اطلاع سلطان غیاث الدین کو ہو گئی سلطان نے حسن کو بلا بھیجا۔ آپ کے ملوکات کی ضبطی اور اسکے مشیرن اور مصاحبوں کو ذلیل ورسوا کرنے کا حکم بھیجدیا حسن بن حرمیل کو اسکی خبر لگ گئی۔ حسن نے ان لوگوں کو یہ دم پٹی دی کہ میں سلطان سے معاملات حاضرہ میں خط وکتابت کرتا ہوں تم لوگ احکام سلطانی کی تعمیل میں عجلت نکرو، قاضی اور ابن زیاد اس فقرہ میں آگیا۔ قاصد کی روانگی کے چوتھے دن خوارزم شاہ مع اپنی فوج کے ہرات میں پہونچ گیا۔ حسن بن حرمیل نے شہر پناہ کے دروازہ کھول دیئے اور شہر میں داخل کرالیا۔ بعد اسکے ابن زیاد کو گرفتار کر کے اسکی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروادیں اور قاضی کو شہر سے نکال دیا۔

قاضی بحال پریشان فیروز کوہ میں سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حالات عرض کئے۔ سلطان غیاث الدین نے بنفس نفیس ہرات کا قصد کیا۔ ہنوز روانگی کی نوبت نہ آئی تھی کہ یہ خبر مسموع ہوئی کہ علاء الدین والی بامیان غزنین کی طرف بڑھ رہا ہے۔ مجبوراً ہرات کے قصد کو ملتوی کر دیا۔

قبضہ ہرات کے بعد بلخ باقی رہگیا تھا۔ جسوقت خوارزم شاہ کو سلطان شہاب الدین کے مرنے کی خبر پہونچی اُن غوریوں کو جو اسکے یہاں مقید تھے رہا کر دیا۔ خلعتیں دیں۔ تالیف قلوب کیا اور اپنے بھائی علی شاہ کو بسر کردگی افواج بلخ پر قبضہ کرنے کو روانہ کیا۔ عمر بن حسین غوری

گورنر بلخ مقابلہ پر آیا۔ بلخ سے چھ کوس کے فاصلہ پر لڑائی کے مورچے قائم ہوئے۔ اتنے میں خوارزم شا بھی امدادی فوجیں لیکر آپہونچا۔ یہ واقعہ سنہ ۶۰۱ھ کا ہے۔ جب محاصرہ کی شدت حد سے بڑھ گئی اور عمر بن حسین نے اپنے میں قوت مقابلہ کی نہ دیکھی تو بامیاں میں علاء الدین اور جلال الدین کی خدمت میں عریضہ بھیجا امداد کی درخواست کی۔ لیکن ان دونوں کو غزنین کے معاملات نے امداد سے روک دیا۔ خوارزم شاہ چالیس دنوں تک بلخ کا محاصرہ کئے رہا۔ کامیابی کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔ محمد بن علی بن بشیر خوارزم شاہ کے پاس تھا اسکو بھی غوری قیدیوں کے ساتھ قید سے رہا کیا تھا اور جاگیر دی تھی۔ پس اسکو خوارزم شاہ نے عمر بن حسین والی بلخ کے پاس روانہ کیا اور یہ کہلا بھیجا کہ تم میری اطاعت قبول کر لو میں تمہارے حقوق کی نگہداشت معقول طور سے کرونگا۔ عمر بن حسین نے انکاری جواب دیا۔ چنانچہ خوارزم شاہ نے کامیابی سے ناامید ہوکر ہرات کی طرف واپس ہونے کا قصد کر لیا پھر یہ خبر سنکر علاء الدین و جلال الدین کو بمقابلہ وزیروں کے شکست ہوئی اور وزیر نے ان دونوں کو قید کر لیا ہے۔ واپسی ہرات کو ملتوی کر دیا اور ابن بشیر (یعنی محمد بن علی بن بشیر) کو عمر بن حسین کے پاس دوبارہ پیام صلح لیکر بھیجا۔ عمر بن حسین نے پھر انکاری جواب دیا۔ مدتوں لڑائیاں ہوتی رہیں بالآخر جسوقت عمر بن حسین کو ہر چہار طرف سے ناامیدی محسوس ہوئی اطاعت کی گردن جھکادی اور خوارزم شاہ کے نام کا خطبہ جامع بلخ میں پڑھ دیا اور خوارزم شاہ سے ملنے کو اس کے کیمپ میں آیا خوارزم شاہ نے خلعت دی اور گورنری بلخ پر بدستور بحال رکھا۔ یہ واقعہ آخری سنہ ۶۰۳ھ کا ہے۔

فتح بلخ سے فارغ ہوکر خوارزم شاہ جوزقان (جرجان) کی طرف محاصرہ کی غرض سے بڑھا۔ علی بن ابی علی میاں ن کا حاکم تھا۔ دونوں میں مصالحت ہو گئی۔ جوزقان سے واپس ہوکر عمر بن حسین غوری والی بلخ کو بلا بھیجا اور جب وہ آگیا تو گرفتار کر کے خوارزم بھیجدیا اور بلخ میں جا کر قبضہ کر لیا۔ جعفر ترکی کو اپنی طرف سے بلخ کا حاکم مقرر کر کے خوارزم کی طرف مراجعت کر دی۔

علاء الدین کا دوبارہ غزنیں پر قبضہ

ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ ذرنے غزنیں پر قبضہ حاصل کر کے علاء الدین اور جلال الدین کو بامیاں کی جانب نکال دیا تھا چنانچہ دو ماہ تک یہ دونوں بامیاں میں مقیم رہے۔ ذرنے قبضہ غزنیں کے بعد وہیں قیام اختیار کیا اور اس خیال سے کہ میری حکومت کو استبداد حاصل ہو جائے غیاث الدین کے نام کا خطبہ پڑھنے سے رکا رہا۔ اور ترکوں کو اس خوف سے کہ مبادا ان لوگوں میں مادہ شورش اور عہد شکنی کا نہ پیدا ہو جائے یہ دم پٹی دیتا رہا کہ غیاث الدین کے پاس سے ایلچی واپس نہیں آیا ہیں جب سکو بمقابلہ علاء الدین کامیابی حاصل ہو گئی اور قلعہ پر قبضہ کر لیا تو استبداد اور خودسری حکومت کا اعلان کر دیا اور تخت حکومت پر متمکن ہو گیا۔ اس اثناء میں لشکر کا معتدبہ حصہ رفتہ رفتہ علاء الدین سے آملا۔ چنانچہ علاء الدین اور جلال الدین نے فوجیں مرتب کر کے بامیاں سے بقصد غزنیں کوچ کر دیا۔ ذر کو اسکی اطلاع ہوئی۔ اس نے بھی لشکر مرتب کر کے مدافعت کی کوشش کی۔ مگر کامیاب نہوا۔ ان دونوں نے ذر کی فوجوں کو نہایت بری طرح سے پسپا کیا۔ فوج کا حصہ کثیر کام آگیا۔ ذر کرمان کی طرف بھاگا۔ ایک دستہ فوج نے تعاقب کیا۔ ذر نے پلٹ کر مقابلہ کیا اور مار بھگایا۔

علاء الدین اور اسکا بھائی جلال الدین مظفر و منصور غزنیں میں کامیابی کا جھنڈا لیے ہوئے داخل ہوا اور قابض ہو گیا اور شہاب الدین کے اُس خزانہ پر قبضہ کر لیا جسکو ذرنے وزیر السلطنت موید الدین سے کرمان میں لیا تھا جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو۔ قبضہ غزنیں کے بعد علاء الدین اور جلال الدین میں خزانہ کے تقسیم اور موید الملک کی وزارت پر جھگڑا ہو گیا۔ اہل غزنیں کو انکی اطاعت پر بیحد ندامت ہوئی مگر چارہ کار کچھ نہ تھا۔ جلال الدین معہ عباس کے بامیاں چلا آیا اور علاء الدین غزنیں میں ٹھہرا رہا۔ وزیر السلطنت نے لشکریوں اور رعایا کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ شروع کر دیئے۔ جس کا مال پایا لوٹ لیا۔ جسکو چاہا سزا دی۔ ظلم کی کوئی حد باقی نہ رہ گئی تھی۔ لوگوں نے اسباب مال کو فروخت کرنا شروع کر دیا۔ شکایتوں پر شکایتیں

ہوتی تھیں۔ لیکن کوئی سننے والا نہ تھا۔ وزکو ان واقعات کی اطلاع ہوئی۔ ترکوں، تاتاریوں اور غوریوں کی فوجیں مرتب اور مجتمع کر کے چڑھائی کر دی۔ ایلدکز شرقی (شہاب الدین کا غلام) دو ہزار کی جمعیت سے کرمان پر چڑھ آیا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ اسکے بعد ہی وز آپہونچا اسکو ایلدکز کی کامیابی پسند نہ آئی۔ ایلدکز کو نکال کر کرمان پر متصرف ہو گیا۔ رعایا کے ساتھ حسن سلوک اور عدل وانصاف سے پیش آنے لگا۔ رفتہ رفتہ اسکی خبر علاء الدین کو غزنی میں پہونچی۔ اپنے وزیر کو اپنے بھائی جلال الدین کی خدمت میں بامیان روانہ کیا۔ یہ زمانہ تھا کہ غوریوں نے علاء الدین کی ترک رفاقت کر دی تھی اور غیاث الدین کے پاس چلے گئے تھے۔ وزنے آخری سنہ ۶۰۳ھ میں شہر غزنی میں پہونچکر قبضہ کر لیا۔ علاء الدین قلعہ نشین ہو گیا۔ وزنے اہل غزنی کو تشفی اور امن دی۔ جب شہر کا بلڑ فرو ہو گیا تو قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ اتنے میں وزکو یہ خبر لگی کہ جلال الدین فوج لیکر آ گیا ہے۔ وز یہ سنکر مقابلہ اور مدافعت کی غرض سے اوٹھ کھڑا ہوا۔ دونوں میں صف آرائی ہوئی۔ وزنے جلال الدین کو ہزیمت دی اور گرفتار کر کے غزنی واپس آیا۔ علاء الدین اسوقت تک قلعہ نشین تھا۔ وزنے کہلا بھیجا کہ اگر تم قلعہ کی کنجیاں میرے حوالہ نہ کرو گے تو میں تمہارے قیدیوں کو قتل کر ڈالوں گا۔ علاء الدین نے جواب میں ذرا لیت ولعل سے کام لیا۔ وزنے چار سو قیدیوں کو قتل کر ڈالا۔ علاء الدین یہ سن کر خوف سے کانپ اوٹھا۔ امن کی درخواست کی وزنے امن دی اور جب علاء الدین امن حاصل کر کے قلعہ سے نکلا تو گرفتار کر لیا۔ وزیر السلطنت عماد الملک کو مار ڈالا۔ اور فتح کی خوشخبری کا عریضہ غیاث الدین کی خدمت میں روانہ کیا سلیمان بن بشیر سنہ ۶۰۳ھ میں غیاث الدین کی خدمت میں فیروزکوہ پہونچا غیاث الدین نے عزت واحترام سے ٹھہرایا اور محلسرائے شاہی کا داروغہ مقرر کیا۔

عباس کی بغاوت واطاعت

جس وقت علاء الدین اور جلال الدین غزنی میں گرفتار کر لئے گئے جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو اور اسکی خبر انکے چچا عباس کو بامیان میں پہونچی اسکے ساتھ ان دونوں کے باپ کا وزیر بھی بامیان میں موجود تھا۔ چنانچہ وزیر السلطنت

یہ خبر پاکر خوارزم شاہ کی طرف بمقابلہ درزکے امداد حاصل کرنے کی غرض سے روانہ ہوا۔ عباس نے وزیر السلطنت کی عدم موجودگی کو غنیمت شمار کرکے قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ اور علاء الدین و جلال الدین کے ہمراہیوں و ہواخواہوں کو نکال دیا۔ وزیر السلطنت کو اسکی خبر لگ گئی۔ اثنار راہ سے لوٹ پڑا اور قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ اسکے بعد جلال الدین، راہ ہوکر بامیان پہونچا۔ ہو وزیر السلطنت کو اس سے بہت بڑی قوت حاصل ہوگئی۔ عباس کے پاس کہلا بھیجا کہ تم سرکشی چھوڑکر اطاعت قبول کرو۔ عباس نے قلعہ کے دروازہ کھول دیئے اور کنجیاں حوالہ کردیں اور یہ کہا کہ میں نے خوارزم شاہ کے دست برد سے محفوظ رکھنے کی غرض سے قلعہ پر قبضہ کیا تھا ورنہ یہ کب ممکن تھا کہ میں خودسری کا جھنڈا بلند کرتا۔

ترمذ و طالقان پر خوارزم شاہ کا قبضہ

خوارزم شاہ نے عمر بن حسین غوری سے بلخ کو چھین کر ترمذ کا قصد کیا۔ اسوقت ترمذ میں عمر بن حسین کا بیٹا حکمرانی کر رہا تھا۔ محمد بن بشیر نے ترمذ میں پہونچکر بلخ کی حوالگی اور خوارزم شاہ کے قبضہ کے حالات بتلائے۔ اور یہ ظاہر کیا کہ بلخ کا نظم و نسق خوارزم شاہ کے اراکین حکومت کر رہے ہیں اور عمرو بن حسین خوارزم شاہ کے پاس بھیجدیا گیا ہے۔ اگر تم اطاعت قبول کرلوگے۔ برسر مقابلہ نہ آؤگے تو تمکو انعامات دیئے جائینگے، جاگیریں دیجائینگی۔ چونکہ والی ترمذ تاتاریوں کے آئے دن کے حملوں سے تنگ آگیا تھا اور غزنیں پر درز کے غلبہ و تصرف اور اپنے ہمراہیوں کی گرفتاری سے دل شکستہ ہوگیا تھا اسوجہ سے اطاعت کی گردن جھکادی امن کا خواستگار ہوا۔ خوارزم شاہ نے امن دی اور ترمذ پر قبضہ کرلیا۔

قبضہ ترمذ سے فراغت حاصل کرکے طالقان کی طرف بڑھا۔ اسوقت طالقان میں سونج نامی ایک شخص غیاث الدین محمود کی طرف سے حکومت کر رہا تھا۔ خوارزم شاہ نے پیام بھیجا کہ تم میری اطاعت قبول کرلو تمکو حسب خواہش تمہارے جاگیریں دیجائینگی۔ سونج نے انکاری جواب دیا اور جنگ پر آمادہ ہوگیا۔ لیکن جسوقت مقابلہ پر آیا۔ گھوڑے سے اوتر کر قدمبوس ہوا۔

عفو تقصیر کی درخواست کی۔خوارزم شاہ نے طالقان پر قبضہ کرلیا اور اسکے بعض ارکین دولت کو بھی گرفتار کرکے قلعات کالوین اور سوارہ کا رخ کیا۔ والی قلعہ کالوین حسام الدین علی بن ابوعلی مقابلہ پر آیا۔خوارزم شاہ نے اس سے شہر سپرد کرنیکا مطالبہ کیا۔حسام الدین نے انکاری جواب دیا۔ خوارزم شاہ جواب صاف پاکر ہرات کی طرف چلا گیا۔اور ہرات کے باہر قیام پذیر ہوا۔چونکہ حسن بن حرمیل نے اطاعت قبول کرلی تھی اسوجہ سے خوارزم شاہ کے لشکر کے دست برد اور لوٹ مار سے ہرات محفوظ رہا۔اسی مقام پر غیاث الدین کا ایلچی تحائف و ہدایا لیکر حاضر ہوا۔اسی زمانہ میں حسن بن حرمیل نے اسفراین پر یلغار کیا۔ والی اسفراین غیاث الدین کے پاس گیا ہوا تھا۔حسن نے شہر پر محاصرہ ڈال دیا۔اہل شہر نے امن حاصل کرکے شہر پناہ کے دروازہ کھول دیئے اور شہر کو بامن حوالہ کردیا۔بعد اس کے حسن بن حرمیل نے والی سجستان کے پاس خوارزم شاہ کی اطاعت کا پیام بھیجا اور یہ کہلا بھیجا کہ آئندہ سے مسجدوں میں خوارزم شاہ کے نام کا خطبہ پڑھا جائے۔ والی سجستان نے خوارزم شاہ کا غاشیہ اطاعت اپنی گردن پر رکھ لیا اور اسکے نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔تم کو یاد رکھنا چاہئے کہ خوارزم شاہ نے غیاث الدین سے اس امر کی درخواست کی تھی جسکو غیاث الدین نے قبول نہ کیا تھا۔ الغرض اسی زمانہ قیام ہرات میں قاضی صاعد بن فضل خوارزم شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکو حسن بن حرمیل نے شہر بدر کردیا تھا اور وہ غیاث الدین کے پاس فیروزکوہ چلا گیا تھا حسن بن حرمیل نے کچھ ایسا جڑ دیا کہ خوارزم شاہ نے قاضی صاعد کو قلعہ زوزن میں قید کردیا اور ہرات کے عہدہ قضا پر قاضی ابوبکر محمد بن سرخسی کو مامور کیا۔

غیاث الدین ایبک اور دز کے حالات جسوقت دز نے غزنین پر قبضہ کرلیا اور علاء الدین وجلال الدین کو بھی گرفتار کرلیا غیاث الدین نے دز کو لکھنا شروع کیا کہ میرے نام کا خطبہ مسجدوں میں پڑھا جائے۔ دز حیلہ وحوالہ سے ٹالنے لگا۔غیاث الدین نے قاصد روانہ کیا کہ میرے نام کا تو خطبہ پڑھا جائے اور شہاب الدین

کے لئے دعا کی جائے۔ ترکوں کو اس نامہ وپیام سے شبہ پیدا ہوا۔ دز نے غیاث الدین کو لکھ بھیجا کہ آپ مجھے آزاد کر دیجئے۔ غیاث الدین نے چندے توقف کر کے اس درخواست کو قبول کر لیا۔ حالانکہ اس کا مقصد خوارزم شاہ سے مصالحت کرنے اور امداد لینے کا ہو گیا تھا پس جب دز نے اپنی آزادی کا مطالبہ کیا تو غیاث الدین نے اس کو اور نیز قطب الدین ایبک کو جو کہ اسکے چچا شہاب الدین کا مملوک تھا اور اسکی طرف سے ملک ہند کا حکمراں تھا ازاد کر دیا۔ اور ہر ایک کو ہدایا اور خلعتیں روانہ کیں پھر یہ خبر آئی ۱؎ . . . .
. . . . . دز خود اختیاری حکومت کا ڈنکا بجانے لگا اور قطب الدین ایبک باوجود آزاد ہونے کے مطیع و فرمانبردار رہا۔ غیاث الدین نے خوارزم شاہ سے امداد کی درخواست کی خوارزم شاہ نے اس شرط سے کمک بھیجی کہ حسن ابن حرمیل والی ہرات میرا غاشیہ اطاعت اپنی گردن پر رکھ لے اور مال غنیمت کے تین حصے کئے جائیں ایک حصہ لشکریوں میں تقسیم کیا جائے اور دو حصہ اُن دونوں کو۔ اسکی خبر کسی ذریعہ سے دز کو پہونچ گئی۔ دز نے فوجیں مرتب کر کے یکتایاد پر چڑھائی کر دی اور اسپر قابض ہو کر بُست اور اسکے متعلقات کا رخ کیا اور قبضہ کر لیا۔ غیاث الدین کے نام کا خطبہ موقوف کر دیا۔ والی سجستان کو لکھ بھیجا کہ تم خوارزم شاہ کا نام خطبہ سے نکال دو۔ حسین ابن حرمیل کو بھی اسکی تحریک کی اور بصورت مخالفت جنگ کی دھمکی دی۔ جلال الدین والی بامیاں کو قید سے رہا کر کے اپنی بیٹی سے عقد کر دیا اور پانچہزار سواروں کو بسر افسری ایدکین (شہاب الدین کا غلام تھا) جلال الدین کے ہمراہ روانہ کیا کہ بامیاں پر قبضہ کر کے جلال الدین تخت حکومت پر بیٹھا دیا جائے اور اسکے چچازاد کو حکومت و سلطنت سے بیدخل کر دو۔ ہنوز ایدکین بامیاں نہیں پہونچنے پایا تھا کہ اسکو یہ خبر مسموع ہوئی کہ ترکوں میں دز کے خلاف جوش پیدا ہو رہا ہے۔ غزنیں کی طرف لوٹنا چاہا۔ جلال الدین نے اس سے مخالفت کی۔ تب ایدکین اپنے مقبوضات

۱؎ اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔

کابل کی طرف لوٹ آیا۔

قطب الدین ایبک کو جب یہ معلوم ہوا کہ ذز نے غیاث الدین سے بغاوت کی ہے تو بیحد برافروختہ ہوا۔ ادھر ایک قاصد ذز کے پاس روانہ کیا۔ جنگ کی دھمکی دی۔ غیاث الدین کے نام کا خطبہ پڑھنے کی تاکید کی۔ اُدھر غیاث الدین کی خدمت میں تحایف اور ہدایا بھیج کر یہ راے دی کہ آپ بالفعل خوارزم شاہ کے کل مطالبات کو تسلیم کر لیجئے تا آنکہ مہم غزنین سے فراغت حاصل ہو جاے۔ غیاث الدین نے اس راے کی مطابق خوارزم شاہ سے مصالحت کر لی اور ایبک کو لکھ بھیجا کہ بقصد جنگ ذز غزنین پر یلغار کر دو۔ چنانچہ ایبک نے غزنین پر چڑھائی کر دی۔ اتنے میں ایدکین بھی ماہ رجب ۶۰۳ھ میں غزنین آگیا شہر غزنین پر ایبک کا قبضہ ہو گیا۔ جامع مسجد میں غیاث الدین کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ صرف قلعہ باقی رہ گیا۔ لشکریوں نے شہر کو لوٹ لیا۔ ان واقعات کی اطلاع ذز کو ہوئی۔ ہوش جاتے رہے ہاتھ کا طوطی اُڑ گیا۔ یکتاباد میں بھی غیاث الدین کا نام خطبہ میں داخل کیا گیا اور ذز کا نام نکال ڈالا گیا بعد چندے ایدکین نے غزنین سے بلاد غور کی طرف کوچ کیا اور ان واقعات کی اطلاعی عرضداشت غیاث الدین کی خدمت میں روانہ کی۔ اور بہت سا مال و اسباب جو اسکو لوٹ میں ملا تھا بطور تحفہ کے بھیج دیا۔ غیاث الدین کو اس سے بیحد مسرت ہوئی۔ خلعت بھیجے۔ آزاد کر دیا اور ملک الامراء کا خطاب عطا کیا اسکے بعد غیاث الدین نے بست اور اسکے مضافات کا قصد کیا۔ چنانچہ بحسن و خوبی اسکو پھر اپنے دائرہ حکومت میں داخل کر کے وہاں کی رعایا کے ساتھ اچھے برتاؤ کئے۔

قتل ابن حرمیل و قبضہ خوارزم شاہ

حسن ابن حرمیل نے جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں خوارزم شاہ کی فوج کو ہرات میں بلا لیا تھا چنانچہ خوارزم شاہ کی فوج آگئی اور ہرات میں ابن حرمیل کے ساتھ قیام پذیر ہوئی خوارزم شاہ کی فوج نے رعایا پر ظلم و تعدی کا ہاتھ بڑھایا طرح طرح کی زیادتیاں کرنے لگیں۔ ابن حرمیل نے ان لوگوں کو قید کر دیا اور خوارزم شاہ

کو یہ واقعات لکھ بھیجے۔ خوارزم شاہ ان دنوں خطا کی لڑائی میں مصروف تھا۔ حسین ابن حرمیل کو لکھ بھیجا کہ ان فوجیوں کو جنکو تم نے قید کر لیا ہے میرے پاس بھیجدو اور عزالدین خلدک کو در پردہ یہ تحریر بھیجی کہ تم جسطرح ممکن ہو حسن حرمیل کو گرفتار کر لو۔ خلدک نے دو ہزار سواروں کو لیکر ہرات کا قصد کیا۔ تمکو یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ خلدک زمانہ حکومت سلطان سنجر میں ہرات کی گورنری کر چکا تھا جسوقت خلدک ہرات کے قریب پہونچا۔ ابن حرمیل استقبال کی غرض سے ہرات سے باہر آیا ایک دوسرے سے ملا۔ خلدک نے اپنے ہمراہیوں کو اشارہ کر دیا۔ ان لوگوں نے ابن حرمیل کو گرفتار کر لیا۔ ابن حرمیل کے ہمراہی شہر میں واپس آئے وزیر خواجہ حاجب نے شہر پناہ کے دروازہ بند کرالئے۔ مقابلہ کی تیاری کی غیاث الدین محمود کی شعار کی منادی کرادی۔ خلدک نے شہر کا محاصرہ کر لیا اور یہ کہلا بھیجا کہ میں تمکو امان دیتا ہوں اور اگر تم میرا کہنا نہ مانو گے تو میں ابن حرمیل کو قتل کر ڈالوں گا۔ وزیر نے کچھ جواب نہ دیا۔ خلدک نے واقعات حاضرہ سے خوارزم شاہ کو مطلع کیا۔ خوارزم شاہ نے اپنے گورنروں کو جو خراسان میں تھے ہرات پر فوج کشی اور محاصرہ کرنے کو لکھ بھیجا چنانچہ گورنران خراسان نے دس ہزار کی جمعیت سے ہرات پر یلغار کیا۔ چونکہ حسن ابن حرمیل نے بنظر پیش بندی ہرات کو ہر طرح سے مضبوط اور مستحکم کر رکھا تھا۔ چار شہر پناہ نہایت مستحکم بنوائے تھے۔ شہر پناہ کے باہر متعدد خندقیں کھدوائیں تھیں۔ رسد و غلہ اور سامان جنگ ضرورت سے زیادہ مہیا کر لیا تھا۔ اسوجہ سے محاصروں کی دال گلائی نہ گلی۔ ہرات پر قبضہ نہ کر سکے۔ اس اثناء میں حسن ابن حرمیل کا خراسان میں انتقال ہو گیا یا یہ کہ خوارزم شاہ کے سرداروں نے اسکو قتل کر ڈالا۔ علی شاہ برادر غیاث الدین محمود نے طبرستان میں اور کزلک خاں نے نیشاپور میں خود سری حکومت کا جھنڈا بلند کر دیا۔ لیکن جب خوارزم شاہ طبرستان پہونچا تو علی شاہ بھاگ گیا۔ فیروزکوہ میں شہاب الدین کے پاس جا کر دم لیا۔ شہاب الدین نے عزت و احترام سے ملاقات کی خوارزم شاہ نے طبرستان پر قبضہ کر کے

نیشاپور کی طرف قدم بڑھائے اور اسکو بھی کزلک خاں کے قبضہ سے نکال کر اپنے دائرہ حکومت میں داخل کر لیا۔ بعد اسکے ہرات کی طرف آیا۔ اسوقت تک ہرات پر محاصرہ پڑا ہوا تھا۔ کسی طرح مفتوح نہوتا تھا۔ طول محاصرہ سے اہل شہر میں پھوٹ پڑ گئی خوارزم شاہ کے آجانے کو سنکر خایف ہو گئے۔ وزیر کے مخالفوں نے وزیر کو گرفتار کر لیا۔ اس سے اور بھی کمزوری پیدا ہو گئی۔ مقابلہ کی قوت جاتی رہی۔ کسی ذریعہ سے خوارزم شاہ کو ان واقعات کی اطلاع ہو گئی فوراً حملہ کر دیا۔ شہر پناہ کے دو برجوں کو خراب و مسمار کر کے شہر میں داخل ہو گیا اور قبضہ کر لیا وزیر کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ اور اپنی طرف سے ایک شخص کو ہرات پر مامور کر دیا۔ یہ واقعات ۶۰۰ھ کے ہیں۔ قبضہ ہرات سے فراغت حاصل کر کے خطا کی جنگ پر واپس آیا۔

قتل غیاث الدین محمود

خوارزم شاہ نے شہر ہرات پر قبضہ کرنے کے بعد اپنے ماموں امیر ملک کو ہرات کی حکومت پر مامور کیا اور فیروزکوہ پر یلغار کرنے اور اسکے حکمراں غیاث الدین محمود بن غیاث الدین غوری اور اسکے بھائی علی شاہ کی گرفتاری کا حکم دیا چنانچہ امیر ملک نے فوجیں آراستہ کر کے فیروزکوہ پر چڑھائی کی غیاث الدین محمود نے امن کی درخواست کی۔ جسکو امیر ملک نے منظور کر لیا۔ لیکن جسوقت غیاث الدین محمود معہ اپنے بھائی علی شاہ کے شہر پناہ کا دروازہ کھول کر نکلا۔ امیر ملک نے دونوں بھائیوں کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ منظفر و منصور ۶۰۵ھ میں داخل فیروزکوہ ہوا۔ فیروزکوہ کے مفتوح ہو جانے سے کل خراسان پر خوارزم شاہ کا قبضہ ہو گیا۔

غزنیں پر خوارزم شاہ کا قبضہ

جسوقت خوارزم شاہ نے کل صوبجات خراسان اور نیز بامیاں پر قبضہ حاصل کر لیا اسوقت تاج الدین دزدالی غزنیں کے پاس کہلا بھیجا کہ تمہارے لئے یہ بہتر ہے تم مجھ سے بر سر پیکار نہو، مصالحت کر لو، میرے نام کا خطبہ پڑھواو، میرے نام کا سکہ جاری کرو۔ دزنے اپنے ارا کین دولت کو جمع کر کے

مشورہ طلب کیا۔ انہیں ارکین میں قطلوتکین (شہاب الدین کا غلام) نائب السلطنت غزنیں بھی تھا۔ اس نے خوارزم شاہ کی اطاعت کا مشورہ دیا۔ جس سے سبھوں نے اتفاق رائے ظاہر کیا۔ چنانچہ خوارزم شاہ کا ایلچی جواب باصواب لیکر واپس آیا۔ غزنیں میں خوارزم شاہ کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ بعد اسکے قطلوتکین نے پوشیدہ طور سے خوارزم شاہ کو پیام بھیجا کہ آپ غزنیں تشریف لائے میں غزنیں آپکے حوالہ کر دونگا چنانچہ خوارزم شاہ بذات خود غزنیں میں آیا اور قبضہ کر لیا۔ ذز نے غزنیں کو خیر آباد کہکر لاہور کا راستہ لیا۔ قبضہ غزنیں کے بعد خوارزم شاہ نے قطلوتکین کو حاضری کا حکم دیا۔ شاہی خزانوں کی کنجیاں لے لیں توشہ خانہ میں جو کچھ تھا سب پر قبضہ کر کے قطلوتکین کو مار ڈالا۔ غزنیں پر اپنی طرف سے اپنے بیٹے جلال الدین کو مامور کر کے اپنے شہر کو واپس آیا۔ یہ واقعات ۶۱۱ھ کے ہیں۔

ذز کا لاہور پر قبضہ اور مارا جانا

ذز غزنیں سے نکل کر ایک ہزار پانچسو سواروں کی جمعیت سے لاہور پہونچا۔ اسوقت لاہور میں ناصر الدین قباچہ (شہاب الدین کا غلام) حکمرانی کر رہا تھا۔ علاوہ لاہور کے ملتان، اُچ اور دیبل (ٹھٹھہ) ساحل دریا تک اسکے قبضہ میں تھا۔ پندرہ ہزار جنگ جو سواروں کو لیکر میدان جنگ میں آیا بازار کارزار گرم ہوگیا۔ فریقین کے ساتھ ہاتھیوں کا بھی جھنڈ تھا۔ ذز کو پہلے حملہ میں شکست ہوئی ہاتھیوں کا جھنڈ پکڑ لیا گیا۔ ذز نے پلٹ کر پھر حملہ کیا اس حملہ میں ذز کو کامیابی ہوئی ذز کے ہاتھی سوار نے قباچہ کے جھنڈے پر حملہ کیا۔ اتفاق یہ کہ جھنڈا گر گیا قباچہ کا لشکر بھاگ کھڑا ہوا۔ ذز نے شہر لاہور پر قبضہ کر لیا۔

اس کامیابی کے بعد ذز نے ہندوستان کی طرف قدم بڑھائے تاکہ دہلی وغیرہ پر بھی جو مسلمانوں کے قبضہ میں ہے قابض ہو جائے اسوقت دہلی میں قطب الدین ایبک کا انتقال ہو چکا تھا اور اسکا غلام شمس الدین حکومت کر رہا تھا۔ شہر سمانا کے قریب فوجوں کا مڈبھیڑ ہوا۔ تاج الدین ذز شکست کھا کر بھاگا۔ سارا لشکر تتر بتر ہو گیا۔ اثناء

دار و گیر میں مار ڈالا گیا۔

تاج الدین وز نہایت خلیق، عادل، رعایا کے ساتھ احسان کرنے والا بالخصوص تجارت پیشہ اور غریبوں کے ساتھ بحسن سلوک پیش آنے والا تھا۔ اسکے مرنے سے سلاطین غوریہ کا شیرازہ حکومت بکھر گیا۔ والبقاء للہ وحدہ۔

اخبار حکومت دیلم جسقدر حکومت سلطنت ان کو ملت اسلام میں حاصل ہوئی اور دولت بنی بویہ کے حالات جنکو خلفاء عباسیہ بغداد پر استبداد حاصل ہوگیا تھا از اول تا زمانہ انقراض حکومت

سلسلۂ انساب عالم میں دیلمیوں کا نسب ہم بیان کر آئے ہیں کہ یہ ماذاے بن یافث کی نسل سے ہیں اور ماذاے کو توریت میں اولاد یافث میں شمار کیا ہے۔ ابن سعید نے لکھا ہے (میں نہیں سمجھتا کہ اس نے کہاں سے اسکو نقل کیا ہے) کہ دیلم، سام بن باسل بن اسور بن سام کی اولاد سے ہے اور توریت میں اسور کا ذکر، سام کی اولاد میں آیا ہے۔ ابن سعید نے یہ بھی لکھا ہے کہ موصل، جرموق بن اسور اور فرس، کرد، خزر، ایران بن اسور اور نبط، سوریان، نبط ابن اشور کی اولاد سے ہے۔ واللہ اعلم۔

جیل علماء نسب کے نزدیک ہر روایت کے اعتبار سے دیلم کے بھائی ہیں اور ہر حال میں یہ ایک ہی نخل کی شاخ اور ایک ہی شاخ کے پیوند ہیں۔ ان دیلم اور جیل کا وطن قدیم ابتدائے خلقت سے طبرستان اور جرجان کے پہاڑوں میں رے اور گیلان تک انکے پہاڑوں میں تھا۔ اسلام سے پہلے انکی نہ کوئی حکومت تھی اور نہ کوئی سلطنت، پس جسوقت اللہ تعالے نے

کے فضل سے اسلام کے فتوحات کا سیلاب تمام عالم میں پھیلا اور کسرائے فارس کی حکومت کا شیرازہ درہم و برہم ہوگیا اور عرب کی حکومت کا سکہ تمام ملکوں مشرق، مغرب، جنوب اور شمال میں چلنے لگا جیسا کہ فتوحات اسلامیہ کے ضمن میں پڑھ آئے ہو تو جن لوگوں نے مذہب اسلام قبول نہ کیا انہوں نے جزیہ دینا منظور کیا۔ اسوقت دیلم اور جیل مجوسی المذہب تھے زمانہ فتوحات اسلامیہ میں ان کے ممالک مفتوح نہیں ہوئے تھے۔ جزیہ دیا کرتے تھے۔ سعید بن العاصی نے ایک لاکھ سالانہ پر ان سے مصالحت کر لی تھی جسکو یہ لوگ اکثر ادا کیا کرتے تھے اور کبھی کبھی نہیں دیتے تھے۔ سعید کے بعد کسی اور شخص نے جرجان کا قصد نہیں کیا۔ یہ لوگ عراق سے خراسان تک کے راستوں میں قومس پر رہزنی کرتے تھے قافلے صحیح و سلامت نہیں جاتے تھے۔ جسوقت یزید بن مہلب ۸۶ھ میں خراسان کا گورنر ہو کر آیا اسوقت تک طبرستان اور جرجان مفتوح نہیں ہوئے تھے۔ جب کبھی ان مقامات کا ذکر آتا تھا تو یزید بن مہلب کہا کرتا تھا کہ فارس کی فتوحات تکمیل کو نہیں پہنچیں جرجان وغیرہ کا فتح کرنا ضروریات سے ہے ورنہ قومس و نیشاپور وغیرہ کا امن خطرہ میں رہے گا۔ پس جب سلیمان بن عبدالملک سریر حکومت پر ۹۱ھ میں متمکن ہوا تو یزید بن مہلب نے جہاد طبرستان کی غرض سے فوجیں فراہم و مرتب کیں۔ اسوقت تک جرجان شہر کی حیثیت سے نہ تھا ہر چہار طرف سے سر بفلک پہاڑیاں گھیرے ہوئے تھیں۔ ایک شخص درہ پر کھڑا ہو جاتا اور لشکر عظیم کو جرجان میں داخل ہونے سے روک سکتا تھا۔ البتہ طبرستان ایک آباد شہر تھا۔ اسکا حکمران اصبہد نامی ایک شخص تھا۔ یزید کے غلام فراسہ نے جرجان کو سر کر لیا بنو امیہ کی حکومت کے خاتمہ کے بعد ہادی نے ان دونوں مقامات کا محاصرہ کر لیا تا آنکہ یہ دونوں مقامات مطیع و منقاد ہو گئے۔ لیکن بعد چندے پھر باغی و سرکش ہو گئے تب خلیفہ مہدی نے یحییٰ حرسی کو چالیس ہزار فوج کی جمعیت سے طبرستان کی سرکوبی کو روانہ کیا۔ چنانچہ اس نے طبرستان کو زیر و زبر کر کے دائرہ حکومت اسلامیہ میں داخل کر لیا۔ زمانہ حکومت خلیفہ الرشید میں

یحییٰ بن عبداللہ بن حسن مثنیٰ نے طبرستان کا رخ کیا۔ مگر کامیاب نہ ہوا تب خلیفہ رشید نے فضل بن یحییٰ برمکی کو ۱۷۵ھ میں اس جنگ پر مامور کیا۔ فضل نے نہایت مردانگی سے ان مقامات کو سر کیا۔ سالانہ خراج ادا کرنے پر مصالحت ہو گئی مگر شرط یہ قرار پائی کہ تکمیل صلح تب متصور ہوگی جبکہ خلیفہ رشید کا دستخطی خط آ جائے جس پر اراکین سلطنت اکابرین شیعہ کی شہادتیں ہوں چنانچہ خلیفہ رشید نے خط لکھا اور فضل طبرستان سے واپس ہو کر آیا اور اپنے بھائی جعفر کے ساتھ قید کر دیا گیا جیسا کہ برامکہ کے حالات میں ہم لکھ آئے ہیں۔

۱۸۹ھ میں جس وقت الرشید رے میں تھا سروین بن ابی قارن اور وندا ہرمز والی دیلم کو اماں کا خط لکھا اور حسن خادم کی معرفت طبرستان روانہ کیا چنانچہ یہ دونوں دربار خلافت میں حاضر ہوئے۔ رشید نے عزت و احترام سے ٹھہرایا۔ حسن اخلاق سے پیش آیا ونداہرمز نے سروین بن ابی قارن کی اطاعت و ادائے خراج کی ضمانت کی۔ باطمینان تمام دونوں واپس آئے بعد اسکے سروین نے وفات پائی بجائے اسکے اسکا بیٹا شہریار حکمرانی کرنے لگا۔ غرور حکومت نے خود سری کی بنیاد ڈالی عبداللہ بن خردادیہ نے سرکوبی کی غرض سے فوج کشی کی۔ طبرستان اور کل بلاد دیلم کو بزور تیغ مفتوح کر لیا۔ شہریار بن سروین نے اطاعت کی گردن جھکا دی۔ مازیار بن قارن نے وندا ہرمز کو خلیفہ مامون کی خدمت میں کچھ عرض و معروض کرنے کو روانہ کیا۔ اتنے میں شہریار بن سروین مر گیا بجائے اسکے اسکا بیٹا شاپور حکومت کرنے لگا۔ مازیار نے شاپور سے لڑائی چھیڑ دی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ شاپور کو شکست ہوئی گرفتار دار و گیر میں مازیار نے شاپور کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ بعد اسکے مازیار نے بھی علم بغاوت بلند کیا۔ یہ زمانہ خلیفہ معتصم کی خلافت کا تھا۔ خلیفہ معتصم نے ان لوگوں کی معقول گوشمالی کی بجبر و اکراہ اپنی حکومت و خلافت کی بیعت لی، بطور ضمانت کے انکے سرداروں کو اپنے یہاں نظر بند رکھا، خراج گذشتہ و حال وصول کیا۔ آمل اور ساریہ کے شہر پناہوں کو خراب و مسمار کر کے وہاں کے رہنے والوں کو پہاڑوں کی طرف جلا وطن کر دیا۔ اور جرجان کے سرحد

پرطمیس سے ساحل دریا تک تین میل کی مسافت کی شہر پناہ بنوائی۔ اور گرد ہر چہار طرف عمیق خندق کھدوائی اسی طرح شاہان فارس نے ترکوں کے روکنے کو ایک شہر پناہ طبرستان میں بھی بنوائی تھی۔

اسی زمانہ میں افشین (معتصم کے غلام) نے لطمع حکومت خراسان دیلمیوں سے سازش شروع کی چنانچہ صوبہ خراساں میں بغاوت پھوٹ نکلی دیلم نے ہر چہار طرف سے یورش کردی عبداللہ بن طاہر نے بسرافسری اپنے چچا حسن اور اپنے غلام حیان بن جبلہ فوجیں روانہ کیں۔ خلیفہ معتصم نے بھی پے در پے امدادی فوجیں روانہ کرنا شروع کیا۔ چاروں طرف سے عساکر شاہی نے گھیر لیا۔ قارن بن شہریار برادر مازیار ساریہ میں تھا۔ سرداران عبداللہ بن طاہر نے قارن کو علم حکومت کی اطاعت کرنے کی تحریک شروع کی چنانچہ قارن نے اس شرط پر کہ اسکے آبا و اجداد کے سب پہاڑی مقامات کی حکومت و یکجائیگی علم خلافت کی اطاعت قبول کرلی۔ عبداللہ ابن طاہر نے صلحنامہ لکھ دیا۔ قارن نے اپنے چچا کو معہ ایک جماعت سپہ سالاران مازیار گرفتار کرکے عبداللہ بن طاہر کے حوالہ کردیا۔ سرداران عبداللہ بن طاہر جبال قارن میں منظفر و منصور داخل ہوئے اور ساریہ پر قبضہ کرلیا۔ بعد اسکے قوہیار برادر مازیار نے امن کی درخواست کی۔ عبداللہ بن طاہر نے امن دی مگر باہم یہ شرط قرار پائی کہ وہ اپنے بھائی مازیار کو گرفتار کرکے عبداللہ بن طاہر کے حوالہ کردے اور یہ مازیار کو بجائے اسکے حکمرانی کی سند عطا کرے بس قوہیار نے اپنے بھائی مازیار کو گرفتار کرکے عبداللہ بن طاہر کے حوالہ کردیا۔ عبداللہ بن طاہر نے پا بزنجیر بغداد روانہ کیا۔ خلیفہ معتصم نے سولی پر چڑھ دیا۔ بعد اسکے کسی ذریعہ سے افشین کی سازش کی خبر ہوگئی خلیفہ معتصم کو بیحد طیش پیدا ہوا فوراً گرفتار کرکے قتل کر ڈالا۔

مازیار کی گرفتاری کے بعد اسکے غلاموں نے قوہیار پر حملہ کردیا۔ قوہیار نے انکی مقاومت پر کمر باندھی۔ مازیار کے غلام مقابلہ نہ کرسکے دیلم کی طرف بھاگے۔ شاہی فوجیں سامنے آگئیں اور

سبھوں کو گرفتار کر لیا۔

کہا جاتا ہے کہ جس نے مازیار کے ساتھ بدعہدی کی تھی وہ مازیار کے چچا کا لڑکا تھا۔ اسکی خواہش یہ تھی کہ مازیار کو جبال طبرستان کی حکومت سے برطرف کر کے آپ حکمراں ہو جائے۔ اس بدعہدی میں مازیار کا غلام داریہ بھی شریک تھا۔

الغرض بعد خلیفہ متوکل کی خلافت عباسیہ کے قوائے حکمرانی مضمحل ہو گئے۔ آفتاب حکومت کو گرہن لگ گیا۔ ہر صوبہ کے گورنروں نے خودسری کی حکومت کا اعلان کر دیا۔ انہیں دنوں علویوں کے ایلچی اطراف و جوانب ممالک اسلامیہ میں ظاہر ہو کر علویوں کی حکومت کی دعوت دینے لگے۔ عہد خلافت مستعین میں حسن بن زید (زیدیہ علوی کا ایلچی) طبرستان میں ظاہر ہوا۔ جسکا تذکرہ تم اوپر پڑھ آئے ہو۔ خراسان کی گورنری پر محمد بن طاہر بن عبداللہ بن طاہر تھا اس نے طبرستان پر اپنے چچا سلیمان بن عبداللہ بن طاہر کو مقرر کر رکھا تھا۔ لیکن حقیقت میں محمد بن اوس اسکی نیابت میں طبرستان میں حکومت کر رہا تھا نام کا حاکم سلیمان تھا۔ محمد بن اوس نے رعایا کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کئے۔ جس سے اراکین حکومت بد دل ہو کر بغاوت پر کمربستہ ہو گئے۔ اپنے ہمسایہ دیلم کو بغاوت و سرکشی پر ابھار دیا۔ تم کو یاد رکھنا چاہئے کہ محمد بن اوس وہی شخص ہے جو زمانہ مصالحت میں دیلم کے ملک میں بزور تیغ گھس گیا تھا اور ان کو کمال بیرحمی سے قتل کیا تھا اور بہتیروں کو قید کرا لیا۔ پس جب اراکین حکومت صوبہ طبرستان نے سلیمان اور اسکے نائب محمد بن اوس کے مقابلہ میں دیلم کی مدد چاہی تو دیلم اس کاوش کی وجہ سے جو انکو محمد ابن اوس کی کج ادائی اور بیجا ظلم سے پیدا ہو گئی تھی اٹھ کھڑے ہوئے اور حسن بن زید کو جہاں پر وہ تھا وہاں سے بلا کر سبھوں نے اسکے ہاتھ پر بیعت کی اور اسکے ساتھ ہو کر آمل پر چڑھ آئے چنانچہ آمل پر قبضہ کر لیا۔ بعد اسکے ساریہ پر یلغار کیا۔ سلیمان کو ہزیمت ہوئی۔ ان لوگوں نے ساریہ کو بھی اپنے قبضہ میں لے لیا پھر حسن بن زید (ایلچی) انے رفتہ رفتہ کل صوبہ طبرستان پر قبضہ کر لیا۔ اسکی اور نیز اسکے بھائی کی حکومت کی بنیاد پڑ گئی۔ جیسا کہ اسکے حالات میں لکھا گیا۔ تقریباً چالیس

سال تک یہ حکومت قائم رہی۔ پھر محمد بن زید کے مارے جانے سے حکومت جاتی رہی۔ بعد اسکے حسن اطروش نامی ایک شخص عمر بن زین العابدین کی اولاد سے دیلم میں داخل ہوا۔ یہ شخص زیدی مذہب رکھتا تھا۔ اطروش تیرہ برس تک دیلم میں رہا۔ ان دنوں دیلم کا بادشاہ حسان بن وہشودان تھا۔ اطروش ان لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتا تھا۔ ان سے عشر اور زکوۃ وصول کرتا تھا چنانچہ ایک گروہ کثیر اسکے ہاتھ پر اسلام لایا۔ اس نے ان کے لئے مسجدیں بنوائیں۔ پھر انکو مرتب و مسلح کر کے قزوین پر چڑھائی کی اور اس پر قبضہ کر لیا بعد ازاں سالوس کو بھی لے لیا۔ غرض رفتہ رفتہ اسلامی سرحدی بلاد یکے بعد دیگرے قبضہ کرتا جاتا تھا۔ آمل بھی اسی کے قبضہ اقتدار میں آگیا۔ جب ایک گونہ اطروش کو اطمینان حاصل ہو گیا۔ گرد نواح کے شہروں پر قابض ہو گیا تو اس نے ان سبھوں کو جنگ طبرستان کی ترغیب دی۔ اسوقت طبرستان پر ابن سامان کی حکومت کا پھریرہ لہرا رہا تھا سبھوں نے اطروش کے کہنے پر کمریں باندھ لیں اور ۳۰۱ھ میں طبرستان پر چڑھ آئے۔ ابن صعلوک حاکم طبرستان مقابلہ پر آیا۔ اطروش نے اس کو شکست دی اور اسکے کل ہمراہیوں اور ہوا خواہوں کو بری طور سے پامال کیا۔ ابن صعلوک بھاگ کر رے پہونچا۔ پھر رے سے بغداد چلا آیا۔ اطروش نے طبرستان اور اسکے کل صوبہ پر قبضہ کر لیا۔ یہ کل واقعات اور اسکی حکومت و دولت کے حالات دولت علویہ کے تذکرہ میں ہم لکھ آئے ہیں۔ دیلم اسکی پشت پناہی کر رہے تھے اور دیلم ہی کے سردار لڑائیوں میں اسکا ہاتھ بٹاتے تھے۔ وہی لوگ اسکے اراکین حکومت تھے۔ پھر اسکو سعید بن سامان کے لشکریوں نے ۳۰۴ھ میں مار ڈالا۔ اور زمام حکومت سرداران دیلم کے قبضہ اقتدار میں چلی گئی جیسا کہ دیلم کے حالات میں ہم لکھ آئے ہیں۔

۱؎ مسعودی میں اطروش حسن بن علی بن محمد بن علی بن ابی طالب لکھا ہے۔

اخبار سپہ سالاران دیلم جنہوں نے خلافت اسلامیہ کے ممالک محروسہ فارس و عراقین پر قبضہ کر لیا تھا

دیلم کے سپہ سالاروں کی ایک جماعت تھی جو اطروش اور اسکے لڑکوں کی پشت پناہی اور مدد کرتے تھے منجملہ ان کے سرخاب بن وہشوداں برادر حسان تھا جس کا شمار دیلم کے بادشاہوں میں تھا۔ یہ ابوالحسن بن اطروش کے لشکر کا کمانڈر انچیف تھا۔ اسکے بھائی علی کو مقتدر نے اصفہان کی حکومت عنایت کی تھی۔ لیلی بن نعمان بھی دیلم کے بادشاہوں میں تھا یہ بھی اطروش کا ایک نامور سپہ سالار تھا۔ بعد اسکے اسکا داماد حسن معروف بہ داعی صغیر جرجان پر مامور کیا گیا۔ ماکان بن کالی برادر عم زاد سرخاب وحسان پسران وہشودان بھی سرداران دیلم سے تھا اسکو ابوالحسن بن اطروش نے شہر استر آباد اور اُسکے مضافات پر متعین کیا تھا۔

علاوہ ان لوگوں کے ایک گروہ دوسرا بھی دیلم کے سرداران کا تھا جنہیں ماکان بن کالی کے ہمراہیوں میں سے اسفار بن شیرویہ، مرداویج بن زیار بن بادر، اور اسکا بھائی دشمکیر اور لشکری کا نام خصوصیت کے ساتھ لیا جاتا ہے۔ مرداویج کے ہمراہیوں میں سے بنو بویہ تھے جو بغداد، عراقین اور فارس کے بڑے بادشاہوں میں شمار کئے جاتے ہیں جسوقت دولت علویہ کا چراغ حکومت گل ہو گیا تو ان سپہ سالاروں نے طبرستان اور جرجان میں استبدادی حکومت کی بنیاد ڈال دی۔

خلافت عباسیہ کے بساط حکومت اوٹھنے کے بعد صوبہ خراسان پر صفار نے بنو طاہر کے ہاتھ سے قبضہ لے لیا۔ پھر بنو سامان نے ان سے جھگڑا کیا۔ اور داعی علوی نے بھی اس میں حصہ لیا۔ مدتوں باہم جھگڑا ہوتا رہا۔ بعد چندے بنو سامان تنہا حکومت خراسان کی کرسی پر بیٹھ گئے۔ لیکن بنو سامان کے کل حکمران دربار خلافت بغداد کی اطاعت کا اظہار کرتے تھے ان سامانیوں کا مقر حکومت ماوراء النہر میں تھا، کل خراسان اور اسکا متعلقہ صوبہ انہیں

کے قبضہ اقتدار میں تھا پس جب خلافت کی کمزوری زیادہ بڑھ گئی تو ملوک دیلم نے بھی ہاتھ بڑھائے ان کے سپہ سالاروں نے طبرستان میں حکومت کے قدم جما دیئے اپنی قوت کے غرہ میں ابن سامان سے بھڑے۔ تمام بلاد اسلامیہ میں مور و ملخ کی طرح پھیل گئے جہاں دیکھو وہیں انکا غلبہ و تصرف ہو گیا۔ ہر شخص نے جس ملک کو پایا دبا لیا۔ علاوہ طبرستان اور جرجان کے بلاد رے بھی انہیں کے قبضہ میں تھا۔ ان میں سے بنو بویہ کا بہت بڑا دور دورہ ہوا۔ فارس اور عراقین پر حکمراں ہوئے دارالخلافت بغداد میں بھی انہیں کی حکومت و غلبہ کا سکہ چلا۔ اگلی پچھلی فضیلت کا خاتمہ کر دیا۔ ان کی عظیم الشان حکومت پر اسلام نے فخر و مباہات کا اظہار کیا جسکو ہم انکی حکومت کے تذکرہ میں بیان کرینگے۔

لیلی بن نعمان لیلی بن نعمان، دیلم کے نامور سپہ سالاروں سے تھا۔ اطروش کی اولاد "المؤید لدین اللہ المنتصر لاولاد رسول اللہ" کے القاب سے انکو مخاطب کرتی تھی۔ نہایت سخی اور شجاع تھا۔ اسکو حسن بن قاسم داعی صغیر نے بعد اطروش کے ۳۰۸ھ میں جرجان پر مامور کیا تھا۔ پس اس نے جرجان سے دامغان پر فوج کشی کی دامغان ابن سامان کے ملوک کے زیر اثر حکومت تھا قراتکین نامی ملوک سامان کا غلام حکومت کر رہا تھا۔ قراتکین نے فوجیں آراستہ کر کے مقابلہ کیا۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد لیلی کو جرجان واپس ہونا پڑا۔ اسکے بعد اہل دامغان نے ایک نہایت مستحکم قلعہ بنوایا۔ پھر قراتکین نے فوجیں فراہم کر کے لیلی پر چڑھائی کر دی۔ لیلی نے جرجان سے نکل کر مقابلہ کیا۔ جرجان سے پندرہ کوس پر مورچہ جنگ قائم کیا گیا۔ اس لڑائی میں قراتکین کو ہزیمت ہوئی۔ کمال بیرحمی سے اسکا لشکر پامال کیا گیا۔ قراتکین کا غلام فارس، لیلی کے پاس چلا گیا اور اس سے مل گیا لیلی نے عزت سے ٹھیرایا اور اپنی بہن سے اسکا نکاح کر دیا۔ لشکریوں کی جمعیت بڑھ گئی خرچ کی زیادتی ہوئی ابو حفص قاسم بن حفص نے کہا کہ تم نیشاپور پر قبضہ کر لو مال کی کمی کی شکایت جاتی رہے گی۔ حسن داعی نے بھی نیشاپور پر حملہ کرنے کی ہدایت کی۔ چنانچہ لیلی نے نیشاپور پر

چڑھائی کی اور آخری ۳۱۰ھ میں اسپر قبضہ کرلیا۔ حسن داعی کے نام کا خطبہ پڑھا۔ سعید نصر بن ساماں کو اسکی خبر لگی، غصہ سے کانپ اٹھا اپنے سرداروں حمویہ بن علی، محمد بن عبداللہ بلعمی، ابوالحسن صعلوک اور سیمجور دواتی کو فوج کثیر کے ساتھ بخارا سے روانہ کیا۔ لیلی بن نعمان سے مقام طوس میں لڑائی ہوئی۔ ان لوگوں نے لیلی کو شکست دیدی۔ بھاگ کر آمل پہونچا اور وہیں روپوش ہوگیا۔ بقراخاں نے پہونچ کر اسکا سراغ لگایا اور گرفتار کرکے حمویہ کو اس سے مطلع کیا۔ حمویہ نے اس کے قتل اور اسکے ہمراہیوں کو امن دینے کو لکھ بھیجا۔ چنانچہ بقراخاں نے لیلی بن نعمان کو قتل کرکے اسکے سر کو دارالخلافت بغداد بھیجدیا۔ یہ واقعہ ماہ ربیع الاول ۳۰۹ھ کا ہے۔ اب فارس (قراتکین کا غلام) تنہا جرجان میں باقی رہ گیا تھا جسوقت قراتکین جرجان میں واپس آیا۔ فارس نے اپنے آقائے قدیم سے امن کی درخواست کی۔ قراتکین نے امن نہ دی اور اسکو قتل کرکے جرجان سے لوٹ آیا۔

سرخاب بن دہشودان کی ہلاکت اور ماکان کی قائم مقامی

سرخاب بن وہشودان دیلمی، اطروش اور اسکے لڑکوں کے سپہ سالاروں سے تھا۔ اطروش کے مرنے کے بعد اسکے بیٹے ابوالحسن ناصر کے ہاتھ پر طبرستان اور استرآباد میں بیعت کی۔ اسکی فوج کا نامور اور سربرآوردہ سپہ سالار تھا۔ جسوقت قراتکین بعد قتل لیلی بن نعمان، جرجان سے واپس ہوا تو ابوالحسن بن اطروش اور سرخاب بن دہشودان نے جرجان پر یلغار کیا اور قابض ہوگئے۔ ۳۱۰ھ میں سعید نصر بن ساماں نے یہ سنکر چار ہزار سواروں کی جمعیت سے سیمجور دواتی کو روانہ کیا۔ جرجان سے تین کوس کے فاصلہ پر مورچہ قائم کیا اور ہر چہار طرف سے شہر کا محاصرہ کرلیا۔ مہینوں محاصرہ کئے رہا۔ پھر سرخاب نے شہر سے نکل کر صف آرائی کی۔ سیمجور نے چند دستہ فوج کو کمینگاہ میں بٹھاکر مقابلہ کیا اور لڑتے ہوئے آہستہ آہستہ پسپا ہوا۔ سرخاب نے جوش کامیابی میں تعاقب کیا جسوقت کمینگاہ سے سرخاب نکل آیا سیمجور کی فوج نے کمینگاہ سے نکل کر حملہ کردیا۔ سرخاب کو ہزیمت ہوئی۔ ابوالحسن بھاگ کر استرآباد پہونچا۔ سرخاب

باقی ماندہ کو فوج کشی کرتا رہا۔ بالآخر سیمجور نے جرجان کو بزور تیغ مفتوح کر لیا۔ بعد اسکے سرخاب مرگیا اور ابوالحسن ابن اطروش ساریہ چلا گیا اور قیام اختیار کیا۔ بجائے سرخاب کے ماکان بن کالی کو مامور کیا۔ یہ سرخاب کا چچا زاد بھائی تھا۔ محمد بن عبیداللہ بلعمی اسکی سرکوبی کو چلا۔ سیمجور نے ماکان پر محاصرہ ڈال دیا۔ ایک مدت تک محاصرہ کئے رہا۔ جب محاصرہ سے کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو محصوروں نے کچھ مال دیکر ماکان سے مصالحت کر لی۔ ماکان نے ساریہ کا راستہ لیا ساریہ سے شمایتہ اور شمایتہ سے استرآباد چلا آیا۔ سامانیوں نے ان ملکوں پر بقراخاں کو مامور کیا۔ ماکان نے موقع پاکر پھر فوج کشی کر دی اور دوبارہ ان شہروں پر قبضہ کر لیا۔ بقراخاں اپنے ہمراہیوں کے پاس نیشاپور چلا گیا۔

اسفار بن شہرویہ

اسفار بھی دیلم کے سرداروں اور ماکان بن کالی کے ہمراہیوں سے تھا۔ نہایت کج خلق، ظالم اور ضدی مزاج تھا۔ ماکان نے اسکو اپنی فوج سے نکال دیا۔ اسفار بحال پریشان بکر بن محمد بن الیسع والی نیشاپور کے پاس چلا گیا۔ بکر بن محمد بن الیسع ملوک سامان کی طرف سے ان صوبجات کا گورنر تھا۔ بکر بن محمد بن الیسع نے اسفار کی عزت کی اور اپنے مخصوص مصاحبوں میں داخل کر لیا۔ ۳۱۵ھ میں فوج کی سرداری پر مامور کر کے جرجان کے فتح کرنے کے لئے اس کو منتخب کیا۔ ان دنوں ماکان بن کالی طبرستان میں تھا اور ابوالحسن بن کالی کو جرجان کی حکومت پر مامور کیا تھا۔ اس نے ابوعلی بن اطروش کو کسی شبہ سے جرجان میں اپنے مکان میں قید کر دیا تھا۔ ایک روز شب کے وقت ابوعلی کے قتل پر آمادہ ہو کر اسکے خوابگاہ میں گیا۔ دونوں میں ہاتھا پائی ہونے لگی۔ اللہ تعالیٰ نے علوی (ابوعلی بن اطروش) کو کامیاب کر دیا ابوالحسن بن کالی کو مار ڈالا۔ اور قید سے نکل کر اگلے دن سپہ سالاروں کو بلا بھیجا۔ ان لوگوں نے حاضر ہو کر بیعت کی خلافت کی کرسی پر بٹھایا۔ اس نے اپنی فوج پر علی بن خرشید کو سردار بنایا۔ اور اسفار بن شرویہ کو یہ واقعات لکھ بھیجے اور بلا بھیجا۔ چنانچہ اسفار نے بکر بن محمد سے اجازت حاصل کر کے ابوعلی کی طرف کوچ کیا۔ علی بن خرشید نے جرجان اور

اسکے گرد و نواح پر قبضہ کر کے دعوت علویہ کو پھیلانا شروع کیا۔ ماکان بن کالی کو اسکی خبر لگی۔ فوجیں آراستہ کر کے طبرستان سے جرجان پر چڑھ آیا۔ علی بن خرشیہ نے جرجان سے نکل کر مقابلہ کیا اور مار بھگایا۔ طبرستان تک تعاقب کرتا چلا گیا اور اسکو بھی اس کے قبضہ سے نکال کر قابض و متصرف ہو گیا۔ اس اثناء میں ابوعلی بن اطروش اور اسکا سپہ سالار فوج علی بن خرشیہ مر گیا۔ اسفار تنہا طبرستان کا مالک بن گیا۔ بکر بن محمد بن الیسع کے انہیں دنوں جرجان پر چڑھائی کر دی اور اسپر قبضہ حاصل کر کے نصر بن سامان کے دائرہ حکومت میں داخل کر لیا۔ بعد اسکے ماکان نے طبرستان کی جانب مراجعت کی اسفار نے مقابلہ کیا۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد اسفار کو ہزیمت ہوئی۔ ماکان نے طبرستان پر قبضہ کر لیا اور اسفار جرجان میں بکر بن محمد بن الیسع کے پاس جا کر دم لیا اور وہیں ٹھہرا رہا۔ تا آنکہ بکر بن محمد بن الیسع نے وفات پائی۔ پس سعید نصر نے اسکو ۳۱۵ھ میں جرجان کی حکومت پر مامور کیا۔ پھر سعید نصر بن سامان نے رے پر زمانہ خلافت مقتدر میں قبضہ حاصل کیا اور محمد بن علی بن صعلوک کو اسکی حکومت عنایت کی۔ ماہ شعبان ۳۱۶ھ میں محمد بن علی بن صعلوک ایک مرض سخت میں مبتلا ہو گیا۔ حسن داعی کی تحریک سے اسفار والی جرجان نے مرداویج بن زیار کو جو کہ ملوک جیل سے تھا بلا کر اپنی فوج کا سپہ سالار مقرر کیا۔ طبرستان پر چڑھائی کی اور اس پر قابض ہو گیا۔

اسفار کا رے پر قبضہ

جس وقت اسفار نے طبرستان پر قبضہ حاصل کیا اور مرداویج اسکے ہمراہ تھا۔ رے پر ان دنوں ابن صعلوک حکومت کر رہا تھا۔ اسفار نے رے کو بھی اسکے قبضہ سے نکال لیا۔ بعد اسکے قزوین، زنجان، ابہر، قم اور کرخ وغیرہا پر بھی متصرف ہو گیا۔ حسن بن قاسم داعی صغیر اسکے ساتھ ساتھ تھا۔ پس جب اسفار نے اس سے علیحدہ ہو کر طبرستان پر قبضہ کر لیا اور جرجان کو بھی اپنے دائرہ حکومت میں شامل کر لیا تو ماکان اور حسن داعی نے اسفار پر چڑھائی کی۔ مقام ساریہ میں فریقین سے مڈبھیڑ ہوئی۔ ماکان شکست کھا کر بھاگا۔ حسن داعی مارا گیا۔

ہزیمت کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ حسن داعی، دیلم کو منکرات اور ممنوعات شرعیہ سے بچنے کی تاکید کرتا اور اوامر کی پابندی میں سختی سے کام لیتا تھا۔ یہ امر دیلم کو ناگوار گزر رہا تھا۔ آپسمیں مشورہ کیا کہ بجائے حسن داعی کے ابوالحسن بن اطروش کو اور ماکان کی جگہ پر ہزرسیدان (مرداویج کے ماموں) کو مقرر کرنا چاہئے۔ چنانچہ امداد کے حیلہ سے ہزر بیدان کو دامغان سے بلایا۔ یہ احمد طویل کے پاس دامغان میں تھا۔ پس جب ہزرسیدان جرجان میں پہونچا حسن داعی اسکو مع اور سپہ سالاران دیلم کے اپنی مجلس میں لے گیا اور سبھوں کو گرفتار کر کے مار ڈالا۔ اور اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ ان جاں باختہ سازش کرنے والوں کے مال و اسباب کو لوٹ لو۔ دیلم کو یہ امر شاق گزرا۔ وقت کے منتظر رہے تاآنکہ جب اسفار سے مڈبھیڑ ہوئی دیلم حسن داعی اور ماکان کو چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ ماکان تو بھاگ نکلا حسن داعی مارا گیا اسفار نے رے، قزوین، زنجان، ابہر، قم اور کرخ پر جو کہ دیلم کے قبضہ میں تھا قبضہ کر کے طبرستان اور جرجان کے صوبہ میں ملا لیا۔ اور زیر اثر حکومت سعید بن سامان حکمرانی کرنے لگا۔ ساریہ کو اپنا مقر حکومت بنایا۔ رے پر ہارون بن بہرام صاحب جناح کو مقرر کیا۔

ان شہروں کے مفتوح ہونے پر رے کے راستہ پر صرف قلعہ موت باقی رہگیا تھا جو کہ سیاہ چشم بن مالک دیلمی کے قبضہ میں تھا۔ اسفار نے اسکو ملا کر قزوین کی حکومت کی طمع دی اور یہ درخواست کی کہ چندے میرے اہل و عیال کو قلعہ موت میں رہنے کی اجازت دیدو۔ سیاہ چشم نے اسکو منظور کر لیا۔ چنانچہ اسفار نے اپنے اہل و عیال کو قلعہ موت میں بھیجدیا۔ اور خدمت کرنے کے بہانہ ایک سو جنگ آوروں کو ہمراہ کر دیا۔ اِدہر ان لوگوں نے قلعہ میں داخل ہو کے ہلڑ مچا دیا اور قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ اُدہر اسفار نے سیاہ چشم کو گرفتار کر کے جیل میں ڈالدیا۔ بعد اسکے والی نہاوند نے امن کی درخواست کی۔ اسفار نے اسکو امن دیکر اسکی حکومت پر بحال رکھا۔ سمنان کی طرف بڑھا۔ محمد بن جعفر والی سمنان نے روک تھام کی۔ اسفار نے رے سے اپنے چند ہوا خواہوں کو ملانے کی غرض سے محمد بن جعفر کے پاس بھیجا۔ ان لوگوں نے اسکو دم پٹی دیکر امن کی

درخواست پر تیار کر لیا۔ اسفار نے اسکو امن دیکر دھوکا دیا اور مار کر قلعہ کی فصیل پر لٹکا دیا۔

ان مہم کامیابیوں اور فتوحات سے اسفار کا دل بڑھ گیا۔ حکومت پر استقلال کے ساتھ قدم جم گئے۔ خودسری کی ہوا دماغ میں سمائی۔ سعید بن سامان سے باغی ہو گیا۔ تاج پہنے ہونے کے تخت پر بیٹھنے کا شوق چرایا۔ فوجیں آراستہ کیں اور ابن سامان اور خلافت مآب سے لڑنے کو اوٹھ کھڑا ہوا۔ خلیفہ مقتدر نے ہارون بن عزیب الحال کو امیر لشکر مقرر کر کے اسفار کے زیر کرنے کو فوجیں روانہ کیں۔ اسفار نے انکا مقابلہ کیا اور نیچا دکھایا۔ تب ابن سامان نے نیشاپور سے اسفار سے جنگ کرنے کی غرض سے کوچ کیا۔ اسفار کے وزیر مطرف بن محمد جرجانی نے مشورہ دیا کہ ابن سامان سے لڑنا اچھا نہیں ہے اپنے آقا اور ولی نعمت کو نذر دینا دیکر مصالحت کر لینا چاہیئے۔ چنانچہ اسفار نے قیمتی قیمتی تحائف ابن سامان کی خدمت میں روانہ کئے اور واپس جانے کی درخواست کی۔ ساتھ ہی اسکے ابن سامان کے ارائین دولت کو بھی ملا لیا۔ پس ابن سامان نے اس شرط سے مراجعت کی کہ میرے نام کا خطبہ پڑھا جاے اور اسفار آیندہ جادہ اطاعت سے ذرہ بھر منحرف نہ ہو۔ اسفار نے ان شرطوں کو منظور و قبول کر لیا۔ باہم مصالحت ہو گئی۔

اسفار نے بعد واپسی ابن سامان اہل رے پر بھاری بھاری ٹکس مقرر کیے اور اُن پر ظلم و تعدی کرنے لگا۔ اہل قزوین کو لٹوا لیا اور اُن پر دیلم کو مامور کیا۔ جس سے اُن لوگوں پر دین تنگ ہو گئی طرح طرح کے مصائب میں گرفتار ہو گئے۔

قتل اسفار حکومت مرداویج

مرداویج بن زیار، اسفار کے سپہ سالاروں سے تھا۔ اسفار کا ظلم حد سے بڑھ گیا تھا۔ رعایا کو بیحد شکائتیں پیدا ہو گئی تھیں اس نے مرداویج کو اپنی اطاعت کا پیام لیکر سمیران طرحاکم آذربیجان کے پاس روانہ کیا۔ مرداویج، روانہ ہونے کو تو روانہ ہو گیا۔ مگر اسفار کے ظلم اور عوام الناس کے ساتھ بدبختی سے پیش آنے کی وجہ سے رک گیا۔ اسفار کو یہ امر ناگوار گزرا

مرداویج پر حملہ کرنے کا قصد ظاہر کیا۔ سرداران لشکر نے بھی مشورہ دیدیا جنہیں اسکا وزیر مطارف بن محمد بھی تھا۔ چنانچہ اسفار معہ سپہ سالار کے مرداویج کی طرف بڑھا۔ مرداویج کو اسکی خبر ہوگئی۔ رے کی طرف چلا گیا۔ ماکان بن کالی کو طبرستان میں یہ واقعات لکھ بھیجے اور اسکو اسفار کے مقابلہ پر ابھار دیا۔ چنانچہ ماکان فوجیں آراستہ کر کے اسفار کی طرف بڑھا۔ اسفار، بیہق سے بھاگ کر بست پہونچا۔ پھر رے کی راہ سے قلعہ موت کی طرف روانہ ہوا۔ چونکہ اسکے ساتھ اہل وعیال اور خزانہ تھا اس تگ و دو میں اسکے بعض ہمراہیوں نے ساتھ چھوڑ دیا۔ اور مرداویج کو اسکی خبر کردی۔ مرداویج، اسفار کی طرف بڑھا۔ اور اپنے ایک یا دو سالار کو اسفار کے پاس بھیجا۔ اسفار نے ان سے ملاقات کی اور اُن سپہ سالاروں کا حال دریافت کیا جنہوں نے اسکا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔ ان لوگوں نے ظاہر کیا کہ مرداویج نے ان لوگوں کو قتل کر ڈالا ہے۔ اس خبر کے سننے سے اسفار کو بیحد مسرت ہوئی۔ بعد اسکے موقع پاکر مرداویج کے بھیجے ہوئے سپہ سالار نے اسفار کو گرفتار کر کے مرداویج کے پاس پہونچا دیا۔ مرداویج نے اسکو رے میں قید رکھنا چاہا۔ لیکن ہمراہیوں نے اس سے اسفار کے مکر وفریب کی وجہ سے اختلاف کیا پس مرداویج نے اسفار کو قتل کر ڈالا اور رے کی طرف لوٹ آیا۔

اسفار کے مارے جانے کے بعد مرداویج نے ملک گیری کے خیال سے اطراف و جوانب پر ہاتھ بڑھاسے۔ قزوین، رے، ہمدان، کنکور، دینور، وجرو، قم، قاسان، اصفہان اور خیرباد پر یکے بعد دیگرے قبضہ کر لیا۔ استقلال سے حکومت پر قدم جم گئے۔ نخوت وکبر کی ہوا دماغ میں سما گئی۔ سونے کے تخت پر بیٹھا۔ تاج پہنا۔ اس کے سپہ سالاران لشکر چاندی کی کرسیوں پر بیٹھے۔ لشکر کو کچھ فاصلہ پر کھڑے ہونے کا حکم دیا۔ حاجب مقرر کئے۔

مرداویج کا طبرستان وجرجان پر قبضہ تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ مرداویج نے ماکان کو اسفار کے مقابلہ پر ابھار کر اپنا کام نکال لیا تھا تا آنکہ اسفار مارڈالا گیا۔ اس سے

مرداویج کے قدم حکومت و سلطنت پر استحکام و استقلال سے جم گئے۔ طبرستان اور جرجان کے قصد سے ۳۱۶ھ میں چڑھائی کی۔ ماکان مقابلہ نہ کر سکا۔ بھاگ کھڑا ہوا۔ مرداویج نے طبرستان پر قبضہ کر کے اسفہلان کو زمام حکومت دی اور اسکی فوج پر ابوالقاسم کو مامور کیا۔ ابوالقاسم نہایت دلیر اور شجاع تھا طبرستان سے فارغ ہو کر جرجان کی طرف بڑھا۔ ماکان کا گورنر جرجان بھی بھاگ نکلا۔ مرداویج نے جرجان پر بھی قبضہ کر کے اپنے داماد ابوالقاسم مذکور کو حاکم بنایا۔ بعد اسکے اصفہان کی جانب لوٹا۔ ابوالقاسم بھی آ ملا۔ والی اصفہان کو ہزیمت ہوئی۔ غرضکہ رفتہ رفتہ ان کل شہروں پر مرداویج کا قبضہ ہو گیا۔ ماکان نے نیشاپور میں جا کر پناہ لی۔ ابوعلی بن مظفر سپہ سالار لشکر ابن سامان سے امداد کا طالب ہوا چنانچہ ابوعلی نے ماکان کی مدد پر کمر باندھی۔ فوجیں مرتب کر کے مرداویج کی طرف بڑھا۔ ابوالقاسم نے ان دونوں کو ہزیمت دیدی۔ دونوں شکست کھا کر نیشاپور لوٹ آئے بعد ازاں ماکان نے دامغان کا رخ کیا۔ ابوالقاسم نے یہاں سے بھی اسکو مار بھگایا۔ بادل ناخواستہ خراسان واپس آیا۔

مرداویج اور خلیفہ مقتدر کا لشکر

جس وقت مرداویج نے بلاد رے پر قبضہ کر لیا۔ دیلم ہر چہار طرف سے اسکے پاس آ کر مجتمع ہو گئے مرداویج نے انکو انعامات دیئے۔ وظائف مقرر کیے۔ فوجیں بڑھ گئیں۔ آمدنی فوج کو کافی نہ ہونے لگی قرب وجوار کے شہروں پر ہاتھ بڑھانے کا قصد کیا چنانچہ ۳۱۹ھ میں ہمدان پر قبضہ کرنے کی غرض سے ایک فوج عظیم کو بسر افسری اپنے بھانجے کے روانہ کیا۔ اسوقت ہمدان میں محمد بن خلف گورنری کر رہا تھا۔ خلیفہ مقتدر کی فوج وہاں موجود تھی۔ دونوں فریق نے معرکہ کارزار گرم کر دیا۔ شاہی فوج نے بڑے بڑے کارنمایاں کئے۔ سیکڑوں ہزاروں دیلمی مارے گئے مرداویج کا بھانجہ بھی اسی معرکہ میں کام آگیا۔ مرداویج کو اسکی خبر لگی۔ فوجیں مرتب کر کے ہمدان پر چڑھ آیا۔ خلافت مآب کی فوجیں گھونگھٹ کھا گئیں مرداویج بزور تیغ ہمدان میں گھس پڑا۔

کشت و خون کی کوئی حد نہ رہی بہت بری طرح سے اہل ہمدان کو پامال کیا۔ عورتوں اور بچوں کو پکڑ لے گئے۔ لونڈی، غلام بنایا۔ بعد ازاں لوگوں کو امن دی۔ خلیفہ مقتدر کی فوجیں مجتمع ہو کر دوبارہ حملہ آور ہوئیں۔ ہارون غریب الحال سپہ سالار فوج تھا۔ ہمدان کے باہر فریقین نے صف آرائی کی۔ مرداویج نے انکو ہزیمت دی۔ ہمدان کے علاوہ اور بلاد جبل پر بھی قبضہ کر لیا۔ بعد اسکے اپنے ایک سپہ سالار کو دینور کے فتح کرنے کو روانہ کیا۔ چنانچہ اس نے دینور کو بھی بزور تیغ مفتوح کر لیا۔ مرداویج کا لشکر قتل و غارت کرتا ہوا حلوان تک پہونچ گیا۔ مال، اسباب، سونا، چاندی اور قیدیوں سے مالامال ہو کے واپس ہوئے۔

لشکری اصفہان میں لشکری بھی دیلمی اور اسفار کے ہمراہیوں سے تھا۔ اسفار کے قتل کے بعد خلیفہ مقتدر سے امن حاصل کر کے ہارون بن غریب الحال کی فوج میں داخل ہو گیا تھا جب ہارون کو ۳۱۹ھ میں مرداویج کے مقابلہ میں شکست ہوئی تو ہارون نے لشکری کو نہاوند مال اور ملک لینے کو بھیجا لشکری نے نہاوند پہونچکر قبضہ کر لیا۔ مال و سامان جنگ درست کر کے فوجیں مرتب کر لی اور اصفہان پر دھاوا کر دیا۔ اصفہان میں احمد بن کیغلغ تھا۔ یہ بھی فوجیں آراستہ کر کے مقابلہ پر آیا لشکری نے اسکو ہزیمت دیکر اصفہان پر قبضہ کر لیا۔ فوجیں شہر میں داخل ہو گئیں۔ اور احمد بن کیغلغ شہر چھوڑ کر نکل آیا اور بیرون شہر قیام کیا۔ لشکری یہ خیال کر کے کہ یہ میری ہی فوج کا سردار ہے احمد کے پاس گیا احمد بن کیغلغ نے اسکو پہچان لیا جوں ہی قریب آیا ایک وار سے ختم کر دیا فوجیں اس واقعہ سے منتشر ہو گئیں۔ اور احمد بن کیغلغ اصفہان میں پھر آ گیا۔

مرداویج کا اصفہان پر قبضہ آخری ۳۱۹ھ میں مرداویج نے ایک فوج اصفہان کے سر کرنے کو روانہ کیا۔ چنانچہ اس فوج نے اصفہان پر قبضہ کر لیا۔ احمد بن عبدالعزیز بن ابی دلف کے محلسرا کو از سر نو بنوایا جسمیں مرداویج نے آکر قیام کیا۔ اسوقت اسکی فوج کی تعداد چالیس پچاس ہزار تک پہونچ گئی تھی۔ فتح اصفہان کے

بعد اہواز اور خراسان پر قبضہ کرنے کو فوجیں روانہ کیں اہواز اور خراسان بھی مرداویج کے مقبوضات میں داخل ہو گئے۔ بعد اسکے مرداویج نے خلیفہ مقتدر کی خدمت میں ایک عرضداشت بھیجی اور یہ درخواست کی کہ ان شہروں کے قبضہ کے عوض میں دو لاکھ دینار سالانہ حاضر کیا کرونگا۔ خلیفہ مقتدر نے اسکو منظور کر لیا۔ ہمدان اور ماہ کوفہ میں جاگیر عنایت کی۔

وشمگیر اور مرداویج ۳۱۶ھ میں مرداویج نے اپنی فوج سے ایک ایلچی اپنے بھائی وشمگیر کے لانے کو روانہ کیا۔ چنانچہ ایلچی نے وشمگیر کے پاس پہونچکر مرداویج کا پیام پہونچایا۔ اسکی حکومت اور جاہ و جلال کے حالات بتلائے وشمگیر کو اس سے بیحد تعجب ہوا اور اپنے بھائی مرداویج کے حرکات کو حقارت کی آنکھوں سے دیکھا۔ وجہ یہ تھی کہ دیلم اور جیل طبرستان کے علویوں کے ہواخواہوں سے تھے۔ اور مرداویج نے خلافت بغداد کی اطاعت قبول کر لی تھی۔ ایلچی وشمگیر کو برابر سمجھاتا رہا تاآنکہ وشمگیر اپنے بھائی سے ملنے کو روانہ ہوا قزوین پہونچا۔ مرداویج سے ملاقات ہوئی مرداویج نے تبادلہ خیال کے بعد اسکو سیاہ کپڑے پہنائے۔ اپنے پاس ٹھہرایا۔ وشمگیر کو امور سیاسی میں بہت بڑا ملکہ تھا۔ اسوجہ سے ملک کی خوشحالی بڑھ گئی، رعایا آباد اور سرسبز ہو گئی۔

مرداویج اور ابن سامان جرجان میں ابو بکر مظفر خراسان میں نصر بن سامان کی فوج کا سپہ سالار تھا اس نے جرجان پر قبضہ کر لیا تھا پس جب مرداویج نے خراسان اور اہواز کی مہم سے فراغت پائی تو رے کی طرف مراجعت کی اور رے سے فوجیں آراستہ کر کے جرجان پر چڑھائی کی۔ ابو بکر مظفر جرجان سے بغرض امداد نیشاپور چلا آیا۔ ان دنوں نیشاپور میں سعید نصر بن سامان موجود تھا۔ ابو بکر مظفر نے حاضر ہو کر حالات عرض کئے سعید نصر نے مرداویج کی مدافعت پر کمر باندھی۔ محمد بن عبداللہ بلعمی سپہ سالار ابن سامان نے مرداویج کے وزیر مطرف بن محمد سے خط و کتابت شروع کی اور بعد چندے ملا لیا۔ مرداویج کو اسکی خبر ہو گئی۔ پس اس نے اپنے وزیر کو مار ڈالا۔ تب محمد بن عبداللہ بلعمی نے مرداویج کے پاس

ایک ایلچی روانہ کیا اور یہ کہلا بھیجا کہ تم نے جرجان پر فوج کشی کرنے میں غلطی کی۔ تمکو سعید بن سامان کے مقابلہ پر نہ آنا تھا۔ اسکے حقوق اور احسان تم پر بہت زیادہ ہیں۔ اب بھی اگر تم جرجان سے اُتر آؤ تو میں تمکو رے میں بہت سامان اور روپیہ دلوا دوں، مرداویج پر محمد بن عبداللہ بلعمی کا جادو چل گیا۔ جرجان سے واپس آیا۔ فریقین میں مصالحت ہو گئی

بنی بویہ کی ابتدا، بنی بویہ تین بھائی تھے۔ عماد الدولہ ابوالحسن علی، رکن الدولہ حسن اور معز الدولہ ابوالحسن احمد، ان سب میں عماد الدولہ ابوالحسن علی بڑا تھا۔ جس وقت ان لوگوں نے ممالک اسلامیہ کے صوبجات پر تصرف حاصل کر لیا اور خلافت کی طرف سے انکو عنان حکومت عطا ہوئی تو خلفاء بغداد نے اُن القاب سے انکو مخاطب کیا۔ جیسا کہ ہم آئندہ تحریر کرینگے، یہ وہی ہیں جنہوں نے دارالخلافت میں خلفاء کو اپنی حکمت عملی سے دبا لیا تھا جسکو تم آگے چلکر پڑھو گے

ان کے باپ کا نام ابو شجاع بویہ بن فناخسرو تھا۔ ان کے نسب میں لوگوں نے اختلاف کیا ہے ابو نصر بن ماکولا نے انکو کوہی بن شیرزیک اصغر بن شیرکوہ بن شیرزیک اکبر بن سران شاہ بن شیرقند بن سیسان شاہ بن سیر بن فیروز بن شروزیل بن سنساد بن بہرام جور کی طرف منسوب کیا ہے۔ بقیہ نسب ان کا ملوک فارس کے بیان میں لکھا جا چکا ہے۔ ابن مسکویہ کہتا ہے کہ ان لوگوں کا یہ دعوی ہے کہ یہ لوگ یزدجرد بن شہریار آخری تاجدار فارس کی اولاد سے تھے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ یہ نسب بنایا ہوا ہے۔ وہی شخص اس کا قابل ہو گا جسکو وقوف نہو گا۔ ان لوگوں نے اس نسب کے ذریعہ سے اپنے کو سر برآوردہ بنانا چاہا تھا۔ اگر یہ لوگ نسباً دیلم میں نہ داخل و شامل ہوتے تو انکو اُن پر ریاست و سرداری ہرگز حاصل نہوتی۔ میں اس امر کو تسلیم کرتا ہوں کہ انساب میں تغیرات پیدا ہوتے ہیں اور بہت سے امور مختفی ہو جاتے ہیں۔ ایک شاخ سے دوسری شاخ کی طرف، ایک قوم سے دوسری قوم میں انساب منتقل ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن یہ اس وقت ہوتا ہے

جبکہ طویل مدتیں گزر جائیں اگلی نسلیں فنا و مندرس ہوجائیں قوموں کی حالتیں تبدیل ہوجائیں بنی بویہ سے یزدجرد اور انقطاع حکومت فارس تک تین سو برس کا زمانہ منقضی ہوتا ہے جس میں سات یا آٹھ گروہ گزرے۔ جنمیں انکے انساب مل جل گئے پچھلی نسلیں ایک دوسرے سے خلط ملط ہوگئیں ایسی حالت میں ایسے طویل زمانہ میں نسلوں کی پیچیدگی کی گتھی کیسے سلجھ سکتی ہے۔ اور اگر ہم اس امر کو تسلیم کر لیتے ہیں کہ ان کا نسب آخری بادشاہ فارس تک ظاہر طور سے مل جاتا ہے تو یہ امر دیلم پر انکی ریاست و سرداری کو مانع ہے اسمیں ذرا بھی شک نہیں ہے کہ انکے انساب محفوظ نہیں رہے اور ضائع ہوگئے۔ واللہ اعلم

بنو بویہ، دیلم کے متوسط الحال لوگوں میں تھے۔ انکے ابتدائی حالات یہ ہیں کہ ان کا باپ ابو شجاع فقیر تھا اس نے ایک روز شب میں یہ خواب دیکھا کہ "میں پیشاب کر رہا ہوں، اور میرے عضو مخصوص سے ایک بہت بڑی آگ نکلی جس سے ساری دنیا روشن ہوگئی پھر یہ آگ بڑھی، بلند ہوئی۔ آسمان تک پہونچی۔ پھر اسکی تین شاخیں ہوگئیں، ہر ایک شاخ سے متعدد شاخیں نکلیں، ہر شاخ سے دنیا میں روشنی پھیل گئی، اور تمام دنیا اس آگ کے آگے جھک رہی تھی۔" ایک تعبیر کرنے والے نے یہ تعبیر کی کہ ابو شجاع کے تینوں لڑکے ملک میں حکومت کریں گے، انکا ذکر تمام دنیا میں پھیل جائے گا۔ جیسا کہ آگ بلند ہوئی تھی اور ان لوگوں کی نسل سے متعدد ملوک پیدا ہوں گے،" ابو شجاع کو یہ امر دور از قیاس معلوم ہوا کیونکہ غربت کی حالت میں تھا۔ تعبیر کرنے والے نے دریافت کیا "تمہارے لڑکے کس وقت پیدا ہوئے تھے،" ابو شجاع نے انکی پیدائش کے اوقات بتلائے۔ تعبیر کرنے والا منجم بھی تھا۔ اس نے اسکے تینوں لڑکوں کے زائچہ درست کئے اور یہ حکم لگایا کہ یہ تینوں لڑکے حکومت و ریاست کی کرسی پر بیٹھیں گے، اور بادشاہت کریں گے۔

پس جب سپہ سالاران دیلم لیلی، ماکان، اسفار اور مرداویج وغیرہم نے ملک گیری کے قصد سے خروج کیا اور تمام ممالک میں پھیل گئے۔ ہر ایک سپہ سالار کے ساتھ ایک گروہ

دیلم اور انکے روسار او تبعین کا تھا۔ بنو بویہ بھی انہیں لوگوں کے ہمراہ نکلے۔ ماکان کے اشکر میں داخل ہوئے۔ پھر جب ماکان کی حکومت میں اضطراب پیدا ہوا اور مرداویج نے اس کو پے در پے طبرستان اور جرجان سے مغلوب کر کے نکال باہر کیا تو یہ شکست کھا کر نیشاپور چلا آیا بنو بویہ نے اس سے علیحدگی کا قصد کیا۔ اجازت طلب کی اور یہ عرض کیا کہ ہملوگ آپ سے بخیال تخفیف مصارف علیحدہ ہوتے ہیں جسوقت آپکا نظام حکومت درست ہو جائے گا ہم لوگ پھر حاضر خدمت ہو جائیں گے" ماکان نے اجازت دیدی۔ چنانچہ بنو بویہ، مرداویج کے پاس چلے آئے۔ ان کے ساتھ ماکان کے لشکر کے سرداروں کا ایک گروہ بھی چلا آیا۔ مرداویج نے ان سب کو اپنی خدمت میں رکھ لیا۔ ہر ایک کو اپنی ممالک مفتوحہ میں سے ایک ایک طرف کا حاکم بنایا۔ عہد نامے لکھدیئے۔ علی ابن بویہ کو کرس کی عنان حکومت سپرد کی۔ چنانچہ بنو بویہ رے چلے آئے۔ اسوقت رے میں وشمگیر برادر مرداویج موجود تھا اور اسکا وزیر حسین بن محمد عمید پدر ابوالفضل بھی تھا۔ ہنوز بنو بویہ اپنے مقبوضہ بلاد میں نہ گئے تھے کہ مرداویج نے اپنے بھائی وشمگیر اور اسکے وزیر عمید کو لکھ بھیجا کہ ان پناہ گزیں سرداروں کو میرے پاس واپس بھیجدو۔ چونکہ علی بن بویہ اور وزیر عمید سے مراسم واتحاد پیدا ہو گئے تھے اسوجہ سے وزیر عمید نے بنو بویہ کو مرداویج کے خط سے مطلع کر کے رائے دی کہ تم اسیوقت اپنے مقبوضہ صوبہ کی طرف چلے جاؤ اور قبضہ کر لو۔ چنانچہ بنو بویہ تو اپنے صوبہ مفوضہ کی جانب چلے گئے۔ اس کے دوسرے دن وشمگیر نے بقیہ سپہ سالاروں کو مرداویج کے پاس بھیجدیا۔ مرداویج نے عہدنامے واپس لے لئے۔ بنو بویہ کی بابت اراکین دولت نے رائے دی کہ انکو بحالہ رہنے دیجئے ان لوگوں کے واپس بلانے یا ان سے چھیڑ چھاڑ کرنے میں اندیشہ فساد ہے۔ پس مرداویج نے ان سے تعرض نہ کیا۔

عماد الدولہ کی حکومت کرخ اور اصفہان میں

جسوقت عماد الدولہ کرخ میں پہونچا۔ اور اسکی زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ اسکے نظم ونسق کو جیسا کہ چاہیئے درست

کیا۔ بیدار مغزی سے امور سیاست کو سنبھالا، رعایا کے ساتھ عدل وانصاف سے کام لیا، حرمیہ کی ایک جماعت کو جو کہ وہاں موجود تھی موت کی سزا دی، اور انکے قلعات کو بزور تیغ مفتوح کر لیا۔ بہت سا مال واسباب اور خزانہ ہاتھ آیا۔ جسکو لشکریوں پر تقسیم کر دیا۔ اس سے اسکا ذکر خیر لوگوں کے زبانوں پر جاری ہو گیا۔ اسکے حسن اخلاق اور داد دہش کا تمام آفاق میں شہرہ ہو گیا گرد و نواح کے رہنے والوں نے مرداویج کو اس سے مطلع کیا۔ مرداویج کو اس خبر سے کشیدگی پیدا ہوئی طبرستان سے رے میں آیا۔ اور اپنے سپہ سالاروں کے ایک گروہ کو کرخ روانہ کیا۔ عماد الدولہ نے اپنے حسن اخلاق سے ان لوگوں کو ملا لیا۔ پس یہ لوگ عماد الدولہ کے پاس ٹھہر گئے۔ مرداویج کو شبہ پیدا ہوا۔ عماد الدلہ کو لکھ بھیجا کہ تم ان سپہ سالاروں کو میرے پاس بھیجدو، عماد الدولہ نے انکو اس پیام سے مطلع کیا۔ اور اس سے احتراز کرنے کی رائے دی۔ پس یہ لوگ مرداویج کے پاس نہ گئے اور محترز ہو گئے! طرہ یہ ہوا کہ مرداویج کے نامور سپہ سالاروں میں سے شیرزاد نامی سپہ سالار عماد الدولہ سے آملا۔ جس سے عماد الدولہ کی جمعیت اور قوت بڑھ گئی۔ اصفہان کا قصد کیا۔ مظفر بن یاقوت، خلیفہ قائز کی طرف سے حکومت کر رہا تھا دس ہزار جنگ آور قلم بند تھے۔ اور محکمہ مال پر ابو علی بن رستم مامور تھا۔ عماد الدولہ نے پیام دیا کہ تم شہر ہمارے حوالہ کر دو۔ مظفر نے انکاری جواب دیا۔ اس اثناء میں ابو علی بن رستم مر گیا، مظفر بن یاقوت نے شہر سے نکل کر مدافعانہ حملہ کیا۔ مگر کامیاب نہ ہوا۔ دیلم اور جیل کے جسقدر تھے سبھوں نے عماد الدولہ کے علم حکومت کے آگے گردن اطاعت جھکا دی اور امن حاصل کر کے چلے آئے عماد الدولہ نے نوسو کی جمعیت سے حملہ کیا اور مظفر کو ہزیمت دیکر اصفہان پر قبضہ کر لیا۔

بنو بویہ کا ارجان، شیراز اور بلاد فارس پر قبضہ

جسوقت مرداویج کو واقعہ اصفہان کی خبر لگی۔ ہاتھ کا طوطی اڑ گیا۔ غصہ سے کانپ اٹھا۔ عماد الدلہ کو اسیوقت براہ فریب خط لکھا، کہ تم میری اطاعت سے منحرف نہ ہو، میں بیشمار فوج

سے تمہاری امداد کروں گا، تم میرے نام کا خطبہ اپنے ممالک مقبوضہ میں پڑھو۔ میں تمکو اپنی طرف سے ان بلاد پر مامور کرتا ہوں، خط کی روانگی کے بعد ایک فوج عظیم بسرگردگی اپنے بھائی وشمگیر کے عماد الدولہ کی سرکوبی کو روانہ کی۔ اور اپنی اس تدبیر پر مطمئن ہوگیا۔

ابن بویہ (عماد الدولہ) اس چال کو تاڑ گیا دو مہینہ کے بعد جو کچھ اصفہان سے وصول کرنا تھا وصول کرکے ارجان کی جانب کوچ کر دیا۔ ابو بکر بن یاقوت اسکا گورنر تھا۔ عماد الدولہ کے آمد کی خبر پاکر ارجان کو چھوڑ دیا، عماد الدولہ نے قبضہ کر لیا۔ اہل شیراز کو اسکی اطلاع ہوئی شیراز پر اسوقت یاقوت (خلیفہ کا گورنر) قابض تھا۔ یہ نہایت ظالم اور کج خلق تھا اسکے ظلم و تعدی سے اہل شیراز نالاں تھے۔ ان لوگوں نے عماد الدولہ کو شیراز پر قبضہ کرنے کو بلا بھیجا۔ عماد الدولہ نے ذرا پس و پیش کیا۔ اتنے میں اہل شیراز کا دوسرا خط طلبی کا آگیا اور یہ لکھا کہ مرداویج اور یاقوت سے مصالحت کا نامہ و پیام ہو رہا ہے۔ قبل اسکے کہ یہ دونوں مجتمع و متفق ہوں تم بہت جلد شیراز پر آکر قبضہ کر لو۔ چنانچہ عماد الدولہ نے ماہ ربیع الاول ۳۲۱ھ میں نوبندجان کی جانب قدم بڑھایا۔ یاقوت کا مقدمۃ الجیش دو ہزار کی جمعیت سے مقابلہ پر آیا جسمیں اسکی قوم کے نامی نامی سورما تھے۔ فریقین نے صف آرائی کی۔ عماد الدولہ کو فتح نصیب ہوئی نوبندجان پر قبضہ کر لیا یاقوت کا مقدمۃ الجیش شکست کھا کر کرمان کی طرف بھاگا۔ یاقوت اس سے مطلع ہو کر فوج عظیم لیکر مقابلہ کی غرض سے روانہ ہوا عماد الدولہ نے نوبندجان سے اپنے بھائی رکن الدولہ حسن کو گازرون وغیرہ صوبجات فارس کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ یاقوت کی فوج سے مقابلہ ہوا۔ رکن الدولہ نے انکو ہزیمت دیکر ان صوبجات پر قبضہ حاصل کر لیا۔ نظم و نسق درست کرکے مالگذاری وصول کی اور بہت سامان و اسباب لیکر اپنے بھائی عماد الدولہ کے پاس واپس آیا۔

ان واقعات کے بعد مرداویج اور یاقوت میں میل جول پیدا ہوگیا۔ ایک دوسرے کی امداد کا عہد و پیمان ہوا وشمگیر فوجیں لیکر عماد الدولہ کی طرف بڑھا۔ عماد الدولہ نے ان

دونوں کے ملجانے سے خائف ہوکر نوبندجان کو چھوڑ دیا اصطخر گیا پھر اصطخر سے بیضا کی طرف روانہ ہوا۔ یاقوت اسکے تعاقب میں تھا۔ بڑھکر کرمان کے پل پر قبضہ کرلیا اور راستہ کو روک کر عماد الدولہ کو جنگ پر مجبور کیا۔ ہر کہ بہ تنگ آمد بجنگ آید مجبوراً عماد الدولہ لڑنے پر آمادہ ہوگیا۔ معرکہ کارزار گرم ہوگیا۔ ابن بویہ (عماد الدولہ) کے چند سرداران لشکر امن حاصل کرکے یاقوت کے پاس چلے آئے۔ یاقوت نے ان لوگوں سے بدعہدی کی۔ سبھوں کو مار ڈالا۔ اس سے عماد الدولہ کے بقیہ سرداران لشکر پر بہت بڑا اثر پڑا۔ سبھوں نے مرنے مارنے اور مرجانے پر کمریں باندھ لیں۔ یاقوت نے پیادوں کی فوج لیکر عماد الدولہ پر حملہ کیا۔ لشکر کے آگے نفاطوں کا گروہ تھا۔ جب ان لوگوں نے نفط کے شیشوں کو مشتعل کرکے فریق مخالف کے لشکر پر پھینکا۔ ہوائے مخالف نے اسکو لوٹا کر یاقوت ہی کی فوج پر گرادیا۔ پریشان ہوکر بھاگے۔ عماد الدولہ کے لشکریوں نے مار دھاڑ شروع کردی یاقوت کو ہزیمت ہوئی۔ یاقوت نے ایک مقام پر چڑھکر اپنی فوج کو واپسی کا حکم دیا۔ چار ہزار سوار آکر مجتمع ہوگئے چونکہ عماد الدولہ کے فوجی لوٹ میں مصروف تھے یاقوت نے پھر حملہ کردیا۔ عماد الدولہ کا لشکر اس امر کا احساس کرکے غارتگری چھوڑ کر پھر گیا۔ یاقوت کو دوبارہ شکست ہوئی۔ بکمال بے سروسامانی سے بھاگا فتحمند گروہ نے تعاقب کیا اور نہایت سختی اور بیرحمی سے پامال کرنے لگا۔ فخر الدولہ احمد بن بویہ نے اس معرکہ میں نہایت مردانگی سے کام لیا۔ بڑے بڑے نمایاں کام کئے۔ اسوقت اسکی عمر صرف اونیس سال کی تھی۔ سبزہ آغاز بھی نہیں ہوا تھا۔

اس کامیابی کے بعد فتحمند گروہ نے سواد کا رخ کیا۔ پس اسکو بھی تاخت وتاراج کرکے ایک گروہ کو قید کرلیا۔ ابن بویہ نے انلوگوں کو رہا کرکے اختیار دیدیا چاہیں قیام کریں اور چاہیں چلے جائیں۔ ان لوگوں نے اسی کے پاس قیام اختیار کیا۔ ابن بویہ نے ان لوگوں کے ساتھ اچھے سلوک کئے۔ بعدازاں شیراز پر چڑھائی کی۔ اہل شیراز نے امن کی

درخواست کی۔ ابن بویہ نے انکو امن دی اور منادی کرادی کہ کوئی شخص کسی شخص پر ذرا بھر بھی ظلم نہ کرے۔ غرض رفتہ رفتہ کل بلاد فارس پر قابض و متصرف ہوگیا۔ لوگوں نے ابن بویہ کے حسن سلوک کی وجہ سے دارالامارۃ کے خزانوں، یاقوت کی امانتوں اور بنی صفار کے ذخیروں کا پتہ بتلا دیا۔ ابن بویہ نے اسکو برآمد کرکے اپنی فوج میں تقسیم کیا جس سے ان لوگوں کی تہی دستی کی تکلیفیں رفع ہوگئیں، اور اپنے خزانہ کو بھی پُر کرلیا۔

ملک کے نظم ونسق سے فراغت حاصل کرکے خلیفہ راضی اور نیز اسکے وزیر السلطنت ابوعلی بن مقلہ کی خدمت میں عرضداشت روانہ کی کہ مجھے اس بلاد کی حکومت عطا کی جائے میں ایک لاکھ درہم سالانہ خزانہ عامرہ میں داخل کیا کروں گا دارالخلافت سے درخواست منظور ہوگئی۔ خلعت اور لوا بھیجا گیا۔

محمد بن یاقوت نے اسی زمانہ میں جبکہ خلیفہ قاہر نے اپنے کو معزول کرلیا تھا اور سریر خلافت پر خلیفہ راضی متمکن ہوا تھا اصفہان کو چھوڑ دیا تھا۔ اصفہان بیس دن تک بلا امیر کے رہا۔ بعد اسکے وشمگیر نے آکر اصفہان پر قبضہ کیا۔ جب ابن بویہ کے بلاد فارس پر قبضہ کرنے کی خبر مرداویج تک پہونچی تو اس نے نظم ونسق کی غرض سے اصفہان کی طرف کوچ کیا اور اپنے بھائی وشمگیر کو رے کی جانب بھیجدیا۔

ماکان کا رے پر قبضہ

حکومت بنی سامان کے ضمن میں ہم بیان کرآئے ہیں کہ ابوعلی محمد بن الیاس نے ۳۲۲ھ میں سعید سے کرمان میں بغاوت کی تھی سعید نے اسی سنہ میں ایک فوج عظیم اسکی سرکوبی کی غرض سے روانہ کی چنانچہ اس فوج نے کرمان پر قبضہ کرلیا۔ اور بنی سامان کی حکومت قائم ہوگئی

ابوعلی محمد بن الیاس، سعید کے سرداروں سے تھا کسی بات پر سعید نے ناراض ہوکر قید کردیا تھا۔ پھر بلعمی کی سفارش سے رہا کیا اور گورنر خراسان (محمد بن مظفر) کے ساتھ جرجان کی طرف روانہ کیا پھر جب اسکا بھائی سعید نے قید سے نکل کر یحییٰ کے ہاتھ پر امارت کی بیعت کی

تو ابو علی محمد بن الیاس اس سے مل گیا اور اسکی رفاقت ترک کردی۔ نیشاپور سے کرمان چلا آیا اور اس پر قابض ہوگیا۔ سعید سامانی نے ماکان کو اسکی سرکوبی پر متعین کیا۔ چنانچہ ماکان نے ابو علی محمد بن الیاس کو رے سے نکال دیا۔ ابو علی نے دینور میں جاکر دم لیا۔ اور ماکان زیر اثر حکومت بنی سامان کرمان وغیرہ پر گورنری کرنے لگا۔

قتل مرداویج و حکومت وشمگیر

جب مرداویج کی حکومت کو استقلال و استحکام حاصل ہوگیا اور اسکا کوئی دوسرا مزاحم و مخاصم نہ رہ گیا تو غرور و نخوت کی ہوا دماغ میں سمائی۔ حکومت پر اترا گیا۔ ظلم و تعدی پر کمر باندھ لی۔ کسرائے فارس کی طرح تاج مرصع ترتیب سر کیا۔ سونے کی کرسی پر بیٹھا۔ سرداران لشکر چاندی کی کرسی پر بیٹھے، عراق، مداین اور قصور کسریٰ کے مفتوح کرنے کا قصد کیا۔ اور شاہ کے لقب سے اپنے کو مخاطب کرنیکا حکم دیا۔ اسکی ایک فوج ترکوں کی تھی جسکے ساتھ نہایت برے برتاؤ کرتا تھا اور ان لوگوں کے نام شیاطین اور مردود رکھ چھوڑا تھا۔ اس وجہ سے لوگوں میں بددلی پیدا ہوگئی تھی دیلمیوں کا دستور تھا کہ ہر سال شب میلاد میں جبل اصفہان پر جاکر تمام پہاڑ پر آگ روشن کرتے طرح طرح کے کھیل تماشے کرتے کھانا کھاتے اور کھلاتے تھے۔ یہ اس شب کو وہ لیلۃ الوفود کیا کرتے تھے۔ چنانچہ اس دستور کے مطابق مرداویج شب میلاد ۳۲۳ھ میں جبال اصفہان پر گیا۔ پہاڑ پر لکڑیوں کے جمع کرنے کا حکم دیا۔ سارے پہاڑوں پر لکڑیوں کے پہاڑ اور ٹیلے بن گئے۔ دو ہزار چیل اور کوّے پکڑ کے انکے پیروں میں روغن نفط لگا کے چھوڑ دیئے تاکہ کوئی حصہ پہاڑ کا بغیر آگ کے باقی نہ رہے۔ غرض اسی قسم کے بہت سے کھیل اور تماشے بنائے گئے ایک سو اونٹ، دو سو گائیں، تین ہزار بھیڑیں، دس ہزار مرغیاں اور بہت سے طیور، طرح طرح کے حلوہ جات کھانے کے لئے تیار اور پکائے گئے مجلس شراب اور رقص منعقد کی گئی۔ شام کے وقت مرداویج دیکھنے کی غرض سے سوار ہوا۔ انتظام پسند نہ آیا منتظم پر بیحد بگڑا۔ لوٹ کر اپنے خیمہ میں آیا اور سو گیا۔ سرداران لشکر میں اسکی موت کی

خبر اُڑ گئی۔ اسکا وزیر عمید خیمہ میں دوڑا آیا اور اسکو جگایا۔ لوگوں کے خیالات بتلائے۔ مرداویج خیمہ سے باہر آیا۔ دستر خوان پر بیٹھا۔ چند لقمہ کھاکر اپنے خیمہ میں واپس آیا۔ تین روز تک صفہان کے باہر اپنے لشکر گاہ میں ٹھہرا رہا لیکن کسی سے نہ ملا۔ چوتھے دن اصفہان آرام کرنے کے خیال سے چلا آیا اور اپنے محل میں قیام کیا۔ سوار اور پیادے دروازہ پر آکر مجتمع ہو گئے۔ گھوڑوں کے ہنہنانے اور اچھلنے کودنے سے ایک شور برپا ہو گیا۔ مرداویج کو ناگوار گزرا غصہ سے کانپنے لگا۔ دریافت کیا "یہ گھوڑے کس کے ہیں اور شور و غل کیوں ہو رہا ہے" خادموں نے گذارش کی "یہ گھوڑے ترکوں کے ہیں جو حضور کی خدمت کی غرض سے آئے ہیں گھوڑوں کو سائسوں کے ہاتھ میں چھوڑ دیا ہے اسوجہ سے شور و غل ہو رہا ہے" مرداویج نے جھلا کر حکم دیا کہ ان گھوڑوں کے چار جامے اور زینیں کھولکر انہیں ترکوں کے پیٹھوں پہ باندہ دیئے جائیں اور گھوڑوں کی طرح ہانک کر اصطبل میں باندہ دیئے جائیں۔ جو شخص اس سے انکار کرے وہ مار ڈالا جائے" اس حکم کے مطابق ترکوں کو نہایت ذلت سے لیجاکر اصطبل میں پہونچا دیا۔ اس سے ترکوں کو بیحد صدمہ پہونچا۔ سبھوں نے اتفاق کر لیا کہ جسوقت مرداویج حمام میں جائے مار ڈالا جائے۔ کورتکین دستہ فوج جان نثاران کا سردار تھا۔ اور خوابگاہ اور حمام کی محافظت بھی کرتا تھا۔ اس واقعہ سے بوجہ جنسیت اسکو بھی ناراضی پیدا ہو گئی تھی۔ مزید براں مرداویج نے اسکو نکال بھی دیا تھا۔ اس واقعہ کے دوسرے دن مرداویج حمام کرنے کو گیا مرداویج کے محافظت کو کورتکین حمام میں نہ گیا۔ ترکوں نے حمام کے خادموں کو ملا لیا۔ خادموں نے مرداویج کے ہتھیار چھپا دیئے۔ خنجر کی دھار توڑ دی۔ حمام کے دروازہ بند کر دیئے چھت پر چڑھ گئے۔ چھت کو توڑ کے ہر چہار طرف سے پتھر برسانے لگے۔ مرداویج غضبناک ہو کر ادھر اُدھر دوڑنے لگا۔ مگر کچھ بن نہ پڑتا تھا۔ جب زخموں سے چُور ہو کر گر پڑا تو ترک دروازہ توڑ کر اندر گھسے اور تکّے بوٹی کر ڈالے۔

اس مہم کا جس نے بیڑہ اٹھایا وہ ترکوں کا ایک گروہ تھا۔ جس میں توزون

بھی تھا یہ وہی شخص ہے جو بعد اسکے دار الخلافت بغداد میں امیر الامراء کے لقب سے پکارا گیا تھا
یارق بن یقراخاں، محمود بن نیال ترجمان اور بحکم وغیرہم سازشیوں کے بڑے سرداروں میں
تھے۔ یہ وہی بحکم ہے جسکو توزون کے پہلے امیر الامراء کا خطاب دیا گیا تھا۔

مرداویج کے قتل کے بعد ترکوں نے اسکے ہمراہیوں اور مخلصوں کا قصد کیا۔ سارا سامان و
اسباب لوٹ کر بھاگ گئے، دیلم اور جیل شہر میں تھے۔ اس خبر کو سنکر سوار ہوئے اور تعاقب
کیا لیکن انکو نہ پا سکے۔ صرف وہی ہاتھ آئے جنکے گھوڑے اڑ گئے تھے۔ پس انہوں نے انکو تلوار
کے گھاٹ اتار دیا۔ پھر ترکوں نے خزانہ کے لوٹنے کی غرض سے مراجعت کی۔ چونکہ وزیر سلطنت
عمید نے خزانہ کے چاروں طرف آگ روشن کرادی تھی اسوجہ سے بےنیل مرام واپس ہوئے۔
بعد ازاں دیلم اور جیل نے مجتمع ہو کر رے میں مرداویج کے بھائی وشمگیر بن زیار کی امارت
کی بیعت کی، اور مرداویج کے جنازہ کو اٹھا کر لے چلے۔ وشمگیر اور اسکے سرداروں نے
پیادہ پا چار کوس سے استقبال کیا لشکر اہواز نے بھی حاضر ہو کر وشمگیر کی اطاعت قبول
کر لی۔ اہواز میں یاقوت اکیلا رہ گیا اس نے اہواز پر قبضہ کر لیا اور وشمگیر نے اپنے بھائی
مرداویج کے بلاد پر قابض ہو کر رے میں قیام اختیار کیا۔ جرجان کو بھی لے لیا۔ کل
دیلم اور جیل کا یہی مسلمہ سردار ہوا۔

سعید بن سامان نے ان واقعات سے مطلع ہو کر محمد بن مظفر والی خراسان اور ماکان بن
کالی حاکم کرمان کو جرجان اور رے کی طرف بڑھنے کو لکھا چنانچہ محمد بن مظفر نے قومس کی طرف
قدم بڑھائے پھر بسطام کی طرف چلا گیا اور ماکان نے دامغان اور رے پر یلغار کیا۔ وشمگیر
کے سرداروں نے ایک فوج کثیر سے مقابلہ کیا۔ ماکان کو ہزیمت ہوئی نیشاپور میں جا کر
دم لیا۔ یہ واقعہ آخر ۳۲۳ھ کا ہے بعد اسکے نیشاپور کی حکومت ماکان کو دی گئی۔
پس اس نے نیشاپور ہی میں قیام اختیار کیا۔ ابو علی بن الیاس نے ماکان کی روانگی کے
بعد کرمان پر چڑھائی کر دی۔ سعید بن سامان کی فوجوں سے نہایت سخت اور خونریز

لڑائیاں ہوئیں۔ بالآخر جنگ طویل کے بعد ابو علی بن الیاس کو کامیابی حاصل ہوئی اور کرمان پر قابض ہو گیا۔

جن ترکوں نے مرداویج کو قتل کیا تھا۔ وہ اسی بھگدڑ کی حالت میں دو گروہ ہو گئے ایک گروہ جو قلیل تھا وہ عماد الدولہ بن بویہ کے پاس چلا گیا۔ دوسرا گروہ جو تعداد میں زیادہ تھا جبل کی طرف چلا گیا اور بجکم سے جا ملا۔ ان لوگوں نے دینور کا خراج وصول کر لیا۔ پھر نہروان کی جانب روانہ ہوئے۔ خلیفہ راضی کی خدمت میں عرضداشت بھیجی۔ دارالخلافت بغداد میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی۔ خلیفہ راضی نے اجازت دیدی لیکن خدام دربار خلافت کو ان لوگوں سے خطرہ پیدا ہوا۔ وزیر السلطنت ابن مقلہ نے ان لوگوں کو دارالخلافت بغداد میں آنے سے روک کر بلاد جبل کی طرف جانے کا حکم دیا اور سفر خرچ کے لئے روپے عنایت کئے۔ وہ لوگ اسپر راضی نہ ہوئے۔ ابن رائق سے خط و کتابت شروع کی۔ ابن رائق ان دنوں واسط اور بصرہ کا حاکم تھا۔ چنانچہ یہ لوگ ابن رائق کے پاس چلے گئے۔ ابن رائق نے ان لوگوں پر بجکم کو سردار بنایا۔ پھر ان ترکوں سے خط و کتابت کی جو مرداویج کی رفاقت میں رہ گئے تھے ان میں سے بھی ایک معتدبہ گروہ ملا۔ ان لوگوں کو بھی بجکم کی ماتحتی میں بھیجدیا۔ اور رائقی کے لقب سے انکو ملقب کیا اور یہ حکم دیا کہ یہی نام خط و کتابت میں لکھا جائے

معز الدولہ کا کرمان جانا اور ہزیمت اوٹھانا

عماد الدولہ بن بویہ اور رکن الدولہ بن بویہ نے بلاد فارس اور جبل پر قبضہ کرنے کے بعد اپنے چھوٹے بھائی معز الدولہ کو کرمان کی طرف روانہ کیا۔ چنانچہ معز الدولہ ایک فوج جرار لیکر ۳۲۴ھ میں کرماں کی طرف بڑھا۔ اور سیرجان پہ مستولی ہو گیا۔

ابراہیم بن سیمجور والی سپہ سالار ابن سامان، محمد بن الیاس کا ایک قلعہ میں جو اس مقام پر تھا محاصرہ کئے ہوئے تھا معز الدولہ کے آنے کی خبر سنکر محاصرہ اوٹھا کر کرمان سے خراسان کی جانب روانہ ہو گیا۔ محمد بن الیاس نے قلعہ سے نکل کر براہ درہ کرمان و

سجستان، قم کا راستہ لیا۔ اس اثناء میں معزالدولہ، جیرفت کے قریب گیا۔ جیرفت، کرمان کا ایک قصبہ تھا۔ علی بن ابوالزنجی معروف بہ علی کلونہ امیر قفص اور بلوس کا ایلچی معزالدولہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ علی بن کلونہ اور اسکے اسلاف اس اطراف کے حکمران تھے۔ ایک مدت سے ان کا قبضہ چلا آتا تھا۔ امراء اور خلفاء بغداد کی اطاعت کا اظہار کرتے تھے اور سالانہ خراج دیا کرتے تھے۔ غرض ایلچی نے حاضر ہو کر علی بن کلونہ کا پیام عرض کیا اور اس کا مرسلہ روپیہ پیش کیا۔ معزالدولہ نے جواب دیا کہ میں اسکو اسی وقت قبول کرونگا جبکہ جیرفت میں داخل ہونگا۔ پس جب جیرفت میں وارد ہوا تو علی بن کلونہ سے مصالحت کر لی اور اپنے نام کا خطبہ پڑھنے کی ضمانت لے لی۔ علی بن کلونہ اسوقت جیرفت سے دس کوس کے فاصلہ پر ایک دشوار گزار مقام پر ٹھہرا ہوا تھا۔ معزالدولہ کے ہمراہیوں نے رائے دی کہ علی بن کلونہ کو کسی حیلہ سے طلب کر کے گرفتار کر لینا چاہیے، معزالدولہ اس پر آمادہ ہو گیا، علی بن کلونہ کے جاسوسوں نے اسکی خبر کر دی، علی بن کلونہ نے چند لوگوں کو ایک مقام پر کمینگاہ میں بٹھا دیا جسوقت معزالدولہ اس راستہ سے ہو کر نکلا۔ ان لوگوں نے کمینگاہ سے نکل کر حملہ کر دیا۔ چند ہمراہی مارے گئے اور کچھ گرفتار کر لئے گئے۔ معزالدولہ کے کاری زخم لگے۔ بایاں ہاتھ کہنی سے کٹ گیا۔ دائیں ہاتھ کی انگلیاں بھی کٹ گئیں۔ مقتولوں میں دب کر رہ گیا۔ یہ خبر جیرفت میں پہونچی۔ سارے ہمراہی اور فوجی بھاگ گئے۔ علی بن کلونہ مقتولوں کے دیکھنے کو آیا۔ معزالدولہ کو مقتولوں میں سے اوٹھا کر لے گیا۔ طبیبوں کو اسکے علاج پر مقرر کیا۔ اسکے بھائی عمادالدولہ کو یہ واقعات لکھ بھیجے۔ معذرت کی اطاعت و فرمانبرداری کا اظہار و اقرار کیا۔ عمادالدولہ نے شکریہ کے ساتھ قبول کر لیا باہم مصالحت ہو گئی۔

تمکو یاد ہو گا کہ محمد بن الیاس نے، محاصرہ سے نکل کر براہ درّہ کرمان و سجستان، قم کا راستہ لیا تھا، قم میں پہونچکر چندے قیام کیا۔ پھر وہاں سے سجستان واپس آیا اور سجستان سے شہر

جنابہ کی طرف روانہ ہوا۔ معزالدولہ اسکی طرف متوجہ ہوا اور فتحیاب ہو کر علی بن کلونہ پر چڑھائی کر دی۔ دونوں میں خوب جنگ ہوئی۔ آخر کار علی بن کلونہ کو ہزیمت ہوئی۔ اسکے ہمراہی نہایت سختی سے پامال کیے گئے۔ معزالدولہ نے اپنے بھائی عمادالدولہ کو محمد بن الیاس اور علی بن کلونہ کی لڑائیوں اور شکست کے واقعات لکھ بھیجے۔ عمادالدولہ نے اپنا ایک سپہ سالار بھیجکر معزالدولہ کو فارس سے بلا لیا چنانچہ معزالدولہ اسکے پاس اصطخر میں مقیم رہا۔ تاآنکہ ابو عبداللہ بریدی، ابن رائق اور بحکم سے جو خلافت بغداد پر مستولی و متغلب ہو رہے تھے شکست کھا کر عمادالدولہ کے پاس حاضر ہوا پس عمادالدولہ نے اپنے بھائی معزالدولہ کو بجائے کرمان کے عراق کا حاکم مقرر کر کے عراق روانہ کیا جیسا کہ آئندہ ہم لکھیں گے۔

ماکان کا جرجان پر تصرف

جرجان سے زمانہ بانجین دیلمی میں ماکان کی ہزیمت اور بھاگنے اور نیشاپور میں واپس آکر قیام کرنے کے واقعات ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔ قیام نیشاپور کے چند دنوں بعد بانجین کے مرنے کی خبر مشہور ہوئی۔ ماکان نے محمد بن مظفر سے بانجین کے ہمراہیوں پر حملہ کرنے کی اجازت طلب کی۔ چنانچہ محمد بن مظفر نے ایک فوج کا سردار بنا کر اجازت دی۔ ماکان نے اسفراین کی طرف کوچ کیا۔ پھر اسفراین سے جرجان کی جانب بڑھا اور اسپر قبضہ کر لیا۔ جرجان پر قبضہ کرنے کے بعد محمد بن مظفر سے بدعہدی اور بغاوت پر آمادہ ہو گیا۔ اور نیشاپور کی طرف روانہ ہوا۔ نیشاپور میں پہونچکر اسکے ہمراہی اس سے کشیدہ خاطر ہو گئے۔ اس سے علیحدہ ہو کر سرخس بھاگ آئے۔ ماکان بخوف اجتماع لشکر نیشاپور سے جرجان واپس آیا۔ یہ واقعہ ماہ رمضان ۳۲۴ھ کا ہے۔

حالات حکومت بنی بویہ دیلمی جنہوں نے عراقین اور فارس پر قبضہ حاصل کر لیا تھا اور زمانہ خلافت مستکفی سے خلفاء بغداد پر ایسے مستولی ہو گئے تھے کہ ان لوگوں کو اپنی کفالت اور نگرانی میں کر لیا تھا از ابتداء حکومت تا زمانہ انقراض

ہم اوپر بنی بویہ کی تعریف اور ان کا نسب بیان کر آئے ہیں۔ یہ بھی دیلم کے انہیں سرداروں

میں سے تھے۔ جنہوں نے صوبجات وممالک محروسہ خلفاء عباسیہ پر قبضہ وتصرف حاصل کرنے کی غرض سے اس امر کا احساس کرکے قدم بڑھایا تھا کہ اب ان ممالک کا کوئی حامی ومدد گار نہیں ہے اور نہ کوئی شخص مدافعت پر کمر بستہ ہو سکتا ہے۔ پس سرداران دیلم تمام اطراف وجوانب ممالک محروسہ میں ٹڈی دل کی طرح پھیل گئے اور ہرایک نے انہیں سے ایک ایک صوبہ کو دبالیا۔ بنی بویہ نے اصفہان اور رے پر پہلے قبضہ کیا۔ پھر بلاد فارس کی طرف جھکے، ارجان اور اسکے مضافات پر مستولی ہوئے۔ بعد شیراز اور اسکے صوبہ پر قابض ہوئے۔ رفتہ رفتہ دار الخلافت بغداد کے گرد ونواح تک شرقاً وشمالاً دبالیا۔ اسوقت خلافت بیحد کمزور ہو رہی تھی۔ طرح طرح کی کمزوریاں پیدا ہوگئیں تھیں۔ خدام اور خواجہ سرا خلافت مآب پر مستولی ہو رہے تھے ابوبکر محمد بن رائق، صوبہ واسط کا گورنر تھا۔ جب خلیفہ راضی کا دار الخلافت بغداد میں حال پتلا ہوا تو محمد ابن رائق کو واسط سے طلب کرکے فوج شاہی کی سرداری عنایت کی۔ عنان حکومت سپرد کرکے امیر الامراء کا خطاب مرحمت کیا ان دنوں ابن بریدی، خوزستان اور اہواز میں تھے اس سے انکو کشیدگی پیدا ہوئی باہم منافرت اور رنجش بڑھ گئی مخالفت کا اعلان کر دیا۔ محمد بن رائق نے بدر خرشی اور بحکم کو (جو ترکان مرداویج کو لیکر محمد ابن رائق کے پاس چلا آیا تھا) بسرکردگی افواج شاہی ابن بریدی سے جنگ کرنے کو روانہ کیا۔ چنانچہ بدر اور بحکم نے اہواز کو ۳۲۵ھ میں ابن بریدی کے قبضہ سے نکال لیا۔ ابن بریدی نے عماد الدولہ بن بویہ کے پاس جسوقت کہ اس نے عراق پر قبضہ کیا جاکر پناہ لی۔ اس سے اسکے کاموں میں بہت آسانی پیدا ہوئی یہ واقعہ اسوقت کا ہے جبکہ معز الدولہ، کرمان سے بے نیل مرام واپس آیا تھا۔ جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں پس عماد الدولہ نے ابن بریدی کی کمک پر فوجیں روانہ کیں۔

معز الدولہ بن بویہ کا اہواز پر قبضہ

جسوقت ابو عبد اللہ بریدی اہواز سے بھاگ کر عماد الدولہ کے پاس پہونچا اور امداد کی درخواست کی عماد الدولہ نے اپنے

بھائی معز الدولہ کو اسکی امداد پر ایک عظیم فوج کے ساتھ روانہ کیا۔ اسکے دونوں بیٹوں ابو الحسن محمد اور ابو جعفر فیاض کو بطور ضمانت اپنے پاس رکھ لیا۔ معز الدولہ ۳۲۶ھ میں کوچ و قیام کرتا ہوا ارجان پہونچا۔ بجکم فوجیں مرتب کر کے مقابلہ پر آیا۔ لڑائی ہوئی شکست کھا کر اہواز کی طرف بھاگا۔ معز الدولہ نے ارجان میں قیام کیا اور اپنے لشکر کے کچھ حصہ کو لشکر گاہ مکرم کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ تیرہ دن تک دونوں فریق گتھے رہے۔ بالآخر بجکم کا لشکر شکست کھا کر تشتر کی جانب بھاگا۔ معز الدولہ نے لشکر گاہ مکرم پر بھی قبضہ کر لیا۔ اور ابو عبداللہ ابن بریدی کو اہواز کی طرف بھیجدیا۔ ابو عبداللہ بریدی نے اس خیال سے کہ معز الدولہ مجھ سے بعید ہو جائے اور میں بلا کسی خطرہ کے اہواز پر قابض ہو جاؤں معز الدولہ کو یہ پٹی دی کہ آپ سوس چلے جائیے اور وہیں قیام اختیار کیجئے۔ معز الدولہ کا وزیر ابو محمد صیمری اور اسکا استاد اسکو تاڑ گیا۔ معز الدولہ کو اس پر عمل کرنے سے روکا اور بریدی کے فریب دہی کو ثابت کر دیا۔ پس معز الدولہ نے سوس جانے سے انکار کر دیا۔ اس سے دونوں میں کدورت پیدا ہو گئی۔ اس اختلاف باہمی کی خبر بجکم کو پہونچ گئی۔ بجکم نے اپنی طرف سے ایک فوج روانہ کر دی۔ جس نے نیشاپور وغیرہ پر قبضہ کر لیا۔ بقیہ اہواز بریدی کے قبضہ میں رہا اور لشکر گاہ مکرم پر معز الدولہ قابض ہوا۔ خرچ کی زیادتی، آمدنی کی کمی سے فوجیں پریشان ہو گئیں۔ آپس میں فارس واپس جانیکی بابت مشورہ ہونے لگا معز الدولہ نے ایک مہینہ کا وعدہ کیا اور اپنے بھائی عماد الدولہ کو یہ حالات لکھ بھیجے۔ عماد الدولہ نے معز الدولہ کی مدد کو ایک لشکر روانہ کیا جس سے معز الدولہ کی قوت بڑھ گئی۔ اہواز پر مستولی ہو گیا۔ بجکم، واسط سے دار الخلافت بغداد پہونچا اور اپنی حکومت کا سکہ جما دیا، خلیفہ راضی نے امارۃ الامراء کا عہدہ عنایت کیا ابن رائق بھاگ نکلا اور دار الخلافت بغداد میں روپوش ہو گیا۔

وشمگیر اور رکن الدولہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ بعد مرداویج کے اسکا بھائی وشمگیر رے

اصفہان میں

پر قابض ہو گیا تھا اور عماد الدولہ نے اصفہان پر قبضہ حاصل کر کے اپنے بھائی رکن الدولہ کو اس کی عنان حکومت دیدی تھی۔ ۳۲۷ھ میں وشمگیر نے فوج عظیم اصفہان پر قبضہ کرنے کی غرض سے روانہ کی۔ چنانچہ اس نے اصفہان کو رکن الدولہ کے قبضہ سے نکال لیا۔ جامع مسجد میں وشمگیر کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔ بعد اسکے وشمگیر نے قلعہ سوت پر چڑھائی کی اور اس پر بھی قابض ہو کر واپس آیا۔ رکن الدولہ نے اصطخر میں جا کر دم لیا۔ اصطخر میں اسکے بھائی معز الدولہ کا قاصد اہواز سے یہ خبر لیکر پہونچا کہ ابن بریدی نے ایک فوج، سوس کی طرف بھیجدی ہے اور اسکے حکمران کو جو کہ دیلم سے تھا قتل کر ڈالا ہے اور وزیر ابو جعفر صیمری جو سوس کے محکمہ مال کا افسر اعلیٰ تھا وہ قلعہ میں محصور ہے، رکن الدولہ یہ سنتے ہی سوس کی جانب روانہ ہو گیا ابن بریدی تاب مقاومت نہ لا سکا۔ سوس چھوڑ کر بھاگ نکلا واسط کی طرف بقصد قبضہ روانہ ہوا کیونکہ اصفہان کے نکلجانے کے بعد کوئی ملک اسکے قبضہ میں باقی نہ رہ گیا تھا جسکو یہ اپنا مقر حکومت بناتا۔ چنانچہ واسط کے شرقی جانب پہونچکر اترپڑا خلیفہ راضی اور بجکم اس سے مطلع ہو کر دار الخلافت بغداد سے بقصد مدافعت روانہ ہوا۔ ابن بریدی کے ہمراہیوں اور فوج میں اس سے ہل چل پڑگئی۔ انہیں سے ایک جماعت نے حاضر ہو کر ابن بریدی کے لئے امن حاصل کر لی۔

رکن الدولہ، سوس سے اہواز کی طرف واپس ہوا۔ پھر اصفہان کی جانب بڑھا۔ وشمگیر کو ہزیمت ہوئی۔ رکن الدولہ نے دوبارہ اصفہان پر قبضہ کر لیا۔ اسی زمانہ میں رکن الدولہ اور اس کا بھائی عماد الدولہ، ابن محتاج والی خراسان کو ماکان اور وشمگیر کے مقبوضات پر قبضہ کر لینے کی بابت ریشہ دوانی کر رہے تھے۔ چنانچہ اس میں یہ دونوں کامیاب ہو گئے۔ باہم دوستی کا عہد و پیمان ہو گیا۔

واسط و بصرہ کی جانب

ابن بریدی نے جبکہ بصرہ اور واسط میں تمد امیر الامرا

معزالدولہ کی روانگی بجکم سے دارالخلافت بغداد میں مصالحت کر لی تھی اور اسکو جبل پر فوج کشی کر کے رکن الدولہ کے قبضہ سے نکال لینے کی ترغیب دی اور خود اہواز کی جانب معزالدولہ کے نکالنے کی غرض سے روانگی کا قصد کیا بجکم نے پانچسو فوج کی امداد طلب کی۔ اور حلوان کی طرف روانہ ہو گیا ابن بریدی اس خیال سے کہ بجکم کسی طرح دارالخلافت سے دور ہو جائے تو میں بغداد میں پہونچکر قبضہ کر لوں واسط میں ٹھہرا رہا۔ بجکم اسکو تاڑ گیا۔ بغداد لوٹ آیا۔ پھر واسط کی جانب گیا اور اسکو ابن بریدی کے قبضہ سے ۳۲۸ھ میں نکال لیا۔ سریر خلافت پر خلیفہ متقی کو متمکن کیا اسوقت خلافت عباسیہ کا آفتاب حکومت زوال پذیر ہو گیا تھا۔ چنانچہ بجکم ابن رائق اور ابن بریدی کے بعد جو کہ استیلاء و تغلب میں مزاحمت کر رہے تھے خلافت آپ پر مستولی ہو گیا۔ ابن بریدی نے بصرہ سے واسط کی جانب فوجیں روانہ کیں۔ بجکم نے انکے مقابلہ پر ایک لشکر اپنے خادم توزون کی لسرکردگی میں روانہ کیا جس نے انکو ہزیمت دیدی۔ اسکے بعد ہی بجکم بھی آپہونچا۔ انکی ہزیمت کی خبر سنکر بیحد خوش ہوا نظم و نسق درست کر کے غرباء اور محتاجوں کو صدقات دیئے۔ اس اثناء میں ایک روز ایک نوجوان کردی سے اثناء راہ میں ملاقات ہو گئی۔ بجکم اسوقت اپنی فوج سے علیحدہ ہو کر سیر کرنے کو جا رہا تھا۔ کردی کو کسی وجہ سے رنجش اور کشیدگی پیدا ہو گئی تھی موقع کا منتظر تھا۔ تنہا دیکھکر حملہ کر دیا اور مار ڈالا۔ بجکم کے ہمراہی متفرق اور منتشر ہو گئے۔ ترکوں کی ایک جماعت شام میں پہونچ گئی جنکا سردار توزون تھا۔ بقیہ ترکوں نے بکسک (بجکم کے خادم) کو اپنا سردار بنایا۔ دیلمیوں نے اسکے قتل ہو جانے کے بعد باسور بن ملک بن مسافر بن سلار کو اپنی امارت و سرداری کی کرسی پر بٹھایا۔ یہ سلار، شمیران طرم کا دادا ہے جو اسفار کے قتل میں مرداویج کا شریک سازش تھا۔ اسکے بیٹے محمد بن مسافر بن سلار نے آذربیجان پر قبضہ کر لیا تھا۔ جہاں پر اسکی اور اسکے بیٹوں کی حکومت و ریاست قائم ہوئی۔

اسکے بعد ترکوں اور دیلمیوں میں جھگڑا ہو گیا۔ ترکوں نے باسور کو مار ڈالا۔ تب

دیلم نے بجائے اسکے کورتکین کو وزیر بنایا اور ابن بریدی سے جا کر مل گئے۔ چنانچہ ابن بریدی ان لوگوں کو لیکر دارالخلافت بغداد پر چڑھ آیا پھر کسی وجہ سے دیلم، ابن بریدی سے متنفر ہو گئے ترکوں سے ملکر ابن بریدی کے نکالنے پر کمربستہ ہوئے۔ ابن بریدی، واسط چلا آیا۔ دیلم کے قدم بغداد میں جم گئے۔ ترکوں کو دبالیا۔ کورتکین نے ...... مارڈالا اور دارالخلافت بغداد کی امیرالامرائی کے عہدہ پر متمکن ہوگیا۔ بعد اسکے توزون معہ ابن رائق کے شام سے آیا، کورتکیں دیلمی شکست کھا کر بھاگ نکلا۔ بہت سے دیلمی مارڈالے گئے۔ ابن رائق تنہا دارالخلافت بغداد پر مستولی ہوکر امیرالامراء بن بیٹھا۔ یہ واقعہ سنہ ۳۳۰ھ کا ہے۔ ابن بریدی اس زمانہ طوائف الملوکی میں بجکم کے بعد واسط پر متولی ہوگیا تھا۔ ابن رائق نے اس سے خط و کتابت کی اور عہدہ وزارت قبول کرنے کو لکھا۔ ابن بریدی نے اس شرط سے قبول کیا کہ میں اپنے ہی مقر حکومت میں قیام رکھوں گا اور ابن شیرزاد کو بجائے اپنے دارالخلافت بغداد میں مقرر کروں گا۔ بعدہ ابن بریدی نے واسطے سے بغداد کی طرف کوچ کیا ابن رائق اور خلیفہ متقی، موصل کی طرف بھاگ گئے۔ اور توزون ان لوگوں سے علیحدہ ہوکر بغداد میں رہ گیا۔ ابن بریدی کے ہمراہیوں نے دارالخلافت بغداد میں دند مچادی۔ لوگوں کو انکے ظلم و ستم کی شکائتیں پیدا ہوئیں۔

خلیفہ متقی نے موصل میں پہونچکر بجائے ابن رائق کے ابن حمدان کو امیرالامرا بنایا اور مجتمع ہوکر بغداد کی طرف بڑھے۔ ابن بریدی اس خبر کو سنکر بھاگ گیا۔ توزون، خلیفہ متقی اور ابن حمدان سے مل گیا۔ خلافت مآب کا دارالخلافت بغداد پر قبضہ ہوگیا۔ سیف الدولہ روک تھام کرتا ہوا ابن بریدی کے آگے آگے چلا اور ناصرالدولہ نے ابن بریدی کے تعاقب کی غرض سے کوچ کیا۔ مداین میں پہونچکر قیام کردیا سیف الدولہ کچھ دور چلکر اپنے بھائی ناصرالدولہ کے پاس مداین میں چلا آیا۔ ناصرالدولہ نے اسباب وآلات حرب اور مال سے اسکی مدد کی بس اس نے لوٹ کر ابن بریدی پر حملہ کردیا۔ ابن بریدی کو ہزیمت ہوئی۔ سیف الدولہ

نے واسط پر قبضہ کر لیا ابن بریدی نے بصرہ میں جا کر دم لیا۔ اور سیف الدولہ نے بقصد بصرہ بانتظار امداد واسط میں قیام کر دیا۔ اس اثنار میں ابو عبداللہ کوفی بہت سا مال لیکر آگیا۔ ترکوں نے مال کے طلب کرنے میں شور و شغب مچایا۔ اور سب کے سب متفق ہو کر سیف الدولہ پر حملہ آور ہوئے۔ توزون ان ترکوں کا سردار تھا۔ غریب سیف الدولہ بھاگ کر بغداد پہونچا اور وہ سب اسکے تعاقب میں تھے اسکا بھائی ناصر الدولہ، بغداد کی جانب اور پھر بغداد سے موصل کی طرف چلا آیا تھا پس سیف الدولہ بھی اسکے پاس چلا آیا۔ اور توزون دار الخلافت بغداد میں داخل ہو کر حکومت کرنے لگا۔ بعد چندے خلافت مآب (خلیفہ مقتفی) سے اَنَ بَنَ ہوگئی۔ ابن بریدی سے جنگ کرنے کو واسط کی روانگی کا انتظار کرنے لگا۔ چنانچہ اس امید پر ۳۳۱ھ میں موصل کی طرف روانہ ہوگیا۔

ان واقعات کے اثنار میں معز الدولہ بن بویہ، اہواز میں ٹھہرا ہوا دار الخلافت بغداد اور مقبوضات خلافت مآب پر دست درازی کر رہا تھا اور ان پر غلبہ و تصرف حاصل کرنے کی تدبیر میں تھا۔ اسکا ایک بھائی عماد الدولہ، فارس میں اور دوسرا بھائی رکن الدولہ، اصفہان اور رے میں حکومت کر رہا تھا۔ پھر جب خلیفہ مقتفی، رقہ سے بغداد میں داخل ہوا۔ توزون کو معزول کر کے آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروادیں۔ ہم ان سب واقعات کو بسط و تفصیل کے ساتھ دولت عباسیہ کے حالات کی ضمن میں بیان کر آئے ہیں۔ اس مقام پر بطور تمہید کے تحریر کیا ہے کہ بنی بویہ کیونکر دار الخلافت بغداد پر متصرف ہوئے اور خلافت مآب کو دبا لیا۔ الغرض معز الدولہ نے ۳۳۲ھ میں واسط کی جانب مراجعت کی۔ توزون اور خلیفہ مستکفی نے اسکی مدافعت پر کمریں باندھیں۔ معز الدولہ، واسط چھوڑ کر اہواز چلا آیا۔

معز الدولہ کا بغداد پر قبضہ اور خلافت پر

توزون نے شروع ۳۳۴ھ میں ترکوں کی سرداری پر ابن شیرزاد کو مقرر کیا، خلیفہ مستکفی نے امیر الامراء کا خطاب

استیلاء	مرحمت فرمایا۔ وظائف اور تنخواہ تقسیم کر کے نیکی خدمت سپرد

کی۔ ممالک محروسہ اور صوبجات کی آمدنی کم ہو گئی۔ مصارف کو پورا نہ کر سکی، عُمّال، کُتّاب اور تجار تنگی سے بسر اوقات کرنے لگے۔ رعایا کے مال پر ہاتھ بڑھایا۔ ظلم و تعدی کا بازار گرم ہو گیا کُھلّم کُھلّا چوریاں ہونے لگیں لُوٹیرے دن دھاڑے مکانات لوٹنے لگے۔ بمجبوری لوگوں نے دارالخلافت بغداد سے جلاوطنی شروع کر دی۔

بعد اسکے ابن شیرزاد نے ینال کوشہ کو حکومت موصل پر اور فتح لشکری کو تکریت کی حکومت پر مامور کیا۔ ان دونوں نے بدعہدی کی بغاوت پر کمربستہ ہو گئے فتح تو ابن حمدان سے مل گیا۔ ابن حمدان نے اسکو اپنی طرف سے تکریت پر متعین کیا پس فتح ابن حمدان کے زیر اثر حکومت کرنے لگا۔ باقی رہا ینال کوشہ، اس نے معزالدولہ کے پاس پیام بھیجا کہ میں آپ کا مطیع ہوں، موقع مناسب ہے بغداد پر قبضہ کر لیجئے، چنانچہ معزالدولہ لشکر دیلم آراستہ کر کے دارالخلافت بغداد پر حملہ آور ہوا۔ ابن شیرزاد اور اکراد مقابلہ پر آئے۔ لیکن ہزیمت اُٹھا کر موصل چلے گئے اور خلیفہ مستکفی روپوش ہو گیا۔ معزالدولہ نے اپنے سکریٹری حسن بن محمد مہلبی کو بغداد میں داخل ہونے کا حکم دیا۔ پس جب مہلبی دارالخلافت بغداد میں داخل ہوا تو خلافت مآب گوشہ اختفا سے نکل کر مہلبی کے پاس تشریف لائے۔ مہلبی نے معزالدولہ احمد بن بویہ اور اسکے بھائیوں عمادالدولہ اور رکن الدولہ حسن کی طرف سے خلافت مآب کے ہاتھ پر بیعت کی۔ خلیفہ مستکفی نے ان لوگوں کو اُن کے صوبجات کی حکومتوں پر مامور فرمایا۔ اور انہیں خطابات سے انکو مخاطب کیا۔ سکہ پر بھی یہی القاب مسکوک کرائے۔

اسکے بعد معزالدولہ کامیابی کے ساتھ دارالخلافت بغداد میں داخل ہوا۔ اور اس پر قبضہ کر لیا۔ خلافت مآب نام کے خلیفہ رہ گئے۔ حکومت اسکی تھی۔ سکہ اس کا تھا۔ سلطان کے لقب سے پکارا جانے لگا۔ ابو القاسم بریدی والی بصرہ نے یہ رنگ دیکھ کر معزالدولہ

کے پاس پیام مصالحت بھیجا اطاعت کا اظہار کیا۔ پس معزالدولہ نے اسکو واسط اور اس کے صوبہ پر مقرر کر دیا۔

بغداد کی بربادی

قبضہ بغداد کے چند مہینے بعد معزالدولہ تک یہ خبر پہنچائی گئی کہ خلیفہ مستکفی تمہاری معزولی کی فکر کر رہا ہے معزالدولہ کو اس سے ناراضی پیدا ہوئی۔ ایک روز خراسان کے وفد سے ملنے کی غرض سے خلیفہ مستکفی کو دربار عام میں بیٹھایا۔ اپنی قوم اور اپنے سرداروں کو لئے ہوئے حاضر ہوا۔ دیلم کے نقیبوں میں سے دو شخصوں کو خلیفہ مستکفی کی گرفتاری کا اشارہ کر دیا۔ چنانچہ یہ دونوں دیلمی خلافت مآب کی طرف باظہار دست بوسی بڑھے اور خلیفہ مستکفی کو سریر خلافت سے پکڑ کر گھسیٹ لیا پیادہ پا کشاں کشاں محلسرائے خلافت میں لیجا کر قید کر دیا۔ یہ واقعہ ۳۳۴ھ کے نصف کا ہے۔ اس واقعہ سے لوگوں میں اضطراب پیدا ہو گیا۔ لوٹ مار شروع ہو گئی۔ محلسرائے خلافت لٹ گیا۔ شورش فرو کرنے کی غرض سے معزالدولہ نے فضل بن مقتدر کی بیعت کی مطیع للہ کا لقب دیا۔ اور خلیفہ مستکفی کو سر دربار طلب کیا۔ اس غریب نے اپنی معزولی کی شہادت دی اور خلافت کو مطیع کے سپرد کر دیا۔

اسی زمانہ سے خلافت نام کی رہ گئی تھی۔ خلیفہ کو کسی قسم کا اختیار نظم و نسق کا نہیں تھا۔ وزارت، معزالدولہ کے قبضہ اقتدار میں تھی۔ جسکو چاہتا تھا مقرر کرتا تھا۔ خلیفہ کے وزیر السلطنت کے اختیارات محلسرائے خلافت اور اسکی جاگیروں تک محدود تھے۔ معزالدولہ اور اسکے لشکریان دیلم، کل صوبجات عراق اور ممالک محروسہ کے کسی پر عاملاً اور کسی پر جاگیردار ہونے کی حیثیت سے مالک و متصرف تھے۔ اس حد تک نوبت پہونچ گئی تھی کہ خلیفہ اپنے صرف خاص کے علاقہ جات پر بغیر دستخط معزالدولہ کے کوئی حکم صادر نہ کر سکتا تھا۔ صرف تخت خلافت، منبر، سکہ، خطوط، فرامین پر دستخط کرنے، وفود سے ملنے، اور خطابات دینے کا خلیفہ، مالک تھا۔ حکومت، سلطنت، نظم و نسق مملکت اور

امر و نہی کے احکام اُن لوگوں کے قبضہ میں تھے جو متغلب و متصرف تھے۔ دولت بنی بویہ اور سلجوقیہ میں جو اس درجہ پر پہونچ گئے تھے وہ اپنے کو سلطان کے لقب سے ملقب کرتے تھے۔ کوئی دوسرا شخص اسمیں انکا شریک نہ ہوتا تھا۔ حکم، عدل، عزت، نظم و نسق، احکامات اور امر و نواہی کے مالک بھی تھے۔ خلیفہ کو کچھ بھی اختیار نہ تھا نام خلافت نام کو خلفاء عباسیہ کے ہاتھ میں تھی جسکو وہ حسب خواہش مقرر کر لیتے تھے خلیفہ لفظاً باقی رہ گیا تھا اور اسکے معنی مسلوب ہو گئے تھے۔

المختصر بوجہ تبدیلی دولت و حکومت لشکر نے اُس زیادہ تنخواہ اور رسد طلب کی جو انکو ہمیشہ سے ملا کرتی تھی مجبوراً رعایا پر ٹکس لگائے اور آمدنی بڑھائی۔ تجارت پیشہ اور مالداروں کے مال کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ دیہات، قصبات، بلکہ صوبجات بھی لشکریوں کو جاگیر میں دیدیئے عمال کا قبضہ اوٹھ گیا۔ شاہی دفاتر ناکارہ اور بند ہو گئے کیونکہ رؤساء اور امراء اپنے مقبوضات کی بوجہ عیش پرستی اور آرام طلبی نگرانی نہ کر سکتے تھے اور جنپر لشکری یا ملازمین دولت متصرف تھے وہ ظلم، زیادتی ٹکس اور خراج کی وجہ سے خراب و ویران ہو رہے تھے۔ کوئی شخص انکا پرساں و نگراں حال نہ تھا۔ نہ انکی گذرگاہوں کی اصلاح ہوتی تھی اور نہ ان کے پلوں کی مرمت کیجاتی تھی۔ جو شہر ویران ہو جاتے تھے بجائے انکے دوسرے شہروں پر لشکری قبضہ کر لیتے تھے اور انکو بھی پہلے شہروں کی طرح ویران و برباد کر ڈالتے تھے۔ رفتہ رفتہ ٹکس اور مظالم کی وہ بھرمار ہوئی کہ توبہ ہی بھلی، سلطان اور اسکے نائبین انتظام ملک سے مجبور ہو گئے، غلاموں کا دور دورہ ہو گیا۔ انکو بڑی بڑی جاگیریں دی گئیں اور وظائف مقرر کئے گئے۔ اس سے ان میں غیرت قومی پیدا ہوئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ منافرت کی بنیاد پڑی اور بربادی کے سامان مہیا ہو گئے جیسا کہ حکومتوں پر یہ حادثات گذرا کرتے ہیں

ابن حمدان کا بغداد کی طرف روانہ ہونا اور

جسوقت ناصر الدولہ ابن حمدان کو یہ خبر لگی کہ معز الدولہ نے دار الخلافت بغداد پر قبضہ کر کے خلیفہ مستکفی کو معزول

معز الدولہ سے شکست کھانا

کر دیا ہے۔ غصہ سے کانپ اٹھا۔ فوراً فوج کو تیاری کا حکم دیا چنانچہ شعبان ۳۳۴ھ میں موصل سے بغداد پر چڑھائی کر دی۔ معز الدولہ نے بھی اس سے مطلع ہو کر اپنی فوجوں کو بڑھایا۔ مقام عکبرا میں ابن حمدان سے مڈبھیر ہوئی معز الدولہ بھی معہ خلیفہ مطیع کے ابن حمدان کی مدافعت کو نکلا۔ ادھر ابن شیرزاد، ابن حمدان کے پاس ۳۳۴ھ میں چلا آیا۔ بغداد پر قبضہ کر لینے کی ترغیب دی۔ ادھر معز الدولہ نے میدان خالی دیکر تکریت پر حملہ کر دیا تاخت و تاراج کرکے پھر بغداد واپس آیا۔ معز الدولہ اور خلیفہ مطیع نے بغداد کی جانب شرقی پڑاؤ کیا اور ابن حمدان نے غربی بغداد میں مورچہ قائم کیا اور معز الدولہ کے لشکر کا سلسلہ رسد بند کر دیا۔ اس سے معز الدولہ کی فوج میں بیحد تشویش اور پریشانی پھیل گئی۔ ساری فوج بھوکوں مرنے لگی۔ فوج میں لوٹ مار شروع ہو گئی۔ معز الدولہ نے تنگ ہو کر اہواز کی جانب واپس جانے کا قصد کیا۔ لیکن وزیر السلطنت ابو جعفر ضیمری نے اس سے مخالفت کی اور دریا عبور کرکے ابن حمدان کے لشکر پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ وزیر السلطنت کو اس حملہ میں کامیابی ہوئی۔ دیلمی لشکر نے ابن حمدان کی فوج کو پسپا کرکے مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ خاتمہ جنگ کے بعد معز الدولہ نے امان کی منادی کرا دی خلیفہ مطیع محل سرائے خلافت میں واپس آیا۔ اور ابن حمدان شکست کھا کر عکبرا لوٹ گیا۔ یہ واقعہ ۳۳۵ھ کا ہے۔

بعد اسکے ابن حمدان نے خفیہ طور سے معز الدولہ کے پاس پیام صلح بھیجا۔ توزونیہ ترکوں کو اسکی خبر ہو گئی۔ بگڑ گئے قتل کرنے پر آمادہ ہوئے۔ ابن حمدان معہ ابن شیرزاد کے موصل کی طرف بھاگ گیا۔ معز الدولہ نے جیسا کہ ابن حمدان نے پیام بھیجا تھا مصالحت کر لی۔ لیکن شیرازی نے توزونیہ ترکوں کو ابن حمدان کے بھاگنے کی خبر کر دی۔ توزونیہ ترکوں نے ابن حمدان کے پس ماندہ ہمراہیوں کو گرفتار کر لیا اور اسکے تعاقب میں روانہ ہوئے۔ اثنار راہ میں ابن حمدان کو کچھ شبہ پیدا ہوا جس سے ابن شیرزاد کو گرفتار کر لیا اور موصل ہوتا ہو نصیبین

پہونچا۔ تکین نے موصل پر پہونچکر قبضہ کر لیا ابن حمدان نے جب نصیبین میں بھی امن کی صورت نہ دیکھی تو سند کا راستہ لیا۔ اور تکین اسکے تعاقب میں تھا۔ اتفاق یہ کہ اس مقام پر معزالدولہ کا لشکر بسر کردگی وزیر ابو جعفر ضیمری ابن حمدان کی کمک پر جیسا کہ اس نے درخواست کی تھی آگیا۔ توزونیہ ترکوں سے مقابلہ ہوا۔ وزیر ابو جعفر کو فتح نصیب ہوئی توزونیہ ترک شکست کھا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ اور ابن حمدان معہ وزیر السلطنت ابو جعفر کے موصل کی جانب روانہ ہوا۔ موصل پہونچکر ابن شیرزاد کو وزیر ابو جعفر کے حوالہ کر دیا۔ وزیر ابو جعفر نے اسکو معزالدولہ کی خدمت میں بھیجدیا۔ یہ واقعہ بھی ۳۳۵ھ کا ہے۔

معزالدولہ کا بصرہ و موصل پر قبضہ

۳۳۵ھ میں ابوالقاسم بن بریدی نے بصرہ میں علم بغاوت بلند کیا۔ معزالدولہ نے ایک فوج واسط کی جانب روانہ کر دی۔ دریا کے کنارہ پر ابن بریدی کی فوج سے مقابلہ کی نوبت آئی۔ ابن بریدی کی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کھا گئی۔ بصرہ کی طرف بھاگ آئی۔ اسکے سرداران لشکر کی ایک جماعت گرفتار ہو گئی۔ بعد اسکے ۳۳۶ھ میں معزالدولہ نے بصرہ پر فوج کشی کی۔ اگرچہ خلیفہ مطیع ابوالقاسم ابن بریدی سے جنگ کرنا پسند نہ کرتا مگر بادل ناخواستہ معزالدولہ کے ہمراہ تھا۔ براہ خشکی بصرہ کیجانب روانہ ہوئے۔ قرامطہ نے معزالدولہ کو ابن بریدی سے برسرپیکار آنے پر ملامت کی معزالدولہ نے ڈانٹ کا خط لکھا۔ جوں ہی بصرہ کے قریب پہونچا۔ ابوالقاسم ابن بریدی کے لشکر نے ہتھیار ڈالدیئے امن کا جھنڈا بلند کر دیا۔ ابن بریدی بھاگ نکلا۔ قرامطہ کے پاس پناہ لی قرامطہ نے اسکو پناہ دی اور عزت و احترام سے ٹھہرایا۔ معزالدولہ نے بصرہ پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا۔ اور بصرہ میں خلیفہ مطیع اور اپنے وزیر ابو جعفر کو چھوڑ کر اپنے بھائی عمادالدولہ سے ملنے کو اہواز کی طرف روانہ ہو گیا۔

اس اثناء میں سرداران دیلم میں سے کوکیر نامی ایک سردار باغی ہو گیا۔ وزیر

ابو جعفر ضمیری نے اس سے معرکہ آرائی کی اور اسکو ہزیمت دیکر گرفتار کر لیا۔ اور معز الدولہ کے حکم کے مطابق قلعہ رامہرمز میں قید کر دیا۔ مقام ارجان میں اسی سنہ کے ماہ شعبان میں دونوں بھائیوں سے ملاقات ہوئی۔ معز الدولہ نے اپنے بھائی عماد الدولہ کی حد سے زیادہ تعظیم و تکریم کی۔ عماد الدولہ، معز الدولہ کو دربار میں بیٹھنے کا حکم دیتا تھا مگر معز الدولہ پاس ادب سے نہیں بیٹھتا تھا۔ القصہ معز الدولہ اپنے بھائی سے رخصت ہو کر معہ خلیفہ مطیع کے دار الخلافت بغداد واپس آیا۔ اور موصل پر فوج کشی کرنے کی منادی کرا دی۔ ابن حمدان کو اسکی خبر لگ گئی۔ صلح کا پیام بھیجا۔ بہت سے تحائف اور بیشمار مال روانہ کیا لیکن معز الدولہ نے ایک بھی نہ سنی۔ رمضان ۳۳۷ھ میں موصل پر چڑھائی کر دی اور قبضہ کر لیا۔ قصد یہ تھا کہ ابن حمدان کے مقبوضہ بلاد کو خاطر خواہ سختی سے پامال کرے۔ کہ اتفاقیہ اسکے بھائی رکن الدولہ کے پاس سے یہ خبر آ گئی کہ لشکر خراسان نے جرجان کا قصد کیا ہے معاملہ نازک ہو گیا ہے۔ بمجبوری ابن حمدان سے مصالحت کر لی۔ اسی لاکھ سالانہ خراج ادا کرنے کی شرط پر موصل، جزیرہ اور شام کی حکومت ابن حمدان کو دیدی۔ ساتھ ہی اسکے یہ شرط بھی قرار پائی تھی کہ عماد الدولہ اور معز الدولہ کے نام کا خطبہ اسکے کل مقبوضہ شہروں میں پڑھا جائے چنانچہ مصالحت کر کے معز الدولہ بغداد واپس آیا۔

رکن الدولہ کا رے طبرستان، جرجان پر قبضہ

ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ رکن الدولہ نے اصفہان کو وشمگیر کے قبضہ سے اسی زمانہ میں نکال لیا تھا جس زمانہ میں وشمگیر نے اپنی فوجیں ماکان بن کالی کی کمک پر بھیجی تھیں رکن الدولہ اور اسکا بھائی عماد الدولہ، ابو علی بن محتاج سپہ سالار ملوک بنی سامان کو ماکان اور وشمگیر کی مخالفت پر ایک مدت سے ابھار رہا تھا اور اسکے مقابلہ پر مدد دینے کا وعدہ کر رہا تھا۔ چنانچہ ابو علی نے وشمگیر پر جسوقت کہ وہ رے میں تھا فوج کشی کر دی رکن الدولہ بنفسہ ابو علی کی مدد پر آیا اور وشمگیر نے ماکان سے امداد چاہی۔ پس ماکان اپنی فوجیں لیکر

وشمگیر کی کمک پر آیا۔ ایک دوسرے سے گتھ گیا گھمسان لڑائی ہوئی وشمگیر نے شکست کھا کر طبرستان میں جا کر دم لیا۔ پھر وہاں سے اپنی فوجوں کو لیکر بلاد جیل کی طرف گیا اور اسکو تاخت و تاراج کرکے زنجان، ابہر، قزوین، قم، کرخ، ہمدان، نہاوند اور دینور کو حدود حلوان تک مفتوح کر لیا۔ اپنے عمال مقرر کئے خراج وصول کیا۔ بعد اسکے وشمگیر اور حسن بن فیرزان برادر عم زاد ماکان سے اَن بَن ہوگئی۔ حسن نے ابو علی سے امداد کی درخواست کی۔ ابو علی اسکی کمک پر کمربستہ ہوگیا۔ مگر لڑائی کی نوبت نہ آئی۔ فریقین میں مصالحت ہوگئی۔ ابو علی معہ اپنی فوج کے خراسان کی جانب واپس ہوا۔ حسن بن فیرزان بھی اسکے ساتھ تھا۔ اثنار راہ میں سعید بن سامان کا ایلچی ملا۔ حسن کو ابو علی کے ساتھ دھوکا، دغا دینے اور اسکے بلاد مقبوضہ پر قبضہ کرنے کا پیام دیا چنانچہ حسن نے ابو علی کی ترک رفاقت کرکے جرجان کی جانب معاودت کی اور اسپر قبضہ کرکے دامغان اور سمنان کو بھی دبا لیا۔ وشمگیر طبرستان سے رے کی طرف چلا گیا اور پورے رے پر قبضہ حاصل کر لیا۔ اسوقت اسکے رکاب میں نہایت کم فوج باقی رہ گئی تھی کیونکہ اسکی فوج کا حصہ کثیر ابو علی بن محتاج اور حسن بن فیرزان کی لڑائیوں میں کام آگیا تھا۔ رکن الدولہ نے موقع پاکر رے پر قبضہ کرنے کی غرض سے چڑھائی کردی۔ وشمگیر مدافعت کرنے کو میدان میں آیا۔ شکست کھا کر چلا گیا اور رکن الدولہ نے رے پر قبضہ کر لیا۔ حسن بن فیرزان نے مراسم اتحاد بڑھاسے۔ اپنی بیٹی کا عقد اس سے کردیا۔ اس مودت و مواصلت کے ذریعہ سے بنی بویہ کے قدم حکومت پر جم گئے۔ کل صوبجات رے، جبل، فارس، اہواز اور عراق قبضہ میں آگئے۔ موصل اور دیار بکر پر بھی قبضہ و تصرف حاصل ہو گیا۔ بعد اسکے رکن الدولہ بن بویہ نے بلاد مقبوضہ وشمگیر کی طرف ۳۳۳ھ میں قدم بڑھائے۔ اور حسن بن فیرزان اسکی پشت پناہی پر تھا۔ وشمگیر اس خبر کو سنکر فوجیں لیکر مقابلہ پر آیا۔ لڑا لیکن شکست کھا کر بھاگ نکلا۔ خراسان پہنچا۔ ابن سامان سے امداد کی درخواست کی۔ رکن الدولہ

طبرستان پر قبضہ کرکے جرجان کی طرف گیا۔ حسن بن فیرزان نے بحد مدارات کی، اطاعت کا اظہار کیا۔ رکن الدولہ نے اسکو اپنی طرف سے جرجان کی سند حکومت عطا کی۔ وشمگیر کے سپہ سالارین نے امن کی درخواست دی۔ رکن الدولہ نے ان لوگوں کو امن دی اور اصفہان کی جانب واپس آیا۔

بنی شاہین ملوک بطیحہ کا آغاز حکومت

عمران بن شاہین، اہل جامدہ سے تھا۔ بنی بویہ کی طرف سے خراج وصول کرنے پر مامور تھا ایک مرتبہ بہت سا روپیہ خراج کا وصول کرکے بطیحہ بھاگ گیا بطیحہ میں بہت بڑا جنگل نے اور جنگلی درختوں کا تھا۔ متعدد چشمے اور تالاب بھی تھے۔ اسی مقام پر عمران نے قیام اختیار کیا۔ اور رہزنی کرنے لگا۔ رفتہ رفتہ لٹیروں کی ایک جماعت اسکے پاس مجتمع ہوگئی۔ جس سے اسکی قوت بڑھ گئی۔ بنی بویہ سے باغی ہوکر ابو القاسم بن بریدی سے مل گیا۔ ابن بریدی نے اسکو جامدہ، بطائح اور اسکے اطراف و جوانب کی حمایت و نگرانی کی خدمت سپرد کی۔ چنانچہ اس نے کما حقہ ان مقامات کی نگرانی کی۔ نہایت تھوڑے دنوں میں ایک معقول فوج اکٹھا کر لی۔ آلات حرب بھی کافی مقدار پر مہیا کرلئے۔ بطیحہ کے ایک بلند و محفوظ مقام پر قیام اختیار کیا۔ اور اس اطراف کے کل شہروں پر قابض ہوگیا۔ معزالدولہ کو یہ امر ناگوار گزرا۔ اپنے وزیر ابو جعفر ضمیری کو ۳۳۸ھ میں بسرکردگی فوج عمران کی گوشمالی پر مامور کیا۔ وزیر السلطنت نے بطیحہ پہونچکر عمران پر محاصرہ ڈالدیا۔ عمران کی تباہی اور ہلاکت کی کوئی منتظرہ حالت باقی نہ تھی۔ ساری قوت فنا ہوگئی تھی۔ قریب تھا کہ ہتھیار ڈالدیتا کہ اس اثنار میں عماد الدولہ بن بویہ کے مرنے کی خبر پہونچ گئی۔ وزیر السلطنت محاصرہ اوٹھا کر شیراز واپس آیا۔ اور عمران بدستور اپنی حالت پر ہو گیا۔ گئی قوت پھر عود کر آئی جیسا کہ آیندہ بنی شاہین کی دولت و حکومت کے تذکرہ میں لکھا جائے گا۔

عماد الدولہ کی وفات

عماد الدولہ ابو الحسن علی بن بویہ نے دار الحکومت شیراز

عضد دولہ کی فارس پر حکومت

میں نصف ۳۳۳ھ میں وفات پائی اپنی موت سے ایک سال پیشتر اپنے برادر زادہ عضدالدولہ کو اپنے بھائی رکن الدولہ کے پاس سے اپنا ولیعہد بنانے کو بلا بھیجا۔ اسوجہ سے کہ خود اسکا کوئی لڑکا نہ تھا۔ چنانچہ رکن الدولہ نے عضدالدولہ کو اپنے سرداروں کی ایک جماعت کے ساتھ عماد الدولہ کے پاس روانہ کیا عماد الدولہ نے نہایت جوش سے استقبال کیا۔ دربار عام کے دن سر پر حکومت پر بٹھایا۔ سرداران لشکر کو حکم دیا کہ شاہی آداب سے دربار میں حاضر ہوں۔ اور بادشاہوں کی طرح عضدالدولہ کو نذر اور سلامی دیں۔ عماد الدولہ کے انتقال کے بعد لشکر کے سربراوردہ سرداروں کا ایک گروہ جو عماد الدولہ کے زمانہ میں بھی قابو یافتہ تھا فارس پر عضدالدولہ کی حکومت کو اچھی آنکھوں سے نہ دیکھ سکا۔ مخالفت کا اعلان کر دیا۔ رکن الدولہ نے اس خبر کو سنکر رے میں بجائے اپنے علی بن کنامہ کو مقرر کیا اور فوجیں آراستہ کر کے شیراز آپہونچا۔ معز الدولہ نے اپنے وزیر ابوجعفر ضمیری کو لکھ بھیجا کہ تم ابن شاہین کی جنگ کو چھوڑ دو اور جسقدر جلد ممکن ہو عضدالدولہ کی مدد کو شیراز پہونچ جاؤ۔ غرض ان لوگوں کے آجانے سے مخالف سرداروں کا گروہ دب گیا نو ماہ تک رکن الدولہ، شیراز میں مقیم رہا۔ شیراز کے نظم ونسق درست ہونیکے بعد اپنے بھائی معزالدولہ کو بہت سے آلات حرب اور مال کثیر بطور تحفہ کے روانہ کیا۔

عماد الدولہ دارالخلافت بغداد کا امیرالامرا تھا اور معزالدولہ اسکا نائب تھا خراج کی نگرانی، کفالت اور صوبجات عراق کے گورنروں کی تقرری اسی کے قبضہ میں تھی۔ عماد الدولہ کے مرنے کے بعد رکن الدولہ کو امیرالامرا کا عہدہ ملا۔ معزالدولہ بدستور نیابت کا کام جیسا کہ عماد الدولہ کے زمانہ حیات میں کرتا تھا کرتا رہا۔ کیونکہ معزالدولہ ان دونوں سے چھوٹا تھا۔

ضمیری کی وفات مہلبی کی وزارت

ابوجعفر احمد ضمیری وزیرالسلطنت فارس سے معاودت کر کے صوبہ جامدہ کی طرف آیا اور عمران بن شاہین پر محاصرہ ڈالدیا۔ تا آنکہ ۳۳۹ھ کے نصف گزر جانے پر انتقال کر گیا۔ چونکہ ضمیری اکثر بحالت ضرورت

ابو محمد حسن بن محمد مہلبی کو بجائے اپنے وزارت پر مقرر کیا کرتا تھا اور معزالدولہ اسکو برت چکا تھا۔ اسکی کفایت شعاری، انتظام مملکت سے واقفیت رکھتا تھا۔ اسوجہ سے بعد انتقال ضیمری، معزالدولہ نے مہلبی کو قلمدان وزارت سپرد کر دیا۔ پس اس نے نہایت خوبی سے عہدہ وزارت کے ذمہ داریوں کو پورا کیا۔ رعایا سے مظالم کو دور کیا خزانہ کو روپیوں سے بھر دیا، اہل علم اور فن کو دور دور سے بلا کر مجتمع کر لیا۔ اور انکے ساتھ احسان و سلوک سے پیش آیا جسکی وجہ سے اسکی ناموری بڑھ گئی۔

رے اور لشکر ابن سامان

جس زمانہ میں رکن الدولہ، بلاد فارس کی طرف گیا ہوا تھا، امیر نوح بن سامان نے اپنے سپہ سالار خراسان منصور بن قراتکین کو رے پر فوج کشی کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ منصور نے ۳۳۹ھ میں رے پر یلغار کیا۔ اسوقت علی بن کتامہ، رکن الدولہ کی طرف سے رے کا حاکم تھا۔ اس نے منصور کی آمد کی خبر سنکر رے کو چھوڑ دیا۔ اصفہان چلا آیا منصور نے رے پر قبضہ کر لیا۔ اطراف و جوانب میں فوجوں کو پھیلا دیا۔ پس جبل پر قرامس تک قابض ہو گیا۔ اور ہمدان کو بھی اپنے قبضہ و تصرف میں لے لیا۔ رکن الدولہ نے فارس سے اپنے بھائی معزالدولہ کو انکی مدافعت کی غرض سے لشکر بھیجنے کو لکھ بھیجا۔ معزالدولہ نے اپنے حاجب (لارڈ چیمبرلیں) امیر سبکتگین کو دیلم وغیرہ کی ایک عظیم فوج کے ساتھ منصور کی مدافعت کو روانہ کیا۔ سبکتگیں نے پہونچتے ہی منصور کے لشکر پر حملہ کر دیا اور اسکے سردار لشکر کو گرفتار کر لیا۔ منصور بے سرو سامانی سے ہمدان کی جانب واپس ہوا سبکتگیں نے تعاقب کیا۔ منصور بن قراتکین، نے ہمدان سے نکل کر اصفہان پر قبضہ کر لیا۔ رکن الدولہ نے بھی اصفہان کی طرف کوچ کیا۔ سبکتگین اسکے ہراول پر تھا۔ ترکوں نے شور و شغب مچایا۔ سبکتگیں نے ترکوں پر حملہ کر دیا۔ جس سے انمیں سراسیمگی پیدا ہو گئی۔ پریشان ہو کر ادہر ادہر منتشر ہو گئے۔ معزالدولہ نے ابن ابی شوک کردی کو ان جان باختہ ترکوں کے تعاقب کو لکھ بھیجا۔ چنانچہ اس نے بہتیرے ترکوں کو مار ڈالا

کچھ کو قید کرلیا باقی ماندہ موصل کی جانب جان بچاکر بھاگ گئے۔ لیکن بایں ہمہ منصور نے اصفہان کے قبضہ کو نہ چھوڑا۔ رکن الدولہ سے برابر معرکہ آرا ہوتا رہا۔ فریقین میں متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ خونریزی کی کوئی حد نہ رہ گئی۔ فریقین کی رسد سے پریشان ہوگئے۔ فوج بھوکوں مرنے لگی چونکہ دیلم بدویت کے زمانہ سے قریب تھے اور حال ہی میں مدنی الطبع ہوئے تھے اس وجہ سے بہ نسبت اہل خراسان کے بھوک پیاس کے زیادہ متحمل تھے، آرام طلبی اور عشرت سے دور تھے۔ مگر پھر بھی رکن الدولہ اپنی فوج کی تکالیف کو محسوس کرکے بھاگ جانے پر آمادہ ہوگیا۔ اسکے وزیر السلطنت ابن عمید نے عرض کی۔ "حضور والا! بھاگنے سے سوائے نقصان کے کچھ فائدہ حاصل نہ ہوگا۔ ثابت قدمی کو ہاتھ سے نہ دیجئے۔ میدان جنگ سے فرار کرنے سے مرجانا بہتر ہے آپ مطمئن رہئے رسد نہ پہونچنے کی وجہ سے فوج میں ابتری پیدا ہونے پائیگی"، رکن الدولہ نے قصد فرار ترک کردیا۔ اس اثناء میں منصور بن قراتکین کے لشکر میں رسد نہ پہونچنے کی وجہ سے اکھڑ مچ گیا۔ سب کے سب رے کی طرف چلے گئے۔ اصفہان کا ناکہ چھوڑ دیا۔ رکن الدولہ نے اصفہان میں داخل ہوکر قبضہ کرلیا۔ یہ واقعہ شروع ۳۳۹ھ کا ہے۔ اسی سنہ کے ماہ ربیع الاول میں منصور بن قراتکین رے میں پہونچکر مرگیا۔ اسکا لشکر نیشاپور لوٹ آیا۔

رکن الدولہ کا طبرستان و جرجان پر دوبارہ قبضہ کرنا

تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ رکن الدولہ نے ۳۳۳ھ میں طبرستان اور جرجان پر قبضہ کرلیا تھا اور اپنی طرف سے جرجان کی حکومت پر حسن بن فیرزان کو مامور کیا تھا۔ اور وشمگیر ابن سامان سے امداد حاصل کرنے کو خراسان چلا گیا تھا۔ چنانچہ ابن سامان نے اپنے سپہ سالار لشکر منصور بن قراتکین کو وشمگیر کی امداد پر مامور کیا۔ اس نے جرجان میں پہونچکر محاصرہ ڈال دیا۔ زیادہ دن نہ گذرنے پائے تھے کہ مصالحت کے نامہ و پیام ہونے لگے آخر کار منصور نے وشمگیر کے خلاف مرضی امیر نوح سے منحرف ہوکر حسن سے مصالحت کرلی اور

نیشاپور لوٹ آیا۔ اور وشمگیر حسن کے پاس جرجان ہی میں ٹھہرا رہا۔ بعد اسکے رکن الدولہ ۳۳۳ھ میں رے سے طبرستان اور جرجان کی طرف روانہ ہوا۔ وشمگیر جرجان کو چھوڑ کر نیشاپور چلا گیا۔ رکن الدولہ نے جرجان میں پہونچکر حسن بن فیرزان اور علی بن کتامہ کو اپنا نائب مقرر کیا اور رے کی طرف لوٹ آیا۔ وشمگیر کو موقع مل گیا۔ فوجیں مہیا کرکے حسن اور علی پر چڑھ آیا۔ اتفاق یہ کہ ان دونوں کو ہزیمت ہوئی۔ وشمگیر نے ان مقامات کو رکن الدولہ کے قبضہ سے نکال لیا۔ امیر نوح سامانی کو عرضداشت لکھی رکن الدولہ کے مقابلہ پر امداد کی درخواست کی۔ امیر نوح نے ابو علی بن محتاج کو بسرکردگی افواج خراسان، وشمگیر کی کمک پر مامور کیا۔ ماہ ربیع الثانی ۳۴۲ھ میں ابو علی بن محتاج روانہ ہوا۔ رکن الدولہ قلعہ بند ہو گیا۔ ابو علی نے لڑائی چھیڑ دی۔ مدتوں لڑائیاں ہوتی رہیں۔ لڑتے لڑتے فوجیں تھک گئیں اتنے میں موسم سرما آگیا۔ اس سے پریشانی دوبالا ہو گئی۔ صلح کا نامہ و پیام شروع ہوا۔ بالآخر دو لاکھ دینار سالانہ رکن الدولہ کو دینے کا اقرار کیا مصالحت ہو گئی۔ ابو علی بن محتاج، خراسان واپس آیا۔ وشمگیر نے امیر نوح کو ابو علی ابن محتاج کی شکایت لکھ بھیجی کہ اس نے رکن الدولہ کے معاملہ میں مستعدی سے کام نہیں لیا۔ بلکہ اس سے سازش کر لی ہے،، امیر نوح کو اس سے غصہ پیدا ہوا۔ ابو علی کو حکومت خراسان سے معزول کر دیا۔ بعد واپسی ابو علی بن محتاج، رکن الدولہ نے وشمگیر پر حملہ کیا، وشمگیر شکست کھا کر اسفرائن چلا آیا۔ رکن الدولہ نے طبرستان پر قبضہ کر لیا

خراسان میں بنی بویہ

امیر نوح نے ابو علی بن محتاج کو خراسان کی حکومت سے معزول کرکے ابو سعید بکر بن مالک فرغانی کو مقرر کیا ابو علی بن محتاج نے معزول ہوتے ہی علم بغاوت بلند کر دیا۔ نیشاپور میں اپنے نام کا خطبہ پڑھا۔ حسن بن فیرزان کو اس سے سخت پیچ و تاب پیدا ہوا۔ وشمگیر کے ذریعہ سے امیر نوح سے میل جول پیدا کیا۔ ابو علی بن محتاج کو ان لوگوں کی عداوت کا خطرہ پیدا ہوا۔ رکن الدولہ سے حاضری کی اجازت طلب کی چنانچہ ۳۴۳ھ

میں اسکے پاس چلا گیا رکن الدولہ عزت و احترام سے پیش آیا۔ ابو علی ابن محتاج نے درخواست کی کہ "آپ مجھے دربار خلافت سے خراسان کی گورنری دلوا دیجئے"، رکن الدولہ نے اپنے بھائی معز الدولہ سے اسکی تحریک کی۔ معز الدولہ نے دربار خلافت سے ابو علی بن محتاج کو سند گورنری خراسان معہ امدادی فوج کے بھیجدی۔ پس ابو علی بن محتاج، خراسان پہونچا، خلیفہ اور رکن الدولہ کے نام کا خطبہ پڑھا۔ اس اثناء میں امیر نوح کا انتقال ہوگیا۔ اسکا بیٹا عبد الملک سریر آرائے حکومت ہوا۔ ابو سعید بکر بن مالک کو بخارا سے ابو علی بن محتاج کی گوشمالی کو خراسان کی طرف روانگی کا حکم دیا جونہی ابو سعید، خراسان کے قریب پہونچا ابو علی بن محتاج، خراسان چھوڑکر رے کی طرف بھاگ گیا۔ رکن الدولہ نے اسکو پناہ دی اپنے پاس ٹھہرا لیا۔ ابو سعید، خراسان پر قابض و متصرف ہوگیا۔ بعد اسکے رکن الدولہ نے جرجان کی جانب کوچ کیا۔ ابو علی اسکے رکاب میں تھا۔ ابو سعید نے اسکو چھوڑ دیا۔ رکن الدولہ نے قبضہ کر لیا۔

ابو سعید، مہم خراسان اور ابو علی کو خراسان سے نکالنے کے بعد ۳۴۳ھ میں بغرض تعاقب ابو علی رے اور اصفہان کی جانب بڑھا۔ اسوقت رکن الدولہ، جرجان کی مہم میں مصروف تھا۔ قبضہ جرجان کے بعد ماہ محرم میں رے کی طرف لوٹا۔ اپنے بھائی معز الدولہ کو یہ واقعات لکھ بھیجے۔ امداد کی درخواست کی۔ معز الدولہ نے بسر کردگی ابن سبکتگیں فوجیں روانہ کیں۔ ابو سعید کی فوج کا ہراول، خراسان سے جنگلی راستہ سے اصفہان پہونچ گیا۔ اصفہان میں امیر منصور بن بویہ بن رکن الدولہ موجود تھا۔ سپہ سالار ہراول محمد بن ماکان نے اصفہان پر قبضہ کر لیا۔ اور امیر منصور کے تعاقب کو نکلا۔ اتفاق یہ کہ ابو الفضل بن عمید (رکن الدولہ کے وزیر) سے مڈبھیڑ ہوگئی ایک دوسرے سے گتھ گیا۔ محمد بن ماکان نے اسکو ہزیمت دی، رکن الدولہ کی اولاد اور عورتیں، اصفہان میں واپس آئیں۔ رکن الدولہ نے ابو سعید سپہ سالار لشکر خراسان سے ایک مقررہ سالانہ خراج پر مصالحت کا پیام دیا

رے اور جیل کو ضمانت میں دینے کا اقرار کیا۔ ابو سعید اس پر راضی ہوگیا۔ باہم مصالحت ہوگئی رکن الدولہ نے اپنے بھائی معزالدولہ کو لکھ بھیجا کہ دربار خلافت سے خلعت فاخرہ لوار اور سند گورنری خراسان، ابو سعید کو بھیجدو" چنانچہ ماہ ذی قعدہ سنہ مذکور میں معزالدولہ نے دربار خلافت سے ابو سعید کے پاس خلعت لوار اور سند گورنری خراسان بھیجدی۔

خروج روزبہان

روزبہان ونداد خرید، دیلم کے نامی سرداروں سے تھا۔ معزالدولہ کی وجہ سے اسکی بڑی شہرت ہوئی۔ اسی نے اسکے نام کو مشہور کیا۔ ۳۴۵ھ میں روزبہان نے اہواز میں خروج کیا اسکا بھائی اسفار بھی اسکا ہم آہنگ تھا اسی زمانہ میں اسکے دوسرے بھائی بلکا نے شیراز میں علم مخالفت بلند کیا۔ وزیر السلطنت مہلبی نے روزبہان کے مقابلہ پر کمر باندھی فوجیں مرتب کر کے حملہ آور ہوا ہم جنس ہونے کی وجہ سے ایک گروہ کثیر وزیر مہلبی کے ہمراہیوں کا روزبہان سے مل گیا۔ مجبوراً وزیر مہلبی کو لڑائی سے اعراض کرنا پڑا۔ معزالدولہ کو اس واقعہ سے مطلع کیا۔ چنانچہ معزالدولہ پانچویں شعبان سنہ مذکور میں دارالخلافت بغداد سے روزبہان کے جنگ کو روانہ ہوا کسی ذریعہ سے یہ خبر ناصرالدولہ بن حمدان تک پہونچ گئی۔ اپنے بیٹے ابو الرجار کو عظیم فوج کے ساتھ دارالخلافت بغداد پر قبضہ کرنے کی غرض سے مامور کیا۔ خلافت مآب نے اسکی آمد کی خبر سنکر دارالخلافت کو چھوڑ دیا۔ معزالدولہ نے خلافت مآب کو سمجھا بوجھا کر دارالخلافت کی طرف واپس کیا۔ ساتھ ہی اسکے سبکتگین حاجب کو ابن حمدان کے لشکر کی مدافعت کو بھیجدیا۔ اور خود کوچ و قیام کرتا ہوا اہواز کے قریب پہونچ گیا۔ اسوقت دیلم میں ایک شورش عظیم پیدا ہورہی تھی۔ سب کے سب روزبہان سے ملجانے پر تلے ہوئے تھے۔ صرف معدودے چند دیلمی اور ترک اس شور و شغب میں شریک نہ تھے۔ یہ وہ تھے جو معزالدولہ کے خاص ہوا خواہوں اور معتمدوں سے تھے۔ معزالدولہ نے دیلمیوں کا رنگ دیکھکر داد دہش شروع کردی۔

نتیجہ یہ ہوا کہ دیلمی اپنے قصد سے باز آئے۔ آخری ماہ رمضان میں ہنگامہ کارزار گرم ہوا۔ روزبھان کی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کھا گئی۔ معزالدولہ فتحیاب ہوا۔ اثناء دار و گیر میں روزبھان گرفتار کر لیا گیا۔

اس کامیابی کے بعد معزالدولہ نے ابوالرجار کی سرکوبی کی غرض سے دارالخلافت بغداد کی جانب کمال عجلت سے مراجعت کی لیکن وہ ہاتھ نہ آیا۔ کیونکہ وہ عسکر اسے روزبھان کی گرفتاری کا حال سنکر موصل کی طرف نہایت تیزی سے واپس ہو گیا۔ اسی اثناء میں روزبھان موقع پاکر دجلہ میں ڈوب گیا۔

روزبھان کا بھائی بلکا جس نے شیراز میں خروج کیا تھا اس نے عضدالدولہ کے شیرازہ حکومت کو درہم برہم کر دیا۔ ابوالفضل بن عمید اس خبر کو سنکر عضدالدولہ کی کمک پر فوجیں لیکر آ گیا۔ کمال مردانگی سے جنگ چھیڑ دی۔ اور کامیاب ہوا۔ عضدالدولہ بدستور شیراز میں حکومت کرنے لگا۔ روزبھان اور اسکے بھائیوں کی حکومت کا اثر نیست و نابود ہو گیا۔ معزالدولہ نے ان سب دیلمیوں کو گرفتار کرکے جیل میں ڈالدیا جنھوں نے براہ فتنہ پردازی روزبھان سے ملنے کی کوشش کی تھی۔ اور ترکوں کو جاگیریں دیں، عزت بڑھائی، بڑے بڑے عہدوں پر مامور کیا۔ جس سے انکی قوت زیادہ ہو گئی۔

معزالدولہ کا موصل پر قبضہ

ناصرالدولہ بن حمدان نے معزالدولہ سے دو لاکھ درہم سالانہ پر مصالحت کر لی تھی۔ لیکن ادا نہ کیا۔ معزالدولہ کو اس سے غصہ پیدا ہوا۔ ۳۴۳ھ کے لفٹ میں فوجیں مرتب کرکے موصل پر چڑھائی کر دی ناصرالدولہ، موصل چھوڑ کر نصیبین چلا آیا۔ اور اپنے کل اراکین دولت، وکلاء، کاتبوں، اور مالداروں کو اپنے ہمراہ لیتا آیا۔ ان سبھوں کو اپنے قلعات کواشی، زعفران وغیرہا میں ٹھہرایا۔ اور معزالدولہ کے لشکر سے سلسلہ رسد کو منقطع کر دیا۔ اس سے معزالدولہ کی فوج بھوکوں مرنے لگی۔ معزالدولہ نے نصیبین کے سر کرنے

کی طرف توجہ کی اتنے میں یہ خبر پہنچی کہ ابوالرجار اور ہبۃ اللہ فوجیں لئے ہوئے سنجار میں آگئے ہیں۔ معزالدولہ نے اپنی فوج کے ایک حصہ کو ان لوگوں پر حملہ کرنے کو روانہ کیا۔ جسکا ابوالرجار اور ہبۃ اللہ نے جوش خروش سے خیر مقدم کیا۔ جنگ کا بازار گرم ہو گیا لیکن ناکامی کے ساتھ پسپا ہوئے۔ معزالدولہ کی فوج نے انکے مورچوں پر قبضہ کرلیا۔ اورانھیں کے خیموں میں اوتر پڑی۔ بعد اسکے ناصرالدولہ کے لڑکوں نے معزالدولہ کی فوج پر دوبارہ حملہ کیا اور نہایت سختی سے اسکو پسپا کیا اور سنجار پر قبضہ کرکے وہیں قیام کردیا۔ ناصرالدولہ یہ خبر پاکر کہ معزالدولہ نصیبین کی طرف آرہا ہے میافارقین چلا گیا۔ اسکے ہمراہیوں نے معزالدولہ سے امن حاصل کرلی جس سے ناصرالدولہ کی قوت کم ہوگئی۔ اپنے بھائی سیف الدولہ کے پاس حلب چلا گیا سیف الدولہ نے بجد تعظیم و تکریم کی، کمال عزت سے ٹھہرایا۔ اور درمیان میں پڑکر معزالدولہ سے تین لاکھ سالانہ پر مصالحت کرادی۔ تکمیل صلح کے بعد معزالدولہ ماہ محرم ۳۴۸ھ میں عراق واپس آیا اور ناصرالدولہ موصل چلا گیا

بختیار کی ولیعہدی ۳۵۰ھ میں معزالدولہ مختلف امراض میں مبتلا ہوگیا۔ امراض کی شدت بڑھتی گئی، اپنی زیست سے ناامید ہوکر اپنے بیٹے بختیار کو اپنا ولیعہد بنایا۔ خزانہ کی کنجیاں اسکے حوالہ کیں۔ اسکے حاجب سبکتگین اور وزیر السلطنت مہلبی میں ایک مدت سے مناقشہ اور رنجش چلی آرہی تھی۔ دونوں کو بلا کر باہم مصالحت کرادی اور ان دونوں کو وصیت کی کہ بختیار کے ساتھ ہوا خواہی کرتا۔ ابتری سے بچانا۔ نظام حکومت کو درست رکھنا سبکتگین اور مہلبی نے اپنے آقار نعمت کی وصیت کو بہ گوش دل سنا اور کاربند رہنے کا اقرار کیا۔ معزالدولہ نے بخیال تبدیل آب و ہوا دارالخلافت بغداد سے اہواز کی جانب معاودت کی۔ جب اسکو یہ خبر پہنچی کہ کلوذا کے پاس اسکے اکثر ہمراہی مجتمع ہو رہے ہیں اور عنقریب کوئی فتنہ اوٹھا چاہتا ہے تو معزالدولہ کے ہوا خواہوں کی معاودت اہواز کی مخالفت کی اس رائے کی غلطی کو ظاہر کرکے یہ مشورہ دیا کہ آپ دارالخلافت بغداد فوراً واپس چلئے۔ اور بغداد

کے اطراف و جوانب میں کسی بلند مقام پر جہاں کی آب و ہوا اچھی ہو قیام کیجئے ورنہ دارالخلافت بغداد سے آپ کا قبضہ اُٹھ جائیگا۔ معزالدولہ اس مشورہ کے مطابق دارالخلافت بغداد واپس آیا۔ اور رہائش کے لیئے ایک محل بنوایا۔ جسکی تیاری میں ایک لاکھ دینار خرچ ہوئے جن لوگوں نے کلواوا سے سازش کی تھی ان پر جرمانہ کیے۔ سزائیں دیں۔

رکن الدولہ کا طبرستان و جرجان پر قبضہ

۳۵۱ھ میں رکن الدولہ کو طبرستان کے قبضہ کی ہوس دامنگیر ہوئی۔ اندنوں طبرستان میں وشمگیر حکومت کرتا تھا۔ شہر ساریہ میں وشمگیر کا محاصرہ کیا۔ لڑائی ہوئی۔ وشمگیر ساریہ چھوڑ کر جرجان چلا گیا۔ رکن الدولہ نے ساریہ پر قبضہ کر کے طبرستان کی طرف فوجیں بڑھائیں۔ وشمگیر مقابلہ نہ کر سکا طبرستان پر بھی رکن الدولہ کا قبضہ ہو گیا۔ نظم و نسق اور تقرری عمّال سے فارغ ہو کر جرجان پر دھاوا کیا۔ وشمگیر، جرجان کو بھی خیر آباد کہہ کر نکل کھڑا ہوا۔ بحال پریشان، خستہ خاطر بلاد جبل چلا گیا۔ رکن الدولہ نے جرجان پر بھی قبضہ کر لیا۔ لشکریان وشمگیر میں سے تین ہزار سپاہیوں نے امن کی درخواست کی۔ رکن الدولہ نے ان لوگوں کو امن دی اور اپنی فوج میں داخل کر لیا۔ اس سے رکن الدولہ کی قوت بہت زیادہ بڑھ گئی۔

بغداد میں شیعہ و سنی کا جھگڑا

اسی ۳۵۱ھ میں دارالخلافت بغداد کی مسجدوں پر بحکم معزالدولہ شیعوں نے لکھدیا، "معاویہ بن ابی سفیان پر لعنت ہو، اور اس شخص پر لعنت ہو جس نے فاطمہ سے باغ فدک چھین لیا، اور اس پر بھی لعنت ہو جس نے حسن کو ان کے دادا کے پاس دفن ہونے سے روکا اور اسپر بھی لعنت ہو جس نے ابوذر غفاری کو مدینہ منورہ سے شہر بدر کیا، اور اسپر بھی لعنت ہو جس نے عباس کو مجلس شوریٰ سے نکال دیا۔" چونکہ خلیفہ، موم کی ناک بنا ہوا تھا، معزالدولہ جس طرف چاہتا تھا پھیر دیتا تھا اسوجہ سے معزالدولہ کو اسکی جرأت ہوئی۔ صبح کو اہل تسنن نے اسکو مٹا دیا۔ معزالدولہ نے دوبارہ لکھوانے کا قصد کیا، وزیر مہلبی نے رائے دی بجائے اسکے

صرف اسقدر لکھوائے "لعن اللہ الظالمین لآل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" (آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظالموں پر اللہ کی لعنت ہو) اور سوائے معاویہ کسی اور پر لعنت نہ لکھوائے۔

وفات وزیر مہلبی ۳۵۲ھ میں مہلبی (معزالدولہ کا وزیر السلطنت عمان کے مفتوح کرنے کی غرض سے روانہ ہوا۔ سفر دریا زیادہ طے نہیں کرنے پایا تھا کہ مرض الموت میں مبتلا ہوگیا۔ مجبوراً بغداد کی جانب لوٹا۔ اثناء راہ میں ماہ شعبان میں انتقال کرگیا بغداد میں مدفون ہوا۔

معزالدولہ نے وزیر مہلبی کے مرنے کے بعد اسکے مال واسباب اور خزانہ پر قبضہ کرلیا اسکے اور دوں، حاشیہ نشینوں کو گرفتار کرکے جیل میں ڈال دیا۔ ابوالفضل بن عباس بن حسن شیرازی اور ابوالفرج محمد بن عباس بن فسانجس اسکے کام کرنے لگا لیکن یہ لوگ وزیر کے لقب سے ملقب و موسوم نہیں ہوئے۔

معزالدولہ اور ناصرالدولہ تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ ناصرالدولہ بن حمدان اور معزالدولہ سے باہم مصالحت ہوگئی تھی اور ناصرالدولہ نے موصل کو ضمانت میں دیا تھا۔ ناصرالدولہ نے بعد مصالحت ابو تغلب اور فضل اللہ غضنفر کو صلح میں داخل کرنا چاہا۔ معزالدولہ نے اس سے انکار کیا۔ باہم کشاکشی ہوئی۔ معزالدولہ نے فوجیں مرتب کرکے ۳۵۳ھ کے نصف میں موصل پر چڑھائی کردی۔ ناصرالدولہ، موصل چھوڑکر نصیبین چلاگیا۔ معزالدولہ نے موصل پر قبضہ کرکے بکتوزون اور سبکتگین عجمی کو مامور کیا پھر ماہ شعبان سنہ مذکور کے نصف کو ختم کرکے ناصرالدولہ کے تعاقب میں روانہ ہوا ناصرالدولہ نے نصیبین کو چھوڑدیا۔ معزالدولہ نے قبضہ کرلیا۔ بعد اسکے ناصرالدولہ نے موصل پر یلغار کردیا۔ معزالدولہ کے لشکر سے معرکہ آرا ہوا۔ معزالدولہ نے اس خبر کو سنکر موصل کی جانب کوچ کیا۔ بہت بڑی لڑائی کے بعد معزالدولہ کے لشکر نے

ناصر الدولہ کو ہزیمت دی۔ ناصر الدولہ نے جزیرہ ابن عمر میں بھاگ کر پناہ لی۔ معز الدولہ اسکے تعاقب میں روانہ ہوا۔ چھٹی رمضان کو جزیرہ ابن عمر پہونچا۔ ناصر الدولہ اپنے لڑکوں اور فوج کو مجتمع کر کے موصل پر آ اترا اور معز الدولہ کی فوج پر حملہ کر دیا۔ اس حملہ میں ناصر الدولہ کو کامیابی ہوئی۔ اُن دونوں سرداروں کو جنکو معز الدولہ نے موصل کا حاکم مقرر کیا تھا گرفتار کر لیا۔ بہت سامان و اسباب ہاتھ لگا۔ ناصر الدولہ نے قیدیوں کو معہ مال و اسباب کے قلعہ کواشی میں پہونچا دیا۔ معز الدولہ کو یہ خبر لگی تو وہ پھر موصل کی طرف دوڑا۔ ناصر الدولہ نے موصل چھوڑ دیا۔ غرض ناصر الدولہ ایک شہر سے دوسرے کی طرف بھاگتا پھرتا تھا اور معز الدولہ اسکے تعاقب میں تھا۔ آخر کار معز الدولہ نے تنگ ہوکر صلح کا پیام دیا۔ ناصر الدولہ بھی روزانہ تگ و دو اور جنگ سے پریشان ہو گیا تھا مصالحت پر تیار ہو گیا۔ موصل، دیار ربیعہ اور رحبہ بشرط ادائے خراج مقررہ ناصر الدولہ کے حوالہ کر دیا۔ باہم مصالحت ہو گئی۔ ناصر الدولہ نے معز الدولہ کے قیدیوں کو رہا کر دیا اور معز الدولہ دار الخلافت بغداد واپس آیا۔

معز الدولہ کا عمان پر قبضہ

ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں کہ عمان، یوسف بن وجیہ کے قبضہ و تصرف میں تھا۔ اس سے اور بنی بریدی سے مقام بصرہ میں لڑائی ہوئی تھی۔ عنوان جنگ ایسا ہو گیا تھا کہ بصرہ پر بنی بریدی کا قبضہ ہو جاتا۔ یوسف نے جنگی کشتیوں پر آگ روشن کرادی اور آتشباری کرنے لگا۔ اس وجہ سے بریدی بھاگ نکلا۔ یہ واقعہ محرم ۳۳۲ھ کا ہے۔ پھر اسی سنہ میں اسکا غلام اٹھ کھڑا ہوا اور اسکو مغلوب کر کے شہر پر قبضہ کر لیا۔ پھر جب معز الدولہ اور قرامطہ میں منافرت اور مناقشہ پیدا ہوا تو یوسف والی عمان نے معز الدولہ کو بصرہ پر قبضہ کر لینے کی تحریک کی اور راہ خشکی سے امداد کا خواستگار ہوا۔ چنانچہ معز الدولہ نے ۳۴۱ھ میں براہ دریا بصرہ پر قبضہ کرنے کی غرض سے کوچ کیا۔ معز الدولہ کے پہونچنے سے پہلے وزیر السلطنت مہلبی بھی فوجیں لیکر اہواز

سے آپہونچا۔ معز الدولہ نے مالی اور فوجی مدد دی۔ مدتوں لڑائیاں ہوتی رہیں تا آخر کار یہلبی کو بحری لڑائی میں فتح نصیب ہوئی۔ اس زمانہ سے قرامطہ برابر بصرہ پر حملہ کرتے رہے۔ تا آنکہ ۳۴۵ھ میں اسیر قابض ہوگئے اور رافع حاکم بصرہ بھاگ نکلا۔ علی ابن احمد (قرامطہ کا سیکرٹری) شہر کی نگرانی کرنے لگا۔ اور قرامطہ بدستور اپنے مقر حکومت ہجر میں ٹھہرے رہے۔ قاضی شہر ایک ذی اثر شخص تھا۔ اسکے اعزہ واقارب بھی کثرت سے تھے، خاندان بھی بہت بڑا تھا اس نے قرامطہ کو کہلا بھیجا کہ کسی سردار لشکر کو شہر کی نگرانی کے لئے بھیجئے قرامطہ نے ابن طغان کو مامور کیا ابن طغان بصرہ میں پہونچتے ہی اُن کل سرداروں کے ساتھ بُرے برتاوٴ سے پیش آیا جو قاضی شہر کے ساتھ پہلے سے بصرہ میں موجود تھے۔ قاضی کے قرابت داروں کو یہ ناگوار گزرا۔ سبھوں نے مجتمع ہوکر بلوہ کردیا اور ابن طغان کو گرفتار کرکے مار ڈالا۔ عبدالوہاب بن احمد بن مروان کو جو قاضی کے قرابت مندوں سے تھا بجائے ابن طغان کے مقرر کیا علی ابن احمد (قرامطہ کے سکرٹری) نے یہ واقعات قرامطہ کو لکھ بھیجے، قرامطہ نے بہت بڑے غور و فکر کے بعد ان لوگوں کو اپنی بیعت کرنے کو لکھا: چنانچہ ان لوگوں نے بیعت کرلی۔ قرامطہ نے انکو اپنے لشکریوں کے برابر انعامات دیئے۔ قرامطہ کے لشکریوں میں اس سے شورش پیدا ہوگئی۔ اہل بصرہ سے بھڑ گئے جھگڑا بڑھنے نہیں پایا۔ لڑائی رک گئی۔ لیکن سبھوں نے متفق ہوکر عبدالوہاب کو شہر سے نکال دیا اور علی بن احمد کو اپنا امیر بنایا۔

۳۵۵ھ میں معز الدولہ نے واسط کی جانب کوچ کیا۔ اسکے بھائی کا غلام نافع بھی آگیا۔ اور اسی کے پاس ٹھہرا رہا۔ تا آنکہ عمران بن شاہین کی مہم سے اسکو فراغت حاصل ہوئی۔ رمضان سنہ مذکور میں ایلہ چلا آیا۔ اور ایک سو کشتیوں کا بیڑہ عمان کے سر کرنے کو روانہ کیا جسمیں بیشمار آلات حرب اور جنگ آور تھے۔ ابو الفتوح محمد بن عباس کو اس بیڑہ کی افسری دیگئی۔ روانگی بیڑہ کے بعد عضد الدولہ کے پاس فارس گیا اور اس

سے امدادی فوجیں بھیجنے کو کہا۔ چنانچہ عضد الدولہ کی امدادی فوجیں سیراف میں جنگی بیڑہ سے آملیں۔ سبھوں نے متفق ہو کر عمان پر حملہ کیا۔ اہل عمان کی نوے کشتیوں کو جلا دیا۔ نہایت سخت اور خونریز جنگ کے بعد جمعہ کے دن جو کہ اسی سنہ کا یوم عرفہ تھا عمان پر معز الدولہ کا علم حکومت نصب کر دیا گیا۔ جامع مسجد میں اسکے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور عمان بھی اس کے مقبوضات میں داخل ہو گیا۔

وفات معز الدولہ تم کو یاد ہو گا کہ ۳۵۵ھ میں معز الدولہ بقصد جنگ عمران بن شاہین، واسط کی طرف روانہ ہو گیا تھا ۳۵۶ھ میں مرض الموت میں مبتلا ہو کر دار الخلافت بغداد چلا آیا تھا اور اپنے ہمراہیوں کو واسط ہی میں چھوڑ آیا تھا۔ بغداد میں پہونچکر مرض کی شدت بڑھ گئی۔ زیست سے نا امید ہو کر اپنے لڑکے بختیار کو اپنا ولیعہد بنایا اور ماہ ربیع الثانی سنہ مذکور میں سفر آخرت اختیار کیا۔

عز الدولہ بختیار، بعد وفات اپنے باپ معز الدولہ کے حکمرانی کرنے لگا۔ اپنے سپہ سالار فوج کو جو عمران بن شاہین سے واسط میں برسر پیکار تھا مصالحت کرنے لکھ بھیجا۔ چنانچہ مصالحت کر کے واپس آیا۔

منجملہ اور وصیتوں کے جو کہ معز الدولہ نے اپنے بیٹے عز الدولہ کو کی تھیں یہ وصیت تھی کہ تم اپنے چچا رکن الدولہ کی اطاعت سے منحرف نہ ہونا، اسی کے اشارہ و حکم پر عمل درآمد کرنا۔ اور اپنے برادر عم زاد عضد الدولہ کے مشورہ سے امور سلطنت کو انجام دینا۔ وہ تم سے عمر میں بھی زیادہ ہے، اسکو امور سیاسی میں بہت بڑا دخل ہے اور میرے سکرٹریوں ابو الفرج بن عباس بن حسن، ابو الفرج بن عباس اور حاجب سبکتگین سے برتاؤ اچھے کرنا۔ عز الدولہ نے ان وصایا میں سے ایک وصیت پر بھی عمل درآمد نہ کیا۔ لہو ولعب، گانے، بجانے گویوں، اور عورتوں میں مصروف و منہمک ہو کر امور سلطنت سے غافل ہو گیا۔ سکرٹریوں اور حاجب کو اس سے منافرت و کشیدگی پیدا ہوئی حاجب سبکتگین

نے دربار میں آنا ترک کر دیا۔ عزالدولہ نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس طمع سے کہ بہت سی جاگیریں ضبطی میں آجائینگی دیلم کے بڑے بڑے سرداروں کو اپنے قلمرو سے نکلوا دیا۔ اس سے رعب داب حکومت کا اوٹھ گیا چھوٹی چھوٹی تنخواہ والے اودھم کھڑے ہوئے۔ ترکوں نے بھی انکا ساتھ دید یا زیادتی مشاہرہ کے طلبگار ہوئے۔ دیلمی اپنے سرداروں کو واپس لانے کی غرض سے شہر چھوڑ کر صحرا و بیابان کی طرف نکل کھڑے ہوئے۔ عزالدولہ انکو روک نہ سکا۔ کیونکہ سبکتگین کو بھی اس سے کشیدگی اور منافرت کاملہ پیدا ہوگئی تھی۔ اس وجہ سے عزالدولہ کے کاموں میں اضطراب پیدا ہوگیا۔ ابوالفرج بن عباس سکرٹری جس زمانہ سے عمان مفتوح ہوا تھا عمان ہی میں تھا۔ جب اسکو معزالدولہ کے مرنے کی خبر پہونچی تو اس خوف سے کہ مبادا امیر دوست ابوالفضل عباس بن حسن، تنہا دولت بنی بویہ پر قابو یافتہ نہو جائے عمان، عضدالدولہ کو سپرد کر کے دارالخلافت بغداد چلا آیا۔ لیکن اسکے پہونچنے سے پیشتر ابوالفضل عباس قلمدان وزارت کا مالک ہو چکا تھا۔ اسکو کچھ حاصل نہوا۔

رے کی طرف ابن سامان کے لشکر کی روانگی اور وشمگیر کی موت

ابوعلی بن الیاس، کرمان سے بخارا، امیر منصور بن نوح بن سامان کی خدمت میں امداد حاصل کرنے کی غرض سے گیا تھا، امیر منصور نے کمال احترام و عزت سے ملاقات کی، ابوعلی نے اسکو مقبوضات بنی بویہ پر قبضہ کر لینے کی ترغیب دی اور وشمگیر و حسن بن فیرزان کو رے پر فوج کشی کرنے کو کہا، چنانچہ ابوالحسن محمد بن ابراہیم بن سیمجور والی گورنر خراسان کو بسر کردگی فوج عظیم روانہ کیا اور وشمگیر کی اطاعت اور اسی کے حکم پر کاربند ہونے کی ہدایت کر دی۔ ۳۵۶ھ میں یہ فوج روانہ ہوئی رکن الدولہ نے اپنے اہل و عیال کو اصفہان بھیجدیا اور اپنے بیٹے عضدالدولہ کو فارس میں اور اپنے برادر زادہ عزالدولہ بختیار کو بغداد میں یہ واقعات لکھ بھیجے، امداد طلب کی، عضدالدولہ نے

خراسان کی راہ سے فوجیں روانہ کیں۔ یہ ٹڈی دل، فارس سے دامغان کی طرف روانہ ہوا۔ رکن الدولہ بھی رے سے اپنی فوجیں لیکر بڑھا۔ اس اثنا میں وشمگیر کی موت آگئی۔

وشمگیر کا واقعہ موت یوں پیش آیا کہ ایک روز وشمگیر کی خدمت میں چند گھوڑے پیش کئے گئے۔ وشمگیر نے ان میں سے ایک گھوڑا پسند کیا اور سوار ہوکر شکار کو نکلا۔ اتفاق یہ کہ ایک جنگلی سور سامنے آگیا وشمگیر نے تیر چلایا۔ نشانہ خطا ہوگیا۔ سور نے پلٹ کر حملہ کردیا۔ گھوڑا زخمی ہوکر گر پڑا۔ وشمگیر زمین پر آرہا۔ اور مردہ تھا۔ اسکے ہمراہی منتشر ہوکر خراسان کی جانب لوٹ آئے۔

عضد الدولہ کا کرمان پر قبضہ

ابو علی بن الیاس نے زیر اثر علم حکومت بنی سامان، کرمان پر قبضہ کرلیا تھا جیسا کہ ملوک بنی سامان کے حالات میں لکھا گیا۔ بعد چندے ابو علی عارضہ فالج میں مبتلا ہوگیا۔ جب علالت نے طول پکڑا تو اپنے بیٹے الیسع کو اور الیسع کے بعد دوسرے بیٹے الیاس کو ولیعہد مقرر کیا اور چونکہ سلیمان اور الیسع میں باہم کشیدگی اور ناچاقی تھی اسوجہ سے الیسع کو یہ ہدایت کی کہ اپنے بھائی سلیمان کو بلاد روم کے مال و مقبوضات کی نگرانی کرنے کو بلاد روم بھیجدینا۔ لیکن سلیمان اس پر راضی نہوا۔ علٰحدہ ہوکر فوجیں مرتب کیں اور شیرجاں پر حملہ کرکے قبضہ کرلیا۔ الیسع کو یہ خبر لگی لشکر آراستہ کرکے شیرجاں چڑھائی کردی، اُس نے اس کو گرفتار کرلیا۔ موقع پاکر جیل سے بھاگ نکلا۔ لشکریوں نے مجتمع ہوکر پھر اسکی اطاعت کی، اور اسکے باپ کی وجہ سے اسکی طرف مائل ہوگئے۔

اس واقعہ کے بعد ابو علی، خراسان چلا گیا۔ پھر خراسان سے امیر ابو الحرث منصور کے پاس بخارا پہونچا اور اسکو رے پر قبضہ کرلینے کی ترغیب دی۔ جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو۔ اس اثنا میں ۳۵۶ھ کا دور آگیا۔ داعی اجل کو لبیک کہکر رہگرائے آخرت ہوا۔ اور کرمان پر الیسع کی خالص حکومت قائم ہوگئی۔ چونکہ عضد الدولہ کے بعض سرحدی مقامات الیسع کے مقبوضات سے ملے ہوئے تھے اسوجہ سے دونوں میں ایک قسم کی کاوش

پہلی آ رہی تھی رفتہ رفتہ کاوش نے لڑائی کی صورت اختیار کر لی۔ عضد الدولہ کے بعض ہمراہی الیسع کے پاس چلے آئے۔ الیسع کی جمعیت بڑھ گئی۔ عضد الدولہ پر حملہ کر دیا۔ لیکن بوقت جنگ الیسع کے لشکر نے ہتھیار ڈالدیا۔ اکثر سرداروں نے بھی امن کی درخواست کی معدودے چند اسکے پاس باقی رہ گئے، مجبوراً اپنے اہل و عیال اور مال و اسباب کو لیکر بخارا چلا گیا، عضد الدولہ نے کرمان میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا اور اپنے بیٹے ابوالفوارس کو جاگیر میں دیدیا۔ یہ وہی ابوالفوارس ہے جس نے عراق پر اپنی حکومت کا جھنڈا گاڑا تھا اور شرف الدولہ کا لقب اختیار کیا تھا۔

عضد الدولہ نے کرمان پر قبضہ کرنے کے بعد کورتکین بن خشتان کو اپنی نیابت عطا کر کے فارس کی جانب مراجعت کی والی سجستان نے اظہار اطاعت کی عرضداشت روانہ کی اور عضد الدولہ کے نام کا خطبہ اپنے ہاں کی جامع مسجد میں پڑھا۔

الیسع، بخارا پہونچا، بنی سامان سے امداد کا خواستگار ہوا۔ بنی سامان کو الیسع کے قیام بخارا سے خطرہ پیدا ہوا بہ حکمت عملی بخارا سے نکال کر خوارزم بھیجدیا۔ الیسع اپنے مال و اسباب کو کرمان چھوڑتے وقت اطراف خراسان میں چھوڑ آیا تھا۔ ابو علی بن سیمجور کو اسکی اطلاع ہو گئی، قبضہ کر لیا۔ بعد اسکے الیسع کو خوارزم میں آشوب چشم کی شکایت پیدا ہوئی۔ یوماً فیوماً آشوب چشم کی شکایت بڑھتی گئی۔ طبیبوں نے سر رد کی فصد لی۔ جو اسکی موت کا ظاہری سبب ہوا اسکے مرنے کے بعد کسی شخص کو الیاس کی اولاد میں سے کرمان کی حکومت نصیب نہ ہوئی۔

وزیر ابن عمید کی وفات حسنویہ بن حسن کردی اکرد کے سرداروں میں سے ایک نامور سردار تھا۔ اس نے مضافات دینور پر قبضہ کر کے اپنی حکومت قائم کر لی تھی۔ جو قافلہ اسطرف سے گذرتا تھا اس سے چنگی وصول کرتا تھا۔ دیلمی فوجوں کو جو خراسان میں تھیں انکو اس سے ہر وقت خطرہ رہتا تھا۔ خود رکن الدولہ اسکی برائیوں سے پرحذر رہتا تھا۔ اکثر موقع پر دب جاتا تھا۔ اتفاقاً حسنویہ اور سلار بن مسافر بن سلار سے

کسی بات پر جھگڑا ہو گیا۔ لڑائی کی نوبت پہونچ گئی۔ حسنویہ نے سلار کو شکست فاش دی اور اسکے لشکرگاہ اور سرداروں پر محاصرہ ڈالدیا بعد اسکے حسنویہ نے لکڑی اور کوڑا جمع کرا کے آگ لگا دی سلار کی فوج اور اسکے سردار اپنی موت کا احساس کرکے حسنویہ کے حکم پر اُتر آئے۔ حسنویہ نے ان لوگوں کو گرفتار کرکے انمیں سے اکثر کو قتل کر ڈالا۔ اس واقعہ سے رکن الدولہ کو دیلمیوں کی جانبداری اور ہم قوم ہونے کی وجہ سے جوش انتقام پیدا ہوا اپنے وزیر ابوالفضل بن عمید کو فوجیں مرتب کرکے حسنویہ پر یلغار کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ ماہ محرم ۳۵۹ھ میں ابن عمید، حسنویہ کی جانب روانہ ہوا۔ چونکہ عارضہ نقرس میں ایک مدت سے مبتلا تھا، روزانہ سفر سے مرض کی شدت بڑھ گئی۔ ہمدان میں پہونچ کر اپنی وزارت کے چوبیسویں سال سفر آخرت اختیار کیا۔ بجائے اسکے اسکا لڑکا ابوالفتح قلمدان وزارت کا مالک ہوا۔ یہ ایک نوجوان، ملیح صورت، اور اخلاق حسنہ سے متصف تھا۔ اس نے حسنویہ سے جس حال پر تھا مصالحت کر لی اور رکن الدولہ کی خدمت میں رے واپس آیا۔

وزیر السلطنت ابوالفضل ابن عمید مختلف علوم و فنون کا عالم، فصیح، بلیغ کاتب امور سیاست اور ملک داری سے کماحقہ واقف تھا۔ باین ہمہ نہایت درجہ خلیق، نرم مزاج اور شجاع بھی تھا۔ فنون جنگ کو خوب جانتا تھا۔ عضد الدولہ نے اسی سے سیاست کی تعلیم پائی تھی اور فنون جنگ میں اسکا شاگرد تھا۔

کرمان کی بغاوت جسوقت عضد الدولہ نے کرماں پر قبضہ کر لیا جیسا کہ تم ابھی پڑھ آئے ہو تو پہاڑی جرگوں اور بادیہ نشینوں نے مجتمع ہو کر عضد الدولہ کی مخالفت اور بغاوت پر کمر پاندھ لیں منجملہ انکے ابوسعید اور اسکے لڑکے تھے عضد الدولہ نے کورتکین بن جستان حاکم کرمان کی مدد پر عابد بن علی کو مامور کیا۔ عابد بن علی فوجیں لیکر جیرفت کی طرف بڑھا اور ان باغیوں سے معرکہ آرا ہوا اور انکو ہزیمت دیکر نہایت بیرحمی سے پامال کیا۔ نامی سرداروں کو گرفتار کرکے مار ڈالا۔ انہیں مقتولوں میں ابوسعید کا لڑکا تھا۔ بعد اسکے

عابد بن علی نے انکا تعاقب کیا اور چند بار ان پر حملہ آور ہوا۔ اور خوب خوب پامال کیا۔ لوٹ مار کرتا ہوا ہرمز تک پہونچا اور اسپر بھی قبضہ کر لیا۔ تیز اور مکران پر متصرف ہوگیا۔ ان میں سے ایک ہزار کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ مجبور ہو کر سبھوں نے اطاعت کی گردنیں جھکا دیں، حدود اسلام کے قائم رکھنے پر راضی ہوگئے۔

بعد اسکے عابد بن علی نے ایک دوسرے گروہ کی سرکوبی کی غرض سے لشکر آرائی کی جو حرومیہ اور جاسکیہ کے نام سے مشہور تھے یہ خشکی اور دریا میں رہزنی کرتے۔ دن دہاڑے مسافروں کے قافلوں کو لوٹ لیتے تھے۔ سلیمان بن ابو علی بن الیاس انکی پشت پناہی کر رہا تھا۔ جب عابد بن علی نے ان پر حملہ کیا اور بزور تیغ پامال کرنے لگا تو انہوں نے بھی علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی۔ جس سے ایک مدت تک ان ممالک میں امن وامان قائم رہا۔ بعد چندے پھر وہی بلوائی مجتمع ہوگئے اور راہزنی شروع کر دی۔ ذیقعدہ سنہ ۳۶۰ھ میں عضد الدولہ نے ان لوگوں کی گوشمالی کی غرض سے کرمان کی طرف کوچ کیا۔ کوچ وقیام کرتا ہوا کرمان تک پہونچا۔ عابد بن علی کو ان پر حملہ کرنے کی غرض سے بڑھنے کا حکم دیا۔ عابد بن علی نے نہایت تیزی سے جنگ کا آغاز کیا۔ بلوائی ایک تنگ وتاریک درہ میں اس خیال سے کہ یہ انکو حملہ آوروں کے حملہ سے بچانے گا داخل ہوگئے۔ لیکن عضد الدولہ کی فوج نے انکو وہاں بھی چین سے نہ رہنے دیا۔ ماہ ربیع الاول ۳۶۱ھ میں پوری طاقت سے حملہ کیا۔ ایک شب د روز تو استقلال اور مردانگی سے مقابلہ کرتے رہے۔ بالآخر شام ہوتے ہوتے شکست کھا کر بھاگ نکلے۔ بڑے بڑے سورما مارے گئے۔ لڑکے، عورتیں۔ لونڈی اور غلام بنا لئے گئے۔ معدودے چند کی جانیں بچیں امن کے خواستگار ہوئے، امن دیگئی۔ اور ان پہاڑوں سے جلاوطن کر کے دوسرے مقام پر بھیجدیئے گئے۔ عضد الدولہ نے ان مقامات میں کاشتکاروں کو آباد کیا۔ جنہوں نے اپنے زور بازو سے زمین کو آباد و سرسبز بنایا۔ عابد بن علی ان بادیہ نشین

بلوائیوں پر برابر حملہ کرتا چلا آیا۔ تا آنکہ انکی جماعت معدوم ہوگئی اور انکا نام و نشان صفحہ ہستی سے مٹ گیا۔ فتنہ و فساد فرو ہوگیا۔

ابن بقیہ کی وزارت معزالدولہ کی عہد حکومت میں اور اسکے بعد اسکے بیٹے عزالدولہ بختیار کے زمانہ حکمرانی میں بھی ابوالفضل عباس بن حسین قلمدان وزارت کا مالک تھا۔ اسکے برتاؤ نہایت سختی کے تھے رعایا کے ساتھ بیحد ظلم کرتا تھا۔ لوگوں کے مال و اسباب کو چھین لیتا تھا۔ امور دینی میں تفریط سے کام لیتا تھا۔ اس نے اپنی وزارت کے زمانہ میں محلہ کرخ بغداد میں آگ لگوادی تھی جسمیں تقریباً بیس ہزار آدمی جل گئے تین سو دوکانیں جل کر خاک و سیاہ ہوگئیں تینتیس مسجدیں شہید ہوئیں۔ جسقدر مال و اسباب جلا اسکا کوئی شمار بھی نہیں۔ اس محلہ کے کل رہنے والے اہل شیعہ تھے۔

محمد بن بقیہ ایک کفایت شعار، جز رس، کسانی پیشہ شخص تھا کسی ذریعہ سے عزالدولہ تک رسائی ہوگئی۔ باورچیخانہ کی ملازمت کرلی۔ اپنے سر پر خوان لاتا اور عزالدولہ کو کھانا کھلاتا تھا۔ پس جب وزیر السلطنت ابوالفضل کی حالت ابتر ہوئی۔ مطالبات کی زیادتی ہوئی مصارف دو چند سہ چند ہوگئے آمدنی کفایت نہ کرنے لگی تو عزالدولہ نے اسکو معزول کر دیا اس سے اور اسکے کل مصاحبوں اور ہواخواہوں سے بہت سا روپیہ بطور جرمانہ کے وصول کیا۔ محمد بن بقیہ کے اچھے دن آگئے تھے۔ قلمدان وزارت اسکے حوالہ کر دیا۔ کام کاج جیسا چاہیے چلنے لگا۔ جرمانہ کی وجہ سے بدنظمیاں دور ہوگئیں۔ تھوڑے دنوں بعد جب یہ روپیہ خرچ ہوگیا تو پھر وہی ابتری پیدا ہوگئی فوجی سپاہیوں نے لوٹ مار شروع کر دی۔ لوٹیرون اور بازاریوں کا شر پھیل گیا۔ سارا بغداد فساد و فتنہ سے معمور ہوگیا۔ عزالدولہ اور ترکوں میں کمی مال کی وجہ سے اَن بَن ہوگئی۔ اندنوں ترکوں کا سردار سبکتگین تھا۔ سبکتگین کی منافرت اور کشیدگی حد سے بڑھ گئی۔ محمد بن بقیہ نے درمیان میں پڑکر صفائی کرانے کی کوشش کی۔ سبکتگین کو سمجھا بوجھا کر عزالدولہ کے پاس لے ایا۔ اور مصاحت

کرادی۔ ترکوں کی ایک جماعت بھی سبکتگین کے ساتھ عزالدولہ کے پاس آئی تھی۔ ایک دیلمی غلام نے سبکتگین پر حملہ کر دیا۔ سبکتگین نے اپنے غلاموں کو للکارا۔ غلاموں نے دیلمی غلام کو گرفتار کر لیا۔ سبکتگین کو اس سے شبہ پیدا ہوا کہ غالباً عزالدولہ کی سازش سے دیلمی غلام نے یہ حرکت کی ہے۔ سبکتگین نے اُس غلام کو عزالدولہ کے پاس بھیج دیا۔ عزالدولہ نے اسکو قتل کر ڈالا۔ اس سے سبکتگین کا شبہ اور قوی ہو گیا۔ یہ خیال قائم کر لیا کہ عزالدولہ نے اسکو افشاء راز کے خیال سے قتل کیا ہے۔ اس وجہ سے باہمی منافرت بڑھ گئی فتنہ کا دروازہ کھل گیا۔ دیلم نے سبکتگین کے قتل کر دینے پر کمر باندھ لی۔ عزالدولہ نے انکو بہت سا روپیہ دیکر راضی کر لیا۔ فتنہ فرو ہو گیا۔

عزالدولہ کا موصل پر قبضہ

جسوقت ابو تغلب بن ناصر الدولہ بن ہمدان نے اپنے باپ کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا[1] اور حکومت موصل کا تنہا مالک بن بیٹھا۔ اسکے بھائیوں نے ہر طرف سے اسکی مخالفت کا علم بلند کر دیا۔ احمد اور ابراہیم (یہ دونوں ابو تغلب کے بھائی تھے) عزالدولہ کے پاس پہونچے، اپنے بھائی کے مظالم بیان کر کے امداد کی درخواست کی۔ عزالدولہ نے مدد دینے کا وعدہ کیا اور یہ اقرار کیا کہ میں تمہارے ساتھ چل کر تمہارے مقبوضات کو تمہیں دلا دونگا لیکن پھر کسی وجہ سے اس وعدہ کو ایفا نہ کر سکا۔ ابراہیم اپنے بھائی ابو تغلب کے پاس چلا آیا۔ اتنے میں یہ وہ زمانہ آگیا کہ محمد بن بقیہ کو وزارت کا عہدہ دیا گیا تھا اور ابوالفضل معزول کر دیا گیا تھا۔ محمد بن بقیہ نے ابو تغلب کو خط لکھا۔ ابو تغلب نے القاب و آداب

[1] یہ واقعہ ۳۵۶ھ ماہ جمادی الاولیٰ یوم شنبہ کا ہے۔ سبب گرفتاری یہ تھا کہ ناصر الدولہ زیادتی سن کی وجہ سے بد اخلاق ہو گیا تھا اپنی اولاد اور اپنے مصاحبوں کے ساتھ سختی سے پیش آتا تھا۔ ان کے اغراض و مقاصد کی مخالفت کرتا تھا۔ اسوجہ سے ابو تغلب نے حملہ کر کے گرفتار کر لیا اور قلعہ میں قید کر دیا۔ دیکھو کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۲۲۹۔

لکھنے میں کمی کی اس بنا پر ابن بقیہ نے عزالدولہ کو قبضہ موصل پر ابھار دیا۔ چنانچہ عزالدولہ فوجیں مرتب کر کے (نویں ربیع الثانی ۳۶۳ھ کو مقام دیر اعلیٰ) موصل پر جا اترا۔ ابو تغلب، اس سے مطلع ہو کر موصل چھوڑ کر سنجار چلا گیا، رسد غلہ، خزانہ اور دفاتر سے موصل کو خالی کر دیا۔ پھر سنجار سے دار الخلافت بغداد کو روانہ ہو گیا۔ اثنار راہ میں کسی سے متعرض نہوا۔ بلکہ یہ اور اسکے کل ہمراہی اپنی ضرورت کی چیزوں کو اسی قیمت پر خرید کرتے تھے جس قیمت پر عوام خرید کرتے تھے۔ عزالدولہ نے بھی ابو تغلب کے پیچھے پیچھے اپنے وزیر السلطنت محمد بن بقیہ اور حاجب سبکتگین کی سرکردگی میں فوجیں روانہ کیں وزیر السلطنت محمد بن بقیہ، بغداد میں داخل ہو گیا اور حاجب سبکتگین حربی میں ٹھہر گیا اسوقت ابو تغلب، قریب بغداد پہونچ گیا تھا۔ بازاریوں اور فتنہ پردازوں کی بن آئی، شور و شر پیدا کر دیا شیعوں اور سنیوں میں بھی جھگڑا ہو گیا۔ جنگ جمل کی نقل نکالی۔ یہ سب فتنہ و فساد دار الخلافت بغداد کے غربی جانب میں برپا ہو رہا تھا۔ شرقی بغداد میں امن و امان تھا۔

ابو تغلب کو قریب دار الخلافت بغداد پہونچکر محمد بن بقیہ وزیر اور سبکتگین حاجب کے بغداد میں پہونچ جانے کا واقعہ معلوم ہوا۔ ابو تغلب نے مصلحتاً بغداد سے لوٹ کر سبکتگین کے قریب مقام حربی میں قیام کیا۔ دونوں میں خفیف سا جھگڑا ہوا۔ پھر دونوں نے در پردہ سازش کر لی۔ قرار یہ پایا کہ خلیفہ معزول کر دیا جائے۔ بجائے اسکے دوسرا شخص سریر خلافت پر متمکن کیا جائے، وزیر محمد ابن بقیہ اور عزالدولہ گرفتار کر لیا جائے اور جب یہ سب باتیں ہو جائیں تو زمام حکومت حاجب سبکتگین کو دیجائے اور ابو تغلب حکومت موصل پر چلا آئے

۱ سنیوں نے ایک عورت کو اونٹنی پر سوار کرایا اور اسکا نام عائشہ رکھا۔ اور انھیں سے کوئی طلحہ بنا کوئی زبیر بنا۔ اسی طرح شیعوں نے بھی ایک شخص کو علی بنایا تھا غرض اسی مزخرفات تماشے بنا کر ہر دو فریق خوب لڑے۔ یہ واقعات ۳۶۳ھ کے ہیں۔ دیکھو تاریخ کامل جلد ۸ صفحہ ۲۲۹

لیکن سبکتگین بختیار فتنہ اس سے زنی رہا۔ اتنے میں ابن بقیہ وزیر آگیا پھر دونوں مل گئے اور امور سلطنت انجام دینے لگے۔ ابو تغلب کو صلح کا پیام دیا۔ چنانچہ ابو تغلب نے خراج سابق کے علاوہ تین ہزار من غلہ دینے کا اقرار کیا۔ شرائط صلح میں یہ بھی تھا کہ اپنے بھائی حمدان کو اسکے مقبوضات اور املاک باستثناء ماردین کے دیدے۔ صلحنامہ کی تکمیل کے بعد سبکتگین نے عزالدولہ کو اس سے مطلع کیا اور موصل سے واپس آنے کو لکھا اور ابو تغلب بغداد سے موصل پہونچ گیا۔ عزالدولہ موصل کی دوسری سمت میں پڑاو ڈالے تھا اہل موصل ابو تغلب کو دیکھکر اظہار محبت کرنے لگے۔ کیونکہ انکو اسکے زمانہ عدم موجودگی میں عزالدولہ کی فوج کے قیام کی وجہ سے بہت دقتیں پیش آئی تھیں۔ عزالدولہ کو اس سے خطرہ پیدا ہوا۔ دوبارہ صلحنامہ لکھا گیا اہل موصل بھی صلح میں داخل کرلئے گئے۔ اس مرتبہ ابو تغلب نے یہ بھی شرط لکھائی تھی کہ میں آیندہ سے اپنے کو سلطان کے لقب سے ملقب کرونگا اور میری بیوی (دختر عزالدولہ) مجھے دیدی جائے۔ چنانچہ صلح ہوجانے کے بعد عزالدولہ نے بغداد کی جانب مراجعت کی۔ اہل موصل نے گھی کے چراغ جلائے سارا شہر چراغاں کیا گیا۔ عزالدولہ راستہ ہی میں تھا کہ اسکو یہ خبر لگی کہ موصل میں جسقدر میرے ہواخواہ اور دوست تھے انکو ابو تغلب نے قتل کرڈالا۔ اس خبر کو سنکر مقام کحیل میں قیام کردیا اور اپنے وزیر محمد ابن بقیہ اور حاجب سبکتگین کو موصل پر فوج کشی کرنے کا حکم دیا۔ اور خود بھی کحیل سے موصل کی جانب لوٹ پڑا (دیر اعلی میں پہونچ کر پڑاو ڈالے) ابو تغلب نے عزالدولہ کی آمد کی خبر سنکر موصل کو چھوڑ دیا (یعفر کے ٹیلہ پر آٹھہرا) اور وزیر السلطنت اور عزالدولہ کی خدمت میں اپنے کاتب ابن عرس اور اپنے مصاحب ابن حوقل کو معذرت کی غرض سے بھیجا اور یہ کہلا بھیجا کہ میں خلیفہ کہتا ہوں کہ میری لاعلمی میں یہ واقعہ ہوگیا ہے۔ عزالدولہ نے اس عذر کو منظور و قبول کرلیا مصالحت بدستور قائم رہی۔ عزالدولہ نے بغداد کی جانب معاودت کی اور ابو تغلب موصل میں واپس آیا عزالدولہ نے اپنی بیٹی

زوجہ ابو تغلب) کو ابو تغلب کے پاس بھیجدیا۔ پس ان دونوں کی مصالحت اسی پر قائم د مستحکم ہوگئی۔

دیلم اور ترک میں فساد ہوگیا

عزالدولہ اور اسکے باپ معزالدولہ کی فوج میں دو قومیں تھیں ایک تو دیلم تھے جو اسی کی قوم تھی دوسرے ترک تھے جو اسکے پاس رہکر پناہ گزیں ہوئے تھے۔ فوج کی جمعیت بہت زیادہ ہوگئی تھی۔ مصارف کی کوئی انتہا نہ تھی آمدنی کی کمی سے تنگی ہونے لگی۔ فوجیوں نے شور وشغب مچایا۔ ہلڑ مچاتے ہوئے موصل کی طرف گئے۔ مگر موصل سے کچھ ہاتھ نہ لگا۔ تب اہواز کی جانب متوجہ ہوئے۔ کہ والی اہواز سے کچھ حاصل کریں عزالدولہ انکے ساتھ تھا سبکتگین بغداد میں رہگیا تھا۔ اہواز پہونچے تو گورنر اہواز نے بہت سا مال کثیر التعداد روپیہ اور قیمتی قیمتی تحائف و ہدایا پیش کئے جس سے عزالدولہ کی آنکھیں چکا چوندہ ہوگئیں۔ اس فکر میں ڈوب گیا کہ کسی طرح اہواز کو لے لینا چاہئے۔ ہنوز کسی نتیجہ پہ نہیں پہونچا تھا کہ اتفاقاً ایک دیلمی اور ایک ترکی غلام سے کچھ جھگڑا ہوگیا۔ ہر ایک نے اپنی اپنی قوم کو پکارا۔ ترکی اور دیلمی مسلح ہوکر نکل پڑے۔ قتل وخونریزی کا بازار گرم ہوگیا۔ عزالدولہ نے فتنہ وفساد فرو کرنے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہوا۔ دیلم نے یہ رائے دی کہ ترکوں کے سرداروں کو بحیلہ مصالحت بلاکر قید کرلیجئے تو فتنہ وفساد فرو ہوجائے عزالدولہ نے اس رائے کے مطابق روسائ اور سرداران ترک کو بلاکر قید کرلیا۔ دیلم کی بن پڑی۔ آزاد ہوگئے ترکوں کو جی کھولکر لوٹا مارا، پامال کیا۔ ترک بے سردار کے ہوگئے تھے۔ پریشان ہوکر متفرق اور منتشر ہوگئے بصرہ میں منادی کرادی گئی کہ ترکوں کا خون مباح ہے۔ جہاں پاؤ ملڈالو۔ کوئی مقام ایسا نہ تھا جہاں پر کہ ترک قتل نہ کئے گئے ہوں۔ سبکتگین کے مقبوضات اور جاگیر پر عزالدولہ نے قبضہ کرلیا۔ اور اپنی ماں اور بھائیوں کو دارالخلافت بغداد میں پوشیدہ طور سے یہ کہلا بھیجا کہ تم لوگ یہ مشہور کرکے کہ عزالدولہ مرگیا ہے رونا، پیٹنا شروع

کر و سبکتگین یہ سنکر تعزیت کے لئے ضرور آئے گا۔ اور جب وہ تعزیت کے لئے آئے تو گرفتار کر لینا۔ عزالدولہ کے بھائی اور ماں نے اس ہدایت کے مطابق گریہ وزاری سے ایک شور برپا کر دیا۔ سبکتگین کو اسکا یقین نہوا تجسس کرنے لگا حقدہ یہ کھلا کہ یہ سب فریب و مکر ہے۔ اسکے پردہ میں کوئی راز ہے۔ سبکتگین نے دریافت حال کی غرض سے ابواسحاق (برادر عزالدولہ) کو بلا بھیجا۔ ماں نے روک دیا۔ اتنے میں ترکوں کا ایلچی پہونچ گیا اور اس نے سارا قصہ گوش گذار کر دیا۔ اسوقت سبکتگین نے سوار ہوکر ترکی فوج کو اپنے ساتھ لیا اور عزالدولہ کے مکان کا جاکر محاصرہ کر لیا۔ دو دن تک محاصرہ کئے رہا۔ تیسرے دن آگ لگا دی۔ ابواسحاق اور ابوطاہر پسران معزالدولہ کو گرفتار کرکے واسط بھیجدیا۔ اور عزالدولہ کے کل مال و اسباب اور مکانات پر قبضہ کر لیا۔ دیلم کے مکانات میں ترکوں کو ٹھہرایا۔ عوام الناس بھی سبکتگین کے مدد پر اُٹھ کھڑے ہوئے سنی شیعہ سے بھڑ گئے۔ کرخ کو جلا دیا جہاں پر کہ شیعوں کی آبادی تھی۔ اور اپنے دلوں کا غبار خوب جی کھولکر نکالا۔[1]

عزالدولہ اور سبکتگین

عزالدولہ اور سبکتگین میں بگاڑ پیدا ہونے پر ترکوں نے ہر شہر میں بغاوت کا جھنڈا بلند کر دیا۔ ہر چہار طرف بدامنی پھیل گئی۔ عزالدولہ کے خادموں اور غلاموں نے بھی ترکی نسل ہونے کی وجہ سے کام چھوڑ دیا۔ باغی ہو گئے۔ بصرہ سے ترکوں کے بڑے بڑے مشائخ عزالدولہ کے پاس آئے اور اسکو اسکے ان افعال پر جو اس نے ترکوں کے ساتھ کئے تھے ملامت کی، ناراضی کا اظہار کیا۔ دیلم کے سرداروں نے بھی اسکو نصیحت کی اور اس خیال سے کہ ترکوں کا جوش کم ہو جائے گا ترکوں کو قید سے رہا کر دینے کی رائے دی۔ عزالدولہ نے ان لوگوں کے سمجھانے سے ترکوں کو قید سے رہا کر دیا۔ آزادرویہ (ترکوں کے سردار) کو رہا کرکے بجائے

---

[1] یہ واقعات ماہ ذیقعدہ ۳۶۳ھ کے ہیں۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۲۵۱۔

سبکتگین کے پہ سالار لشکر بنا۔ لیکن اس پر بھی ترکوں کا جوش کم ہوا۔ تمام ملک میں فتنہ و فساد برپا تھا۔ امن و امان کا نام و نشان تک باقی نہ رہ گیا تھا۔ تب عزالدولہ نے پریشان ہو کر اپنے چچا رکن الدولہ اور اسکے بیٹے عضد الدولہ کو ان حالات سے مطلع کیا اور امداد کی درخواست کی۔ ابو تغلب بن حمدان سے امداد چاہی اور یہ لکھا کہ اگر آپ اسوقت میری امداد پر کمربستہ ہو کر آ جائینگے تو میں آپ کا سالانہ خراج معاف کر دونگا عمران بن شاہین سے بھی مدد کی درخواست کی۔ چنانچہ رکن الدولہ نے ایک لشکر بسر کردگی وزیر السلطنت ابوالفتح ابن عمید روانہ کیا اور اپنے بیٹے عضد الدولہ کو حکم دیا کہ تم فوجیں لیکر وزیر السلطنت کے ساتھ عزالدولہ کی کمک کو روانہ ہو جاؤ۔ عضد الدولہ اس حکم کے مطابق روانہ تو ہو گیا لیکن کچھ دور چلکر اس انتظار میں ٹھہر گیا کہ عزالدولہ کی حالت ذرا اور ابتر ہو تو میں عراق پر قبضہ کر لوں۔ ابو تغلب نے عزالدولہ کے لکھنے پر اپنے بھائی ابو عبداللہ حسین بن حمدان کو ایک عظیم فوج کے ساتھ روانہ کیا ابو عبداللہ نے تکریت میں پہنچ کر قیام کیا۔ اور بغداد سے سبکتگین اور ترکوں کے نکلنے کا انتظار کرنے لگا۔ الغرض سبکتگین معہ ترکوں کے بغداد سے نکل کر واسط کی طرف عزالدولہ سے جنگ کرنے کو روانہ ہوا۔ خلیفہ طایع جسکو اس نے سریر خلافت پر متمکن کیا تھا اور اسکے باپ معزول خلیفہ مطیع کو بھی اپنے ساتھ لیا۔ (دیر عاقول میں پہنچکر معزول خلیفہ مطیع کا انتقال ہو گیا۔ سبکتگین بھی علیل ہو کر مر گیا۔ دونوں کے جنازہ بغداد میں لاکر دفن کیے گئے بعدہ ترکوں نے بجائے سبکتگین کے الپتگین کو اپنا سردار بنایا، اور کوچ و قیام کرتا ہوا واسط پہونچا۔ عزالدولہ واسط ہی میں تھا۔ محاصرہ ڈال دیا۔ پچاس دن تک مسلسل لڑائی ہوتی رہی۔ ہر لڑائی میں کامیابی کا جھنڈا ترکوں ہی کے ہاتھ میں رہا۔ عزالدولہ سخت مصیبتوں میں گھر گیا تھا۔ عضد ولہ کے پاس بار بار خط بھیجتا تھا اور اپنی امداد پر اسکو تیار کرنا چاہتا تھا۔

عضد الدولہ کا عراق پر قبضہ اور عز الدولہ کی گرفتاری

جب عضد الدولہ کو بذرائع معتبرہ یہ معلوم ہو گیا کہ عز الدولہ ترکوں کے ہاتھوں سے تنگ آ گیا ہے، تو بقصد واسط روانہ ہوا۔ لشکر فارس اسکے رکاب میں تھا۔ ابو القاسم ابن عمید اسکے باپ کا وزیر السلطنت بھی مع افواج اہواز اور رے ہمراہ تھا۔ الپتگین اور ترکوں نے اس خبر کو سنکر واسط سے دار الخلافت بغداد کی جانب مراجعت کی۔ ابو تغلب اس وقت بغداد ہی میں تھا۔ اس خبر کو سن کے ابو تغلب نے بغداد چھوڑ دیا۔ اتنے میں الپتگین بغداد میں داخل ہو گیا۔ عز الدولہ نے طبہ (یا ضبہ بن محمد) اسدی والی عین التمر اور بنی شیبان کو لکھ بھیجا کہ تم لوگ دار الخلافت بغداد میں رسد و غلہ کی آمد روک دو۔ اس سے بغداد میں خوردنی چیزوں کی قیمتیں بیحد بڑھ گئیں۔ لوگ بھوکوں مرنے لگے۔ عضد الدولہ نے مشرقی بغداد میں قیام کیا اور عز الدولہ غربی بغداد میں اور ترک۔ الپتگین اور ترکوں نے بغداد سے نکل کر معرکہ کارزار گرم کیا۔ پندرھویں جمادی الثانی ۳۶۴ھ میں مابین دیالی اور مداین عضد الدولہ کے لشکر سے مقابلہ ہوا۔ بہت بڑی لڑائی ہوئی۔ ہزاروں کی جانیں کام آئیں۔ سیکڑوں ترک دجلہ میں ڈوب کر مر گئے۔ بالآخر ترکوں کو ہزیمت ہوئی تکریت کی جانب بھاگ گئے۔ عضد الدولہ نے دار الخلافت بغداد میں داخل ہو کر محلسرائے شاہی میں قیام کیا۔

اس واقعہ کے بعد عضد الدولہ نے الپتگین اور ترکوں سے خلیفہ طایع کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ جسکو الپتگین اور ترک بجبر و اکراہ بغداد سے اپنے ساتھ لے گئے تھے۔ ترکوں نے عضد الدولہ کے اس مطالبہ پر خلیفہ طایع کو بغداد واپس کیا۔ آٹھویں رجب سنہ مذکور میں براہ دجلہ خلیفہ طایع بغداد پہونچا۔ عضد الدولہ نے نہایت خوشی سے استقبال کیا۔ محلسرائے خلافت میں لا کے ٹھہرایا۔

تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ عضد الدولہ کی یہ ساری کارروائیاں محض اس غرض کے

لئے تھیں کہ مجھے عراق کی حکومت ملجائے لیکن ساتھ ہی اسکے اپنے باپ رکن الدولہ سے بھی ڈرتا تھا کہ مبادا اسکے خلاف مزاج نہو۔ کیونکہ وہ اپنے بھتیجے عزالدولہ کو بیحد پیار کرتا تھا۔ اسوجہ سے عضدالدولہ نے لشکریوں کو ابھار دیا۔ لشکریوں نے تنخواہوں کے بڑھانے اور انعامات کے مطالبات پیش کئے۔ اور ہلڑ مچادیا۔ غریب عزالدولہ کے پاس کیا تھا؟ نام کی حکومت اسکے قبضہ میں تھی خزانہ خالی پڑا تھا۔ خراج کہیں سے آتا نہ تھا۔ ملک ویران کھیتیاں برباد تھیں، عضدالدولہ نے یہ رنگ دیکھکر کہلا بھیجا "بھائی جان! آپ نے ناحق اپنے کو ان مصیبتوں میں گرفتار کر رکھا ہے۔ آپ امارت سے مستعفی ہونے کا اظہار تو کیجئے، ابھی ابھی لشکریوں کے ہوش درست ہوئے جاتے ہیں۔ میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں درمیان میں پڑ کر لشکریوں سے مصالحت کرادونگا" عزالدولہ اس دم پٹی میں آگیا۔ امارت سے مستعفی ہوکر دارالامارۃ کے دروازہ بند کرادیئے، عضدالدولہ نے عزالدولہ کے سرداران لشکر کی موجودگی میں عزالدولہ کو بظاہر ان معاملات کے سلجھانے کو لکھا اور درپردہ یہ کہلا بھیجا کہ "آپ اس سے انکار کرجائے اور معاملات کے سلجھانے پر ہرگز رضامندی ظاہر نہ کیجئے گا، میں آپ کا ہر طرح سے معین و مددگار ہوں" تین دن تک کاغذی گھوڑے دوڑتے رہے۔ ادہر لشکریوں کو ابھار رہا تھا کہ تم لوگ اپنے مطالبات سے دست کش نہونا، ادہر عزالدولہ کو یہ سمجھاتا تھا کہ تم اپنی بات پر اڑے رہو ابھی ان لشکریوں کا مزاج درست ہوا جاتا ہے۔ بالآخر جب شوروشغب بڑھا، فتنہ و فساد کی نوبت پہونچ گئی تو عضدالدولہ نے عزالدولہ کو گرفتار کر لیا اور لشکریوں کو مجتمع کرکے ان کے مطالبات کو سُننے، عزالدولہ کی مجبوری اور امارت سے استعفا، دینے کو ظاہر کیا۔ لشکریوں کو تسلی دی، انعامات دینے کا وعدہ کیا اور تنخواہوں کے بڑھانے کا اقرار کیا۔ شوروغل فرو ہوگیا

چونکہ خلافت مآب کو عزالدولہ سے دلی رنجش تھی اسوجہ سے عزالدولہ کی گرفتاری نے

۱؎ یہ واقعہ چھبیسویں ماہ جمادی الثانی ۳۶۴ھ کا ہے۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۲۵۷۔ مطبوعہ مصر

بیحد خوش ہوا، عضد الدولہ کے پاس مبارک باد دینے کو گیا۔ عضد الدولہ اسی تعظیم وتکریم سے پیش آیا جو خلفاء بغداد کی کمزوری کی وجہ سے متروک ہوگئی تھی۔ بعد اسکے دارالخلافت بغداد کی درستی کی طرف متوجہ ہوا۔ متواتر فسادات سے جو عمارتیں خراب ومسمار ہوگئی تھیں ان کے بننے کا حکم دیا، خلافت مآب کے مقبوضات خاص کی حمایت پر کمر باندھی قیمتی قیمتی تحائف دربار خلافت میں پیش کیے۔

(عزالدولہ کا بیٹا مرزبان، بصرہ کا حاکم تھا اسکو جب اسکے باپ عزالدولہ کی گرفتاری کی خبر پہونچی تو بیحد رنجیدہ ہوا۔ عضد الدولہ کی مخالفت پر اٹھ کھڑا ہوا۔ رکن الدولہ کی خدمت میں عضد الدولہ اور وزیر ابن عمید کی شکایت کا عریضہ روانہ کیا۔ حمایت اور امداد کی درخواست کی۔ رکن الدولہ اس خبر کو سن کے بے ہوش ہوکر تخت سے گر پڑا۔ مدتوں اس صدمہ و رنج سے بیمار رہا۔ محمد بن بقیہ، عزالدولہ کی گرفتاری کے بعد عضد الدولہ کی خدمت میں رہنے لگا، عضد الدولہ نے اسکو واسط کی حکومت پر متعین کیا۔ پس جب محمد بن بقیہ، واسط میں پہونچا اور زمام حکومت واسط اپنے ہاتھ میں لیا۔ تو عزالدولہ کی گرفتاری کی وجہ سے عضد الدولہ سے باغی ومخالف ہوگیا، عمران بن شاہین کو عضد الدولہ کے مکر و فریب اور عزالدولہ کی گرفتاری کے واقعات لکھ بھیجے، اور اسکو اپنا ہم آہنگ اور مددگار بنالیا۔ سہل بن بشر وزیر افتکین جسکو عضد الدولہ نے صوبہ اہواز پر مامور کیا تھا۔ وہ بھی محمد بن بقیہ سے مل گیا۔ کیونکہ یہ بھی عضد الدولہ کے دام فریب میں پھنس چکا تھا) عضد الدولہ نے ایک لشکر محمد ابن بقیہ کے زیر کرنے کو روانہ کیا۔ محمد بن بقیہ مقابلہ پر آیا۔ عمران بن شاہین کی فوج بھی اسکے ساتھ تھی۔ گھمسان لڑائی ہوئی۔ عضد الدولہ کی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کھاگئی۔ محمد بن بقیہ نے عضد الدولہ کے مکرو فریب، عزالدولہ کی گرفتاری اور نیز اس لڑائی کے حالات رکن الدولہ

ا؎ خطوط ہلالی کے درمیانی مضامین ربط وتشریح کے خیال سے میں نے تاریخ کامل ابن اثیر سے نقل کیا ہے۔ دیکھو صفحہ ۲۵۹ جلد ۸ مطبوعہ مصر

کو لکھے۔ رکن الدولہ نے اس سے خوشنودی ظاہر کرتے ہوئے ان لوگوں کو عضد الدولہ کی مخالفت پر مستقل اور ثابت قدم رہنے کی ہدایت کی اور یہ بھی لکھا کہ "میں عضد الدولہ کو ہوش میں لانے اور عزالدولہ کو بدستور حکومت دینے کی غرض سے عنقریب عراق روانہ ہوا چاہتا ہوں"۔ گرد و نواح کے امراء کو جب ان حالات سے آگاہی ہوئی تو وہ بھی عضد الدولہ کے مخالف بن بیٹھے۔ فارس سے مالی اور فوجی مدد منقطع ہو گئی دشمنوں نے ہر چہار طرف سے سر اٹھایا۔ سوائے دار الخلافت بغداد کے اور کوئی شہر یا قصبہ عضد الدولہ کے قبضہ میں باقی نہ رہا۔ بغداد کی بھی یہ حالت ہو گئی کہ عوام الناس بھی مخالفت پر کمربستہ ہو گئے عضد الدولہ نے اپنے باپ رکن الدولہ کی خدمت میں ایک عریضہ وزیر ابو الفتح ابن عمید کی معرفت روانہ کرنا چاہا جسمیں اہل بغداد کی شورش، اطراف و جوانب کے امراء کی مخالفت اور عزالدولہ کے حالات بسط و تفصیل سے لکھے تھے اور یہ بھی لکھا تھا کہ ایسی حالت میں اگر عزالدولہ کے ہاتھ میں عنان حکومت دیجائیگی تو مملکت اور خلافت سے ہاتھ دھولینا پڑے گا۔ اگر آپ مجھے عراق کی حکومت تیس کرور سالانہ خراج پر مرحمت فرمادیں تو میں عزالدولہ کو آپکی خدمت میں رے بھیجدونگا ورنہ اسکو اور اسکے بھائیوں اور اسکے کل گروہ والوں کو مار ڈالوں گا اور ملک کو خراب و ویران کر کے چھوڑ دونگا"۔ ابن عمید اس خط کی نامہ بری سے ڈرا اور یہ رائے دی کہ آپ اس خط کو کسی دوسرے شخص کی معرفت روانہ کیجئے، میں بھی اسکے بعد ہی آپ کے والد رکن الدولہ کی خدمت میں پہونچ جاؤنگا اور بطور مشیر کے اس درخواست کو منظور کرنے کی رائے دونگا اور منظور کرا دوں گا۔ عضد الدولہ اس پر راضی ہو گیا۔ اور اپنے قاصد کو خط دیکر روانہ کر دیا۔ رکن الدولہ نے اولاً حاضری کی اجازت نہ دی۔ پھر کچھ سوچ کر قاصد کو دربار میں بلایا۔ خط سننے لگا۔ غصہ سے کانپ اٹھا تلوار کھینچ کر قتل کرنے کو دوڑا۔ قاصد بھاگا۔ پھر جب غصہ فرو ہو گیا تو قاصد کو طلب کر کے نہایت شنیع اور سخت الفاظ میں جیسا کہ اسکے دل میں تھا اس

سے بھی زیادہ نا ملائم الفاظ سے جواب دیکر قاصد کو واپس کیا۔ اسکے بعد وزیر ابوالفتح ابن عمید پہونچا۔ رکن الدولہ نے اس سے بات تک نہ کی قید کر دیا۔ مار ڈالنے کو دھمکایا۔ لوگوں نے سفارش کی سمجھایا کہ اسکا کوئی قصور نہیں ہے۔ اس نے پیام پہونچانے کے بہانہ سے اپنے کو عضد الدولہ کے پنجۂ غضب سے چھوڑایا ہے ورنہ اسکی مخلصی محال تھی۔ رکن الدولہ کا غصہ یہ سنکر فرو ہو گیا۔ حاضری کی اجازت دی۔ تبادلہ خیالات ہوا۔ وزیر ابن عمید نے اقرار کیا کہ میں عزالدولہ کو قید سے رہا کرا کے بدستور عراق کی حکومت دلادونگا اور عضد الدولہ کو فارس واپس کرادونگا۔ غرض وزیر ابن عمید، رکن الدولہ سے رخصت ہو کر عضد الدولہ کے پاس پہونچا۔ اسکے باپ رکن الدولہ کی برہمی اور تیاری سے مطلع کیا۔ عضد الدولہ کے ہاتھ کا طوطا اوڑ گیا اسی وقت عزالدولہ کو قید کی مصیبت سے آزاد کر دیا۔ خلعت دی اور بطور اپنے نائب کے عراق کی حکومت پر مامور کیا۔ خطبہ اور سکہ اپنے نام کا رکھا۔ چونکہ عزالدولہ میں قابلیت ملک داری کی نہ تھی اسوجہ سے اپنے بھائی ابو اسحاق کو سردار لشکر بنایا۔ اور جو کچھ مال واسباب اسکا تھا سب کا سب بعینہ اسکو واپس کر دیا۔ اور وزیر ابوالفتح کو کسی ضرورت سے بغداد میں چھوڑ گیا[1]۔

وزیر ابوالفتح، عضد الدولہ کی روانگی کے بعد عزالدولہ کے ساتھ مجالس لہو ولعب میں ایسا مصروف ومنہمک ہوا کہ عضد الدولہ کے حکم کے خلاف رکن الدولہ کی خدمت میں نہ گیا۔ اتنے میں ابن بقیہ آپہونچا۔ اس نے عزالدولہ اور عضد الدولہ کی مخالفت اور دلی کدورت کو اور ترقی دیدی۔ طرح طرح کے فتنہ برپا کئے۔ مالگذاری وصول کر لی۔ اپنے خزانہ کو بھر لیا۔ اور نہایت نازیبا طریقہ سے متصرف ہو گیا۔ عزالدولہ کو اسکی مدافعت کی فکر ہوئی۔ ابن بقیہ اس سے مطلع ہو کر اپنی حرکات سے محترز ہو گیا

[1] ماہ شوال ۳۶۴ھ میں عضد الدولہ فارس کی جانب واپس ہوا تھا۔ اسکی روانگی کے بعد ابن عمید نے عزالدولہ سے میل جول پیدا کر لیا تھا جو اسکے ہلاکت کا باعث ہوا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۲۵۹ مطبوعہ مصر

عضد الدولہ کا عمان پر قبضہ

معز الدولہ کے مرنے کے بعد اسکا گورنر ابو الفرج بن عباس، عمان کو چھوڑ کر بغداد روانہ ہوا اور عضد الدولہ کو یہ کہلا بھیجا کہ میں عمان کی حکومت سے دست بردار ہوتا ہوں آپ کسی کو عمان پر اپنی طرف سے مقرر کر دیجئے چنانچہ عضد الدولہ نے عمر بن نبہان طائی کو سند حکومت عطا کی۔ اس تبدیلی سے زنگیوں کو موقع مل گیا۔ مجتمع ہو کر عمان پر چڑھ آئے اور عمر بن نبہان کے قبضہ سے نکال لیا۔ عضد الدولہ کو اسکی خبر پہونچی۔ ایک عظیم لشکر کرمان سے زنگیوں کو سر کرنے کی غرض سے روانہ کیا۔ ابو حرب طغان اس فوج کا سردار تھا۔ یہ لشکر براہ دریا عمان کی جانب بڑھا۔ اور ابو حرب خشکی کی راہ سے روانہ ہوا۔ عمان کے ایک قصبہ صحار نامی میں ایک ہی روز ابو حرب اور اسکا لشکر پہونچ گیا۔ فوج خشکی پر اُوتر آئی اور زنگیوں سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ اس لڑائی میں ابو حرب کو کامیابی نصیب ہوئی، زنگی بھاگ گئے۔ ابو حرب نے صحار پر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ۳۶۲ھ کا ہے۔ بعد اسکے زنگیوں نے صحار سے دو میل کے فاصلہ پر مقام مدین رستاق میں پھر مجمع کیا۔ اور لڑائی کی تیاری کرنے لگے ابو حرب نے اون پر اچانک حملہ کر کے ایسا پامال کیا کہ پھر سر نہ اُوٹھا سکے۔ فتنہ و فساد فرو ہوگیا۔ امن و امان کی منادی پھر گئی۔

اس واقعہ کے بعد عمان کے پہاڑوں سے ایک گروہ شراۃ کا نکلا۔ جسکا سردار ورد بن آباد نامی ایک شخص تھا۔ ان لوگوں نے حفص بن راشد کے ہاتھ پر بیعت کی اور اپنا خلیفہ بنایا۔ رفتہ رفتہ انکی جمعیت بڑھ گئی۔ قرب و جوانب کے شہروں پر قبضہ کرنے لگے۔ عضد الدولہ نے ان لوگوں کی سرکوبی پر مظفر بن عبداللہ کو مامور کیا اور براہ دریا روانگی کا حکم دیا چنانچہ مظفر نے صوبہ عمان میں پہونچکر اہل جرجان پر حملہ کیا۔ اہل جرجان مقابلہ نہ کر سکے میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ مظفر نے [illegible] ما کی طرف فوج کو بڑھنے کا حکم دیا۔ دما، صحار سے چار منزل کے فاصلہ پر تھا اس مقام پر شراۃ سے مقابلہ ہوا۔ نہایت سخت اور خونریز جنگ ہوئی۔ ورد بن حفص (شراۃ کا سردار) یزدا کی طرف بھاگا۔ اور حفص بن راشد

(شراۃ کا خلیفہ) یمن میں جا پہونچا۔ اور معلمی کرنے لگا۔ آتش فساد فرد ہوگئی۔ جھگڑا فساد رفع ہوگیا۔ عضد الدولہ کے علم حکومت کے سب مطیع ہو گئے۔ ؎ا

کرمان کی بغاوت طاہر بن حمد (یا صمۃ) حرومیہ کے گروہ سے تھا۔ اس نے عضد الدولہ سے بہ ادائے خراج چند شہر کی حکومت حاصل کر لی تھی۔ اور بہت سا مال اور روپیہ جمع کر رکھا تھا۔ جسوقت عضد الدولہ مہم عراق پر روانہ ہوا اور اپنے وزیر مظہر بن عبداللہ کو عمان کے سر کرنے کو بھیجا۔ کرمان بلا معاون و مددگار کے رہ گیا۔ طاہر کو قبضہ کرمان کی طمع دامنگیر ہوئی حرومیہ کے سواروں اور پیادوں کو جمع کیا۔ اتفاق یہ کہ اسی زمانہ میں ہوکنی سامان کے علاقوں میں سے ایک ترکی سردار موتمر نامی ابن سیجور والی خراسان سے بگڑ گیا تھا۔ طاہر نے موتمر سے خط و کتابت کی۔ کرمان پر قبضہ کرنے کی طمع دلائی۔ موتمر اس پر راضی ہوگیا۔ چنانچہ دونوں متفق ہو کر کرمان کی جانب روانہ ہوئے۔ اثنار راہ میں طاہر کے ہمراہیوں میں سے چند لوگوں نے موتمر پر حملہ کر دیا۔ موتمر کو اس سے شبہ پیدا ہو گیا۔ اپنے ہمراہیوں کو مرتب کر کے طاہر سے لڑ پڑا۔ طاہر کو شکست ہوئی۔ حسین ابن علی ابن الیاس کو خراسان میں اس واقعہ کی اطلاع ہوئی۔ طاہر اور موتمر کی باہمی مخالفت کی وجہ سے ملک گیری کی ہوس پیدا ہوئی۔ فوجوں کو مرتب کیا۔ اور سامان جنگ مہیا کر کے روانہ ہو گیا۔ اس اثنار میں مظہر ابن عبداللہ کو مہم عمان سے فراغت حاصل ہو گئی تھی۔ عضد الدولہ نے اسکو کرمان کی بغاوت فرو کرنے پر مامور کیا۔ چنانچہ مظہر ۳۶۴ھ میں کرمان کی طرف روانہ ہوا۔ راستہ میں جسقدر باغی اور سرکش تھے سبھوں کو زیر و زبر کرتا ہوا شہر قم کے قریب بحالت غفلت

؎ا فاضل ابن اثیر لکھتا ہے کہ جنگ دما کے بعد شراۃ کا سردار ورداران کا خلیفہ حفص یزدی کی طرف بھاگ گیا تھا جو انہیں پہاڑوں کا ایک قصبہ تھا۔ مظفر نے تعاقب کیا۔ پھر جنگ ہوئی۔ باقی ماندگان بھی کام آگئے۔ اسی واقعہ میں ورد بھی مارا گیا۔ حفص یمن بھاگ گیا اور وہاں بیٹھ کر معلمی کرنے لگا۔ دیکھو تاریخ کامل جلد ۸ صفحہ ۲۵۶ مطبوعہ مصر

موتمر کے سر پر پہونچ گیا۔ موتمر مقابلہ نہ کر سکا بھاگ کر قم میں پناہ لی۔ مظہر نے ہر چہار طرف سے محاصرہ کر لیا۔ آخر کار موتمر نے امن کی درخواست کی اور طاہر کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے مظہر کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مظہر نے طاہر کو قتل کی سزا دی اور موتمر کو کسی قلعہ میں قید کر دیا۔ یہ اسکا آخری دور تھا۔ بعد اسکے مظہر نے حسین بن علی پر یلغار کیا۔ جیرفت کے دروازہ پر لڑائی ہوئی سخت اور خونریز جنگ کے بعد حسین گرفتار کر لیا گیا۔ بہت سے اسکے ہمراہی قید کر لئے گئے اس واقعہ کے بعد حسین کی کوئی خبر نہیں موصول ہوئی۔ مظہر مظفر و منصور واپس ہوا۔ کرمان کی بغاوت فرو ہو گئی۔

رکن الدولہ کا انتقال عضد الدولہ کی حکومت

تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ رکن الدولہ کو اپنے بیٹے عضد الدولہ پر عزالدولہ کو گرفتار کرنے کی وجہ سے بیحد غصہ پیدا ہو گیا تھا چنانچہ ۳۶۵ھ میں اسی پیچ و تاب سے بیمار ہو گیا۔ رے سے اصفہان کی جانب روانہ ہوا۔ وزیر السلطنت ابو الفتح بن عمید نے عرض کی "حضور کی علالت روز بروز بڑھتی جاتی ہے مناسب رائے عالی ہو تو عضد الدولہ کی خطا معاف فرما کر طلب فرما لیجئے اور اپنا ولیعہد مقرر فرمائیے"۔ رکن الدولہ نے ابو الفتح کی تحریک سے عضد الدولہ کو فارس سے طلب کیا۔ اور اپنے کل لڑکوں کو حاضری کا حکم دیا۔ اتنے میں رکن الدولہ کے مرض میں کچھ خفت محسوس ہو چلی۔ تو وزیر ابن عمید نے اس خوشی میں بہت بڑا جلسہ کیا۔ رکن الدولہ اور اسکے لڑکوں اور کل سرداران لشکر اور امراء و اراکین سلطنت کی دعوت کی رکن الدولہ نے کھانے سے فارغ ہو کر اپنے بیٹے عضد الدولہ کو اپنا ولیعہد مقرر کیا۔ دوسرے بیٹے معز الدولہ ابو الحسن کو ہمدان اور بلاد جبل کی حکومت عنایت کی، اور تیسرے بیٹے موید الدولہ کو اصفہان اور اسکے کل صوبہ پر مامور کیا اور ان دونوں کو وصیت کی کہ اپنے بھائی عضد الدولہ کی رائے سے انتظام مملکت کرنا۔ سر مو اسکے حکم سے تجاوز نہ کرنا۔ عضد الدولہ نے اپنے کل سپہ سالاروں، سرداروں اور فوجیوں کو صلے دیئے، خلعتیں دیں۔

اسکے بھائیوں اور سرداران لشکر نے شاہی آداب سے مبارکباد دی رکن الدولہ نے بھی ان لوگوں کو خلعتیں مرحمت فرمائیں۔ اختلاف چھوڑنے اور باہم اتفاق کرنے کی وصیت کی اور اصفہان سے رے کی جانب واپس ہوا یہ مہینہ رجب ۳۶۵ھ کا تھا۔ رے میں پہونچکر مرض میں پھر زیادتی ہوئی، منزل مرحلے عمر کے طے کرکے ماہ محرم ۳۶۶ھ میں وفات پائی۔ چوالیس سال حکومت کی۔

رکن الدولہ نہایت حلیم، سخی، امور سیاسی کا ماہر، لشکریوں اور رعایا کے ساتھ عدل و انصاف کرنے والا، ظلم و تعدی سے متنفر، قتل و خونریزی سے محترز، عالی ہمت، بلند حوصلہ شخص تھا اہل علم کے ساتھ بہ احسان پیش آتا اور انکی عزت کرتا تھا، احسان کرنے کو بہت زیادہ پسند کرتا تھا۔ مساجد کی آبادی کا بہت خیال رکھتا تھا۔ ماہ رمضان میں نماز باجماعت ادا کرنے کو مسجد میں جاتا تھا۔ غریبوں کو اپنی جیب خاص سے دیتا تھا۔ علماء اور صلحاء سے اسکی مجلس آراستہ کیجاتی تھی۔ باوجود نرم دل ہونے کے رعب داب میں بھی یکتا تھا۔ عہد و اقرار کا پکا تھا جو بات اسکے منہ سے نکلتی تھی وہ پتھر کی لکیر ہوتی تھی۔ صلہ رحم کا اسکو بہت بڑا خیال تھا کسی سے ٹوٹ کر نہیں ملتا تھا اللہ تعالیٰ رحم کرے اس میں بہت سی خوبیاں تھیں۔

عضد الدولہ کی عراق کی طرف روانگی

رکن الدولہ کی وفات کرجانے پر عضد الدولہ قبائے حکمرانی زیب بدن کرکے سریر حکومت پر متمکن ہوا عز الدولہ اور اسکا وزیر ابن بقیہ نے قریب وجوار اور سرحدی بلاد کے حکمرانوں کو معز الدولہ ابن رکن الدولہ اور حسنویہ کردی وغیرہما کو عضد الدولہ کی مخالفت پر ابھارنا شروع کیا۔ شدہ شدہ اسکی خبر عضد الدولہ تک پہونچ گئی فوجیں مرتب کرکے بقصد عراق اٹھ کھڑا ہوا۔ عز الدولہ بھی لشکر آراستہ کرکے مقابلہ کی غرض سے واسط چلا آیا۔ پھر ابن بقیہ کی رائے سے اہواز کی طرف بڑھا۔ ماہ ذیقعدہ ۳۶۶ھ میں لڑائی چھڑ گئی عز الدولہ کے بعض سرداران

لشکر عضد الدولہ سے مل گئے۔ اس سے عز الدولہ کے پاؤں اکھڑ گئے۔ میدان جنگ سے واسط کی طرف چلا گیا۔ عضد الدولہ نے اسکے مال و اسباب پر قبضہ کر لیا اور فتحمند لشکر نے شہر کو لوٹ لیا۔

عز الدولہ کی ہزیمت کے بعد عمران بن شاہین نے بہت سامال اور روپیہ اور آلات حرب بطور ہدیہ عز الدولہ کے پاس بھیجے اور اپنے پاس بطیحہ میں بلا بھیجا چنانچہ عز الدولہ بطیحہ گیا اور وہاں سے بواسط کی طرف روانہ ہوا۔

عضد الدولہ نے فتحیابی کے بعد ایک فوج بصرہ پر قبضہ کرنے کو روانہ کیا۔ وجہ یہ تھی کہ اہل بصرہ میں اختلاف پیدا ہو گیا تھا بصرہ والے تو عضد الدولہ کی طرف مائل ہو گئے تھے اور قبیلہ ربیعہ نے عز الدولہ کا دم بھرنا شروع کیا تھا۔ عز الدولہ کی شکست کھانے کے بعد مضر نے عضد الدولہ کو بصرہ کے حالات کچھ بھیجے اور بصرہ پر قبضہ کرنے کی استدعا کی۔ اس بنا پر عضد الدولہ نے اپنی فوجیں بصرہ پر قبضہ کرنے کی غرض سے روانہ کیں۔ پس عضد الدولہ کی فوج نے بصرہ پر قبضہ حاصل کر لیا۔

عز الدولہ نے واسط میں پہونچکر قیام اختیار کیا اور وزیر السلطنت ابن بقیہ کو عضد الدولہ کو راضی کرنے کی غرض سے اور نیز اس وجہ سے کہ حکومت و دولت پر اسکو استبداد حاصل ہو گیا تھا۔ جو کچھ خراج آتا تھا اسکو یہ خود دبا بیٹھتا تھا گرفتار کر کے جیل میں ڈالدیا۔ عضد الدولہ سے مصالحت کا نامہ و پیام شروع ہوا۔ ہنوز عز الدولہ نے کوئی فیصلہ نہیں کیا تھا کہ حسنویہ کردی کے دونوں لڑکے (عبد الرزاق اور بدر)[1] ایک ہزار سواروں کی جمعیت سے امداد کو آپہونچے۔ عز الدولہ نے عضد الدولہ سے جنگ کرنے کا عزم بالجزم کر لیا۔ پھر کچھ سوچ سمجھ کر بغداد کی جانب روانہ ہو گیا اور بغداد میں پہونچکر قیام اختیار کیا۔ حسنویہ کردی کے لڑکے اپنے باپ کے پاس واپس آئے۔ عضد الدولہ نے بصرہ کی طرف کوچ کیا۔ مضر اور ربیعہ کے اختلافات اور جھگڑوں کو

[1] یہ دونوں نام تاریخ کامل ابن اثیر سے لکھے گئے۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۲۶۷ مطبوعہ مصر

کو جو تقریباً ایک سو تیس برس سے چلے آ رہے تھے رفع دفع کرکے باہم مصالحت کرا دی

وزیر السلطنت ابن عمید کا ادبار

تم او پر پڑھ آئے ہو کہ بوقت روانگی عضد الدولہ وزیر السلطنت ابو الفتح ابن عمید کسی ضرورت سے بغداد ہی میں رہ گیا تھا عضد الدولہ کے چلے جانے کے بعد ابن عمید نے عز الدولہ سے میل جول پیدا کیا۔ عز الدولہ اور ابن عمید میں باہم یہ عہد و پیمان ہو گیا تھا کہ رکن الدولہ کے مرنے کے بعد قلمدان وزارت کا مالک ابن عمید ہو گا علاوہ بریں ابن عمید، عضد الدولہ اور انکے باپ رکن الدولہ کے حالات سے عز الدولہ کو برابر مطلع کرتا جاتا تھا۔ اور عضد الدولہ کا پرچہ نویس ان سب واقعات سے عضد الدولہ کو خبردار کرتا تھا عضد الدولہ پیچ و تاب کھا کر رہ جاتا تھا جب بعد اپنے باپ رکن الدولہ کے سریر آرائے حکومت ہوا تو اپنے بھائی فخر الدولہ کو رے میں لکھ بھیجا کہ ابن عمید معہ وزیر کو معہ انکے اہل و عیال اور ہمراہیوں کے گرفتار کرکے جیل میں ڈال دو مال و اسباب جو کچھ ہاتھ لگے اسپر قبضہ کر لو۔ مکانات کو گرا کے منہدم کر دو۔ ابو الفضل بن عمید کو ابو الفتح کے حرکات اور عضد الدولہ سے مخالفت کرنے کی وجہ اس خطرہ کا احساس ہو گیا تھا۔ جو وقوع میں آیا۔

عراق پر عضد الدولہ کا قبضہ

۳۶۶ھ میں عضد الدولہ نے عز الدولہ کے پاس بغداد میں ایک مراسلہ روانہ کیا مضمون یہ تھا کہ تم میرے حکم کے مطابق عراق چھوڑ کر جہاں چاہو چلے جاؤ میں تمکو مال و اسباب اور آلات حرب غرض کہ جمیع ضروریات دونگا، چونکہ عز الدولہ عیش و نشاط میں مصروف ہو کر اپنی قوت کو فنا کر چکا تھا، چار و ناچار اطاعت کی گردن جھکا دی[1]۔ محمد ابن بقیہ (وزیر السلطنت) کی آنکھیں نکلوا کے عضد الدولہ

---

[1] جب عز الدولہ نے عضد الدولہ کے حکم پر گردن تسلیم خم کر دی تو عضد الدولہ نے خلعت فاخرہ سے عز الدولہ کو سرفراز کیا۔ اور لکھ بھیجا کہ محمد بن بقیہ کو میرے پاس بھیجدو۔ عز الدولہ نے محمد بن بقیہ کی آنکھیں نکال کر بھیجدیں۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۲۷۴ مطبوعہ مصر

کی خدمت میں بھیجدیں اور دار الخلافت کو خیر آباد کہکر شام کی جانب روانہ ہو گیا عضد الدولہ شادمانی کا ڈنکا بجاتا ہوا دار الخلافت بغداد میں داخل ہوا۔ جامع مسجد میں اسکے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ یہ پہلا شخص ہے کہ جسکے نام کا خطبہ دار الخلافت میں پڑھا گیا ورنہ اسکے پہلے سوائے خلافت مآب کے اور کسی کے نام کا خطبہ نہیں پڑھا گیا تھا۔ دروازہ پر تین بار نوبت بجنے کا حکم دیا۔ یہ بھی اسکے جدید اختراعات سے تھا۔ جو اسکے پیشتر گزر چکے ہیں انہوں نے یہ حرکت نہیں کی تھی۔ محمد ابن بقیہ کو ہاتھی کے پاؤں کے نیچے ڈلوادیا۔ مرگیا۔ سر کاٹ کر دجلہ کے پل پر صلیب پر چڑھادیا۔ یہ واقعہ ماہ شوال ۳۶۷ھ کا ہے۔

عز الدولہ دار الخلافت سے نکلکر رفتہ رفتہ عکبرا پہونچا۔ حمدان بن ناصر الدولہ بن حمدان عز الدولہ کے ساتھ تھا حمدان نے رائے دی کہ بجائے شام کے جانے کے موصل چلئے کیونکہ بہ نسبت شام کے موصل زیادہ زرخیر اور اچھا ہے، چنانچہ عز الدولہ نے حمدان کے مشورہ کے مطابق موصل کی جانب قدم بڑھایا۔ حالانکہ عضد الدولہ نے عز الدولہ سے موصل نہ جانے کا عہد لے لیا تھا۔ وجہ یہ تھی کہ ابو تغلب اور عضد الدولہ سے اتحاد کے مراسم تھے لیکن جب عز الدولہ نے براہ بدعہدی موصل کی جانب قدم بڑھایا اور سفر و قیام کرتا ہوا تکریت پہونچا تو ابو تغلب نے عز الدولہ کے پاس یہ پیام بھیجا کہ اگر تم میرے بھائی حمدان کو گرفتار کر کے میرے پاس بھیجدو تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں تمہارے ساتھ ہو کر عضد الدولہ سے معرکہ آرائی کرونگا اور بزور تیغ تمکو تمہارے مقبوضات دلوا دونگا، عز الدولہ اس پیام کو سنکر جامہ سے باہر ہو گیا۔ حمدان کو اسی وقت گرفتار کر کے ابو تغلب کے سفیر کے حوالہ کر دیا اور حدیثہ کی جانب روانہ ہوا۔ حمدان پابزنجیر ابو تغلب کے پاس پہونچا ابو تغلب نے جیل میں ڈالدیا۔ اور بیس ہزار سواروں کی جمعیت سے عز الدولہ سے ملا اور اسکے ساتھ بقصد جنگ عضد الدولہ، عراق کی جانب کوچ کیا عضد الدولہ کو اسکی خبر لگی۔ لشکر آراستہ کر کے بغداد سے نکل پڑا۔ اطراف تکریت میں معرکہ آرائی ہوئی عضد الدولہ

نے دونوں حریفوں کو ہزیمت دی۔ ابو تغلب بن حمدان موصل کی جانب بھاگ گیا۔ اور عزالدولہ گرفتار ہو کر عضدالدولہ کے روبرو پیش کیا گیا۔ ابوالوفا طاہر بن اسماعیل نے جو کہ عضدالدولہ کے نامی و سربرآوردہ سرداروں سے تھا عزالدولہ کے قتل کی رائے دی عضدالدولہ نے طاہر کی رائے کے مطابق عزالدولہ کو اسکی حکومت کے بارہ برس کے بعد قتل کر ڈالا اور اسکے اکثر ہمراہیوں اور سرداروں کو بھی مار ڈالا۔

بنی حمدان کے مقبوضات پر عضدالدولہ کا قبضہ

ابو تغلب اور عزالدولہ کی ہزیمت کے بعد عضدالدولہ نے ابو تغلب کا تعاقب کیا۔ پندرہویں ذیقعدہ ۳۶۷ھ کو موصل پر پہونچکر قبضہ کر لیا۔ اور اس خیال سے کہ جیسا کہ اسکے پیشتر میرے اسلاف کے ساتھ واقعات رونما ہوئے تھے رسد و غلہ اور علوفات کثیر اپنے ہمراہ لیتا گیا تھا۔ چنانچہ اطمینان کے ساتھ موصل میں قیام کیا اور ابو تغلب کے تعاقب پر فوجیں روانہ کیں۔ ابو تغلب موصل سے بھاگ کر نصیبین پہونچا اور جب اسکو وہاں بھی پناہ کی صورت نظر نہ آئی تو میافارقین چلا گیا۔ عضدالدولہ نے ایک لشکر بسر کردگی[1] ابو طاہر بن محمد سجار کی جانب اور دوسری فوج ابو حرب طغان کی ماتحتی میں جزیرہ ابن عمر کی طرف اور تیسرے کا علم ابوالوفا کو سردار بنا کر میافارقین روانہ کیا۔ ابو تغلب نے اس خبر کو سنکے اپنے اہل و عیال کو میافارقین میں چھوڑ دیا۔ تدلس (یا بدلیس) چلا گیا ابوالوفا میافارقین پر پہونچکر قبضہ کرنا چاہا۔ اہل میافارقین نے دروازے بند کر لئے اور آمادہ بجنگ ہوئے ابوالوفا نے میافارقین کو چھوڑ کر ابو تغلب کا تعاقب کیا۔ کوچ اور قیام کرتا ہوا اردن روم پہونچا اور اردن روم سے حسینہ (صوبہ جزیرہ) کی خاک چھانی لیکن ابو تغلب ہاتھ نہ آیا مجبوری میافارقین واپس آیا اور اسکا محاصرہ کر لیا۔ ابو تغلب میافارقین سے نکلکر تدلس ہوتا ہوا

[1] میافارقین کا حاکم ہزار مرد تھا کمال مردانگی سے تین مہینہ تک ابوالوفا کا مقابلہ کرتا رہا جب یہ مر گیا تو ابو تغلب نے بنی حمدان کے غلاموں میں سے مونس نامی ایک شخص کو مقرر کیا۔ مونس نے لڑائی بدستور جاری رکھی۔ ابوالوفا یہ رنگ ڈھنگ دیکھکر اراکین شہر اور ہر عام رعایا کو توڑنا شروع کیا اور مونس سے خط و کتابت کی بنیاد ڈالی کچھ دنوں بعد باقی صفحہ ۱۳۷

ارزن روم میں داخل ہوا اور ارزن روم سے روانہ ہو کر حسینہ پہنچا پھر حسینہ سے قلعہ کواشی چلا گیا اور وہاں کے مال و خزانہ کو لے لیا اسی زمانہ میں عضد الدولہ نے دیار بکر کے کل قلعات کو مفتوح کر لیا۔ ابو تغلب قلعہ کواشی سے رحبہ چلا آیا باقی رہے اسکے ہمراہی وہ ابو الوفا کے پاس آئے ابو الوفا نے ان کو امن دی۔ اور موصل واپس آیا۔

اس کامیابی کے بعد دیار مضر بھی عضد الدولہ کے قبضہ میں آ گئے سلامہ برقعیدی ابو تغلب کی طرف سے رحبہ حکومت کر رہا تھا۔ سعد الدولہ نے ایک فوج حلب سے رحبہ کے سر کرنے کو روانہ کیا۔ دونوں فریق میں شدید لڑائیاں ہوئیں۔ بالآخر سلامہ کو نیچا دیکھنا پڑا ابو تغلب کے کل مفتوحہ قلعات برور، ملاسی، برقی، سفیانی اور کواشی وغیرہ معہ مال و خزانہ کے سعد الدولہ کے قبضہ میں آ گئے۔ بعد اسکے عضد الدولہ نے بلاد موصل اور کل مقبوضات ابو تغلب کی حکومت پر ابو الوفا کو مامور کیا اور بغداد کی جانب مراجعت کی۔ ابو تغلب بحال پریشان شام چلا گیا اور وہاں جا کر مر گیا جیسا کہ اسکے حالات کے ضمن میں بیان کیا گیا۔

عضد الدولہ اور بنی شیبان

بنی شیبان کا فتنہ و فساد حد سے متجاوز ہو گیا تھا۔ دن دہاڑے قافلے لوٹ لیتے تھے۔ گورنران صوبہ اور ملوک تنگ آ گئے تھے کیونکہ بنی شیبان نے شہر زور کے پہاڑی گروہوں سے رشتہ قرابت اور مراسم اتحاد پیدا کر لئے تھے۔ جب ان پر حملہ ہوتا تو شہر زور کے پہاڑوں میں پناہ گزیں ہو جاتے تھے۔ عضد الدولہ نے (ماہ رجب) ۳۶۹ھ میں ایک جرار لشکر بنی شیبان کے سر کرنے کو روانہ کیا اس لشکر نے پہونچتے ہی شہر زور کے پہاڑوں پر قبضہ کر لیا۔ بنی شیبان بسیط نامی دریا کی طرف بھاگے۔ عضد الدولہ کے لشکر نے تعاقب کیا۔ باہم جنگ ہوئی نہایت سختی۔ اور بیدردی سے بنی شیبان پامال کئے گئے۔ مال و اسباب لوٹ لیا گیا۔ عورتیں، لڑکے گرفتار

بقیہ صفحہ [۱۳۶] جب اہل میافارقین، ابو الوفا کی طرف مائل ہو گئے تو مولس سے شہر حوالہ کرنے کا مطالبہ کیا مولس نے سوائے شہر سپرد کر دینے کے کچھ بن نہ پڑا دیکھو تاریخ کامل صفحہ صفحہ ۲۶۰ مطبوعہ مصر

کر لئے گئے جنمیں سے تین سو بنی شیبان قیدیوں کی صورت میں دارالخلافت بغداد لائے گئے۔ بنی شیبان نے اطاعت کی گردن جھکادی۔ علم حکومت کے مطیع ہوگئے، فتنہ و فساد کی بنیاد منہدم ہوگئی۔

وردبن نیر بطریق روم کا دیار بکر میں آنا اور گرفتار ہونا

ارمانوس والی روم کے مرنے پر اسکے دو چھوٹے لڑکے تخت و تاج کے مالک ہوئے۔ تقفور دمستق ان دنوں بلاد اسلامیہ شام کو تاخت و تاراج کر رہا تھا جب وہاں سے واپس ہوا تو ارکین دولت اور سرداران فوج نے اسکو ارمانوس کے لڑکوں کی نیابت اور وزارت پر مجبور کیا۔ پہلے تو تقفور نے انکاری جواب دیا۔ لیکن پھر راضی ہوگیا۔ اور دونوں لڑکوں کی طرف سے امور سلطنت کو انجام دینے لگا۔ چند دنوں بعد ان دونوں لڑکوں کی ماں سے شادی کرلی، تاج شاہی سر پر رکھا۔ سریر حکومت پر متمکن ہوا اس سے ملکہ روم (لڑکوں کی ماں) کو تقفور سے منافرت پیدا ہوئی، ابن شمیق کو اسکے قتل پر متعین کیا۔ چنانچہ ابن شمیق نے دس آدمیوں سے رات کے وقت تقفور پر حملہ کیا اور مار ڈالا۔ تقفور کے قتل کے بعد عناں حکومت ابن شمیق کے ہاتھ میں آگئی لاون برادر تقفور اور وردس بن لاؤن کو گرفتار کرکے کسی قلعہ میں قید کردیا۔ بعد اسکے ملک شام پر چڑھائی کی۔ قتل و غارت کرتا ہوا طرابلس پہنچا اور اسکا محاصرہ کرلیا۔ اہل طرابلس نے قلعہ بندی کرلی بادشاہ قسطنطنیہ کا ایک بھائی خصی تھا جو وزارت کا کام انجام دے رہا تھا۔ ایک شخص نے اسکے کہنے سے ابن شمیق کو زہر دیدیا۔ ابن شمیق کو اسکا احساس ہوگیا۔ نہایت تیزی سے قسطنطنیہ کی جانب لوٹا۔ اثناء راہ میں مرگیا۔ وردبن نیر بطریق رومیوں کے نامی سرداروں اور معزز بطریقوں سے تھا اسکو ان تبدیلیوں سے ملک گیری کی ہوس پیدا ہوئی۔ ابو تغلب بن حمدان سے خط و کتابت شروع کی۔ ابو تغلب نے سرحدی مسلمانوں کو جمع کرکے لشکر مرتب کیا اور وردبن نیر کے ساتھ قسطنطنیہ کی طرف بڑھا۔

قیصر روم کے دونوں لڑکوں کی فوجیں مقابلہ پر آئیں۔ لڑیں۔ لیکن پے در پے ان کو شکست پر شکست ہوتی گئی۔ قیصر روم کے لڑکوں نے دردس بن لاؤن کو قید سے رہا کر کے سردار فوج بنایا اور ورد بن نیر سے جنگ کرنے کو بھیجا۔ چنانچہ متعدد خونریز لڑائیوں کے بعد دردس نے ورد کو ہزیمت دی۔ ورد نے بھاگ کر بلاد اسلام میں پناہ لی میافارقین میں قیام کیا۔ اپنے بھائی کو عضدالدولہ کی خدمت میں سفیر بنا کر بھیجا۔ اطاعت و فرمانبرداری کا اقرار کیا۔ امداد کی درخواست کی۔ انہیں دنوں قیصر روم نے بھی عضدالدولہ سے خط وکتابت کی اور اتحاد کے مراسم بڑھائے۔ عضدالدولہ نے قیصر روم کی رسم دوستی کو ترجیح دی۔ اپنے گورنر میافارقین کو ورد اور اسکے ہمراہیوں کی گرفتاری کو لکھ بھیجا۔ ورد اور اسکے ہمراہی عضدالدولہ کی امداد اور دوستی سے ناامید ہو کر مراجعت پر آمادہ ہوئے۔ ابو علی غنمی گورنر میافارقین نے ورد کو گفتگو کرنے کے بہانہ سے اپنے مکان پر بلایا۔ ورد معہ اپنے لڑکے ابھائی اور چند معزز ہمراہیوں کے آیا۔ ابو علی نے سبھوں کو گرفتار کر کے میافارقین میں قید کر دیا۔ بعد چندے پابزنجیر دارالخلافت بغداد روانہ کر دیا۔ جہاں پر یہ سب قید کر دیے گئے۔

حسنویہ کُردی کے حالات

حسنویہ بن حسین کردی، برزیکانی اکراد سے تھا۔ ان میں سے ایک گروہ برزینہ پر امارت کرتا تھا اسکے دو ماموں ونداد اور غانم پسران احمد برزیکاں کے دوسرے گروہ کے سردار تھے جو عیشانیہ کے نام سے موسوم کیے جاتے تھے۔ ان دونوں نے دینور، ہمدان، نہاوند، دامغان اور کچھ اطراف اذربیجان پر شہر زور کے حدود تک قبضہ کر لیا تھا۔ پچاس برس تک ان بلاد پر ان کا قبضہ رہا۔ کردوں کا ایک عظیم گروہ ان کے پاس مجتمع ہو گیا تھا۔ جس سے انکی قوت بڑھ گئی تھی ۳۵۶ھ[1] میں غانم انتقال کر گیا۔ اسکا لڑکا ابو سالم بجائے اسکے قلعہ ستاں میں متمکن ہو کر غانم آباد وغیرہ قلعات پر بھی متصرف ہو گیا تا آنکہ وزیر السلطنت ابوالفتح ابن عمید نے اسکو مغلوب و زیر کر کے

---

[1] چھاپہ کی غلطی ہے بجائے ۳۵۶ھ کے ۳۵۰ھ پڑھو۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸

ان قلعات پر قبضہ کرلیا۔ اور ۳۴۹ھ میں وندادسنے وفات پائی۔ ابوالغنائم عبدالوہاب (وندہادیکا بیٹا) جانشین ہوا۔ شاذنجان نے اسکو گرفتار کرکے حسنویہ کے حوالہ کردیا۔ پس حسنویہ، ابوالغنائم کے کل مقبوضات اور قلعوں پر قابض ہوگیا۔ حسنویہ کو امور سیاسی میں بہت بڑا دخل تھا۔ نیک سیرت، خلیق تھا۔ اپنے ہمراہیوں اور قوم کو لوٹ مار اور قتل وغارت سے منع کرتا تھا۔ سرماج کا قلعہ بنوایا۔ دینور میں جامع مسجد تعمیر کرائی۔ حرمین میں خرچ کرنے کو زر کثیر بھیجتا تھا۔ ۳۶۹ھ میں وفات پائی۔

حسنویہ کے مرنے پر اسکی اولاد میں پھوٹ پڑگئی۔ کچھ تو فخرالدولہ والی ہمدان و صوبہ جات جبل کے مطیع و منقاد ہوگئے اور بعض، عضدالدولہ کے پاس چلے گئے اور اسکے غاشیہ اطاعت کو اپنی گردن پر رکھ لیا۔ بختیار بن حسنویہ، قلعہ سرماج میں تھا اسکے قبضہ میں بہت سامان اور ذخیرہ تھا۔ اس نے پہلے تو عضدالدولہ کی اطاعت قبول کی لیکن پھر باغی ہوگیا۔ عضدالدولہ نے ایک فوج بھیجدی جس نے اس قلعہ کو بختیار کے قبضہ سے نکال لیا اور پھر دوسرے قلعات کو اسکے بھائیوں سے چھین لیا۔ عضدالدولہ کا کل مقبوضات حسنویہ پر قبضہ ہوگیا۔ عضدالدولہ نے اپنی طرف سے ابوالنجم بن حسنویہ کو ان قلعوں پر مامور کیا، تو جبل دین، قتل وغارت کا بازار بند ہوگیا۔ کردوں کی غارتگری موقوف ہوگئی۔ نظام حکومت درست ہوگیا۔

ہمدان اور رے پر عضدالدولہ کا قبضہ

رکن الدولہ کے مرنے کے بعد عزالدولہ اپنے برادر عم زاد معزالدولہ سے عضدالدولہ کی مخالفت اور اپنی موافقت کی بابت خط و کتابت کرنے لگا۔ (چنانچہ معزالدولہ اسپر راضی ہوگیا) اسکی اطلاع عضدالدولہ کو ہوگئی۔ غصہ سے کانپ تو اٹھا لیکن معزالدولہ سے اسوقت بھڑنا مصلحت وقت کے خلاف تھا۔ پس جب اسکو عزالدولہ، ابن حمدان اور حسنویہ وغیرہم دشمنوں کے زیر کرنے سے فراغت حاصل ہوگئی اور اسکا دائرہ حکومت وسیع ہوگیا تو اس نے اپنے

بھائیوں اور قابوس بن وشمگیر سے صلح کا نامہ و پیام شروع کیا (چونکہ موید الدولہ پہلے ہی سے عضد الدولہ کے جادہ اطاعت سے منحرف نہیں ہوا تھا اسوجہ سے اسکو تو موافق اور مطیع ہونے کی وجہ سے شکریہ کا خط لکھا، معز الدولہ کو دھمکی دی، اطاعت اور میل جول کرنے پر خوشنودی کا اظہار کیا اور قابوس بن وشمگیر کو عہد و اقرار کی پابندی کرنے کی بابت لکھا، پیام رسانی اور سفارت کی خدمت خواشادہ کو سپرد ہوئی جو عضد الدولہ کے معزز مصاحبوں سے تھا اس نے معز الدولہ کے اراکین دولت کو ملالیا۔ جاگیروں اور انعامات دینے کا وعدہ کیا اور ان لوگوں سے عضد الدولہ کی موافقت کا عہد و اقرار لے لیا چونکہ معز الدولہ نے عضد الدولہ کے خط کا جواب ترکی بہ ترکی لکھا تھا اسوجہ سے عضد الدولہ نے رے اور ہمدان پر فوج کشی کی۔ دار الخلافت بغداد سے نکل کر پڑاؤ کیا۔ جوق جوق فوجیں روانہ ہونے لگیں۔ ایک فوج عظیم بسرکردگی ابوالوفا طاہر روانہ ہوئی دوسری فوج نے خواشادہ کی ماتحتی میں کوچ کیا۔ تیسرے لشکر کی سرداری کا جھنڈا ابوالفتح مظفر بن احمد کے ہاتھ میں تھا ان فوجوں کی روانگی کے بعد عضد الدولہ بھی بڑی شان وشوکت سے لشکر عظیم لئے ہوئے روانہ ہوا جوں ہی عضد الدولہ کے لشکر نے معز الدولہ کے مقبوضات میں قدم رکھا، معز الدولہ کے نامی نامی سپہ سالاروں نے ہتھیار رکھ دیئے وزیر السلطنت ابوالحسن عبید اللہ بن محمد بن حمدویہ نے امن کی درخواست کی، بنو حسنویہ نے اطاعت و فرمانبرداری کی گردن خم کردی۔ معز الدولہ نے بحال پریشان بلاد دیلم میں جاکر دم لیا۔ پھر وہاں سے نکل کر جرجان پہونچا۔ شمس المعالی قابوس بن وشمگیر کے پاس پناہ گزیں ہوا۔ شمس المعالی قابوس نے اسکو امن دی توقع سے زیادہ خاطر اور مدارات سے پیش آیا اور جو ممالک اسکے قبضہ و تصرف میں تھے اسمیں معز الدولہ کو شریک حکومت کرلیا معز الدولہ کے بھاگ جانے کے بعد عضد الدولہ نے ہمدان، رے اور جو شہر انکے درمیان اور اطراف میں تھے سبھوں پر قبضہ کرلیا۔ اور اپنے بھائی موید الدولہ بن بویہ والی

اصفہان کے دائرہ حکومت میں شامل اور ملحق کر دیا بعد اسکے حسنویہ کُردی کے مقبوضات کی جانب قدم بڑھایا۔ نہاوند، دینور، سرماج اور جو مال و خزانہ ان مقامات میں بنو حسنویہ کے تھے سب پر قابض ہو گیا۔ علاوہ انکے اور متعدد قلعات کو مفتوح کر لیا۔ بدر بن حسنویہ کو خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا۔ کردوں کی رعایت کی وجہ سے ان مفتوحہ قلعات کی حکومت عنایت کی اور اسکے بھائیوں عبدالرزاق، ابوالعلاء اور ابوعدنان وغیرہم کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔

عضدالدولہ نے اس مہم سے فراغت حاصل کر کے قابوس کے پاس پیام بھیجا کہ میرے بھائی معزالدولہ کو میرے پاس بھیجدو قابوس نے اخوت اسلامی کی وجہ سے انکار کیا۔ اس بناء پر عضدالدولہ نے قابوس پر فوج کشی کی۔ بہت بڑے لشکر اور سامان جنگ کے ساتھ اپنے بھائی موید الدولہ والی اصفہان کو جرجان کی طرف روانہ کیا۔ قابوس نے بھی اس خبر کو سن کے مقابلہ کی غرض سے جرجان سے حرکت کی۔ مقام استرآباد میں نصف ۳۷۱ھ میں دونوں حریف نے صف آرائی کی قابوس شکست کھا کر اپنے کسی قلعہ میں جا کر پناہ گزین ہوا پھر وہاں سے جو کچھ مال و خزانہ تھا سب کا سب لیکر نیشاپور چلا گیا۔ معزالدولہ بھی اسکے بعد ہی شکست کھا کر پہونچ گیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ ملوک سامانیوں میں سے ابوالقاسم نوح بن منصور کی طرف سے حسام الدولہ تاش، خراسان کا گورنر ہو کر آیا ہوا تھا۔ اسنے امیر نوح اور وزیر السلطنت عتبی ابوالعباس کو قابوس اور معزالدولہ کی شکست کھا کر بھاگ آنیکی اطلاع دی۔ جواب آیا کہ تم ان دونوں کی جنگ پر کمربستہ ہو جاؤ اور فوجیں مرتب کر کے جرجان پر جا اترو۔ چنانچہ حسام الدولہ تاش نے خراسانی فوجیں مرتب و مجتمع کر کے معہ قابوس اور معزالدولہ کے جرجان پر چڑھائی کر دی۔ دو مہینہ تک موید الدولہ کا جرجان میں محاصرہ کئے رہا۔ اس سے موید الدولہ کا حال تنگ ہوا۔ اس نے اور نیز اسکے ہمراہیوں نے نکل جانے اور مر جانے کا عزم کر لیا۔ لیکن اس سے پیشتر فائق خاصہ سامانی کو موید الدولہ نے ملا لیا تھا اور اس نے بوقت جنگ معرکہ کارزار سے بھاگ جانے کا اقرار کیا تھا اس قرارداد کے مطابق موید الدولہ نے محاصرہ توڑ کے حملہ کیا۔ فائق حسب وعدہ شکست کھا کر بھاگا حسام الدولہ تاش، معزالدولہ اور

قابوس دن ڈھلے تک نہایت ثابت قدمی سے لڑتا رہا۔ بالآخر یہ بھی شکست کھا کر بھاگ گئے نیشاپور میں جاکر دم لیا۔ امیر نوح کو ان واقعات سے مطلع کیا۔ امیر نوح نے انکی امداد پر فوجیں مامور کیں اور دوبارہ جرجان پر چڑھائی کرنے کا حکم دیا۔ بعد ازاں وزیر سلطنت عتبی کو جیسا کہ ملوک سامان حالات میں بیان کیا گیا قتل کر ڈالا اور یہ حکم حیز التوی میں پڑ گیا۔

عضد الدولہ کا بلاد ہکاریہ پر قبضہ

انہیں واقعات کے اثناء میں عضد الدولہ نے اپنی فوجیں بلاد ہکاریہ (صوبہ جات موصل) کے سر کرنے کو روانہ کی تھیں[1] پس اس نے انکے قلعات پر محاصرہ ڈالدیا۔ رسد غلہ کی کمی سے اہل قلعہ پریشان ہو رہے تھے، چونکہ سردی کا موسم تھا۔ برف پڑنے کا انتظار کر رہے تھے کہ خواہ مخواہ برف باری کی وجہ سے مخالف کی فوج محاصرہ اٹھا کر چلی جائیگی۔ اتفاق یہ کہ برف باری میں تاخیر ہوئی مجبور ہو کر اہل قلعہ نے امن کا جھنڈا بلند کر دیا اور قلعہ سے موصل کی طرف اتر آئے۔ عضد الدولہ کے لشکر نے قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ سپہ سالار لشکر نے اہل قلعہ کے ساتھ بدعہدی کی اور سبھوں کو قتل کر ڈالا۔

اسی اطراف میں ابو عبداللہ مری کے قبضہ میں چند قلعات تھے۔ منجملہ انکے ایک قلعہ میں خود رہتا تھا۔ قلعہ نہایت مستحکم بنا ہوا تھا۔ عمدہ عمدہ مکانات اسمیں تھے عضد الدولہ نے ابو عبداللہ مری کو مع اسکی اولاد کے گرفتار کر کے قید کر دیا اور کل قلعات کا مالک بن بیٹھا۔ پھر انکو صاحب بن عباد نے بعد میں قید سے رہا کیا۔ ابو عبداللہ کے لڑکوں میں سے ابو طاہر کو اپنی کتابت (سکرٹری شپ) کی خدمت عطا کی، یہ نہایت خوش خط اور اعلیٰ درجہ کا منشی تھا۔

عضد الدولہ کی وفات صمصام الدولہ کی حکومت

آٹھویں شوال ۳۷۲ھ کو عضد الدولہ نے حکومت عراق کے پانچ برس چھ مہینے بعد وفات پائی۔ اس کا بیٹا صمصام الدولہ ابو کالیجار مرزبان عزاداری کو بیٹھا۔ خلیفہ طائع، تعزیت کرنے کو آیا۔

---

[1] یہ واقعہ ۳۶۹ھ کا ہے۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۲۰۱ مطبوعہ مصر

عضدالدولہ[1] نہایت عالی ہمت، بلند خیال، ذی حوصلہ، رعب و داب والا، سیاست کا پتلا، صائب الرائے، اہل علم و فضل کا دوست، بیحد خیر و خیرات کرنے والا اور صدقات کا دینے والا تھا۔ قاضیوں کو مصارف خیر میں صرف کرنے کی غرض سے ہمیشہ بہ تعداد کثیر روپیہ دیا کرتا تھا۔ اسکی مجلس، اسکا دربار اہل علم، اہل فن سے بھرا رہتا تھا۔ علماء فضلاء کے ساتھ کمال خوش اخلاقی سے پیش آتا۔ اُنکے ساتھ بیٹھتا اور بڑے بڑے مسایل میں اُن سے بحث و مباحثہ کرتا تھا۔ اسکی قدر افزائی کا شہرہ سن سن کے دور دور دراز ملکوں سے اہل علم، اہل فن کے اساتذۂ کبار اسکے دربار میں آگئے تھے۔ اسکے زمانہ میں اسکے نام سے مصنفوں نے بہت سی کتابیں تصنیف کیں۔ ایضاح، علم نحو میں، حجۃ علم قرأت میں، ملکی[2] علم طب میں، تاجی فن تاریخ میں، اسکے عہد حکومت کی یادگار تصانیف ہیں۔ رفاہ عام کی غرض سے شفاخانہ، بیمارستان اور پل بنوائے۔ فراہمی زر کا خیال پیدا ہوا تو بازاروں پر ٹکس لگایا۔ بعض بعض خاص چیزوں کی تجارت کی ممانعت کر دی۔ دولت و حکومت کی طرف سے اسکی تجارت کیجاتی تھی۔

عضدالدولہ کے انتقال کرنیکے بعد لشکر کے سپہ سالار اور امراء نے مجتمع ہو کر اسکے بیٹے ابو کالیجار مرزبان کو عنان حکومت سپرد کی اور بجائے اُسکے حکومت کی کرسی پر بٹھایا۔ صمصام الدولہ کے لقب سے ملقب کیا۔ صمصام الدولہ نے اپنے بھائیوں ابوالحسن احمد ابو طاہر فیروز شاہ کو خلعتیں دیں۔ اور ملک فارس کو بطور جاگیر عنایت کیا اور فارس کی طرف روانہ ہونے کا حکم دیا۔

شرف الدولہ کا فارس پر قبضہ

شرف الدولہ ابو الفوارس شرزیک کو اُسکے باپ عضدالدولہ نے اپنی وفات سے پہلے کرمان کی حکومت پر مامور کر کے

[1] عضدالدولہ کا انتقال عارضہ صرع میں ہوا تھا۔ سینتالیس برس کی عمر پائی بغداد میں جان بحق تسلیم کی مشہد امیرالمومنین علی میں دفن کیا گیا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۷ مطبوعہ مصر۔

[2] ملکی علم طب کی معتبر کتاب ہے جسکو کامل الصناعہ بھی کہتے ہیں۔ ابو العباس مجوسی کی تصنیف ہے۔

کرمان کی طرف روانہ کردیا تھا۔ جب اسکو اپنے باپ کے مرنے کی خبر پہونچی تو اس نے فارس پر چڑھائی کر دی اور قبضہ کرلیا۔ نصر بن ہارونی نصرانی (اپنے باپ کے وزیر) کو چونکہ نہایت خراب طبیعت کا تھا قتل کرڈالا، شریف ابوالحسن محمد بن عمر علوی (جسکو اسکے باپ نے وزیر السلطنت مظہر بن عبداللہ کے کہنے سے قید کردیا تھا) نقیب ابواحمد (شریف رضی کے والد) قاضی ابو محمد بن معروف اور ابو نصر خواشادہ کو قید سے رہا کردیا۔ ان سبھوں کو اسکے باپ عضد الدولہ نے قید کیا تھا۔ اور اپنے بھائی صمصام الدولہ کے نام کا خطبہ موقوف کرکے اپنے نام کا خطبہ پڑھا۔ اس عرصہ میں اسکا بھائی ابوالحسن احمد اور ابو طاہر فیروزشاہ جسکو صمصام الدولہ نے شیراز میں جاگیریں دی تھیں شیراز پہونچ گیا یہ سنکر کہ شرف الدولہ نے فارس پر قبضہ کرلیا ہے اہواز کی طرف لوٹ گئے۔ شرف الدولہ نے قبضہ فارس کے بعد فوجیں جمع کرکے بصرہ پر دھاوا کردیا اور اس پر بھی قبضہ حاصل کرکے اپنے بھائی ابوالحسن کو مامور کیا صمصام الدولہ، شرف الدولہ کی چیرہ دستی اور پیشقدمی کوشش کے برافروختہ ہوگیا۔ بہت بڑی فوج بسر کردگی ابن تتش (عضد الدولہ کا حاجب تھا) روانہ کی، شرف الدولہ نے بھی اپنا لشکر ابوالاعزدبیس بن عفیف آمدی کی ماتحتی میں مقابلہ پر بھیجا۔ قرقوب کے باہر دونوں فریق کا مڈبھیڑ ہوا۔ اتفاق یہ کہ صمصام الدولہ کی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کھا گئی ابن تتش حاجب گرفتار ہوگیا۔ شرف الدولہ نے اہواز، رامہرمز پر قبضہ کرلیا اور ملک گیری کی ہوا دماغ میں سماگئی۔

موید الدولہ کی وفات معزالدولہ کی حکومت اصفہان پر واپسی

۳۷۳ھ میں موید الدولہ یوسف بن رکن الدولہ بن بویہ والی اصفہان، رے اور جرجان نے وفات پائی، اراکین دولت اور سپہ سالاران لشکر مجتمع ہوکر مشورہ کرنے لگے کہ کس کو سریر حکومت پر متمکن ہونا چاہیئے حاجب اسمٰعیل بن عباد نے رائے دی کہ فخر الدولہ ان شہروں کی حکومت کا سزاوار ہے اس وجہ سے کہ وہ بزرگ

خاندان ہے۔ اور نیز اس وجہ سے کہ وہ اس سے پہلے جرجان اور طبرستان پر حکومت کر چکا ہے۔ حاضرین جلسہ نے اس رائے سے اتفاق کیا چنانچہ فخر الدولہ کو نیشاپور سے بلا بھیجا۔ اسماعیل بن عباد نے لکھ بھیجا کہ اگر کسی وجہ سے بالفعل آپ نہ آسکتے ہوں تو اپنی طرف سے کسی کو بطور نائب مقرر کر دیجئے فخر الدولہ ان مراسلات کو دیکھ کر پھولے نہ سمایا۔ نیشاپور سے کوچ و قیام کرتا ہوا جرجان پہونچا۔ سرداران لشکر نے شاہانہ استقبال کیا۔ فوج نے سلامی دی۔ فخر الدولہ کرسی حکومت پر جلوہ افروز ہوا۔ اسماعیل ابن عباد کو قلمدان وزارت کا مالک بنانا چاہا۔ ابن عباد نے جواب دیا۔ مجھے معاف فرمائیے میں بقیہ زندگی یاد الٰہی میں گزارونگا۔ لیکن فخر الدولہ نے اسکو مجبور کر کے عہدہ وزارت پر مامور کیا۔ اور کوئی کام چھوٹا یا بڑا بلا مشورہ اسماعیل بن عباد نہیں کرتا تھا۔ صمصام الدولہ نے یہ رنگ ڈھنگ دیکھ کر اتحاد باہمی اور امداد کے عہد و پیمان کا مراسلہ بھیجا۔ باہم عہد و اقرار ہو گیا اسی زمانہ میں امیر نوح سامانی نے ابو العباس تاش کو حکومت خراسان سے معزول کر کے ابن سیمجور کو مقرر کیا۔ ابو العباس تاش نے بغاوت کا جھنڈا بلند کر دیا۔ ابن سیمجور آتش بغاوت فرو کرنے پر کمر بستہ ہوا۔ لڑائی ہوئی۔ ابو العباس تاش شکست کھا کر جرجان چلا گیا فخر الدولہ نے اسکی اشک شوئی کی۔ جرجان، دہستان اور استر آباد کی حکومت اسکے لئے چھوڑ دی رے چلا آیا۔ مال و اسباب اور آلات حرب سے اسکی مدد کی۔ ابو العباس تاش اس پشت گرمی سے خراسان کے قبضہ کو چلا لیکن کامیاب نہ ہوا۔ خائب و خاسر ہو کر جرجان واپس آیا۔ اور تین برس تک جرجان میں ٹھہرا رہا تا آنکہ ۳۹۷ھ میں بحالت قیام جرجان مر گیا۔ جیسا کہ ہم ملوک سامانی کے حالات میں لکھ آئے ہیں۔

محمد بن غانم کی فخر الدولہ سے بغاوت

تم اوپر غانم برزکانی (حسنویہ کا ماموں) کے حالات پڑھ آئے ہو کہ یہ کردوں کا سردار تھا، اور ۳۵۰ھ میں اس نے وفات پائی اور بجائے اسکے اسکا بیٹا ابو سالم قلعات بستان اور غانم آباد پر قابض

و متصرف ہوا۔ اور وزیر السلطنت ابو الفتح ابن عمید نے ان قلعات کو ابو سالم سے لڑکر چھین لیا۔ پس جب ۳۷۳ھ کا دور آیا تو محمد بن غانم نے کُردوں کو مجتمع کر کے اطراف قم میں فخر الدولہ کے خلاف بغاوت کا جھنڈا بلند کیا۔ سلطانی علاقہ جات کی مالگذاری وصول کرلی اور قلعہ ہفت خواں (یا ہفتجمان) میں قلعہ نشین ہو گیا۔ ایک گروہ کثیر برزیکانیوں کا اسکے پاس مجتمع ہو گیا۔ ماہ شوال ۳۷۳ھ میں متعدد فوجیں اسکے سرکوبی کو روانہ ہوئیں۔ محمد بن غانم ان کو شکست پر شکست دیتا چلا گیا۔ فخر الدولہ نے ابو النجم بدر بن حسنویہ کو محمد بن غانم کی بغاوت کا حال لکھا اور اس سے اپنی ناراضی ظاہر کی۔ چنانچہ ابو النجم بدر نے شروع ۳۷۴ھ میں باہم مصالحت کرادی۔ ایک برس تک مصالحت رہی۔ بعد اسکے پھر اَن بَن ہو گئی۔ ۳۷۵ھ میں فخر الدولہ کا لشکر پھر محمد بن غانم سے معرکہ آرا ہوا۔ محمد بن غانم کو ایک نیزہ لگا۔ گرفتار کر لیا گیا۔ اور اسی زخم کے صدمہ سے مرگیا۔

باذکردی اور دیلم ہم اوپر موصل اور صوبہ موصل پر عضد الدولہ کے قبضہ کرنے کا حال تحریر کر آئے ہیں اور نیز باذکردی[1] (بنی مروان کے ماموں) کے حالات بھی لکھ آئے ہیں جبکہ عضد الدولہ نے موصل پر قبضہ کر لیا تھا اور باذکردی کو اس سے دیار بکر کے نکل جانے کا خطرہ پیدا ہوا تھا۔ چنانچہ اسی خیال سے باذکردی ان شہروں میں لوٹ مار کیا کرتا تھا۔ تا آنکہ اسکی حکومت کو استقلال حاصل ہو گیا۔ میافارقین پر قبضہ کرلیا۔ جیسا کہ ہم ان واقعات کو تمام و کمال بنی مروان کے حالات میں تحریر کر آئے ہیں۔

صمصام الدولہ نے باذکردی کے مقابلہ پر ابو سعید[2] بہرام بن اردشیر کو مامور کیا بے شمار فوجیں دیں۔ ضرورت سے زیادہ آلات حرب دیئے۔ باذکردی نے ابو سعید کو ہزیمت دی

[1] باذکردی کا نام ابو عبداللہ حسین بن دوستک تھا۔ اکراد حمیدیہ کا ایک عظیم الجثہ، قوی الخلقہ شخص تھا۔
دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۱۲ مطبوعہ مصر

[2] بہرام بن اردشیر کی کنیت ابو سعید تھی نہ کہ ابو سعد دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۱۵ مطبوعہ مصر

اور اس کے بعض سپہ سالاروں کو گرفتار کر لیا۔ صمصام الدولہ نے دوسری فوج ابو سعید حاجب کی ماتحتی میں روانہ کی۔ مقام خابور حسینیہ مضافات کو اشی میں دونوں فریق نے مورچے قائم کئے۔ گھمسان لڑائی ہوئی۔ ابوسعید، میدان جنگ سے ہزیمت اوٹھا کر موصل بھاگ آیا۔ بادکردی نے ہزاروں دیلمی کو قتل و قید کیا۔ عوام الناس بھی ان جاں باختہ دیلمیوں پر ٹوٹ پڑے۔ بہت بڑی خونریزی ہوئی۔ بعداسکے بادکردی نے موصل کا رُخ کیا۔ ابوسعید، موصل چھوڑ کر بھاگ گیا۔ بادکردی نے قبضہ کرلیا۔ یہ واقعہ ۳۷۳ھ کا ہے ان کامیابیوں سے بادکردی کے حوصلے بڑھ گئے۔ حکومت بغداد کا شوق چرایا، اور وہاں سے دیلم کے نکالنے کا ولولہ پیدا ہوا۔ صمصام الدولہ کو اس سے خطرہ پیدا ہوا، زیاد بن شہراکویہ کو جو کہ سپہ سالاران دیلم سے ایک نامی سردار تھا بادکردی سے جنگ کرنے کو روانہ کیا۔ فوجیں، مال اور اسباب جنگ ضرورت سے زیادہ دیا۔ ۱ ۵ صفر ۳۷۴ھ میں، بادکردی سے مڈبھیڑ ہوئی۔ بادکردی شکست کھا کر بھاگا۔ اسکے اکثر ہمراہی گرفتار کر لئے گئے۔ زیاد بن شہراکویہ فتحیابی کا جھنڈا لیے ہوئے موصل میں داخل ہوا، بادکردی کے تعاقب پر فوجیں روانہ کیں ایک فوج کے ساتھ سعید حاجب کو جزیرہ ابن عمر کی طرف روانہ کیا، دوسری فوج نصیبین کی جانب بھیجی، بادکری نے بھی دیار بکر میں پہونچکر بہت سے ادمیوں کو مجتمع کر کے فوج کی صورت میں مرتب کر لیا تھا۔ اسوجہ سے کوئی کامیابی نہوئی۔ تب صمصام الدولہ نے سعد الدولہ بن سیف الدولہ کو اس مضمون کا خط لکھا "چونکہ بادکردی باغی نے دیار بکر میں جاکر پناہ لی ہے تم دیار بکر میرے حوالہ کردیں اس باغی کی سرکوبی کی غرض سے فوج کشی کرونگا"، سعد الدولہ نے فوج کشی کی اجازت دیدی صمصام الدولہ نے حلب سے فوجیں روانہ کیں۔ میافارقین کا محاصرہ کر لیا۔ لیکن بادکردی

---

۱ صمصام الدولہ نے دو بار ہ فوجیں ابو القاسم سعید بن بہرام حاجب کی بسرکردگی میں روانہ کی تھیں۔ چھاپہ کی غلطی ہے بجائے ابو القاسم کے ابوسعید لکھ گیا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۱۵ مطبوعہ مصر

کی بڑھی ہوئی لوٹ کا مقابلہ نہ کرسکیں، ناکامی کے ساتھ حلب واپس آئیں۔ اسوقت سعید حاجب نے یہ چال اختیار کی کہ ایک شخص کو بہت سامال دیکر بادکردی کے قتل پر مامور کیا۔ یہ شخص رات کے وقت، بادکردی کے خیمہ میں گیا۔ بادکردی سو رہا تھا۔ تلوار چلائی، بادکردی ایسا زخمی ہوا کہ قریب ہلاکت پہونچ گیا۔ فریقین میں مصالحت کی گفتگو ہونے لگی بالآخر دیار بکر اور نصف طور عبدین بادکردی کو دیکر سعید حاجب نے مصالحت کرلی۔ دیلمی فوجیں بغداد واپس آئیں اور سعید حاجب موصل ہی میں ٹھہرا رہا۔ تاآنکہ ۳۷۷ھ عہد حکومت شرف الدولہ میں مرگیا شرف الدولہ نے بجائے سعید حاجب کے ابونصر خواشادہ کو حکومت موصل پر مامور کرکے ایک فوج کے ساتھ موصل کی طرف روانہ کیا۔ بادکردی کو سعید کے مرنے کے بعد موصل پر قبضہ کرنے کی پھر طمع دامنگیر ہوئی۔ فوجیں مہیا و آراستہ کرکے چڑھائی کردی۔ ابونصر نے شرف الدولہ کو اس سے مطلع کرکے مالی اور فوجی امداد کی درخواست کی اتفاق یہ کہ امداد کے آنے میں تاخیر ہوئی ابونصر نے مجبور ہوکر عربوں سے مدد کی درخواست کی بنی عقیل اور بنی نمیر کو پیام دیا کہ جس طرح ممکن ہو بادکردی کو موصل سے دور دفع کرو، میں تم لوگوں کو حسب خواہش جاگیریں دونگا۔ بنی عقیل اور بنی نمیر جنگ پر تیار ہوگئے۔ بادکردی موصل کی طرف بڑھ نہ سکا، طور عبدین واپس آیا۔ اور اپنے بھائی کو عربوں کے جنگ پر روانہ کیا۔ عربوں نے اسکو بری طور سے ہزیمت دی اور مار ڈالا۔ بعد اس کے شرف الدولہ کے موت کی خبر آئی۔ ابونصر خواشادہ موصل لوٹ آیا اور عربوں کا گروہ صحرا میں ٹھہرا ہوا بادکردی کو موصل پر اوترنے سے اس امید پر روکتا رہا۔ کہ موصل سے ابونصر خواشادہ فوجیں لیکر بادکردی کی مدافعت اور اس سے جنگ کرنے کو آئے۔ اس اثناء میں ابراہیم اور ابوالحسن پسران ناصر الدولہ بن حمدان آپہونچے اور انہوں نے موصل پر قبضہ کرلیا جیسا کہ ہم بنی حمدان کے حالات میں لکھ آئے ہیں۔

صمصام الدولہ کا

شرف الدولہ فارس پر قابض تھا، عمان میں بھی اسی کے نام کا

عمان پر قبضہ خطبہ پڑھا جاتا تھا۔ عمان پر اسکی طرف سے استاد ہرمز حکومت کر رہا تھا۔ صمصام الدولہ نے استاد ہرمز کو ملا کے بغاوت پر ابھار دیا چنانچہ استاد ہرمز نے بغاوت کا جھنڈا بلند کر دیا صمصام الدولہ کے علم حکومت کی اطاعت کا اظہار کر کے صمصام الدولہ کے نام کا خطبہ پڑھا۔ شرف الدولہ کو اسکی اطلاع ہوئی۔ فوجیں آراستہ کر کے استاد ہرمز کی سرکوبی کو روانہ کیا۔ استاد ہرمز مقابلہ پر آیا۔ لڑائی ہوئی۔ شرف الدولہ کی فوج نے استاد ہرمز کو ہزیمت دیکر گرفتار کر لیا۔ اور کسی قلعہ میں قید کر دیا۔ کثیر التعداد مال اس سے وصول کیا گیا۔ عمان جیسا کہ شرف الدولہ کے قبضہ میں تھا پھر اسی کے قبضہ میں چلا گیا[1]۔

ابو نصر بن عضد الدولہ اور صمصام الدولہ اسفار بن کردویہ دیلم کے بڑے سرداروں سے تھا اسکو کسی وجہ سے صمصام الدولہ سے کشیدگی اور منافرت پیدا ہوگئی، صمصام الدولہ کی اطاعت و فرمانبرداری سے منحرف ہو کر شرف الدولہ کی طرف مائل ہو گیا۔ شرف الدولہ اسوقت فارس میں تھا۔ اسفار کے منحرف ہو جانے سے لشکر کا بہت بڑا حصہ بھی باغی ہو گیا۔ سبھوں نے متفق ہو کر یہ رائے قائم کی کہ بہاء الدولہ ابو نصر بن عضد الدولہ کو اسکے بھائی شرف الدولہ کی طرف سے بطور نائب عراق کی کرسی حکومت پر متمکن ہونا چاہئے۔ چونکہ صمصام الدولہ ان دنوں علیل ہو گیا اسوجہ سے اسفار کو اس ارادہ میں کامیابی ہو گئی اور صمصام الدولہ کے پاس آنا جانا بند کر دیا۔ صمصام الدولہ نے اسفار سے خط و کتابت شروع کی (مگر اس سے کچھ کار برآری نہ ہوئی۔ اسفار کی سرکشی اور بغاوت اور زیادہ بڑھ گئی خلیفہ طایع کو لکھا کہ آپ اس فتنہ و فساد کو روکئے۔ خلیفہ طایع میں اسقدر کہاں طاقت تھی۔ معذوری کا عذر کر دیا۔ تب صمصام الدولہ نے فولاد زماندار کو اسفار کی سرکوبی کو لکھا۔ اگرچہ فولاد، اسفار کے دوستوں اور ساتھیوں میں تھا لیکن اسوجہ سے کہ فولاد

---

[1] یہ واقعہ ۳۷۶ھ کا ہے۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۱۶ مطبوعہ مصر

[2] میں نے مضمون مابین خطوط ہلالی تاریخ کامل ابن اثیر سے ترجمہ کر کے لکھا ہے۔ اصل کتاب ابن خلدون میں جگہ خالی ہے

ایک معمر اور معزز آدمی تھا اسفار کی اطاعت و متابعت پسند نہ کرتا تھا۔ فولاد نے بسر و چشم اس حکم کی تعمیل پر کمر باندھی۔ اسفار سے معرکہ آرا ہوا۔ اور شکست دی۔ ابو نصر بہاؤ الدولہ کو گرفتار کر کے اسکے بھائی صمصام الدولہ کی خدمت میں پیش کیا صمصام الدولہ کا دل بہاؤ الدولہ کو اس حالت میں دیکھکر بھر آیا) اور یہ سمجھکر کہ یہ ابھی لڑکا ہے اسکا کوئی قصور نہیں ہے۔ ازراہ عنایت بزرگانہ آزاد و رہا کر دیا۔ اور وزیر ابن سعد انکو چونکہ اسکی دلی ہمدردی اور رجحان طبیعت ابو نصر کی طرف تھی اور اسکی اطلاع صمصام الدولہ کو ہوگئی تھی اسوجہ سے معزول کر دیا اور مار ڈالا۔ اس شکست کے بعد اسفار امیر ابو الحسین بن عضد الدولہ کے پاس اہواز چلا گیا اور فوجیں شرف الدولہ کی مطیع ہوگئیں۔

قرامطہ کا کوفہ پر قبضہ اور انہزام

قرامطہ کا رعب و داب اس زمانہ کے سلاطین اور اہل دولت پر بیٹھا ہوا تھا اور اکثر اوقات انکو مال و زر دیکر ان کے شر سے اپنے کو بچاتے تھے۔ چنانچہ معز الدولہ نے اور اسکے بیٹے عز الدولہ بختیار نے دار الخلافت بغداد اور اسکے مضافات میں قرامطہ کو جاگیریں دے رکھی تھیں۔ ابو بکر بن شاہور نامی ایک شخص (قرامطہ کا نائب) دار الخلافت بغداد میں رہا کرتا تھا۔ اس کا رعب و داب وزیروں کی طرح تھا اور انہیں کی طرح حکومت کرتا تھا۔ صمصام الدولہ نے اسکو گرفتار کر لیا۔ اسحاق اور جعفر سرداران قرامطہ، نیشاپور اور ہجر میں مشترکاً امارت کرتے تھے۔ ان دونوں کو ابو بکر کی گرفتاری کی خبر لگی۔ فوجیں آراستہ و مرتب کر کے کوفہ پر چڑھ آئے اور قبضہ کر لیا۔ شرف الدولہ کے نام کا خطبہ پڑھا۔ صمصام الدولہ نے اسحاق اور جعفر کو اس پر عتاب آمود خط لکھا۔ ان دونوں نے جواب دیا کہ آپ نے چونکہ ہمارے نائب بغداد کو گرفتار کر لیا ہے اسوجہ سے ہم لوگوں نے کوفہ پر قبضہ کر لیا ہے۔ ادہر یہ جواب روانہ کیا اُدہر طوفان بے تمیزی کی طرح اُدھم کھڑے ہوئے۔ قرب و جوار کے دیہات اور شہروں میں پھیل گئے اور خراج وصول کر لیا۔ ابو قیس حسن بن منذر جو انکے

نامور سرداروں سے تھا جامعین تک پہونچ گیا صمصام الدولہ نے انکے روک تھام کی غرض سے فوجیں بھیجیں۔ عرب کا بھی ایک گروہ اس فوج میں تھا۔ دریائے فرات کو عبور کرکے قرامطہ سے معرکہ آرائی کی۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد قرامطہ کو ہزیمت ہوئی۔ نامی نامی سردار مارے گئے اور بہتیروں کو گرفتار کر لیا۔ بعد اسکے قرامطہ نے ایک دوسرا لشکر مرتب کرکے میدان جنگ میں بھیجا جامعین میں صمصام الدولہ کی فوج سے مڈبھیڑ ہوئی۔ اس معرکہ میں بھی قرامطہ کو شکست ہوئی اور انکا سردار مارا گیا بہتیرے گرفتار کر لئے گئے باقی ماندہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ صمصام الدولہ کی فوج نے تعاقب کیا مگر قرامطہ ہاتھ نہ آئے

اہواز و بغداد پر شرف الدولہ کا قبضہ

۳۷۵ھ میں) شرف الدولہ ابوالفوارس بن عضد الدولہ فارس سے بقصد قبضہ اہواز روانہ ہوا۔ اہواز پر اسکا بھائی ابوالحسین ۳۷۳ھ سے جبکہ صمصام الدولہ کی فوج کو شکست ہوئی تھی قابض ہو گیا تھا۔ اور جس وقت صمصام الدولہ نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی تھی اپنے بھائیوں ابوالحسین اور ابوطاہر کو فارس کی حکومت پر بھیجا تھا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں۔ اتفاق یہ کہ ان دونوں کے پہونچنے سے پیشتر ان کا بھائی شرف الدولہ فارس پر قابض ہو گیا تھا پھر جب صمصام الدولہ نے فارس اور بصرہ پر قبضہ حاصل کیا تو اپنے دونوں بھائیوں کو بصرہ کی حکومت دی پھر جب صمصام الدولہ کی فوج کو شرف الدولہ کے مقابلہ میں شکست ہوئی تو صمصام الدولہ نے اپنے بھائی ابوالحسین کو اہواز پر فوج کشی کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ ابوالحسین نے اہواز پر قبضہ کرکے وہیں قیام کیا اور بصرہ کی حکومت پر اپنے بھائی ابوطاہر کو بطور اپنے نائب کے چھوڑ گیا۔ الغرض جب شرف الدولہ نے (۳۷۶ھ میں) اہواز کے قصد سے نقل و حرکت کی تو ایک خط ابوالحسین کے پاس اس مضمون کا لکھ کے روانہ کیا کہ تم عراق چلے جاؤ میں تمکو تمہارے مقبوضات پر بحال رکھونگا۔ ابوالحسین اس خط کو دیکھ کے آگ بگولا ہو گیا۔ مدافعت کی تیاری کی شرف الدولہ نے نہایت تیزی سے مسافت طے کرکے ارجان پر آ اترا اور اس پر قبضہ

کر لیا۔ بعد ازاں رامہرمز کی طرف بڑھا۔ ابوالحسین کے رکاب کی فوج ان خبروں کو سن کے باغی ہو گئی اور شرف الدولہ کی اطاعت کا اظہار کر دیا۔ ابوالحسین گھبرا کے اپنے چچا فخر الدولہ کے پاس رے بھاگ گیا۔ فخر الدولہ نے ابوالحسین کو اصفہان میں ٹھیرایا۔ امداد دینے کا وعدہ کیا۔ لیکن کچھ ایسا اتفاق پیش آگیا کہ فخر الدولہ نے امداد نہ دی اور ایک مدت مدید گزر گئی۔ ابوالحسن کے دل میں بدنیتی سمائی۔ اصفہان پر قبضہ کرنے کے قصد سے اپنے بھائی شرف الدولہ کی اطاعت کا اظہار کر دیا۔ اس سے لشکر میں بغاوت پھیل گئی۔ کیونکہ لشکریوں کا رحجان طبع فخر الدولہ کی طرف تھا چنانچہ لشکریوں نے ابوالحسین کو گرفتار کر کے فخر الدولہ کے پاس رے بھیجدیا۔ فخر الدولہ نے ابوالحسین کو جیل میں ڈالدیا تا آنکہ فخر الدولہ ایک سخت علالت میں مبتلا ہوا جب مرض میں اشتداد پیدا ہوا تو ایک شخص کو ابوالحسین کے قتل پر مامور کر دیا جس نے قید خانہ میں جاکر ابوالحسین کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔

اہواز سے ابوالحسین کے بھاگنے کے بعد شرف الدولہ نے پہونچ کر قبضہ کر لیا۔ اور بصرہ کی طرف اپنے ایک سپہ سالار کو کچھ فوج دے کے روانہ کیا۔ اس سپہ سالار نے بصرہ پر قبضہ کر کے اسکے بھائی ابوطاہر کو گرفتار کر لیا۔ ان واقعات سے صمصام الدولہ نے مطلع ہوکر صلح کا پیام بھیجا۔ شرط یہ قرار پائی تھی کہ بغداد میں شرف الدولہ کے نام کا خطبہ پڑھا جائے۔ خلیفہ طایع نے اپنی طرف سے شرف الدولہ کو خطاب مرحمت کیا، خلعت بھیجے اتنے میں صمصام الدولہ کا ایلچی صلحنامہ مکمل کرانے کو آگیا۔ شریف ابوالحسن محمد بن عمر کوفی صلح کرنے کا مخالف تھا شرف الدولہ کو بغداد پر قبضہ کرنے پر ابھار رہا تھا۔ اس اثناء میں سپہ سالاران بغداد کے خطوط اظہار اطاعت کے آپہونچے۔ اہل واسط نے اطاعت و فرمانبرداری کا پیام بھیجا اسوجہ سے شرف الدولہ نے صلح نہ کی۔ واسط کی طرف بڑھا اور اسپر قبضہ کر لیا۔ صمصام الدولہ نے اپنے بھائی ابونصر کو قید سے رہا کر کے شرف الدولہ کے پاس بھیجا۔ عنایت و الطاف کی درخواست کی، شرف الدولہ نے ایک بھی نہ سنی۔ انہیں دنوں صمصام الدولہ کی فوج بھی

باغی ہو گئی۔ بعض مصاحبوں نے رائے دی کہ اپنے بھائی شرف الدولہ کی اطاعت قبول کر لیجئے۔ جھگڑا فساد سے نجات ملجائے، بعضوں نے یہ مشورہ دیا کہ آپ عکبرا چلے جائے اگر فوج فراہم ہو جائے گی تو خم ٹھونک کر کے مقابلہ کیجئے گا ورنہ موصل کا راستہ اختیار کیجئے گا اور وہاں پہونچ کے دیلم کو مجتمع کر کے اپنی گئی ہوئی قوت کو سنبھال لیجئے گا، کچھ لوگوں نے کہا اور بہتر یہ ہے کہ ہم لوگ فخر الدولہ کے پاس اصفہان چلے جائیں اور وہاں سے فارس پر جا کر قبضہ کر لیں۔ شرف الدولہ اسوقت عراق کی طمع میں خاک چھان رہا ہے، میدان خالی ہے۔ اسکے خزانہ اور ذخیروں پر بھی بآسانی قابض ہو جائنگے۔ ایسی حالت میں جھک کر شرف الدولہ صلح کرے گا، صمصام الدولہ نے ان رایوں میں سے کسی پر عمل نہ کیا۔ معہ اپنے خواص کے سوار ہو کے اپنے بھائی شرف الدولہ کے پاس چلا گیا۔ شرف الدولہ نہایت اخلاق سے ملا۔ پھر جب رخصت ہو کر نکلا تو شرف الدولہ نے گرفتار کرا لیا۔ اور بغداد کی طرف کوچ کر دیا چنانچہ ماہ رمضان ۳۷۶ھ میں بغداد میں داخل ہوا صمصام الدولہ بھی پابزنجیر ساتھ ساتھ تھا۔ اس نے چار برس عراق پر حکمرانی کی۔

بغداد میں دیلم اور ترک

جسوقت شرف الدولہ دارالخلافت بغداد میں داخل ہوا تھا دیلم کا ایک گروہ عظیم اسکے رکاب میں تھا جسکی تعداد پندرہ ہزار تک پہونچ گئی تھی۔ ترک تین ہزار سے زیادہ نہ تھے۔ دیلم اپنی کثرت پر اترا گئے۔ جوں ہی بغداد میں داخل ہوئے انکے اور ترکوں کے لواحقوں اور توابع میں کچھ ایسی باتیں پیش آگئیں جو رفتہ رفتہ لڑائی کی حد تک پہونچ گئیں۔ چونکہ دیلم کی تعداد زیادہ تھی اسوجہ سے ترکوں کو دبنا پڑا۔ دیلم نے اعلان کر دیا کہ صمصام الدولہ کو حکومت کی کرسی پر پھر متمکن کرنا چاہئے۔ شرف الدولہ یہ سُن کے ششدر رہ گیا اور دیلم کی ہواخواہی سے مشتبہ ہو گیا۔ تدبیر یہ کی کہ ایک شخص کو صمصام الدولہ پر متعین کر دیا کہ اگر دیلم زیادہ سر اٹھائیں اور اپنے قصد کو پورا کرنے پر آمادہ ہوں تو صمصام الدولہ کو قتل کر ڈالنا۔ بعد اسکے ترکوں نے

پھر شورش کی اور دیلم کو زیر کر دیا۔ دیلم باوجود کثرت کے مقابلہ نہ کر سکے، متفرق اور منتشر ہو گئے۔ بعضوں نے شرف الدولہ کے دامن میں جا کے پناہ لی۔ اور بعضوں نے بغداد چھوڑ دیا۔ اسکے اگلے دن شرف الدولہ دربار خلافت میں حاضر ہوا۔ خلیفہ طایع نے عزت و احترام سے ملاقات کی۔ اور اس اتفاقی واقعہ میں صحیح و سلامت رہنے پر مبارک باد دی۔ پھر شرف الدولہ نے دیلم اور ترک میں مصالحت کرا دی۔ سبھوں نے آیندہ فتنہ و فساد نہ کرنے کی قسمیں لیں۔ صمصام الدولہ کو فارس بھیج دیا اور وہیں قلعہ ورا میں محبوس کر دیا۔ نحریر خادم کی یہ رائے تھی کہ صمصام الدولہ کو مار ڈالنا چاہیئے۔ یا آنکھوں میں نیل کی سلائی پھیر دیجائے لیکن کسی نے اس رائے سے اتفاق نہ کیا۔ ۳۷۹ھ تک صمصام الدولہ قید کی مصیبتیں جھیلتا رہا۔ اس اثنا میں شرف الدولہ بیمار ہو گیا۔ قریب بہ ہلاکت پہونچ گیا۔ پھر نحریر خادم نے صمصام الدولہ کے قتل یا آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھیرنے کی رائے دی۔ اور شرف الدولہ کو سمجھا کر راضی کر لیا۔ چنانچہ شرف الدولہ نے ایک شخص[1] کو جسپر زیادہ بھروسہ تھا اس کام پر مامور کر کے فارس روانہ کیا۔ لیکن اس شخص کو اس کام کی جرأت نہوئی ابوالقاسم علاء بن حسن ناظر سے مشورہ کیا۔ ابوالقاسم نے کہا "ڈر کس کا ہے جا صمصام الدولہ کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھیر دے" چنانچہ اس شخص نے صمصام الدولہ کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھیر دیں۔ صمصام الدولہ کہا جاتا تھا "مجھے تو علاء نے اندھا کیا کیونکہ یہ حکم تو مردہ بادشاہ کا تھا"[2]

شرف الدولہ نے لشکریوں کی لڑائی اور فساد باہمی سے فراغت حاصل کر کے انتظام ممالک کی جانب توجہ کی۔ شریف محمد بن عمر کوفی کو اسکا مال اور مقبوضہ بلاد واپس دیدیئے جنکی سالانہ آمدنی پانچ لاکھ

---

[1] محمد شیرازی فراش کو اس کام پر شرف الدولہ نے مامور کیا تھا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۲۵ مطبوعہ مصر۔

[2] واقعہ یہ ہے کہ محمد شیرازی کے فارس پہونچنے سے پیشتر شرف الدولہ کا انتقال ہو چکا تھا۔ اسی وجہ سے محمد شیرازی کو اس حکم کی تعمیل میں تردد ہوا اور ابوالقاسم علاء سے اس بابت مشورہ کیا۔ ابوالقاسم نے تعمیل حکم پر زور دیا گویا یہی محرک صمصام الدولہ کے نابینا ہونے کا ہوا اور شرف الدولہ تو مر چکا تھا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۲۵ مطبوعہ مصر

بیس ہزار درہم تھی۔ نقیب ابواحمد والد رضی کو بھی اسکے کل املاک واپس کر دیئے۔ لوگوں کو حسب مراتب عہدوں پر مقرر کیا۔ وزیر السلطنت ابو محمد بن فسانجس کو گرفتار کر کے قلمدان وزارت ابو منصور بن صالحان کو عنایت کیا چونکہ قراتکین نے دولت و حکومت پر استیداد حاصل کر لیا تھا۔ امراء اور حکام کے دلوں پر اسکا رعب بیٹھ گیا تھا اسوجہ سے شرف الدولہ کو قراتکین کے نکالنے کی فکر ہوئی۔ بدر بن حسنویہ سے شرف الدولہ کو یہ ملال تھا کہ اس نے فخر الدولہ (شرف الدولہ کے چچا) سے میل جول پیدا کر رکھا تھا۔ پس بدر بن حسنویہ کے زیر کرنے کے حیلہ سے قراتکین کو فوجیں دیکر ۳۷۷ھ میں بغداد سے روانہ کر دیا۔ وادی قرمسین میں معرکہ آرائی کی نوبت آئی، پہلے تو قراتکین نے بدر کو ہزیمت دی اور اسکے مورچوں پر قبضہ کر لیا بعد ازاں بدر نے پلٹ کر ایسا قوی حملہ کیا کہ قراتکین کے لشکر کے پاؤں اکھڑ گئے۔ فتحمند گروہ نے قتل اور غارت کا ہاتھ بڑھایا۔ معدودے چند آدمیوں کے ساتھ قراتکین جان بچا کر نہروان کے پل کی طرف بھاگا۔ جب کچھ اور ہزیمت خوردہ فوج آکر مجتمع ہوئی تو بغداد میں داخل ہوا۔ بدر بن حسنویہ نے کل صوبجات جبل پر قبضہ کر لیا۔

قراتکین نے بغداد میں واپس آکر وزیر ابو منصور بن صالحان کے خلاف لشکر کو ابھار دیا۔ سارے شہر میں ایک ہنگامہ برپا ہو گیا۔ شرف الدولہ نے درمیان میں پڑ کر وزیر ابو منصور اور قراتکین سے میل کرا دیا۔ لشکر کا جوش فرو ہو گیا۔ لیکن اس فتنہ پردازی کا شرف الدولہ کے دل میں غبار باقی رہ گیا۔ بعد چند دنوں کے موقع پا کے قراتکین کو مع اسکے مشیروں اور مصاحبوں کے گرفتار کر لیا۔ کل مال و اسباب ضبط کر لیا۔ فوج میں اس سے شورش پیدا ہوئی شرف الدولہ نے فوراً قراتکین کو قتل کر کے بجائے اسکے طغان حاجب کو مقرر کر دیا۔ شورش فرو ہو گئی۔

پھر ۳۷۷ھ میں شرف الدولہ نے شکر خادم کو بھی گرفتار کر لیا۔ شکر خادم عضد الدولہ (پدر شرف الدولہ) کے ایسے مخصوص تر آدمیوں سے تھا کہ کوئی کام عضد الدولہ بغیر مشورہ شکر خادم نہ کرتا تھا چونکہ شکر خادم اکثر اوقات شرف الدولہ کی چغلی اسکے باپ عضد الدولہ سے کیا

کرتا تھا اسوجہ سے شرف الدولہ اپنے باپ کے زمانہ سے اس سے رنج رکھتا رکھتا تھا۔ منجملہ اور چغلیوں کے ایک یہ تھی کہ اس نے بغرض خوشنودی و تقرب صمصام الدولہ، عضدالدولہ سے کمسن کے شرف الدولہ کو بغداد سے کرمان کی طرف بھجوا دیا تھا۔ پس جب شرف الدولہ دارالخلافت بغداد پر قابض ہوا تو شکر خادم روپوش ہوگیا۔ بہت جستجو کی نہ پایا۔ شکر خادم کے پاس ایک خوبصورت لونڈی تھی۔ اسکو کسی دوسرے سے تعلق ہوگیا۔ شکر خادم اسکو تاڑ گیا۔ مار پیٹ کی جس سے اس لونڈی کو غصہ پیدا ہوا۔ سیدھی شرف الدولہ کے پاس چلی گئی اور شکر خادم کا پتہ بتا دیا بلکہ اپنے ہمراہ شرف الدولہ کے سرہنگوں کو لیجا کر گرفتار کرا دیا شرف الدولہ نے شکر خادم کے قتل کا قصد کیا۔ نحریر خادم نے سفارش کی۔ شرف الدولہ نے شکر خادم کو نحریر کو دیدیا۔ بعد اسکے شکر خادم نے حج کی اجازت چاہی بغداد سے مکہ معظمہ گیا اور پھر وہاں سے مصر چلا گیا۔ خلفاء شیعہ مصر نے اپنے خواص میں داخل کرلیا۔ اور مراتب اعلیٰ سے سرفراز فرمایا۔

شرف الدولہ کی وفات بہاء الدولہ کی حکومت

یکم جمادی الآخرہ ۳۷۹ھ میں شرف الدولہ ابوالفوارس شیرزیک بن عضدالدولہ بادشاہ عراق نے دو برس آٹھ مہینے حکومت کرکے وفات پائی۔ مشہد علیؓ میں مدفون ہوا، جسوقت اسکی علالت بڑھی اپنے بیٹے ابوعلی کو معہ اسکی ماں کے فارس بھیجدیا مال و اسباب اور خزانوں کو بھی اسکے ساتھ بغداد سے منتقل کردیا۔ حفاظت کی غرض سے ترکوں کا ایک عظیم گروہ ہمراہ کیا۔ اراکین دولت نے عرض کی "کسی کو اپنا ولیعہد مقرر فرمائے" جواب دیا "مجھے اسکی فرصت نہیں ہے"۔ پھر گذارش کی "اچھا اپنے بھائی بہاء الدولہ کو اپنی نیابت پر مامور کیجئے تاکہ کسی قسم کی شورش نہ ہونے پائے اور آپکو اس مرض سے افاقہ ہوجائے"، چنانچہ شرف الدولہ نے بہاء الدولہ کو اپنا نائب بنایا۔

شرف الدولہ کے انتقال کے بعد بہاء الدولہ عزاداری کو بیٹھا۔ خلیفہ طائع تعزیت کرنے

کو آیا۔ بہاء الدولہ نے زمین بوسی کی، خلیفہ طائع نے شاہی خلعت سے سرفراز کیا اور محلسرائے خلافت میں واپس آیا۔ بہاء الدولہ نے ابو منصور بن صالحان کو وزارت کے عہدہ پر بدستور بحال رکھا۔

صمصام الدولہ اور ابو علی بن شرف الدولہ

ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں کہ جسوقت شرف الدولہ نے ۳۷۶ھ میں دارالخلافت بغداد پر قبضہ حاصل کیا تھا اسی زمانہ میں اپنے بھائی صمصام الدولہ کو قلعہ درد قریب شیراز صوبہ فارس میں قید کر دیا تھا پس جب شرف الدولہ مر گیا اور اسکے موت کی خبر اسکے بیٹے ابو علی کو بصرہ میں پہونچی تو ابو علی نے مال و اسباب اور خزانہ کو براہ دریا ارجان روانہ کیا اور خود خشکی کے راستے سے طے مسافت کرکے ارجان پہونچ گیا۔ ترکوں کی فوج نے سلامی دی اور اسکے پاس مجتمع ہو گئے علاء بن حسن نے شیراز سے صمصام الدولہ کو یہ حالات لکھ بھیجے، صمصام الدولہ قید سے نکلکر ملک گیری کو چلا ابو علی نے شیراز کی جانب روانگی کا قصد کیا۔ لشکریوں نے کمریں باندھ لیں، دیلم بھی ساتھ ہو لئے صمصام الدولہ اور ترک کا دل بادل گروہ مقابلہ پر آیا۔ مدتوں ترکوں اور دیلم سے معرکہ آرائی ہوتی رہی نتیجہ کوئی نہوا بالآخر صمصام الدولہ نسا کی طرف چلا گیا اور اتراک اسکے رکابھ نسا میں پہونچکران لوگوں نے دُند مچادی۔ جو کچھ پایا لوٹ لیا دیلمیوں سے برسرپیکار آئے۔ قتل کیا، انکے مال و اسباب اور آلات حرب پر خار تگری کے ہاتھ بڑہائے۔ ابو علی بادل ناخواستہ پھر ارجان کی طرف روانہ ہوا۔ اور ترکوں کو شیراز کی جانب بھیجدیا صمصام الدولہ اور دیلم سے مڈبھیڑ ہو گئی ترکوں نے شہر کو تاخت و تاراج کیا اور مال غنیمت لیکر ارجان واپس آئے۔ اس کے بعد بہاء الدولہ (عم ابو علی) کا ایلچی دارالخلافت بغداد سے آیا۔ انعام و صلے دینے کا وعدہ کیا تھا اور خلعت بھیجی تھی۔ ایلچی نے ترکوں کو ملا لیا۔ چنانچہ ترکوں نے ابو علی کو دارالخلافت بغداد اسکے چچا بہاء الدولہ کے پاس چلنے پر آمادہ کر لیا۔ ابو علی معہ افواج اتراک دارالخلافت بغداد کی طرف روانہ ہوا۔ واسط میں جبکہ ۳۸۰ھ کا نصف اول گزر چکا تھا ملاقات ہوئی بہاء الدولہ نے بظاہر خاطر داری اور تواضع کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ عزت و احترام سے ٹھہرایا لیکن

پھر موقع پاکر بعد چندے گرفتار کر لیا اور قتل کر ڈالا۔ ابو علی کے قتل کرنے کے بعد فارس کی طرف روانگی کی تیاری کی۔

فخر الدولہ والی رے کا عراق جانا اور مراجعت

چونکہ دار الخلافت بغداد میں قیام کرنا باعث شرف و اعزاز تھا اسوجہ سے فخر الدولہ بن رکن الدولہ کا وزیر السلطنت ابو القاسم بن عباد حکومت عراق کو زیادہ پسند کرتا تھا اور بغداد میں قیام کا خواب اکثر دیکھا کرتا تھا۔ پس جب شرف الدولہ سلطان بغداد نے وفات پائی ابو القاسم بن عباد کو موقع مل گیا فخر الدولہ کے پاس ایک چلتا پرزہ شخص بھیجدیا جس نے قبضہ بغداد کی ایسی پٹی پڑھائی کہ فخر الدولہ نے بیچینی کے ساتھ ابو القاسم بن عباد سے قبضہ بغداد کی بابت مشورہ اور اسکی رائے دریافت کی ابو القاسم نے بمصداق "من بھائے موڑا ہلائے" بلطائف الحیل جواب دینے میں تاخیر کی۔ جب فخر الدولہ کا اصرار بڑھا اسکے حکم کی تعمیل پر تیار ہوا۔ فوجیں مرتب کرکے ہمدان کی طرف روانہ ہوا۔ بدر بن حسنویہ اور دبیس بن عفیف اسدی ذ فد ہو کر حاضر ہوا۔ عراق پر فوج کشی کرنے کا باہم مشورہ کیا۔ چنانچہ ابو القاسم بن عباد اور بدر بطور مقدمۃ الجیش جادہ کی جانب بڑھے، فخر الدولہ نے خوزستان کا رخ کیا۔ بعد چندے فخر الدولہ کو یہ شبہ پیدا ہوا کہ مبادا ابو القاسم بن عباد، عضد الدولہ کے ترکوں سے نہ مل جائے۔ اسوجہ سے ابو القاسم کو واپس بلا لیا اور سب کے سب متفق ہو کر اہواز کی طرف روانہ ہوئے۔ اور کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا۔ قبضہ اہواز کے بعد فخر الدولہ کا دماغ پھر گیا۔ لشکریوں کے ساتھ سختی اور بداخلاقی کا برتاؤ کرنے لگا تنخواہیں اور روزینے بند کر دیئے۔ لشکریوں میں بغاوت کا مادہ پھوٹ نکلا۔ ابو القاسم اس طوفان بے امتیازی کو روک سکتا تھا مگر اسکو اسی زمانہ سے ناراضی پیدا ہو گئی تھی جبکہ فخر الدولہ نے بشبہ سازش اولاد عضد الدولہ اثنار راہ سے واپس بلا لیا تھا معاملات ردیراہ نہوسے لشکریوں کی مخالفت روز بروز بڑھتی ہی گئی اس اثناء میں بہار الدولہ نے ایک عظیم لشکر اہواز پر قبضہ کرنے کو روانہ کیا فخر الدولہ برسر

مقابلہ آیا۔ لڑائیاں ہوئیں۔ اتفاق یہ کہ انہیں دنوں دجلہ کی طغیانی کی وجہ سے اہواز کی نہروں کا بند ٹوٹ گیا فخر الدولہ کے لشکر نے یہ خیال کر کے کہ فخر الدولہ نے ہم لوگوں کو زچ کرنے کی غرض سے بند توڑ وا دیئے ہیں میدان جنگ خالی کر دیا۔ ابو القاسم نے فخر الدولہ کو مشورہ دیا کہ ایسے وقت میں اگر آپ لشکریوں کی تنخواہیں اور روزینے دیدیں تو عجب نہیں ہے کہ یہ پھر آپ کے مطیع و فرمانبردار اور جان نثاری پر تیار ہو جائیں لیکن فخر الدولہ نے کچھ سماعت نہ کی۔ اور کل فوج اس سے علیحدہ ہو گئی۔ مجبوراً رے کی جانب واپس ہوا اثناء راہ میں دیلم اور رے کے چند سرداروں کو گرفتار کر لیا۔ اہواز پر بدستور بہاء الدولہ کی حکومت کا پرچم اڑانے لگا۔

بہاء الدولہ اور صمصام الدولہ

قبضہ اہواز کے بعد بہاء الدولہ ۳۸۰ھ کے آخر میں بقصد قبضہ فارس، خوزستان کی طرف روانہ ہوا۔ دار الخلافت بغداد میں سرداران دیلم میں سے ابو نصر خواشادہ کو اپنی نیابت پر چھوڑ گیا۔ بصرہ پر قبضہ کرتا ہوا خوزستان پہنچا پس اسکے بھائی ابو طاہر کے مرنے کی خبر مسموع ہوئی۔ تعزیت کا جلسہ کیا۔ بعد اسکے ارجان پر پہنچکر قابض ہو گیا۔ جسقدر مال و اسباب تھا سب پر قبضہ کر لیا۔ لشکریوں نے شور و غل مچایا۔ بہاء الدولہ نے سبھوں پر تقسیم کر دیا۔ ارجان کے مال و اسباب کی قیمت دس لاکھ دینار اور چونسٹھ لاکھ درہم تھی۔

قبضہ ارجان سے فارغ ہو کر اپنی فوج کے مقدمہ کو جسکا سردار ابو العلاء بن فضل تھا نوبندجان کی طرف روانہ کیا صمصام الدولہ کی فوج تاب مقاومت نہ لا سکی شکست کھا کر بھاگی صمصام الدولہ نے دوسرا لشکر بسر کردگی فولاد بن ماندان، نوبندجان روانہ کیا۔ اس نے ابو العلاء کو شکست فاش دی۔ یہ شکست بسازش و فریب وقوع میں آئی تھی۔ الغرض ابو العلاء شکست کھا کر ارجان چلا آیا۔ اور صمصام الدولہ، شیراز سے فولاد کے پاس نوبندجان چلا آیا۔ بعد اسکے صمصام الدولہ اور بہاء الدولہ میں صلح کا نامہ و پیام ہونے لگا۔ کاغذی گھوڑوں کے دوڑنے

کے بعد یہ طے پایا کہ بلاد فارس اور ارجان پر صمصام الدولہ کا قبضہ رہے اور خوزستان و عراق، بہاء الدولہ کا مقبوضہ سمجھا جائے اور دونوں فریق اپنے اپنے مقبوضہ بلاد میں بارک قابض و متصرف رہیں۔ دونوں فریق نے اس قرار داد کے مطابق قسمیں کھائیں اور کار بند ہوئے

صلح ہو جانے کے بعد بہاء الدولہ اہواز واپس آیا۔ اہواز پہنچنے پر بغداد میں جو واقعات ابین شیعہ واہل سنت وجماعت وقوع میں آئے تھے وہ گوش گزار ہوئے اور بغداد کے لٹنے، سکینوں کے بے خانماں ہو کر نکلنے کے حالات بھی سنے گئے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ہنوز ہنگامہ فرو نہیں ہوا۔ بہاء الدولہ نے بغرض اصلاح بغداد کی جانب کوچ کیا چنانچہ اسکے پہنچنے پر امن وامان قائم ہو گیا۔

طائع کی گرفتاری قادر کی خلافت

ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں کہ لشکریوں نے بوجہ تنخواہ نہ ملنے کے بہاء الدولہ سے مخالفت کی تھی اور اسکے وزیر السلطنت کو گرفتار کر لیا تھا لیکن اس سے کچھ کار براری نہ ہوئی۔ چونکہ ابوالحسن بن معلم، بہاء الدولہ پر قابو یافتہ ہو گیا تھا پس اسی نے بہاء الدولہ کو خلیفہ طائع کے مال کی طمع دلائی اور اس غریب خلیفہ کے گرفتار کر لینے پر آمادہ کیا، چنانچہ بہاء الدولہ نے خلافت مآب سے حاضری کی اجازت طلب کی خلافت مآب نے حسب دستور دربار منعقد کیا، بہاء الدولہ مع اپنے سرداروں کے دربار خلافت میں حاضر ہوا، اور اپنی کرسی پر بیٹھا، ایک دیلمی سردار خلیفہ طائع کی دست بوسی کو بڑھا اور اسکا ہاتھ پکڑ کے اپنی طرف کھینچا، خلیفہ طائع شور وغل اور فریاد کر رہا تھا اور انا للہ وانا الیہ راجعون کہتا جاتا تھا بہاء الدولہ نے خزائن اور مال واسباب پر قبضہ کر لیا۔ بازار میں ہلڑ مچ گیا۔ ایک نے دوسرے کا مال واسباب لوٹ لیا۔ بعد اسکے بہاء الدولہ، خلیفہ طائع کے پاس گیا اور معزولی کے محضر پر دستخط کرا یا۔ اور سریر خلافت پر متمکن کرنے کے لئے اسکے چچا قادر باللہ ابوالعباس احمد المقتدر کو بطیحہ سے طلب کیا۔ خلیفہ قادر زمانہ خلافت خلیفہ طائع میں بخوف جان بطیحہ بھاگ گیا تھا جیسا کہ خلافت عباسیہ کے حالات کے ضمن میں ہم تفصیل

لکھ آئے ہیں۔ یہ واقعات ۳۸۱ھ کے ہیں۔

بہاء الدولہ کا موصل پر قبضہ

ابوالرواد محمد بن مسیب امیر بنو عقیل نے ابو طاہر بن حمدان آخری بادشاہ بنو حمدان کو موصل میں قتل کر ڈالا تھا اور موصل پر متصرف اور متغلب ہو گیا تھا۔ چندے بہاء الدولہ کا غاشیہ اطاعت اپنی گردن پر رکھے رہا۔ یہ واقعہ جیسا کہ ہم اوپر اخبار بنو حمدان اور بنو مسیب میں بیان کر آئے ہیں ۳۸۰ھ کا ہے بعد اسکے ابوالرواد نے سرکشی کی بہاء الدولہ نے سرداران دیلم میں سے ابو جعفر حجاج بن ہرمز نامی ایک سپہ سالار کو فوج عظیم کے ساتھ ابوالرواد کی سرکوبی کو روانہ کیا چنانچہ ابو جعفر نے آخری ۳۸۱ھ میں موصل پر قبضہ کر لیا۔ بقیۃ السیف بنو عقیل، ابوالرواد سے ملے اور جنگ ابو جعفر پر باہم متفق ہو کر میدان کارزار کا راستہ لیا متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ ایک مدت تک سلسلہ جنگ جاری و قائم رہا۔ ابو جعفر نہایت مردانگی سے مقاومت کرتا رہا۔ آخر کار اسے ابوالرواد کو گرفتار کر لیا مگر پھر اس خوف سے کہ مبادا اہل موصل میں بغاوت نہ پھوٹ نکلے، ضمانت لیکر ابوالرواد کو رہا کر کے دارالخلافت بغداد بھیجدیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ بہاء الدولہ کے عتاب میں گرفتار ہو گیا تھا۔ ابوالرواد کی گرفتاری باشارہ ابن معلم ہوئی تھی۔ لیکن جب وزیر سلطنت کو اسکی اطلاع ہوئی تو اس نے ابوالرواد سے ضمانت لیکر بغداد بھیجدینے کا حکم دیدیا۔

ابن معلم کے حالات

ابن معلم کا نام ابوالحسن تھا۔ یہ نہایت چالاک اور فتین تھا۔ اس نے اپنی حکمت عملیوں سے بہاء الدولہ پر پورے طور سے قابو حاصل کر لیا تھا۔ جو چاہتا تھا کر گذرتا تھا۔ بڑے بڑے امور اسی کے اشارہ اور رائے سے کئے گئے۔ از انجملہ ابوالحسن محمد بن عمر علوی کا واقعہ ادبار ہے شرف الدولہ کے زمانہ حکومت میں ابوالحسن کا طوطی بولتا تھا۔ بہت بڑا مالدار اور صاحب جایداد تھا۔ جب بہاء الدولہ کے قبضہ میں زمام حکومت آئی تو ابن معلم نے لگانا بجھانا شروع کر دیا۔ اسکے مال و جایداد کی طمع دلائی۔ بہاء الدولہ نے اسکے اشارہ و سازش سے ابوالحسن کو گرفتار کر کے اسکے مال و جایداد پر بھی قبضہ کر لیا۔ بعد اسکے ابن معلم نے

بہاءالدولہ کو وزیر السلطنت منصور بن صالحان کی معزولی پر آمادہ کیا چنانچہ بہاءالدولہ نے بری طور سے اسکو معزول کر کے قبل روانگی خوزستان قلمدان وزارت ابو نصر سابور (خاندان اردشیر کا ایک ممبر تھا) کو سپرد کیا۔ پھر اسی ابن معلم نے بہاءالدولہ کو خلیفہ طائع کی معزولی اور اسکے مال و اسباب پر قبضہ کرنے پر اوبھارا اور کل اسباب و مال دارالخلافت کا بہاءالدولہ کے مکان پر اوٹھا لایا بعد چندے وزیر السلطنت ابو نصر سابور کی معزولی اور اد بار بھی اسی ابن معلم کے ہاتھوں ہوئی۔ عہدہ وزارت ابو القاسم عبدالعزیز بن یوسف کو عطا کیا گیا۔ خوزستان کی واپسی کے بعد ابو خواشادہ اور ابو عبداللہ طاہر کو ۳۸۱ھ میں گرفتار کرا کے جیل بھجوا دیا۔ وجہ یہ تھی کہ ان دونوں بدبختوں نے تحایف اور ہدایا، ابن معلم کو نہیں دیئے تھے پس اس نے بہاءالدولہ کو اشارہ کر دیا اس نے انکو زیر و زبر کر دیا۔ جب کثرت سے ایسے امور وقوع میں آئے تو لوگوں نے سرگوشیاں شروع کیں۔ لشکریوں نے بغاوت کر دی۔ بہاءالدولہ نے ہر چند ہنگامہ بغاوت دور کرنے کی کوشش کی کامیاب نہوا لشکریوں نے ابن معلم کے حوالہ کر دینے کا مطالبہ کیا۔ بہاءالدولہ نے ان لوگوں کے خوش و راضی کرنے کی غرض سے ابن معلم کو معہ اسکے کل اشاف کے گرفتار کر لیا لیکن فوجی اسپر راضی نہوئے اور اسکی حوالگی کا مطالبہ کرتے رہے۔ بالآخر بہاءالدولہ نے مجبور ہوکر ابن معلم کو لشکریوں کے حوالہ کر دیا لشکریوں نے فوراً اسکو قتل کر ڈالا۔ بعد اسکے وزیر السلطنت ابو القاسم لشکریوں کی بغاوت و سازش سے متہم ہوا۔ بہاءالدولہ نے اسکو گرفتار کر لیا بجائے ابو نصر سابور اور ابو نصر بن وزیر کو قلمدان وزارت عطا کیا۔ چنانچہ یہ دونوں عہدہ وزارت کو انجام دینے لگے۔

اولاد بختیار کا خروج اور قتل

عضدالدولہ نے بختیار کے لڑکوں کو جیل میں ڈالدیا تھا چنانچہ زمانہ حکومت عضدالدولہ میں بدستور قید کی مصیبتیں جھیلتے رہے۔ اس کے بعد صمصام الدولہ کا دور حکومت آیا۔ اسکی حکومت میں بھی انکو قید سے نجات نہ ملی

تا آنکہ شرف الدولہ سریر حکومت پر رونق افروز ہوا۔ اس نے ان لوگوں کو قید سے رہا کیا، بحسن سلوک پیش آیا اور شیراز میں کمال عزت واحترام سے ٹھہرایا، جاگیریں دیں۔ پس جب شرف الدولہ کا انتقال ہو گیا (اور بہاء الدولہ تخت حکومت پر متمکن ہوا) تو پھر ان غریبوں کو قید کی مصیبتوں میں گرفتار ہونا پڑا، بلاد فارس کے ایک قلعہ میں قید کر دیئے گئے ان لوگوں نے جیل کے سپاہیوں اور دیلم کے اس دستۂ فوج کو ملا لیا جو انکی نگرانی کے لئے مامور تھا، چنانچہ انلوگوں نے انکو جیل سے نکل جانے کا موقع دیدیا۔ یہ واقعہ ۳۸۳ھ کا ہے ان لوگوں کا جیل سے نکلنا تھا کہ اطراف وجوانب کے لوگ مجتمع ہو گئے جنمیں اکثر شاہی فوج کے پیادے تھے۔ رفتہ رفتہ یہ خبر صمصام الدولہ تک پہونچی صمصام الدولہ نے ابو علی بن استاد ہرمز کو بسر کردگی ایک عظیم فوج کے روانہ کیا۔ بختیار کے لڑکوں کے پاس جو لوگ آکر مجتمع ہو گئے تھے وہ شاہی سطوت سے ڈر کر متفرق ومنتشر ہو گئے۔ بختیار کے لڑکے مجبور ہو کر معہ ان دیلم کے جو انکے پاس رہ گئے تھے قلعہ نشین ہو گئے۔ ابو علی نے محاصرہ ڈالدیا۔ ایک روز موقع پاکر بباشش دیلم چند سرداروں کو قلعہ کی پوشیدہ راہ سے قلعہ میں بھیجدیا۔ ان سرداروں نے قلعہ پر قبضہ کر لیا اور بختیار کے لڑکوں کو قتل کر ڈالا۔

صمصام الدولہ اور بہاء الدولہ کی عہد شکنی

۳۸۳ھ میں بہاء الدولہ سلطان بغداد اور اسکے بھائی صمصام الدولہ والی خوزستان سے پھر ان بن ہو گئی اس سے پیشتر جو ان دونوں کے درمیان میں مصالحت ہو گئی تھی وہ کالعدم اور ہباءً منثوراً ہو گئی۔ اسباب عہد شکنی یہ پیدا ہوئے کہ بہاء الدولہ نے ابو العلاء عبداللہ بن فضل کو اہواز روانہ کیا تھا اور درپردہ یہ سمجھا دیا تھا کہ میں متفرق طور سے تمہارے پاس فوجیں روانہ کرتا رہونگا۔ جب ایک کافی تعداد فوج کی مجتمع ہو جائے تو بلاد فارس پر حملہ کر کے قابض ہو جانا۔ چنانچہ ابو العلاء اہواز گیا اور بہاء الدولہ کسی مصروفیت کی وجہ سے چندے فوجیں نہ روانہ کر سکا۔ اتفاق سے یہ خبر صمصام الدولہ تک پہونچ گئی۔ صمصام الدولہ نے اپنی فوج نظام کو خوزستان کی طرف روانہ کیا۔ ابو العلاء نے بہاء الدولہ

کو یہ واقعات لکھے اور امداد کی درخواست کی دونوں فوجیں ایک ہی وقت میں خوزستان پہونچیں۔ ایک کا دوسرے سے مقابلہ ہوگیا۔ ابوالعلاء کی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کھاگئی۔ ابوالعلاء گرفتار کرلیا گیا۔ مگر صمصام الدولہ کی ماں نے رہا کردیا۔

بہاء الدولہ کو اس سے بیحد صدمہ ہوا۔ فراہمی مال کی فکر دامن گیر ہوئی۔ اپنے وزیر سلطنت ابونصر سابور کو قیمتی قیمتی جواہرات دیکر واسط روانہ کیا کہ مہذب الدولہ والی بطیحہ کے پاس رہن رکھکر مصارف فوج کے لئے روپیہ لائے۔ چنانچہ ابونصر نے اسکو رہن رکھا۔ بعد چندے دنوں کے وزارت سے دست کش ہوکر بھاگ گیا۔ ابونصر کے بھاگ جانے پر ابن صالحان نے بھی عہدۂ وزارت سے استعفا دیدیا۔ بہاء الدولہ نے بجائے اسکے ابوالقاسم علی بن احمد کو قلمدان وزارت عطا کیا۔ ابوالقاسم، عہدہ وزارت کے کام کو انجام نہ دے سکا۔ یہ بھی وزارت چھوڑکر بھاگ نکلا۔ بہاء الدولہ نے ابونصر کو دوبارہ قلمدان وزارت سپرد کیا یہ وہ زمانہ تھا کہ دیلم میں صلاحیت پیدا ہوگئی تھی۔ بعد اسکے بہاء الدولہ نے طغان ترکی کو سات سو سواروں کی جمعیت کے ساتھ اہواز کے سرکرنے کو بھیجا۔ طغان نے بسوس پر قبضہ کرلیا۔ صمصام الدولہ کے عمال، اہواز سے کوچ کرگئے، طغان کی فوج تمام صوبہ خوزستان میں پھیل گئی۔ چونکہ طغان کی فوج میں ترکی زیادہ تھے اس سے دیلم کو جو اسکی فوج میں قلیل تعداد میں تھے حسد و رشک پیدا ہوا اور اس سے ہنگامہ آرائی کی غرض سے علیحدہ ہوگئے۔ ترکوں کی تعداد زیادہ تھی انہوں نے انکو گھیر لیا۔ دیلم نے مجبور ہوکر امن کی درخواست کی۔ طغان نے امن دی چنانچہ دیلم امن کے غرہ میں لڑنے ہتھیار رکھدیے ترکوں نے سبھوں کو قتل کرڈالا۔ اس واقعہ کی خبر بہاء الدولہ کو واسط میں پہونچی فوراً اہواز کی طرف روانہ ہوگیا اور صمصام الدولہ نے شیراز کا راستہ لیا۔ یہ واقعہ ۳۸۴ھ کا ہے۔

صمصام الدولہ کو اس واقعہ سے بیحد غصہ پیدا ہوا۔ اپنے لشکر کو ۳۸۵ھ میں ترکوں کے قتل عام کا حکم دیدیا۔ ایک گروہ کثیر ترکوں کا فارس میں قتل اور پامال کردیا گیا۔ باقی ماندگان فارس چھوڑکر بھاگ گئے۔ قصبات اور دیہات کو لوٹتے ہوئے کرمان پہونچے پھر کرمان سے

سے نکل کر بلاد سندھ چلے گئے

صمصام الدولہ کا اہواز و بصرہ پر قبضہ

۳۸۵ھ میں صمصام الدولہ نے اپنی دیلمی فوج کو اہواز پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ بہاء الدولہ کا نائب السلطنت مر گیا تھا اور ترکوں نے دار الخلافت بغداد کی طرف مراجعت کا قصد کر لیا تھا۔ بہاء الدولہ نے بجائے متوفی نائب السلطنت کے ابو کالیجار مرزبان بن شہفیروز کو اہواز کی گورنری پر مامور کیا اور ابو محمد حسن بن مکرم کو اپنے نائب تفتکین کی مدد پر رام ہرمز کی جانب روانگی کا حکم دیا۔ تفتکین کو بمقابلہ عساکر صمصام الدولہ ہزیمت ہو گئی تھی اور وہ بھاگ کر رامہرمز چلا آیا تھا۔ پس تفتکین، ابو محمد کو رامہرمز میں چھوڑ کر اہواز ہوتا ہوا خوزستان کی طرف چلا گیا۔ علاء بن حسن نے براہ فریب خط و کتابت کی لیکن وہ اسکے دام تزویر میں نہ آیا۔ رام ہرمز میں جا کر دم لیا۔ ابو محمد اور دیلمی فوج سے مڈ بھیڑ ہوئی بہاء الدولہ نے اسی ترکوں کو جو فنون جنگ سے واقفیت تامہ رکھتے تھے دیلمیوں پر پس پشت سے حملہ کرنے کو روانہ کیا۔ دیلمی سپہ سالار کو اسکی کسی ذریعہ سے اطلاع ہو گئی۔ ایک دستہ فوج بھیجا جس نے ان سبھوں کو قتل کر ڈالا۔ اس واقعہ سے بہاء الدولہ کی کمر ہمت ٹوٹ گئی۔ مقابلہ سے اعراض کرکے اہواز کی جانب لوٹا۔ اہواز پہنچکر دو ایک روز آرام کرکے بصرہ چلا گیا اور وہیں قیام پذیر ہو گیا۔ اس واقعہ کی خبر ابو محمد کو پہنچی میدان جنگ چھوڑ کر کیمپ مکرم کی طرف واپس ہوا۔ علاء اور دیلمی فوج نے تعاقب کیا چنانچہ ان لوگوں نے ابو محمد کو تشتر کی طرف نکال دیا۔ مدتوں دونوں فریق میں جنگ و پیکار کا سلسلہ جاری و قائم رہا۔ ترکوں کے قبضہ میں تشتر سے رامہرمز تک رہ گیا۔ اور دیلم رامہرمز سے بقیہ بلاد فارس پر قابض رہے۔ ترکوں نے مراجعت کی۔ علاء تعاقب میں چلا۔ جب اس نے اس امر کو محسوس کر لیا کہ ترکوں نے واسط کا راستہ اختیار کیا ہے تو بے نیل مرام واپس ہوا اور کیمپ مکرم میں قیام اختیار کیا اور بہاء الدولہ دار الخلافت بغداد واپس آیا۔

علاء کے ہمراہیوں میں ایک سپہ سالار سرداران دیلم سے شکر استان نامی بھی تھا۔

اس نے ان دیلمیوں سے خط و کتابت شروع کی جو بہار الدولہ کے ساتھ تھے چنانچہ اسکی تحریک پر دیلمیوں نے امن کی درخواست کی۔ شکرستان نے ان کو امن دی اور وہ لوگ جنکی تعداد چارسو کے قریب تھی شکرستان کے پاس چلے آئے۔ ان لوگوں کے جانے سے شکرستان کی فوج بڑھ گئی۔ اس سے اسکی ہمت بڑھی، بصرہ پر قبضہ کرنے کی غرض سے روانہ ہوا۔ پہونچتے ہی محاصرہ کر لیا۔ اہل بصرہ میں سے ابو الحسن بن جعفر علوی شکرستان سے مل گیا اور دیلمیوں کو در پردہ رسد و غلہ اور امداد دینے لگا۔ بہار الدولہ کو اسکی اطلاع ہوگئی۔ بہار الدولہ نے چند لوگوں کو ابو الحسن اور اسکے ہمراہیوں کی گرفتاری کے لئے بھیجدیا۔ ابو الحسن اور اسکے ہمراہی بصرہ چھوڑ کر شکرستان کے پاس بھاگ گئے۔ ان لوگوں کے مل جانے سے شکرستان کی قوت بڑھ گئی۔ ان لوگوں نے کشتیاں فراہم کیں اور اسکو بصرہ پر قبضہ کرنے کی رائیں بتلائیں چنانچہ شکرستان مع اپنی فوج کے کشتیوں پر سوار ہو کر بصرہ میں جا اُترا۔ بہار الدولہ کی فوج سے مقابلہ ہوا۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد بہار الدولہ کو ہزیمت ہوئی۔ شکرستان نے بصرہ پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا۔ اور جی کھول کر پامال کیا۔

بہار الدولہ نے ہزیمت بصرہ کے بعد مہذب الدولہ والی بطیحہ کو پیام دیا کہ آپ بصرہ کو دیلمیوں کے قبضہ سے نکال لیجئے اور آپ خود قابض ہو جائے مہذب الدولہ نے عبداللہ مرزوق کو ایک لشکر کے ساتھ بہار الدولہ کی حمایت و امداد کو روانہ کیا۔ دیلمی فوج مقابلہ پر آئی مگر پہلے ہی حملہ میں تاب مقاومت نہ لا سکے۔ بصرہ چھوڑ کر بھاگ نکلی۔ شکرستان نے اپنی ہزیمت خوردہ فوج کو مجتمع کیا اور میدان جنگ میں آیا۔ برّی اور بحری لڑائی شروع ہوئی۔ بالآخر بصرہ پر قابض ہو گیا۔ بہار الدولہ کو لکھ بھیجا کہ میں آپکا مطیع ہوں اور ضمانت دینے کو تیار ہوں۔ بہار الدولہ نے درخواست منظور کر لی اور اسکے لڑکے کو بطور ضمانت اپنے پاس رکھ لیا۔ شکرستان نہایت چلتا پرزہ تھا۔ بہار الدولہ اور صمصام الدولہ دونوں کی اطاعت کا اظہار کرتا تھا مگر حقیقت میں کسی کا مطیع نہ تھا۔

وزیر السلطنت صاحب ابن عباد کی وفات

۳۸۵ھ میں ابو القاسم اسمٰعیل بن عباد (فخر الدولہ کا وزیر السلطنت) نے بہ مقام رے جاں بحق تسلیم کی اپنے زمانہ میں بلحاظ علم و فضل یکتا تھا۔ سیاست اور ملکداری میں بھی اپنا آپ نظیر تھا مختلف علوم اور فنون میں مہارت تامہ رکھتا۔ تصنیف و تالیف میں بھی اسکو دستگاہ کامل تھی۔ جو رسائل اس نے لکھے تھے وہ مشہور اور مدون ہیں۔ اسکے کتب خانہ میں اسقدر کتابیں تھیں کہ کسی نے اسقدر کتابیں نہ جمع کی ہونگی۔ کہا جاتا ہے کہ اسکا کتب خانہ چارسو اونٹوں پر بار کیا جاتا تھا۔

اسکی وفات کے بعد فخر الدولہ کا قلمدان وزارت ابو العباس احمد بن ابراہیم ضبی ملقب بہ کافی کو عنایت کیا گیا قصہ مختصر ابو القاسم کے مرنے کے بعد فخر الدولہ نے اسکے مال و اسباب پر قبضہ کر لیا۔ حالانکہ اس نے بوقت وفات کسی کے حق میں وصیت کی تھی مگر فخر الدولہ نے اسکو نافذ نہ کیا۔ چونکہ قاضی عبد الجبار معتزلی، ابو القاسم کا آوردہ اور ساختہ پرداختہ تھا اسی نے اسکو رے کے عہدہ قضا پر مامور کیا تھا اسوجہ سے قاضی عبد الجبار نے فخر الدولہ کو بدعہدی اور بیوفائی کا ملزم قرار دیا۔ فخر الدولہ کو اسکی خبر لگ گئی۔ قاضی عبد الجبار سے اسکا مطالبہ کیا ایک ہزار طیلسان اور ایکہزار تھان نفیس نفیس کپڑوں کے ضبط کر کے فروخت کر ڈالا۔ بعد اسکے ابو القاسم کے مال و اسباب کا جہاں جہاں پتہ لگا ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر ضبط کر لیا اسکے کل آثار کو معدوم اور فنا کر دیا اور اسکے ہمراہیوں اور آوردوں کو گرفتار کر لیا۔ والبقاء للہ وحدہ

فخر الدولہ کی وفات مجد الدولہ کی حکومت

ماہ شعبان ۳۸۵ھ میں فخر الدولہ بن رکن الدولہ بویہ والی رے، اصفہان اور ہمدان نے قلعہ طبرک میں داعی اجل کو لبیک کہکر سفر آخرت اختیار کیا۔ سریر حکومت پر اسکا لڑکا مجد الدولہ ابو طالب رستم متمکن ہوا۔ اسوقت اسکی عمر صرف چار برس کی تھی۔ امراء و اراکین دولت نے اس نو عمر چھوکرے کو سریر آرائے حکومت کیا تھا۔ اسکے بھائی شمس الدولہ کو ہمدان اور قرمیسین حدود عراق تک کا حاکم بنایا۔ مجد الدولہ کی زمام حکومت اسکی ماں کے قبضہ اقتدار میں تھی اور وہی بہ مشورہ و رائے ابو طاہر دیہ فخر الدولہ کا مصاحب

تھا) اور ابو العباس ضبی کافی وزیر السلطنت حکمرانی کرتی تھی۔

علا بن حسن والی خوزستان کا انتقال

ان واقعات کے بعد علا بن حسن، صمصام الدولہ کا گورنر خوزستان مقام لشکرگاہ مکرم میں انتقال کر گیا۔ صمصام الدولہ نے ابو علی بن استاد ہرمز کو زرکثیر دیکر روانہ کیا۔ اس نے خوزستان پہونچکر دیلمی فوج میں وہ زرکثیر تقسیم کر دیا دیلمیوں کی باچھیں کھل گئیں۔ مارے خوشی کے جامہ سے باہر ہو گئے۔ بہاء الدولہ کے ہمراہیوں کو چند یشا پور سے نکالکر خوزستان اور خوزستان سے شہر بدر کرکے واسط کی طرف بھیجدیا۔ ان میں سے چند آدمیوں کو ملانے کی کوشش کی اور جب وہ انکی طرف مائل ہوئے اور اس سے آملے تو انکو اچھے اچھے عہدے دیئے۔ تمام ممالک محروسہ میں حکام اور عمال مقرر کئے خراج وصول کیا۔ یہ واقعات ۳۸۳ھ کے ہیں۔ بعد اسکے ابو محمد بن مکرم، واسط سے ترکوں کو لیکر نکلا۔ ابو علی انکی مدافعت پر کمر باندھ کر تیار ہو گیا۔ دونوں میں متعدد لڑائیاں ہوتی رہیں اس اثناء میں بہاء الدولہ، واسط سے آپہونچا، انہیں دنوں ابو علی بن اسمٰعیل (جسکو بہاء الدولہ نے بوقت روانگی اہواز ۳۸۳ھ میں دار الخلافت بغداد کا نائب مقرر کیا تھا) واسط آگیا۔ مقلد بن مسیب یہ خبر پاکر موصل سے اطراف بغداد کی غارتگری کو نکل کھڑا ہوا۔ ابو علی بن اسمٰعیل مقابلہ کی غرض سے خم ٹھونک کر نکلا۔ بہاء الدولہ کو اس سے مغالطہ پیدا ہوا اور یہ امر اسکو ناگوار گزرا چند لوگوں کو ابو علی بن اسمٰعیل کی گرفتاری کو بھیجا۔ ابو علی بن اسمٰعیل یہ خبر پاکر بطیحہ بھاگ گیا۔ وزیر السلطنت نے رائے دی کہ مصلحت وقت یہ ہے کہ آپ ابو محمد بن مکرم کی امداد کو بمقابلہ ابو علی بن استاد ہرمز تیار ہو جائے اور فوراً خوزستان کا راستہ اختیار کیجئے ورنہ معاملہ نازک ہو جائے گا۔ چنانچہ بہاء الدولہ سامان سفر و جنگ درست کرکے خوزستان کی طرف چلا، قنطرہ بیضاء پر پہونچکر پڑاؤ کیا۔ ابو علی بن استاد ہرمز سے چند لڑائیاں ہوئیں۔ ابو علی نے رسد و غلہ کی آمد بند کر دی۔ بہاء الدولہ کا لشکر پریشان ہو گیا۔ تب بہاء الدولہ نے بدر بن حسنویہ سے امداد کی درخواست کی۔ خورونوش کی چیزیں طلب کیں۔ بدر بن حسنویہ

نے کچھ سامان خوردنی روانہ کیا۔ لگانے بجھانے والوں نے ابو علی بن اسمٰعیل کی طرف سے بہاء الدولہ کے کان بھرنے شروع کر دیئے۔ قریب تھا کہ ادبار کی گھٹائیں اس کے سر پر چھا جائیں اتنے میں صمصام الدولہ کے مارے جانے کی خبر آ گئی۔ جنگ و مخالفت کا قصہ تمام ہو گیا۔ باہم مصالحت ہو گئی۔ اور زمام حکومت، بہاء الدولہ کے قبضہ اقتدار میں آ گئی۔

قتل صمصام الدولہ جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو ابو القاسم اور ابو نصر پسران بختیار مقید تھے ان دونوں نے محافظین قلعہ کو ملا لیا اور قلعہ سے نکل آئے۔ کردوں کا ایک گروہ انکے پاس آکر مجتمع ہو گیا۔ اتفاق یہ کہ انہیں دنوں صمصام الدولہ نے اپنی فوج کا جائزہ لیا تھا اور تقریباً ایک ہزار آدمیوں کو جنکا نسب دیلمی نہیں ثابت ہوا تھا فوج سے نکال دیا تھا۔ یہ جم غفیر بھی بختیار کے لڑکوں سے جا ملا۔ بہت بڑی جمعیت ہو گئی۔ ارجان کی طرف بڑھے، ابو جعفر استاد ہرمزان دنوں وہیں مقیم تھا دونوں سے مڈبھیڑ ہوئی۔ ابو جعفر ہزیمت اٹھا کر بھاگا۔ اور روپوش ہو گیا ان لوگوں نے اسکے ایوان حکومت اور مکان کو لوٹ لیا۔ بعد اسکے ان لوگوں نے صمصام الدولہ کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ صمصام الدولہ زچ ہو کر رودمان (شیراز سے دو منزل کے فاصلہ) پر بھاگ آیا۔ والی رودمان نے صمصام الدولہ کو گرفتار کر لیا۔ ابو نصر بن بختیار نے پہونچکر والی رودمان سے صمصام الدولہ کو لے لیا اور اسکی حکومت فارس کے نویں برس ماہ ذی حجہ ۳۸۸ھ میں قید حیات سے سبکدوش کر دیا اور اسکی ماں کو ایک دیلمی سردار کے حوالہ کر دیا۔ دیلمی سردار نے اسکو بھی مار ڈالا اور اسی کے مکان میں دفن کر دیا تا آنکہ بہاء الدولہ، فارس پر قابض ہوا اور اس نے اسکی نعش کو مقابر بنو بویہ میں لیجا کے مدفون کیا۔

بہاء الدولہ کا فارس اور خوزستان پر قبضہ صمصام الدولہ کے قتل کے بعد ابو القاسم اور ابو نصر پسران بختیار فارس پر قابض و متصرف ہو گئے۔ ان لوگوں نے ابو علی بن استاد ہرمز کے پاس پیام بھیجا۔ ملانے کی کوشش کی اور اس امر کو پیش

کہا کہ آؤ ہم تم اور نیز دہ دیلم جو تمہارے ساتھ ہیں باہم عہد و پیمان کرلیں اور بہاء الدولہ سے متفق ہو کر لڑیں۔ ہنوز ابو علی کوئی جواب انکار یا اقرار کا نہ دینے پایا تھا کہ بہاء الدولہ نے بھی اس سے خط و کتابت کی۔ اسکو اور نیز ان دیلم کو جو اسکے ہمراہ تھے امن دینے کا اقرار کیا اور ہر طرح کا سلوک کرنے پر آمادگی ظاہر کی۔ ابو علی کو سخت تردد دامنگیر ہوا چونکہ ابو علی نے اس سے پیشتر پسران بختیار کے دو بھائیوں کو قتل کر ڈالا تھا اور ان دونوں کو قید کیا تھا۔ اسوجہ سے اس نے بہاء الدولہ کے میل جول کو ترجیح دی۔ باقی رہے دیلم جو اس کے ہمراہ تھے انہوں نے اُن ترکوں کے خوف سے جو کہ بہاء الدولہ کے رکاب میں تھے بہاء الدولہ کے ملنے سے اعراض کیا۔ تاہم ابو علی انہیں دیلمیوں کے ساتھ رہا اور سخت حیص بیص میں پڑا رہا۔ تاآنکہ اپنے سرداروں کی ایک جماعت کو بہاء الدولہ کے پاس روانہ کیا ان لوگوں نے اس سے عہد و پیمان لیا اور اس پر وثوق کر کے سب کے سب اسکے پاس چلے آئے۔ اہواز کی طرف بڑھے پھر رام ہرمز اور ارجان کی جانب گئے۔ غرض کہ بہاء الدولہ نے آہستہ آہستہ کل بلاد خوزستان پر قبضہ کر لیا۔ بعد اسکے اپنے وزیر السلطنت ابو علی بن اسمٰعیل کو فارس کی طرف بڑھنے کا حکم دیا شیراز کے باہر ایک کھلے میدان میں پڑاؤ ڈالا پسران بختیار ان دنوں شیراز ہی میں تھے۔ دونوں فریق میں گھمسان لڑائی ہونے لگی۔ اثنائے جنگ میں بعض ہمراہیان پسران بختیار، ابو علی وزیر سے مل گئے اور ان دونوں سے علیحدہ ہو کر ابو علی کی فوج میں آگئے جس سے پسران بختیار کو ہزیمت ہوئی۔ ابو علی نے شیراز پر قبضہ کر لیا۔ ابو نصر بن بختیار، بلاد دیلم بھاگ گیا اور اسکا بھائی ابو القاسم بدر بن حسنویہ کے پاس چلا گیا۔ بعد چندے بطیحہ میں جاکر قیام پذیر ہوا۔

خاتمہ جنگ کے بعد وزیر السلطنت ابو علی نے نامہ بشارت فتح بہاء الدولہ کی خدمت میں روانہ کیا۔ چنانچہ بہاء الدولہ اس خوشخبری کو سن کے شیراز آیا اور قریہ رودمان کے غارت و پامال کرنے کا حکم دیا بعد اسکے اہواز میں جاکر طرح اقامت ڈالی۔ دار الخلافت بغداد میں بجائے اپنے ابو علی بن جعفر معروف بہ استاد ہرمز کو نامور کیا۔ اور عمید العراق کا لقب

مرحمت فرمایا ان واقعات کے بعد سے ملوک دیلم نے مستقل طور سے اہواز (بلاد فارس) میں سکونت اختیار کی اور مدت دراز تک عراق کے حکمراں رہے۔

کرمان بن بختیار کا قتل ہونا اور بہاء الدولہ کا قبضہ

جسوقت ابونصر بن بختیار کا قدم بلاد دیلم میں مستقل طور سے جم گیا۔ اسوقت اس نے ان دیلمی فوجوں کو ملانے کی کوشش کی جو فارس اور کرماں میں تھی اور ان سے خط وکتابت شروع کی چنانچہ دیلمی فوجیں اور بہت سے اکراد ابونصر کی تحریر وتحریک کے مطابق فارس میں آکر مجتمع ہوئے۔ ابونصر نے ان لوگوں کو مرتب ومسلح کر کے کرمان پر دھاوا کر دیا۔ اسوقت کرمان میں ابوجعفر بن سیرجان حکومت کر رہا تھا۔ موقع مناسب نہ پایا۔ جیرفت کی طرف بڑھا اور اسپر قابض ہوگیا۔ قبضہ جیرفت کے بعد آہستہ آہستہ اکثر بلاد کرمان کو دبا لیا۔ بہاء الدولہ کو اسکی خبر لگی۔ فوراً اپنے وزیر السلطنت ابوعلی بن اسمٰعیل کو ایک فوج کے ساتھ ابونصر کی سرکوبی اور جنگ کو روانہ کیا۔ جوں ہی ابوعلی جیرفت کے قریب پہونچا۔ اہل جیرفت نے امن کی درخواست کی اور اطاعت کی گردن جھکادی۔ ابونصر بن بختیار یہ رنگ دیکھکر بھاگ نکلا۔ ابوعلی نے اپنی فوج سے تین سو جنگ آوروں کو منتخب کیا اور انکو اپنے ہمراہ لیکر ابونصر کی تعاقب کو نکلا۔ اسکا بقیہ لشکر جیرفت ہی میں پڑاؤ کئے رہا۔ دو چار منزل کے بعد ابوعلی نے ابونصر کو پہونچکر گھیر لیا۔ ابونصر کے ہمراہیوں میں سے کسی نے براہ مکر وفریب اسکو قتل کر ڈالا اور سر کاٹ کر ابوعلی کے پاس لے آیا۔ باقی ماندہ ہمراہیان ابونصر پریشان ہو کر بھاگے۔ ابوعلی نے سبھوں کو پامال کر دیا۔ یہ واقعہ ۳۹۰ھ کا ہے۔

ابونصر کے مارے جانے کے بعد ابوعلی نے کرمان پر قبضہ کر کے ابوموسیٰ سیاہ چشم کو مامور کیا اور مظفر ومنصور بہاء الدولہ کی خدمت میں واپس آیا۔ بہاء الدولہ نے فوراً اسکو گرفتار کر کے اسکے مال واسباب کو بھی ضبط کر لیا (اس گرفتاری اور ضبطی کا سبب بظاہر کچھ نہ تھا) اور اپنے دوسرے وزیر شاپور کو لکھ بھیجا کہ ابوعلی کے کل ممبران خاندان اور اعزہ، اقارب اور دوستوں کو گرفتار کر لو۔ وزیر شاپور کو بلاوجہ گرفتاری سے پس وپیش پیدا ہوا اس وجہ سے ان لوگوں

کو نکل بھاگنے کا موقع مل گیا چنانچہ وہ سب بھاگ گئے۔ بعد اسکے بہاءالدولہ نے اپنے وزیر ابو علی کو ۳۹۲ھ میں قتل کر ڈالا۔ خوزستان اور اسکے کل متعلقہ بلاد پر ابو علی حسن بن استاد ہرمز کو مقرر کیا۔ عمید الجیوش کا لقب دیا۔ ابو جعفر حجاج بن ہرمز کو بوجہ بداخلاقی، ظلم اور بیجا تحکم کے معزول کیا۔ چنانچہ ابو علی حسن کی گورنری سے انتظام درست ہوگیا۔ شورش کم ہوگئی بہاءالدولہ کو اسکے عدل و انصاف کی وجہ سے بہت بڑی دولت مل گئی۔

طاہر بن خلف اور کرمان ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں کہ طاہر بن خلف، اپنے باپ خلف بن احمد سجستانی کی اطاعت سے منحرف ہوگیا تھا اور اس سے برسرپیکار آیا تھا۔ چنانچہ اسکا باپ کامیاب ہوا اور طاہر شکست کھا کر کرمان کی طرف چلا گیا۔ قصد یہ تھا کہ موقع پاکر کرمان پر قابض ہو جاؤں گا۔ گورنر کرمان اپنی کاہلی اور آرام طلبی کی وجہ سے طاہر بن خلف کے بڑھے ہوئے حوصلوں کی روک تھام نہ کرسکا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ تھوڑے ہی دنوں میں طاہر کی جمعیت بڑھ گئی۔ اطراف و جوانب کے امراء جو گورنر کرمان کے مخالف تھے اس سے مل گئے۔ پس طاہر نے ان لوگوں کو مرتب و مسلح کرکے جیرفت پر دھاوا کر دیا جیرفت اور اسکے علاوہ اور شہروں پر بھی قابض و متصرف ہوگیا۔ یہ واقعہ ۳۹۱ھ کا ہے۔ ابو موسیٰ خواجہ ہشتم کو اسکی خبر لگی۔ گورنر کرمان پر بیحد غصہ ہوا۔ اور اپنی دیلمی فوج کو مرتب کرکے کرمان پر یلغار کر دیا۔ طاہر بن خلف کو ہزیمت ہوئی ابو موسیٰ نے اسکے مال و اسباب کو لوٹ لیا اور جن شہروں پر اس نے قبضہ کر لیا تھا پھر قابض ہوگیا۔ اسی اثناء میں بہاءالدولہ نے ابو جعفر استاد ہرمز کو ایک کثیر التعداد فوج کے ساتھ کرمان کی طرف روانہ کیا۔ ابو جعفر نے بھی طاہر کو سجستان کے باہر ہزیمت دی اور کرمان پر قبضہ کر لیا دیلم کا دور دورہ جیسا کہ اس سے پہلے تھا پھر کرمان میں وہی دور دورہ ہوگیا۔

جنگ بہاءالدولہ اور بنو عقیل قرواش بن مقلد نے ۳۹۳ھ میں بنو عقیل کے ایک گروہ کو ملک گیری کی غرض سے روانہ کیا تھا چنانچہ اس گروہ نے مداین پر پہونچکر محاصرہ ڈالدیا۔ بہاءالدولہ کے نائب بغداد (ابو جعفر حجاج بن ہرمز) نے اس خبر کو سن کے صف

شکن فوجیں انکی مدافعت کو روانہ کیں۔ چنانچہ بنو عقیل کا گروہ مداین کے محاصرہ سے دست کش ہوگیا۔ بعد اسکے بنو عقیل اور بنو اسد میں سے ابو الحسن بن مزید متفق ہوکر ملک گیری کو نکلے۔ ابو جعفر حجاج بقصد مدافعت و مقابلہ خم ٹھونک کر میدان میں آیا۔ خفاجہ کو بھی شام سے بلا بھیجا۔ دونوں فریق میں جنگ شروع ہوگئی سخت اور خونریز جنگ کے بعد ابو جعفر کو شکست ہوئی۔ لشکر گاہ لوٹ لیا گیا۔ بعد اسکے پھر دوبارہ ہزیمت اوٹھاکر بھاگا اور اپنی گئی ہوئی قوت کو مجتمع کرکے اطراف کوفہ میں خم ٹھونک کر لڑنے کو آیا۔ اس واقعہ میں بنو عقیل اور بنو مزید اسدی کو ہزیمت ہوئی۔ نہایت بری طور سے پائمال کئے گئے بنو مزید اسدی کے قیمتی قیمتی زیورات، نفیس نفیس اسباب، عمدہ عمدہ کپڑے اور بہت سا مال جسکو زمانہ کی آنکھوں نہ دیکھا اور نہ کانوں نے سنا ہوگا لوٹ لیا گیا۔

ابو جعفر اور ابو علی میں جنگ

جوں ہی ابو جعفر حجاج، دار الخلافت بغداد سے بنو عقیل کی سرکوبی کی غرض سے نکلا۔ اوباش اور جرائم پیشہ کی بن آئی۔ غارتگری، قتل اور لوٹ مار کا بازار گرم ہوگیا۔ بہاء الدولہ کو اسکی اطلاع ہوئی۔ ابو علی بن جعفر معروف بہ استاد ہرمز عراق کی محافظت اور اس میں امن و امان قائم کرنے کی غرض سے فوراً روانہ کیا۔ ابو جعفر کو اسکی خبر لگ گئی۔ نہایت برہم ہوا۔ اطراف کوفہ میں دیلم اور ترکوں کو مجتمع کرکے برسر مقابلہ آیا۔ لیکن اتفاق یہ کہ ابو جعفر کو ہزیمت ہوئی، ابو علی نے کمال مردانگی سے اطراف کوفہ کو اسکے دست برد سے بچایا۔ بعد اسکے ابو علی، خوزستان کی طرف چلا گیا رفتہ رفتہ سوس تک پہونچا۔ اس اثنا میں یہ خبر مسموع ہوئی کہ ابو جعفر فوجیں فراہم کرکے پھر کوفہ کی طرف آگیا ہے۔ یہ سنتے ہی فوراً لوٹ پڑا۔ دونوں فریق میں لڑائی کا نیزہ گڑ گیا۔ ہنوز لڑائی کا سلسلہ منقطع نہیں ہوا تھا کہ ۳۹۳ھ میں بہاء الدولہ نے ابو علی کو حکم بھیجدیا کہ "تم ابو جعفر کی جنگ کو ملتوی کرکے بغرض جنگ ابن واصل، بصرہ چلے جاؤ"، چنانچہ ابو علی جنگ ابو جعفر سے دست کش ہوکر بصرہ چلا گیا۔ ابن واصل سے اور ابو علی سے متعدد لڑائیاں

ہوئیں جیسا کہ حالات ملوک بطیحہ میں ہم بیان کرینگے، قصہ مختصر ابو علی نے دارالخلافت بغداد کی جانب مراجعت کی ابو جعفر قلیج حامی (براہ خراسان) میں آ اوترا اور قیام کر دیا۔ قلیج حامی عمید الجیوش ابو علی کی جاگیر تھی۔ اسکا حاکم آخری ۳۹۷ھ میں مر گیا تھا ابو علی نے بجائے اسکے ابو الفضل بن عنان کو مامور کیا تھا اسوقت بہاء الدولہ بصرہ میں ابن واصل سے مصروف پیکار تھا ابو جعفر وغیرہ کو یہ خبر معلوم ہوگئی۔ ہاتھ پاؤں ڈھیلے ہوگئے، بزدلی نے دلوں میں گھر کر لیا جماعت میں تفرقہ پیدا ہو گیا۔ ابن مزید اسی ہی اپنے مقبوضہ ملک چلا گیا، ابو جعفر اور ابن عیسیٰ نے حلوان میں جاکے دم لیا۔ بعد چندے ابو جعفر نے بہاء الدولہ کی خدمت میں معذرت کا خط بھیجا، عفو تقصیر کی درخواست کی، بہاء الدولہ نے درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا، چنانچہ ابو جعفر مقام تستر میں حاضر خدمت ہوا۔ لیکن بہاء الدولہ اس خیال سے کہ مبادا ابو علی، کو اس سے منافرت پیدا نہ ہو جائے کچھ زیادہ ملتفت نہ ہوا۔

پھر بہاء الدولہ کو بدر بن حسنویہ کی بڑھی ہوئی قوت سے خطرہ پیدا ہوا۔ حسد کی آگ بھڑک اٹھی۔ فوجیں تیار کر کے بدر کی طرف بڑھا بدر نے مصالحت کا پیام دیا۔ بہاء الدولہ نے اسکو قبول و منظور کر لیا اور واپس آیا۔

۴۰۱ھ میں ابو جعفر حجاج بن ہرمز نے مقام اہواز میں سفر آخرت اختیار کیا اور دنیا کے کل جھگڑوں سے دست بردار ہو گیا۔

مجد الدولہ والی رے اور اسکی ماں میں فساد کا ہونا، علاء الدین کاکویہ کا اصفہان پر قابض ہونا وغیرہ وغیرہ

تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ مجد الدولہ ابو طالب رستم بن فخر الدولہ ہمدان اور قرمیس پر حدود عراق تک حاکم بنایا گیا اور دونوں حکومتوں کی زمام حکومت اسکے ماں کے قبضہ اقتدار میں رہی، وہی ان بلاد پر حکمرانی کرتی تھی پس جب مجد الدولہ نے قلمدان وزارت ابو علی بن علی بن قاسم کو سپرد کیا تو امراء دولت نے اس سے اعراض کیا، مجد الدولہ کو بھی اپنی ماں سے خوف پیدا ہوا اور شفقت بھی اپنے بیٹے سے مشتبہ

ہو کر رے سے نکل کر قلعہ میں جا ٹھہری، قلعہ کی محافظت پر لوگوں کو مامور کیا پھر بحیلہ ومکر قلعہ سے نکل کر بدر بن حسنویہ کے پاس جا پہونچی، امداد کی درخواست کی۔ اتنے میں اسکا بیٹا شمس الدولہ بھی ہمدان سے فوجیں لیکر آگیا۔ بدر بن حسنویہ ان دونوں کے ساتھ ۳۹۷ھ میں مجد الدولہ سے لڑنے کو چلا۔ چنانچہ اصفہان پر پہونچکر محاصرہ ڈالدیا اور بزور تیغ اسپر قبضہ کر لیا، زمام حکومت اصفہان پھر مجد الدولہ کی ماں کے قبضہ اقتدار میں آگئی، مجد الدولہ کو گرفتار کرکے قید کر دیا اور حکومت کی کرسی پر شمس الدولہ کو بٹھلایا، بدر بن حسنویہ اپنے دار الحکومت میں واپس آیا۔ پھر ایک برس کے بعد مادر مجد الدولہ کو شمس الدولہ سے بدظنی پیدا ہوئی، مجد الدولہ کو قید سے نکال کر سریر حکومت پر متمکن کیا شمس الدولہ، ہمدان کی طرف بھاگ گیا بدر بن حسنویہ کو اس سے بیحد ملال پیدا ہوا۔ لیکن چونکہ اپنے بیٹے ہلال کی شورش اور فساد کے فرو کرنے میں مصروف تھا دل ہی دل میں پیچ و تاب کھا کر رہ گیا۔ یہ اسی حیص وبیص میں تھا کہ شمس الدولہ کا خط آپہونچا، جسمیں اس نے امداد طلب کی تھی بدر نے باوجود مصروفیت شمس الدولہ کی مدد پر فوجیں روانہ کیں، شمس الدولہ نے قم کا محاصرہ کر لیا۔ مجد الدولہ کی ماں سخت مشکلات میں گرفتار ہوگئی

علاء الدین ابو حفص بن کاکویہ، اس عورت (مادر مجد الدولہ) کا ماموں زاد بھائی تھا، قدیم فارسی زبان میں کاکویہ ماموں کو کہتے ہیں اسیوجہ سے علاء الدولہ ابن کاکویہ کہلایا گیا اسکو مادر مجد الدولہ نے اصفہان کی حکومت پر مامور کیا تھا۔ پس جب اسکی حکومت میں اضطراب پیدا ہوا تو ابن کاکویہ، بہار الدولہ کے پاس عراق چلا گیا اور اسی کے پاس ٹھہرا رہا۔ پھر جب مادر مجد الدولہ کے قبضہ اقتدار میں زمام حکومت آگئی تو ابن کاکویہ، عراق سے اسکے پاس چلا آیا۔ اس نے اسکو اصفہان کی حکومت پھر مامور کیا۔ اس سے اسکے قدم حکومت وسلطنت پر جم گئے بعدہ اسکی اولاد، اصفہان کی آیندہ حکمرانی کرنے لگی جیسا کہ آیندہ ہم انکے حالات کے ضمن میں بیان کرینگے۔

عمید العراق کی وفات	ابو جعفر استاد ہرمز، عضد الدولہ کا حاجب اور اسکے خاص الخواص

فخر الملک کی حکومت

سے تھا۔ ابو جعفر نے اپنے بیٹے ابو علی کو صمصام الدولہ بن عضد الدولہ کی خدمت میں بھیجدیا تھا۔ پس جب صمصام الدولہ مارا گیا تو ابو علی، بہاء الدولہ کے پاس چلا آیا۔ بہاء الدولہ کو عراق میں جب یہ خبر پہونچی کہ دارالخلافت بغداد میں بزمانہ غیر حاضری سخت شورش پیدا ہوگئی ہے، اوباشوں اور جرائم پیشہ اشخاص نے لوٹ مار شروع کردی ہے تو بہاؤالدولہ نے بجائے اپنے عراق کی حکومت پر فخر الملک ابو طالب کو مامور کیا اور خود دارالخلافت کی طرف چل کھڑا ہوا، امراء دولت اراکین سلطنت اور بڑے بڑے عہدہ دار اسی سنہ کے ذی الحجہ میں بہاء الدولہ سے ملنے کو آئے۔ بہاء الدولہ نے ایک فوج دارالخلافت بغداد سے ابوالشوک سے جنگ کرنے کو روانہ کی۔ تا آنکہ ابو الشوک کی شورش فرو ہوگئی۔ اسی زمانہ میں بدر بن حسنویہ اور اسکے بیٹے بلال میں جھگڑا ہوگیا۔ بدر نے بہاء الدولہ سے امداد طلب کی چنانچہ بہاء الدولہ نے بدر کی امداد پر کمر باندھی۔[1] . . . . . . دیر عاقول کو اسکے قبضہ سے نکال لیا اور جو کچھ مال و اسباب وہاں تھا سب پر قابض ہوگیا۔ اس اثناء میں سلطان، علوان اور رجب پسران ثمال خفاجی معہ اپنے سرداران قوم کے آگئے اور حفاظت فرات کی بنو عقیل سے ذمہ داری لی اور اسکے ساتھ ساتھ دارالخلافت بغداد کو روانہ ہوئے بہاء الدولہ نے ان لوگوں کو ذی السعادتین حسن بن منصور کے ہمراہ انبار کی طرف روانہ کیا۔ پس ان لوگوں نے اسکے اطراف کو غارت اور پامال کرنا شروع کیا۔ ذو السعادتین نے ان میں سے چند لوگوں کو گرفتار کر لیا۔ بعد چندے پھر رہا کر دیا۔ ان لوگوں نے ذو السعادتین کو گرفتار کرنے کا قصد کیا۔ ذو السعادتین اسکو تاڑ گیا اور ان لوگوں کو معہ سلطان کے پھر گرفتار کر لیا اور پابزنجیر دارالخلافت بغداد بھیجدیا بعد چندے ابو الحسن بن مزید کی سفارش سے رہا کر دئے گئے۔ ان لوگوں نے حسب عادت پھر قتل و غارتگری پر کمریں باندھ لیں سنہ ۳۹۲ھ میں حاجیوں کے قافلے سے بھڑ گئے اور اسکو لوٹ لیا۔ فخر الملک نے ابو الحسن بن مزید کو

[1] اصل کتاب میں عبارت نہیں ہے۔

ان لوگوں سے انتقام لینے کو لکھا۔ چنانچہ ابوالحسن بن مزید نے بصرہ میں پہونچکراں لوگوں کو گھیر لیا اور نہایت سختی سے انکو قتل و گرفتار کیا۔ حاجیوں کا مال و اسباب جسقدر لوٹ لیا تھا واپس لے لیا۔ اور قیدیوں کو فخر الملک کے پاس بھیجدیا۔ اس واقعہ کے بعد پھر انکے بقیہ السیف نے حاجیوں کے قافلے سے چھیڑ چھاڑ شروع کی اور اطراف کوفہ کو لوٹ لیا۔ ابوالحسن بن مزید یہ خبر پاکر انکے سر پر جا پہونچا۔ اور جیساکہ اسکے پہلے اس نے انکو زیر و زبر کیا تھا پھر قتل و قید کیا اور قیدیوں کو دار الخلافت بغداد بھیجدیا۔

بہاء الدولہ کی وفات سلطان الدولہ کی حکومت

ان واقعات کے بعد ۴۰۳ھ کا نصف اول گزر چکا تھا کہ بہاء الدولہ ابو نصر بن عضد الدولہ بن بویہ نے مقام ارجان (عراق) میں وفات پائی مشہد علیؑ میں اپنے باپ کے پاس مدفون ہوا۔ چوبیس برس حکومت کی۔ اسکے بعد اسکا بیٹا سلطان الدولہ ابوشجاع سریر حکومت پر متمکن ہوا۔ ارجان سے شیراز آیا، اپنے ایک بھائی جلال الدولہ ابوطاہر کو بصرہ کی حکومت پر مامور کیا اور دوسرے بھائی ابوالفوارس کو کرمان کی گورنری مرحمت کی۔

شمس الدولہ اور مجد الدولہ

تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ شمس الدولہ بن فخر الدولہ حکومت ہمدان پر متمکن ہوا تھا اور اسکا بھائی مجد الدولہ سریر آرائے دولت رے ہوا تھا۔ اور اسکی ماں دونوں حکومتوں کی نگراں اور سیاہ و سفید کرنے کی مالک تھی۔ بدر بن حسنویہ، کردوں کا سردار تھا۔ اس سے اور اسکے بیٹے ہلال سے جھگڑا ہو گیا تھا۔ ایک دوسرے سے گتھ گیا تھا دونوں میں متعدد لڑائیاں ہوئیں جنکو ہم ان کے حالات کے ضمن میں تحریر کرینگے۔ شمس الدولہ، انکے اکثر شہروں پر قابض ہو گیا تھا اور وہاں کے مال و اسباب کو دبا لیا تھا جیساکہ انکے حالات کے سلسلہ میں تم آئندہ پڑھو گے۔ بعد اسکے شمس الدولہ نے رے کی طرف قدم بڑھایا۔ مجد الدولہ نے رے

چھوڑ دیا دہناوند چلا آیا۔ اسکے ہمراہ اسکی ماں بھی تھی، شمس الدولہ نے رے پر قبضہ کرلیا۔ اپنے بھائی اور ماں کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ فوج کو بہت دنوں سے مشاہرہ نہیں ملا تھا، آئے دن لڑائیوں کی وجہ سے تنخواہیں بند تھیں، شور و غل مچایا، ایک ہنگامہ برپا ہوگیا، وظائف اور تنخواہ طلب کرنے لگی، شمس الدولہ مجبور ہوکر ہمدان واپس آیا اور اسکا بھائی مجد الدولہ اور اسکی ماں پھر رے میں آگیا اور قابض و متصرف ہوگیا۔

فخر الملک کا قتل ابن سہلان کی وزارت

ابو محمد حسن ابن سہلان ایک مدت سے قرواش کے پاس چلا گیا تھا، قرواش نے اسکو اپنے پاس کمال عزت سے ٹھہرایا۔ سلطان الدولہ نے بجائے اسکے عہدہ وزارت پر ابو القاسم جعفر بن فسانجس کو مقرر کیا ربیع الاول ۴۰۶ھ میں سلطان الدولہ نے اپنے گورنر عراق اور اُس کے وزیر السلطنت فخر الملک ابو طالب کو گرفتار کرکے قید حیات سے سبکدوش کردیا ساڑھے پانچ سال عہدہ وزارت پر رہا۔ اس کا مال و اسباب سلطان الدولہ نے ضبط کرلیا جسکی مالیت ایک کروڑ تھی، پھر جب بعد قتل فخر الملک، ابن سہلان واپس آیا تو سلطان الدولہ نے بجائے اسکے حکومت عراق پر مامور کیا، عمید الجیوش کا خطاب دیا اور بجائے اسکے وزارت کا عہدہ، رجحی کو مرحمت کیا چنانچہ محرم ۴۰۹ھ میں ابن سہلان عراق کی طرف روانہ ہوا بنو اسد کی طرف ہوکر گزرا چونکہ زمانہ حکومت فخر الملک میں اسکے اشارہ و حکم سے بنو اسد نے بنو مضر کے سرداروں کو گرفتار کرلیا تھا، اسوجہ سے انیس سے ابن دبیس بعد قتل فخر الملک، بنو اسد سے انتقام لینے کو اُٹھا۔ ابن سہلان یہ رنگ دیکھ کر بنو اسد اور اسکے بھائی مہارش اور نیز طراد پر شبخون مارا اور دور تک تعاقب کرتا چلا گیا اسکے نامی نامی سرداروں کو تہ تیغ کیا۔ ایک جماعت دیلم اور ترکوں کی بھی کام آگئی۔ بالآخر ان لوگوں کو ہزیمت ہوئی ابن سہلان نے اسکے مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ عورتوں

اور لڑکوں کو بندی بنایا۔ بعد خاتمہ جنگ مضر اور مہارش کو امن دی، ان دونوں اور نیز طراد کو جزیرہ کی حکومت میں شریک کر دیا۔ یہ امر سلطان الدولہ کو ناگوار گزرا۔ فوراً واسط کی جانب کوچ کر دیا۔ اسوقت واسط میں آتش فتنہ بھڑک رہی تھی۔ پس سلطان الدولہ نے ان میں سے ایک جماعت کو قتل کر ڈالا۔ فتنہ و فساد فرو ہو گیا۔ امن و امان قائم ہو گیا۔ اس عرصہ میں دار الخلافت بغداد کے فتنہ کی خبر لگی کل کاموں کو چھوڑ کر دار الخلافت بغداد کو روانہ ہوا اسی سنہ کے ماہ ربیع الثانی میں بغداد پہونچا۔ اوباش، ابروباختہ اور بدمعاش بھاگ نکلے۔ عباسیوں کے ایک گروہ کو شہر بدر کیا، ابو عبداللہ ابن نعمان فقیہ شیعہ کو بھی نکال باہر کیا دیلمی فوج کو دار الخلافت بغداد کے اطراف و جوانب میں ٹھہرا کے واسط واپس آیا۔ دیلمیوں اور ترکوں سے فساد کی ٹھہر گئی۔ لڑائی کا نیزہ گڑ گیا۔ چند دیلمی سردار، ابن سہلان کی شکایت لیکر واسط میں سلطان الدولہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سلطان الدولہ نے ان لوگوں کو تسلی دی اور ان لوگوں کو اپنے پاس ٹھہرا لیا۔ بعد اسکے ابن سہلان کو طلبی کا خط لکھا۔ ابن سہلان کو خطرہ پیدا ہوا بنو خفاجہ کے پاس بھاگ گیا۔ تھوڑے دنوں قیام کر کے موصل جا پہونچا۔ پھر موصل سے نکلکر بطیحہ میں جا کر قیام پذیر ہوا، سلطان الدولہ نے ابن سہلان کی گرفتاری اور جستجو میں فوجیں روانہ کیں۔ چونکہ شرابی (والی بطیحہ) نے ابن سہلان کو اپنی پناہ میں لے لیا تھا اسوجہ سے سلطان الدولہ کی فوج سے معرکہ آرا ہوا اور اسکو شکست فاش دی۔ ابن سہلان، جلال الدولہ کے پاس بصرہ چلا گیا۔

ان واقعات کے بعد رجحی اور سلطان الدولہ میں صفائی ہو گئی۔ اسی سنہ میں دیلمیوں کی کمزوری محسوس ہوئی۔ دار الخلافت بغداد اور واسط میں عوام الناس اُن پر ٹوٹ پڑے۔ ایک سخت ہنگامہ برپا ہو گیا، دیلمی انکی مدافعت نکر سکے اسی اثنار میں سلطان الدولہ نے اپنے وزیر فسانجس اور اسکے بھائی کو گرفتار کر لیا۔ قلمدان وزارت ابو طالب ذوالسعادتین حسن بن منصور کو عنایت کیا۔ اور جلال الدولہ والی بصرہ نے بھی اپنے وزیر ابو سعید عبدالواحد علی ابن ماکولا کو

کو گرفتار کر لیا۔

سلطان الدولہ سے ابوالفوارس کی بدعہدی

سلطان الدولہ نے اپنے بھائی ابوالفوارس کو کرمان کی گورنری پر مقرر کیا تھا۔ کچھ دیلم اسکے پاس آ گئے اور ان لوگوں نے ابوالفوارس کو سلطان الدولہ کی مخالفت پر ابھارا چنانچہ ابوالفوارس نے علم مخالفت بلند کر دیا اور ۴۰۷ھ میں شیراز پر پہونچکر قبضہ کر لیا۔ سلطان الدولہ کو اسکی خبر لگی۔ فوجیں آراستہ کر کے ابوالفوارس کی سرکوبی کو چلا، ابوالفوارس کو پہلے ہی حملہ میں شکست ہوئی، کرمان کی طرف بھاگا، سلطان الدولہ نے تعاقب کیا، ابوالفوارس کرمان کو خیر آباد کہکر سلطان محمود بن سبکتگین کی خدمت میں بمقام بُست جا پہونچا۔ محمود نے آؤ بھگت سے ٹھہرایا، امداد کا وعدہ کیا۔ بعد چندے ابوسعید طائی کو ایک فوج کے ساتھ ابوالفوارس کی مدد کو روانہ کیا وہ زمانہ تھا کہ سلطان الدولہ، کرمان سے دارالخلافت بغداد واپس آ گیا تھا، ابوالفوارس نے پہونچتے ہی کرمان پر قبضہ کر لیا قبضۂ کرمان کے بعد فارس کے دوسرے شہروں کی طرف بڑھا۔ رفتہ رفتہ شیراز کو بھی لے لیا۔ سلطان الدولہ نے یہ خبر پا کر دارالخلافت بغداد سے معہ اپنی فوج کے حرکت کی اور بلاد فارس میں پہونچکر ابوالفوارس کو پھر شکست دی، کرمان میں جا کر دم لیا۔ یہ واقعہ ۴۰۸ھ کا ہے، سلطان الدولہ نے تعاقب پر فوجیں بھیجیں ابوالفوارس، کرمان کو چھوڑ کر شمس الدولہ والی ہمدان کے پاس چلا گیا اور سلطان الدولہ کی فوجوں نے کرمان پر قبضہ کر لیا۔ چونکہ ابوالفوارس نے ابوسعید طائی کے ساتھ بدمعاملگی کی تھی اس وجہ سے محمود بن سبکتگیں کے پاس اس ہزیمت کے بعد نہیں گیا۔ القصہ تھوڑے دنوں ہمدان میں قیام کر کے مہذب الدولہ والی بطیحہ کے پاس چلا گیا۔ مہذب الدولہ نے کمال عزت و احترام سے اپنے مکان میں ٹھہرایا، اسکے بھائی جلال الدولہ نے بہت سا مال بھیجا اور اپنے پاس بلا بھیجا۔ ابوالفوارس نے انکاری جواب دیا۔ بعد اسکے اس سے اور اسکے بھائی سلطان الدولہ سے نامہ و پیام شروع ہوا کرمان واپس آیا۔ سلطان الدولہ نے

خلعت اور تلوار بھیجی اور مصالحت ہو گئی۔

مشرف الدولہ اور سلطان الدولہ ۴۱۱ھ میں فوج نے دارالخلافت بغداد میں سلطان الدولہ کے خلاف بغاوت کردی اور مشرف الدولہ کی حکومت کا اعلان کردیا سلطان الدولہ نے انکی گرفتاری کی کوشش کی کامیاب نہوا تب واسط کی طرف چلے جانے کا قصد کیا۔ فوج نے مطالبہ کیا کہ اپنے بھائی مشرف الدولہ کو اپنا نائب مقرر کئے جاسکے۔ سلطان الدولہ نے بمجبوری مشرف الدولہ کو اپنا نائب بنایا اور واسط کی طرف روانہ ہوا۔ پھر بقصد اہواز واسط سے بغداد کی طرف چلا۔ اگرچہ دونوں بھائی نے کسی کو اپنا نائب نہ بنانے کا حلف اوٹھایا تھا مگر مشرف الدولہ نے کسی مصلحت کی وجہ سے ابن سہلان کو دوبارہ عراق کی حکومت پر بطور نائب کے مقرر کیا۔ پس جب سلطان الدولہ، تستر پہونچا تو اس نے ابن سہلان کو خط لکھا اور ملا لیا۔ چنانچہ ابن سہلان، مشرف الدولہ سے علیحدہ ہو کر سلطان الدولہ کے پاس چلا آیا۔ سلطان الدولہ نے قلمدان وزارت سپرد کردیا۔ اور اہواز کی طرف قبضہ کرنے کی غرض سے روانہ کیا۔ ابن سہلان نے اہواز کو لوٹ لیا۔ ترکوں نے جو اسوقت اہواز میں تھے مدافعت کی اور مشرف الدولہ کی حکومت کا اعلان کیا۔ سلطان الدولہ کی فوجیں بے نیل مرام واپس آئیں۔

اس واقعہ کے بعد دیلمیوں نے مشرف الدولہ سے اجازت حاصل کر کے اپنے وطن مالوف خوزستان کا راستہ اختیار کیا مشرف الدولہ نے اپنے وزیر السلطنت ابو طالب کو نگرانی اور حفاظت کی غرض سے ہمراہ کردیا۔ باقی رہے ترک، جو اسکے ہمراہ تھے وہ طراد بن دبیس اسدی کے پاس جزیرہ بنو دبیس چلے گئے۔ یہ واقعہ اسکی وزارت کے ڈیڑھ برس بعد کا ہے اسکے لڑکے ابوالعباس سے تیس ہزار دینار بطور جرمانہ وصول کئے گئے۔ سلطان الدولہ نے ابو طالب کے قتل کا تہیہ کیا اور ابو کالیجار کو اہواز کی طرف بھیجا۔ پس اس نے اہواز پر قبضہ کر لیا۔

ان واقعات کے ختم ہونے پر سلطان الدولہ اور مشرف الدولہ میں صلح کرنے کی غرض

سے نامہ و پیام شروع ہوا، ابو محمد بن مکرم (سلطان الدولہ کا مصاحب) اور موید الملک رخجی (مشرف الدولہ کا وزیر) دونوں بھائیوں میں مصالحت کے محرک تھے ان دونوں نے یہ طے کیا کہ عراق مشرف الدولہ کو دیا جائے اور فارس و کرمان کی حکومت سلطان الدولہ کو سپرد کی جائے۔ چنانچہ اسی بنا پر صلحنامہ کی تکمیل ۴۱۳ھ میں ہوگئی

ابن کاکویہ کا ہمدان پر قبضہ

شمس الدولہ بن بویہ والی ہمدان نے وفات پائی تھی بجائے اسکے اسکا بیٹا سماء الدولہ سریر حکومت پر متمکن ہوا تھا فرہاد بن مرداویج، یزدجرد کی حکومت سماء الدولہ کی آنکھوں میں کانٹا سی کھٹک گئی، فوجیں آراستہ کرکے فرہاد کو جا گھیرا۔ فرہاد نے علاء الدولہ بن کاکویہ سے امداد طلب کی، علاء الدولہ نے فرہاد کی درخواست کو قبولیت کا درجہ عطا کیا اور فوجیں اسکی کمک پر روانہ کیں۔ چنانچہ سماء الدولہ کو فرہاد کے محاصرہ و جنگ سے دست کش ہونا پڑا۔ بعد اسکے علاء الدولہ اور فرہاد نے ہمدان کی طرف قدم بڑھایا اور پہونچتے ہی محاصرہ ڈالدیا۔ ہمدان کی فوجیں بسر کردگی تاج الملک قوہی (سپہ سالار سماء الدولہ) مدافعت کو نکلیں اور بزور تیغ علاء الدولہ کا محاصرہ اٹھادیا، علاء الدولہ شکست کھاکر جرباذقان پہونچا۔ اثنار راہ میں اسکی فوج کا حصہ کثیر برف اور سردی سے ہلاک ہوگیا۔ تاج الملک قوہی نے علاء الدولہ کا تعاقب کیا اور جرباذقان میں پہونچکر علاء الدولہ پر محاصرہ ڈالا۔ علاء الدولہ نے ان ترکوں کو ملا لیا جو تاج الملک قوہی کے ہمراہ تھے اس سے تاج الملک کمزور پڑگیا۔ اسکا سارا لشکر منتشر ہوکر بھاگ نکلا۔ تاج الملک بحال پریشان ہمدان کی جانب لوٹا۔ علاء الدولہ، سماء الدولہ پر مستولی ہوگیا۔ نام کی بادشاہت رہ گئی۔ خراج دینے لگا۔ بعد اسکے علاء الدولہ نے تاج الملک کا اسکے قلعہ میں محاصرہ کیا تاآنکہ تاج الملک نے تنگ ہوکر امن کی درخواست کی، علاء الدولہ نے امن دی۔ اور اسکو معہ سماء الدولہ کے اپنے ہمراہ لئے ہوئے ہمدان گیا، اسپر اور اسکے کل صوبہ پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کرلیا۔ دیلمی سرداروں کے ایک گروہ کو گرفتار کرکے جیل

میں ڈالا اور چند سرداروں کو قتل کر ڈالا۔

ہمدان پر قبضہ کرنے کے بعد ابوالشوک کردی کے ملک کا قصد کیا، مشرف الدولہ نے ابوالشوک سے درگزر کرنے کی سفارش کی، چنانچہ علاء الدولہ نے اس سفارش کو منظور کرلیا اور اپنے دارالحکومت کو واپس ہوا۔ یہ واقعہ ۴۱۴ھ کا ہے۔

ابوالقاسم مغربی کی وزارت اور معزولی

چونکہ عنبر خادم، مشرف الدولہ کے باپ اور دادا کی خدمت میں رہا تھا اس وجہ سے عنبر خادم، مشرف الدولہ پر مستولی ہو رہا تھا، اثیر کے لقب سے پکارا جاتا تھا، بنو بویہ کی دولت و حکومت میں جو چاہتا تھا کر گزرتا تھا امراء دولت اور فوج پر اسکی استبدادی حکومت تھی وزیر السلطنت موید الملک رخجی نے عنبر خادم کے کسی حاشیہ نشین یہودی سے ایک لاکھ دینار کسی ذریعہ سے وصول کرلیا تھا۔ عنبر خادم نے مشرف الدولہ کے کانوں تک اسکو پہونچا دیا۔ پس مشرف الدولہ نے ماہ رمضان ۴۱۴ھ میں موید الملک کو معزول کرکے ناصر الدولہ بن حمدان کو عہدہ وزارت عنایت کیا۔ بعد چندے مشرف الدولہ نے اسکو خلفاء عبیدیین کے پاس بھیجدیا، خلیفہ حاکم نے اسکو مصر کی حکومت پر مامور کیا۔ مصر میں اسکا بیٹا ابوالقاسم حسین پیدا ہوا۔ حاکم نے اسکے باپ ناصر الدولہ کو کسی الزام میں قتل کر ڈالا۔ ابوالقاسم، مفرج بن جراح امیر طے کے پاس شام بھاگ گیا اور عبیدیوں کے خلاف ابوالفتوح امیر مکہ کو ابھارنے لگا۔ ابوالفتوح نے اسکو بلا بھیجا، رملہ میں ابوالفتوح کی امارت کی بیعت لی گئی فوجیں آراستہ کرکے مصر کی جانب بڑھا اور زرکثیر بطور تاوان جنگ لیکر ابوالفتوح، مکہ واپس آیا۔ اور ابوالقاسم، عراق کی طرف چلا گیا۔ عمید العراق فخر الملک ابوطالب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ خلیفہ قادر باللہ کو اسکی خبر لگ گئی حکم بھیجدیا کہ ابوالقاسم کو اپنی خدمت سے نکالدو۔ غرضیکہ ابوالقاسم نے موصل کا راستہ اختیار کیا۔ والی موصل نے ابوالقاسم کو قلمدان وزارت سپرد کردیا بعد چندے زمانہ کی ناموافقت کی وجہ سے شاہی عتاب میں گرفتار ہوگیا اور

معزول کر دیا گیا۔ پھر عراق کی جانب واپس ہوا خوبی قسمت سے کچھ ایسے اتفاقات پیش آئے کہ شرف الدولہ نے اسکو وزارت کا عہدہ عنایت کر دیا بجختی جوالی تو فوج کے ساتھ زیادتی اور حکومت کرنے لگا۔ ترکوں نے شور و غل مچایا، بغاوت کر دی اسکے میل وجول کی وجہ سے عنبر خادم بھی اس مصیبت میں گرفتار ہو گیا۔ بحال پریشان دونوں سنادیہ کی طرف نکل بھاگے شرف الدولہ بھی انکے ساتھ تھا قرواش نے ان لوگوں کو عزت و احترام سے ٹھہرایا اور بڑی آؤ بھگت سے پیش آیا۔ بعد چند دنوں کے یہ لوگ اوانا کی طرف چلے گئے۔ ترکوں کو خود کردہ پر پشیمانی ہوئی، مرتضیٰ اور ابوالحسن زینبی کو شرف الدولہ کی خدمت میں بھیجا عفو تقصیر اور واپس آنے کی درخواست کی ہنوز کوئی جواب نہیں ملا تھا کہ چند سرداران ترک، شرف الدولہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بمنت و سماجت معہ عنبر خادم کے دارالخلافت واپس لے گئے۔

سلطان الدولہ کی وفات ابو کالیجار کی حکومت

سلطان الدولہ ابوشجاع بن بہاء الدولہ والی فارس نے مقام شیراز میں داعی اجل کو لبیک کہکر سفر آخرت اختیار کیا محمد بن مکرم، کو اسکے مزاج میں بہت بڑا رسوخ تھا اور اسکی حکومت کا منصرم اور وزیر تھا اسکا میلان طبع سلطان الدولہ کے بیٹے ابو کالیجار کی طرف تھا۔ اور یہ اسوقت اہواز کا گورنر تھا، سلطان الدولہ کے مرنے کے بعد ابو کالیجار کو سر پر حکومت پر متمکن کرنیکی غرض سے محمد بن مکرم نے بلا بھیجا۔ ترکوں کی خواہش یہ تھی کہ ابو کالیجار کا چچا ابوالفوارس والی کرمان کو عبائے حکومت پہنایا جائے۔ چنانچہ ترکی فوج نے ابوالفوارس کو کرمان سے بلایا۔ محمد بن مکرم کو اس سے خطرہ پیدا ہوا، ابوالمکارم اسکا ہم آہنگ تھا بخیال فتنہ بصرہ کی طرف بھاگ گیا اور عادل ابومنصور بن مافنہ، ابوالفوارس کے لانے کو کرمان روانہ ہوا، یہ محمد بن مکرم کے دوستوں کے تھا، ابوالفوارس نے اسکی عزت افزائی کی، دیلمی فوج کے پاس اپنی حکومت کی بیعت کا پیام بھیجا۔ دیلمیوں نے معاملہ بیعت کو محمد بن مکرم کی رائے پر موقوف رکھا۔ ابوالفوارس کو اس سے غصہ پیدا ہوا، برہم ہو کر محمد بن مکرم کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ اسکا بیٹا ابوالقاسم

ابوکالیجار کی خدمت میں اہواز بھاگ گیا۔ ابوکالیجار کو اس سے بیحد برہمی پیدا ہوئی، فوجیں مرتب کر کے فارس کی طرف چلا ابومنصور حسن بن علی النسوی، وزیر السلطنت ابوالفوارس مقابلہ پر آیا گھمسان لڑائی ہوئی، میدان جنگ ابوکالیجار کے ہاتھ رہا ابوالفوارس کا لشکرگاہ لوٹ لیا گیا، ہزیمت اٹھا کر بحال پریشاں کرمان کی طرف بھاگا اور ابوکالیجار نے شیراز پر قبضہ کر لیا، کل بلاد فارس مطیع و منقاد ہو گیا۔

ابوکالیجار نے اُن دیلمیوں کو جو اسوقت شیراز میں تھے دبانے کی کوشش کی۔ ان لوگوں نے اپنے ان بھائیوں کو جو شہر نسا میں تھے پیام دیا کہ آؤ ہم اور تم ابوالفوارس کے مطیع ہو جائیں چنانچہ دیلمیوں کا یہ گروہ ابوکالیجار سے منحرف ہو کر ابوالفوارس سے جا ملا۔ بعد اسکے لشکریوں نے اپنی تنخواہوں کا ابوکالیجار سے مطالبہ کیا، دیلموں نے اس مظاہرہ میں لشکریوں کا ساتھ دیا۔ ابوکالیجار نے کمال بے سروسامانی سے نوبندجان کا سفر اختیار کیا پھر نوبندجان سے بوان کی گھاٹیوں کی طرف چلا گیا، دیلمیوں کو موقع مل گیا، ابوالفوارس کو قبضہ شیراز کی ترغیب دینے لگے۔ لڑائی کی نوبت نہ آئی۔ اس امر پر مصالحت ہو گئی کہ ابوالفوارس کا کرمان پر قبضہ تسلیم کیا جائے اور ابوکالیجار بدستور فارس کی حکومت پر رہے۔

چونکہ دیلمیوں نے من چلی طبیعت پائی تھی، آرام سے بیٹھنا پسند نہ آتا تھا ابوکالیجار سے جا ملے اور اسکو اُبھار کر ابوالفوارس کی فوج سے جا بھڑے، ابوالفوارس مصالحت کے غرہ میں آرام کی نیند سو رہا تھا، شکست کھا کر بھاگا۔ دارابجرد میں جا کر دم لیا۔ اور ابوکالیجار نے کل بلاد فارس کو دبا لیا۔ بعد اسکے ابوالفوارس دس ہزار کردوں کو لیکر ابوکالیجار سے انتقام لینے کو نکلا مقام بیضا، واصطخر میں صف آرائی ہوئی، اتفاق یہ کہ اس معرکہ میں بھی ابوالفوارس کی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کھا گئی۔ کرمان میں جا کر پناہ گزیں ہوا اور ابوکالیجار، بلاد فارس پر مستولی ہو گیا۔ ۴۱۷ھ میں حکومت و سلطنت پر قدم جم گیا۔

شرف الدولہ کی وفات | ماہ ربیع الاول ۴۱۶ھ میں بمقام بغداد شرف الدولہ

جلال الدولہ کی حکومت

ابو علی بن بہار الدولہ بن بویہ سلطان بغداد نے وفات پائی پانچ برس حکومت کی۔ اسکے مرنے پر دار الخلافت بغداد میں اسکے بھائی جلال الدولہ کے نام کا خطبہ پڑھا گیا، جلال الدولہ اسوقت بصرہ میں تھا ارکین دولت نے بصرہ سے بلا بھیجا، جلال الدولہ نہ آیا۔ بلکہ واسط چلا گیا اور وہیں قیام اختیار کیا، اپنے برادر زادہ ابو کالیجار بن سلطان الدولہ کا خطبہ پڑھنے لگا۔ ابو کالیجار ان دنوں خوزستان میں اپنے چچا ابو الفوارس سے مصروف پیکار تھا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں، جلال الدولہ نہایت عجلت سے طے مسافت کر کے واسط سے بغداد پہونچا۔ لشکر کو اسکی خبر لگی، نہروان میں آکر جلال الدولہ سے ملے اور بزور و جبر اسکو واپس کر دیا۔ اسکے خزانہ اور مال و اسباب کو لوٹ لیا، وزیر السلطنت ابو سعید بن ماکولا کو گرفتار کر لیا، جلال الدولہ نے اپنے برادر چچازاد ابو علی کو عہدہ وزارت عنایت کیا، پھر لشکریوں نے ابو کالیجار کو حکومت بغداد کے لئے ابھارنا شروع کیا چونکہ ابو کالیجار ان دنوں اپنے چچا سے مصروف جنگ تھا حیلہ و حوالہ سے ٹالنے لگا۔ دار الخلافت بغداد میں اوباشوں اور بدمعاشوں نے دست درازی اور لوٹ مار شروع کر دی، کرخ کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا، امیر عنبر نے انکو روکا۔ لیکن وہ اپنی حرکات سے باز نہ آئے اور جب اسکو اپنی جان کا خطرہ ہوا تو قرواش کے پاس موصل بھاگ گیا۔ نمونہ قیامت ہنگامہ بغداد میں پیدا ہو گیا۔

جلال الدولہ کا بغداد پر قبضہ

جسوقت دار الخلافت بغداد میں امن و امان کا نام مفقود ہو گیا اور ترکوں نے اس امر کو محسوس کر لیا کہ ملک برباد و تباہ ہو رہا ہے عرب، کرد اور عوام الناس نے دست طمع و غارتگری دراز کیا ہے تو سب کے سب مجتمع ہو کر دار الخلافت بغداد کی طرف معذرت اور عفو تقصیر کے لئے روانہ ہوئے ان ترکوں نے غلطی یہ کی تھی کہ پہلے بلا مشورہ جلال الدولہ کو بلا بھیجا اور جب جلال الدولہ آیا تو واپس کر دیا اور ابو کالیجار کو حکومت بغداد کے لئے دعوت دی، باوجود اسکے یہ بھی کہتے جاتے

تھے کہ یہ فعل ہمارا نہیں ہے بلکہ خلافت مآب کے اشارہ سے یہ فعل وقوع میں آیا ہے، بہرکیف ترکوں کا جم غفیر دارالخلافت بغداد میں آیا، شیرازہ حکومت کو درست وجمع کرنے، امن و امان قائم کرنے اور بغاوت ولوٹ مار کے فرو کرنے کی غرض سے جلال الدولہ کو پھر بلانے کی درخواست دربار خلافت میں دی چنانچہ خلیفہ قادر نے اس درخواست کو اجابت کا درجہ عنایت فرمایا اور جلال الدولہ کو طلبی کا فرمان روانہ کیا جلال الدولہ، بصرہ سے دارالخلافت بغداد کی جانب روانہ ہوا۔ خلافت مآب نے ابوجعفر سمنانی کو جلال الدولہ کے استقبال کو روانہ کیا۔ بڑی آؤ بھگت سے ۴۱۸ھ میں داخل بغداد ہوا۔ خود خلافت مآب بھی سوار ہو کر جلال الدولہ سے ملنے کو تشریف لائے۔ بعد اسکے جلال الدولہ مشہد امام کاظمؒ زیارت کو گیا پھر وہاں سے واپس ہو کر دارالملک میں آکر مقیم ہوا۔ پنج وقتہ نوبت بجنے کا حکم دیا۔ خلیفہ قادر نے ممانعت کا فرمان بھیجا۔ بادل ناخواستہ پنج وقتہ نوبت بند کر دی، بعد چندے خلافت مآب نے نوبت بجنے کی اجازت دیدی۔

حکومت بغداد پر متمکن ہونے کے بعد جلال الدولہ نے مؤید الملک ابو علی رخجی کو امیر عنبر خادم کے پاس تالیف قلب، اظہار محبت اور لشکریوں کے فعل کی معذرت کی غرض سے روانہ کیا یہ اسوقت قرواش کے پاس موصل میں تھا۔

حالات ابن کاکویہ والی اصفہان، اکراد و اصبہد

علاء الدولہ ابن کاکویہ نے اپنے ابن عم ابو جعفر علی کو نیشاپور، قوست اور اسکے متعلقات کی حکومت پر مامور کیا تھا، اور اکراد جوزقان کو بھی اسکی فوج میں شامل کر دیا تھا۔ اسکا سردار ابوالفرج بابونی تھا۔ اس سے اور ابو جعفر سے بحکم دو بادشاہ در اقلیمے نہ گنجند چل گئی، رفتہ رفتہ اسکی خبر علاء الدولہ تک پہونچی علاء الدولہ نے دونوں میں مصالحت کرا دی، بعد اسکے موقع پاکر ابو جعفر نے ابوالفرج کو مار ڈالا، اکراد جوزقان نے بغاوت کر دی، فتنہ وفساد کا دروازہ کھل گیا، علاء الدولہ نے ایک لشکر اس ہنگامہ کے فرو کرنے کو روانہ کیا، کچھ کامیابی نہوئی بلکہ مزید براں یہ ہوا

کر رسد و غلہ نہ ملنے کی وجہ سے چار دن تک بے آب و دانہ پڑا رہا، علاء الدولہ یہ سن کر آیا اور ان لوگوں کو رسد دی، غلہ دیا۔ خم ٹھونک کر میدان میں آئے اور اکراد کو ہزیمت دی، اس ہزیمت کے بعد پھر اکراد جوزقان کا ایک گروہ مقابلہ پر آیا۔ علاء الدولہ نے ان کو پسپا کر کے تعاقب کیا وقد تک پیچھا کرتا چلا گیا، وقد میں اکراد جوزقان ٹھہر کر لڑے مگر قسمت نے یاوری نہ کی وکلین کے لڑکے معرکہ کارزار میں مارے گئے۔ خود وکلین معدودے چند آدمیوں کے ساتھ بچکر جرجان کی طرف بھاگا، اصبہد اور اسکے دونوں لڑکے معہ وزیر السلطنت کے گرفتار کر لیا گیا۔ (جو ۴۱۹ھ کے نصف میں مرگیا) علی بن عمران، قلعہ کنکور میں جاکر پناہ گزیں ہوا، علاء الدولہ نے اسکا محاصرہ کر لیا۔ وکلین، جرجان سے اپنے سسرالی رشتہ دار منوچہر قابوس کے پاس چلا گیا، منوچہر کا لڑکا علاء الدولہ کا داماد تھا اور علاء الدولہ نے شہر قم بطور جاگیر دیا تھا۔ ان واقعات کو سن کے یہ بھی باغی ہو گیا اپنے باپ منوچہر کے پاس فوج کی طلبی کا خط روانہ کیا، منوچہر اور وکلین فوجیں لیکر آگیا۔ مجد الدولہ بن بویہ رے میں ٹھہرا ہوا تھا دونوں فریق گتھ گئے۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں، علاء الدولہ نے ان شکایتوں کا احساس کر کے علی بن عمران سے مصالحت کر لی مصالحت کا ہونا تھا کہ وکلین اور منوچہر رے کو چھوڑ کر چلے گئے۔ علاء الدولہ رے میں آیا، منوچہر کو نہایت سخت تہدید آمیز خط لکھا، منوچہر کنکور میں جاکر قلعہ نشین ہو گیا، علاء الدولہ نے چن چن کر ان لوگوں کو قتل کیا جنہوں نے اسکے چچازاد بھائی ابو جعفر کو قتل کیا تھا۔ بعد اسکے منوچہر نے اطاعت کی گردن جھکا دی، مصالحت کا پیام دیا علاء الدولہ نے مصالحت کر لی اور بجائے کنکور کے دینور کو جاگیر میں دیا۔

خفاجہ نے ابو کالیجار کی اطاعت قبول کر لی

خفاجہ، بنو عمرو بن عقیل کے اعقاب سے ہیں جو کہ اطراف عراق میں مابین بغداد، کوفہ، واسط اور بصرہ رہتے تھے۔ ان کا سردار ان دنوں منیع بن حسان تھا۔ اس سے اور والی موصل سے کچھ جھگڑے چلے آ رہے تھے جو کبھی کبھی لڑائی کی صورت اختیار کر لیتے تھے، بالآخر دونوں میں مصالحت کا نامہ و پیام ہونے

لگا۔ چنانچہ مصالحت ہوگئی

بعد اسکے منیع بن حسان ۴۱۷ھ میں جامعین، مقبوضات دبیس کی طرف گیا اور حالت غفلت میں پہونچکر لوٹ لیا، دبیس کو خبر لگی فوراً تعاقب اور مدافعت کو روانہ ہوا منیع نے کوفہ کو چھوڑ کر انبار کا قصد کیا جو کہ قرواش کے مقبوضات سے تھا چند دنوں کے محاصرہ کے بعد بزور تیغ مفتوح کیا اور غارت و پامال کر کے جلادیا، قرواش نے مدافعت پر کمر باندھی غریب بن معین بھی اسکے ہمراہ تھا جسوقت قرواش، انبار میں پہونچا اسوقت منیع نے انبار سے کوچ کر دیا تھا۔ قرواش، قصر کی طرف چلا گیا منیع کو موقع مل گیا دوبارہ انبار پر چڑھ آیا اور جی کھولکر لوٹا۔ قرواش اس خبر کو سن کے جامعین گیا اور دبیس بن صدقہ سے امداد کی درخواست کی۔ دبیس مع بنو اسد کے قرواش کی مدد پر اٹھ کھڑا ہوا اور اس کے ساتھ ساتھ منیع کے مقابلہ پر آیا لیکن جنگ کی ہمت نہ پڑی۔ متفرق و منتشر ہوگئے۔ قرواش، انبار واپس آیا، شہر پناہ کو درست کرایا۔ امن و امان قائم کرنے کی کوشش کی۔ چونکہ دبیس اور قرواش، جلال الدولہ کے مطیع اور منقاد تھے اسوجہ سے منیع ابن حسان نے ابو کالیجار کی خدمت میں حاضر ہوکر اسکو اپنا ملجا و ماوا بنایا اور اطاعت کی گردن جھکادی۔ ابو کالیجار نے اسکو خلعت و انعام سے سرفراز کیا۔ منیع اپنے مقبوضہ بلاد میں واپس آیا اور ابو کالیجار کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔

جلال الدولہ پر ترکوں کی یورش

حکومت بغداد پر جلال الدولہ کے قدم جم جانے پر ترکوں کی فوجوں کی کثرت ہوگئی۔ مصارف جنگی بڑھ گئے۔ اسوقت قلمدان وزارت کا مالک ابو علی بن ماکولا تھا۔ فوج نے اس سے اپنی تنخواہوں اور وظائف کا مطالبہ کیا۔ وزیر السلطنت ادا نہ کرسکا، جلال الدولہ نے جواہرات اور قیمتی قیمتی اسباب فروخت کر کے انکی تنخواہیں دیں بعد اسکے ہموں آش درکاسہ کا مضمون ہوا۔ لشکر نے وزیر السلطنت سے تنخواہ اور رسد کا مطالبہ کیا اور جب انکو تنخواہیں نہ ملیں تو بلڑ مچادیا اور اسکے مکان کو جاکر گھیر لیا۔ تاآنکہ کھانا، پانی کا پہونچنا دشوار ہوگیا۔ بصرہ چلے جانے کی درخواست کی

اور معہ اپنے اہل و عیال کے بقصد روانگی بصرہ، کشتی پر سوار ہونے کو نکلا۔ مکان اور کشتی کے درمیان میں قناتیں کھڑی تھیں اور خیمے نصب تھے ترکی فوج، قنات کی طرف بڑھی، جلال الدولہ کو خطرہ پیدا ہوا۔ لوگوں کو للکارا، ترکی فوج بھی نکل آئی۔ نمونہ قیامت ہنگامہ برپا ہو گیا۔ مگر خیریت گزری۔ جنگ کی نوبت نہ آئی۔ جلال الدولہ نے مجبور ہو کر فرش، سامان، اسباب، خیمے اور کپڑے فروخت کر کے انکی تنخواہیں دیں، شورش فرو ہوئی بعد اسکے اپنے وزیر ابو علی کو معزول کر کے ابو طاہر کو قلمدان وزارت سپرد کیا۔ چالیس دن کے بعد اسکو بھی معزول کر کے سعید بن عبدالرحیم کو عہدہ وزارت عطا کیا۔ یہ واقعہ ۴۱۹ھ کا ہے۔

ابو کالیجار کا بصرہ اور کرمان پر قبضہ

جسوقت جلال الدولہ، دارالخلافت بغداد کو روانہ ہوا تھا اُسوقت بصرہ کی حکومت پر اپنے بیٹے ملک العزیز ابو منصور کو مقرر کر گیا تھا۔ ترکوں اور دیلمیوں میں اَن بَن اور جھگڑا چلا آرہا تھا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں جلال الدولہ کے چلے جانے کے بعد فتنہ خوابیدہ جاگ اُٹھا جنگ و جدال کی نوبت آگئی کھیت ترکوں کے ہاتھ رہا۔ دیلمیوں کو معہ بختیار بن علی کے ایلہ کی طرف نکال دیا۔ ملک العزیز ان لوگوں کو واپس لانے کی غرض سے روانہ ہوا۔ دیلمی لڑ پڑے، اور ابو کالیجار بن سلطان الدولہ کی اطاعت کا اظہار کر دیا، ابو کالیجار ان دنوں اہواز میں تھا ملک العزیز ہزیمت اٹھا کر واپس بصرہ ہوا، اُدھر دیلمیوں نے ایلہ کو لوٹ لیا اور ترکوں نے بصرہ کو تاخت و تاراج کر دیا رفتہ رفتہ اسکی خبر ابو کالیجار کو پہونچی، اہواز سے ایک جرار فوج مرتب کر کے بختیار کی سرکوبی اور بصرہ پر قبضہ کرنے کو روانہ کی۔ سخت اور خونریز لڑائی ہوئی۔ آخر کار بختیار معہ اپنے ہمراہیوں کے بصرہ سے نکلکر واسط چلا گیا اور ابو کالیجار کی فوج نے بصرہ پر قبضہ کر لیا۔ بازار لوٹ لیا۔ یہ واقعہ ۴۱۹ھ کا ہے۔

جلال الدولہ اس تہیہ میں ہوا کہ بختیار اور ملک العزیز کے پاس جا کر فوج کی تنخواہ سے آ

اور جن لوگوں کے مال و اسباب لوٹ لئے گئے ہیں انکو کچھ معاوضہ دے کہ اتنے میں خبر پہونچی کہ ابو کالیجار نے بصرہ اور کرمان پر قبضہ کر لیا ہے، سنتے ہی ہاتھ کا طوطی اڑ گیا۔ زمین پاؤں کے نیچے سے نکل گئی۔

کرمان میں جلال الدولہ کا چچا ابو الفوارس حکومت کر رہا تھا۔ بقصد فارس فوجیں فراہم کر ہی رہا تھا کہ موت کا پیام آگیا لبیک کہکر سفر آخرت اختیار کیا۔ اسکے ہمراہیوں نے ابو کالیجار کی اطاعت کا اظہار کر کے کرمان بلا بھیجا۔ پس ابو کالیجار طے مسافت کر کے کرمان پہونچ گیا اور قبضہ کر لیا۔ ابو الفوارس نہایت بدخلق تھا رعایا اور اپنے ملازموں سے بیحد برا برتاؤ کرتا تھا۔

بنی دبیس نے ابو کالیجار کی اطاعت قبول کر لی

طراد بن دبیس کے قبضہ میں جزیرہ بنو دبیس تھا جس پر منصور بحکمت عملی قابض ہو کر ابو کالیجار کے نام کا خطبہ پڑھ رہا تھا اس اثناء میں طراد مر گیا۔ اسکا بیٹا علی، جلال الدولہ کی خدمت میں حاضر ہوا امداد کی درخواست کی۔ جلال الدولہ نے ترکوں کی ایک فوج کو اسکی کمک پر مامور کیا۔ علی ابن طراد نہایت عجلت سے روانہ ہوا۔ اتفاق یہ کہ انہیں دنوں ابو صالح کوکین، جلال الدولہ سے ہزیمت اٹھا کر ابو کالیجار کے پاس بھاگ آیا تھا جب اسکو یہ خبر لگی کہ علی بن طراد، جلال الدولہ کی پشت گرمی کی وجہ سے جزیرہ کی طرف آرہا ہے تو ابو صالح کوکین، ابو کالیجار سے اجازت لیکر منصور کی امداد کو جزیرہ گیا اور دونوں متفق ہو کر علی بن طراد سے لڑنے کو نکلے۔ مقام مہرو دمیں لڑائی کا نیزہ گاڑا گیا۔ علی بن طراد کو ہزیمت ہوئی، اثناء دار و گیر میں مارا گیا۔ منصور مستقل طور پر جزیرہ میں زیر سایہ عاطفت ابو کالیجار حکومت کرنے لگا۔

واسط پر ابو کالیجار کا قبضہ اور ہزیمت

بعد اسکے نور الدولہ دبیس .... علی والی حلب و نیل جب اسکو یہ اطلاع پہونچی کہ اسکا ابن عم مقلد بن حسن اور منیع بن حسان امیر خفاجہ معہ عساکر بغداد، ابو کالیجار کے پاس گئے ہیں تو اپنے مقبوضہ ممالک میں ابو کالیجار کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا اور ابو کالیجار کی خدمت میں طلبی کی درخواست بھیجی۔ چنانچہ ابو کالیجار

اہواز سے واسط کی جانب روانہ ہوا لیکن واسط میں ابو کالیجار کے پہونچنے سے پیشتر ملک العزیز بن جلال الدولہ معہ ترکوں کے داخل ہو گیا تھا جوں ہی ابو کالیجار واسط کے قریب پہونچا۔ ملک العزیز، واسط کو چھوڑ کر نعمانیہ چلا گیا۔ ابو کالیجار نے بلا کسی جنگ و مزاحمت کے واسط پر قبضہ کر لیا، دبیس وفد ہو کر حاضر ہوا، کامیابی کی مبارکباد دی۔ بعد اسکے ابو کالیجار نے قرواش والی موصل اور اثیر عنبر کو عراق کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ اثیر عنبر اثنار راہ مقام کحیل میں مرگیا اور قرواش لوٹ کھڑا ہوا۔ جلال الدولہ کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی، فوجیں فراہم کیں، ابوالشوک وغیرہ سے امداد طلب کی اور واسط کے سر کرنے کو روانہ ہوا، کمی روپیہ کی وجہ سے سخت مشکلات پیش آئیں، مصاحبوں نے رائے دی کہ ابو کالیجار اسوقت اہواز میں نہیں ہے بجائے واسط کے اہواز پر حملہ کیجئے اور ابو کالیجار کے کل مال و دولت پر قبضہ کر لیجئے۔ اور ابو کالیجار کے مشیروں نے مشورہ دیا کہ عراق کا میدان خالی ہے آپ عراق پر پہونچکر قابض و متصرف ہو جائے۔ یہ دونوں اسی حیص و بیص میں تھے کہ ابوالشوک نے یہ خبر بھیجی کہ سلطان محمود بن سبکتگین کی فوجیں، عراق کی طرف حرکت کر رہی ہیں۔ مناسب ہے کہ باہمی جنگ کو چھوڑ کر متفق الکلمہ ہو جائے۔ ابو کالیجار اس خبر کو سن کے عراق کی طرف بڑھنے سے رُک رہا لیکن جلال الدولہ اہواز گیا، تاخت و تاراج کیا، علاوہ اور لوگوں کے مال و اسباب کے خاص دارالامارت سے دو لاکھ دینار لُوٹ لیا۔ والدہ ابو کالیجار اور اسکے اہل و عیال کو لیکر بغداد روانہ ہوا۔ ابو کالیجار اس سے سخت متردد ہوا۔ جلال الدولہ سے جنگ کرنے کو فوراً روانہ ہوا۔ دبیس بن مزید اس خوف سے کہ مبادا خفاجہ میرے مقابل پر حملہ آور نہ ہو ابو کالیجار کے ساتھ نہ گیا۔ ماہ ربیع الاول ۴۲۱ھ میں ایک دوسرے سے بھڑ گیا۔ تین روز تک ہنگامۂ کارزار نہایت سختی سے جاری رہا۔ چوتھے دن ابو کالیجار ہزیمت پا کر بھاگا۔ تقریباً دو ہزار اسکے ہمراہی کام آگئے۔ بحال پریشان اہواز کی طرف واپس ہوا۔ عادل بن ماقنہ نے حاضر ہو کر زر نقد پیش کیا جس سے اسکی اشک شوئی ہوئی اور اپنے لشکر میں اسکو تقسیم کر دیا۔ خاتمہ جنگ کے بعد جلال الدولہ، واسط کی جانب لوٹا اور اس پر قابض

و متصرف ہو گیا۔ اپنے لڑکے ملک العزیز کو عنان حکومت واسطہ سپرد کر کے عراق کی طرف مراجعت کی۔

سلطان محمود کا رے، جبل اور اصفہان پر قبضہ

چونکہ مجد الدولہ بن فخر الدولہ علم اور تعمیر عمارات میں مصروف تھا اور اسکی دولت و حکومت کا انتظام اسکی ماں کر رہی تھی جب ۴۱۹ھ میں انتقال کر گئی تو نظام سلطنت بگڑ گیا، لشکر کو طمع غالب ہوئی سلطان محمود بن سبکتگین کو بدنظمی کی شکایت لکھی۔ محمود نے ایک فوج بسرکردگی اپنے حاجب کے روانہ کی اور مجد الدولہ کو گرفتار کر لینے کی خاص طور سے ہدایت کی۔ چنانچہ محمود کے حاجب نے جسوقت مجد والدولہ اس سے ملنے کو آیا اسکو معہ اسکے بیٹے ابو دلف کے گرفتار کر لیا۔ محمود کو جب اسکی خبر لگی، تو اسکے موکب ہمایوں نے رے کی جانب حرکت کی۔ ماہ ربیع الآخر ۴۲۰ھ میں داخل رے ہو کر قبضہ کر لیا۔ دس لاکھ دینار نقد پانچ لاکھ دینار کے قیمتی جواہرات، چھ ہزار تھان ریشمی کپڑے اور بیشمار اسباب و ظروف ہاتھ آئے۔ مجد الدولہ پابزنجیر خراسان بھیجا گیا اور وہیں قید کر دیا گیا۔

محمود نے رے کے مفتوح ہونے کے بعد قزوین، قلعہ قزوین، شہر ساوہ، آوہ اور یافت کو بھی لے لیا اور اسکے حاکم الکین کو گرفتار کر کے خراسان بھیجدیا۔ فرقہ باطنیہ میں سے ایک گروہ کثیر کو مار ڈالا۔ معتزلہ کو شہر بدر کیا۔ فلسفہ اور اعتزال کی کتابوں کو جلا دیا۔ رفتہ رفتہ حدود آرمینیہ تک قابض و متصرف ہو گیا علاء الدولہ بن کاکویہ نے اصفہان میں اسکے نام کا خطبہ پڑھا۔ رے پر اپنی طرف سے اپنے بیٹے مسعود کو مقرر کیا اس نے زنجان اور ابہر کو فتح کیا۔ بعد اسکے محمود نے اصفہان کو علاء الدولہ کے قبضہ سے نکال لیا اور اپنے کسی سردار کو اصفہان پر مامور کیا۔ اہل اصفہان نے علم بغاوت بلند کیا اور اسکو مار ڈالا۔ محمود کو اسکی خبر پہنچی آگ بگولا ہو گیا۔ فوجیں آراستہ کر کے اصفہان پر چڑھ آیا اور نہایت سختی سے اہل اصفہان کو پامال کیا بیان کیا جاتا ہے کہ اہل اصفہان میں سے پانچ ہزار آدمیوں کو قتل کیا تھا واللہ اعلم بالصواب۔ بعدہ واپس آیا اور وہیں قیام پذیر ہوا۔

تاتاریوں کا رے و اصفہان پر قبضہ اور علاء الدولہ کی دوبارہ

ان تاتاریوں کی ابتدائی حالت کو ہم کسی مقام پر اسی کتاب میں بیان کر آئے ہیں، یہ لوگ بخارا کی پہاڑی گھاٹیوں

حکومت میں رہتے تھے اور انکا دو گروہ تھا۔ ایک گروہ ارسلان بن سلجوق کا تھا، دوسرا گروہ اسکے برادر زادہ میکائیل بن سلجوق کا۔ یمین الدولہ محمود بن سبکتگین نے جسوقت بخارا و ماوراء النہر پر قبضہ کیا تو ارسلان بن سلجوق کو گرفتار کرکے ہندوستان بھیجدیا۔ اور اسکے قبائل وخاندان کو بے خان ومان کرکے نکالدیا۔ بعد چندے ان بقیۃ السیف نے پھر سر اوٹھایا۔ خراسان کی طرف بڑھے اور انمیں بعض اصفہان جا پہونچے، سلطان محمود نے علاء الدولہ بن کاکویہ کو انکی گرفتاری اور سرکوبی کو لکھا۔ چنانچہ علاء الدولہ نے ان تاتاریوں کی سرکوبی کا قصد کیا۔ کسی ذریعہ سے انکو اطلاع ہوگئی، اطراف خراسان کی طرف بھاگ گئے، لوٹ مار شروع کردی، تاش الفوارس (محمود بن سبکتگین کا سپہ سالار) مدافعت پر تیار ہوا، تاتاریوں نے آذربیجان کے قصد سے رے کا راستہ اختیار کیا، تاتاریوں کا یہ گروہ عراقیہ کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا اس گروہ کے سردار کوکتاش، برفا، قزل، یعمر اور ناصغلی وغیرہم تھے جب یہ لوگ طوفان بے امتیازی کی طرح دامغاں کے قریب پہونچے۔ والی دامغاں اپنی فوج کو مرتب کرکے مقابلہ اور مدافعت کو نکلا لیکن مدافعت نکر سکا۔ پہاڑ پر چڑھ گیا اور قلعہ نشین ہوگیا۔ تاتاری، شہر میں گھس پڑے اور جی کھولکر لوٹا۔ ان لوگوں نے یہی حرکتیں سمنان، رے کے قصبات، اسحاق آباد اور اسکے گرد و نواح میں کیں۔ بعد اسکے مسکویہ (رے کے صوبہ) کی طرف گئے، تاخت و تاراج کیا تاش الفوارش (سپہ سالار بن سبکتگین) اس وقت خراسان میں تھا۔ ابوسہل حمدانی نامی سپہ سالار بھی اسکے ساتھ تھا۔ ان دونوں نے مسعود بن سبکتگین والی جرجان اور طبرستان سے امداد کی درخوست کی۔ ان لوگوں نے تاش الفوارس اور ابوسہیل کی کمک پر فوجیں روانہ کیں۔ دونوں سپہ سالار خم ٹھونک کر تاتاریوں سے لڑنے کو نکلے۔ لڑائی ہوئی یہ دونوں سپہ سالار شکست کھاکر بھاگے۔ اثناء دار و گیر میں تاش الفوارس مارا گیا، ابوسہیل حمدانی نے رے میں جاکر دم لیا تاتاریوں نے اسکو رے میں بھی دم نہ لینے دیا، ہزیمت اوٹھاکر قلعہ طبرک چلا گیا اور وہیں قلعہ نشین ہوگیا، تاتاری، رے میں گھس پڑے

اور خاطر خواہ اسکو تاخت و تاراج کیا۔ بعد اسکے ابوسہیل، فوجیں درست کرکے دوبارہ تاتاریوں سے لڑنے کو آیا۔ تاتاریوں کو ہزیمت ہوئی، تاتاریوں کے سرداروں میں سے یغمر کی ہمشیرہ زادہ کو گرفتار کر لیا، تاتاری اسکی رہائی کے لئے تیس ہزار دینار فدیہ دینے اور تاش الفراش کا جسقدر مال و اسباب لوٹ لیا تھا معہ قیدیوں کے واپس کرنے پر تیار ہوئے۔ ابوسہیل حمدونی نے انکار کر دیا تاتاری مجبور ہوکر رے سے نکلے۔ اتنے میں لشکر جرجان آپہونچا۔ رے کے قریب تاتاریوں سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ تاتاریوں کا سردار معہ دو ہزار جنگ آوروں کے گرفتار کر لیا گیا۔ بقیۃ السیف تاتاری، اذربایجان کی طرف چلے گئے۔ یہ واقعہ ۴۲۲ھ کا ہے

جسوقت تاتاریوں کا گروہ اذربایجان کی طرف روانہ ہوا، علاء الدولہ نے رے میں جاکر قیام کیا اور مسعود بن محمود بن سبکتگیں کا غاشیہ اطاعت اپنی گردن پر رکھ لیا۔ ابوسہیل حمدونی کے پاس پیام بھیجا کہ تم اپنے شہروں کا کچھ مالیہ مجھے دو، ابوسہیل نے انکاری جواب دیا، علاء الدولہ نے ابوسہیل کی مخالفت کی وجہ سے تاتاریوں کو بلا بھیجا۔ چند تاتاری، علاء الدولہ کے پاس آگئے اور اسکے ملک میں قیام کیا۔ بعد چندے اس سے منافرت پیدا ہوئی۔ عادت قدیمہ اختیار کر لی۔ لوٹ مار کا بازار اطراف بلاد میں گرم کر دیا۔ علاء الدولہ نے گھبراکر پھر ابوسہیل سے خط و کتابت شروع کی اور اسکو مسعود بن سبکتگیں کی اطاعت و فرمانبرداری کی ترغیب دی۔ ابوسہیل اسوقت طبرستان سے نیشاپور چلا آیا۔ اور علاء الدولہ، رے پر قابض ہو گیا۔ بعد اسکے اہل اذربایجان نے ان تاتاریوں کی مدافعت پر کمریں باندھیں جو اس اطراف میں لوٹ مار اور غارتگری کر رہے تھے چنانچہ پوری طور سے تاتاریوں کو گوشمالی دی، سارا گروہ منتشر ہو گیا۔ ایک جماعت انکی رے کی طرف چلی گئی اس جماعت کا سردار ایک شخص یرقا نامی تھا۔ دوسرا گروہ، ہمدان کی جانب چلا گیا۔ اسکا سردار منصور اور کوکتاش تھا اس گروہ نے ہمدان میں پہونچکر ابوکالیجار بن علاء الدولہ پر محاصرہ ڈالا۔ اگرچہ اطراف و جوانب کے امراء و سلاطین نے ابوکالیجار کی کمک پر فوجیں بھیجیں۔ لیکن کامیابی نہوئی ایک مدت

تک ہمدان محاصرہ میں رہا۔ آخر کار ابو کالیجار نے اُن سے مصالحت کر لی۔ اور کوکناش کو اپنی مصاہرت میں لے لیا۔

تاتاریوں کا جو گروہ رے گیا تھا اس نے علاءالدولہ بن کاکویہ پر رے میں محاصرہ ڈالا، فناخسرو بن مجدالدولہ اور کامدوالی ساوہ بھی ان لوٹیروں سے مل گئے۔ محاصرہ و جنگ نے طول کھینچا۔ علاءالدولہ مجبور ہو کر ماہ رجب سنہ مذکور میں رات کے وقت رے سے اصفہان چلا گیا۔ اہل شہر نے ہتھیار ڈال دیئے۔ تاتاری بلائے بے درماں کی طرح رات ہی کے وقت شہر میں گھس پڑے اور تاخت و تاراج کرنا شروع کر دیا۔ ان میں سے ایک گروہ نے علاءالدولہ کا تعاقب کیا لیکن وہ ہاتھ نہ آیا۔ تب یہ لوٹیرے تاتار سے کرخ کی طرف لوٹ پڑے اور اسکو لوٹ لیا۔

اسی گروہ میں سے تاصغلی نے قزوین کی طرف قدم بڑھایا۔ اہل قزوین مقابلہ پر آ سے لڑائی ہوئی۔ مگر جب کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو اہل قزوین نے سات ہزار دینار دیکر مصالحت کر لی اور اطاعت کی گردن جھکا دی۔

تاتاری رے پر قبضہ کرنے کے بعد ہمدان کے محاصرہ پر پھر لوٹ آئے۔ ابو کالیجار نے اپنے میں مقاومت کی قوت نہ دیکھکر ہمدان کو چھوڑ دیا شہر کے بڑے بڑے روساء اور امراء بھی اسکے ہمراہ چلے آئے اور کنکوان میں قلعہ نشین ہو گئے۔ تاتاریوں نے ہمدان پر قبضہ کر لیا۔ اس گروہ کا سردار کوکناش اور منصور تھا جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو اور فناخسرو بن مجدالدولہ، دیلم کی ایک جماعت لیئے ہوئے انکے ہمراہ تھا۔ ان لوگوں نے ہمدان کو تاخت و تاراج کیا۔ اسی پر ان لوگوں نے اکتفا نہیں کی بلکہ انکے سر آیا، استرآباد اور دینور تک پہونچ گئے، ابوالفتح بن ابی الشوک والی استرآباد سے لڑائیاں ہوئیں۔ چنانچہ ابوالفتح نے ان لوگوں کو ہزیمت دی اور چند لوگوں کو ان میں سے گرفتار کر لیا۔ تاآنکہ تاتاریوں نے ان قیدیوں کی رہائی پر مصالحت کر لی۔

بعد اسکے تاتاریوں نے ابو کالیجار بن علاءالدولہ سے خط و کتابت شروع کی اور اسکو تعظام

ملک کے بہانہ سے ہمدان میں بلایا پس جب ابو کالیجار ہمدان میں آگیا تو تاتاریوں نے اس پر حملہ کر دیا۔ اسکے مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ بیچارہ ابو کالیجار ہزیمت اُٹھا کر بھاگ گیا۔ اسی اثناء میں علاء الدولہ نے اصفہان سے نکلکر تاتاریوں کے ایک گروہ پر اثنار راہ میں شبخون مارا اور کامیاب ہوا۔ مظفر و منصور، اصفہان واپس آیا۔

پھر جب سلجوقی تاتاریوں کا دوسرا گروہ جو کہ طغرلبک، داود، جغربک، بیقو اور ان کے بھائی ابراہیم نیال کے ہمراہیوں سے تھا اپنی فوجیں لیکر ورار النہر سے ان تاتاریوں کے تعاقب میں نکلا جو کہ اسوقت رے اور ہمدان کو اپنے ظلم و ستم کا جولانگاہ بنا رکھا تھا تو ان تاتاریوں نے اذربایجان، دیار بکر اور موصل کی طرف رو بفرار کیا اور متفرق و منتشر ہو کر ان ممالک میں طرح طرح کے مظالم برپا کئے جیسا کہ قرواش والی موصل اور ابن مروان والی دیار بکر کے حالات میں بیان کیا گیا۔ اور آیندہ ابن وہشودان کے حالات کے سلسلہ میں تحریر کیا جائے گا۔

مسعود بن سبکتگین کا ہمدان، اصفہان اور رے پر قبضہ اور پھر علاء الدولہ بن کا یہ کا قابض ہونا

جب تاتاریوں نے ہمدان کو چھوڑا مسعود بن سبکتگین نے ایک فوج بھیجدی جس نے ہمدان پر قبضہ کر لیا اور خود بدولت نے اصفہان کا رخ کیا۔ علاء الدولہ اصفہان چھوڑ کر بھاگ گیا۔ مسعود نے اصفہان اور جو کچھ کہ وہاں تھا سب پر قبضہ حاصل کر لیا۔ علاء الدولہ نے ابو کالیجار کے پاس تستر میں جا کر دم لیا امداد کی درخواست کی، چونکہ ابو کالیجار، حال ہی میں اپنے چچا جلال الدولہ سے ۴۲۱ھ میں شکست کھا چکا تھا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں بالفعل امداد دینے سے قاصر رہا۔ لیکن اپنے چچا جلال الدولہ سے صلح کرنے کے بعد امداد کا وعدہ کیا۔ اس اثنار میں سلطان محمود بن سبکتگین کا انتقال ہو گیا اور مسعود نے خراسان سے مراجعت کی، اسوقت تک فنا خسرو بن مجد الدولہ عمران میں پناہ گزیں تھا محمود کے مرنے کی خبر پاکر ہاتھ پاؤں نکالے، دیلم اور کردوں کو مجتمع کر کے بقصد قبضہ رے نکل پڑا۔ مسعود کے نائب نے جو کہ رے میں تھا فنا خسرو کو

ہزیمت دی اور اسکے لشکر کے ایک گروہ کو قتل کر ڈالا، فنا خسرو خائب و خاسر اپنے قلعہ میں واپس آیا۔

اگرچہ علاء الدولہ کو مسعود سے بہت بڑا خطرہ تھا اور اس سے لڑنے کی تاب نہ تھی لیکن محمود کے مرنے کے بعد ابو کالیجار کے پاس سے اصفہان، ہمدان اور رے کی طرف قبضہ کرنے کی طمع میں آیا اور رفتہ رفتہ صوبجات انوشیرواں تک بڑھ گیا مسعود کے موکب ہمایوں نے اس سے مطلع ہو کر بقصد جنگ جنبش کی گھمسان لڑائیاں ہوئیں آخر کار مسعود کے لشکر کو فتح نصیب ہوئی رے وغیرہ کو پھر اپنے قبضہ میں لے لیا۔ علاء الدولہ، زخمی ہو کر قلعہ فردخاں میں جا کر پناہ گزیں ہوا، قلعہ فردخاں، ہمدان سے ۲۲ کوس کے فاصلہ پر تھا، رے اور صوبجات انوشیرواں میں مسعود بن سبکتگین کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ مسعود نے اپنی طرف سے تاش الفوارس کو یہاں کا گورنر مقرر کیا، تاش الفوارس نے ظلم و سفاکی شروع کر دی تب مسعود نے علاء الدولہ کو مامور کیا۔

جلال الدولہ کا بصرہ پر قبضہ بعدہ ابو کالیجار کی حکومت

ہم اوپر لکھ آئے کہ جلال الدولہ نے ابو کالیجار کے بعد اہواز پر دست تصرف بڑھایا تھا۔ ابو کالیجار نے واسطے تعاقب کیا تھا۔ چنانچہ جلال الدولہ نے ابو کالیجار کو ہزیمت دی، ابو کالیجار، واسط لوٹ آیا اور ابو منصور بختیار بن علی، نائب ابو کالیجار، جلال الدولہ سے جنگ پر روانہ کیا گیا۔ چار سو کشتیوں کا بیڑہ بسرکردگی عبداللہ شرابی رکازی والی بطیحہ اس کے رکاب میں تھا۔ لیکن باوجود اس جمعیت اور تیاری کے ہزیمت ہوئی، بختیار نے میدان جنگ سے بھاگنے کا قصد کیا پھر کچھ سوچ کر قدم جما دیئے، جنگی کشتیوں کا بیڑہ لوٹ آیا۔ بحری اور بری لڑائی شروع ہو گئی۔ وزیر السلطنت ابو علی براہ دریا ان سے جنگ کرنے کو آیا۔ جس وقت نہر ابوالخصیب میں پہونچا لشکر بختیار کو قابض پایا۔ ہمت ہار گیا۔ شکست کھا کر اُلٹے پاؤں لوٹا، بختیار کے لشکر نے تعاقب کیا۔ اور خود بختیار نے بھی ابو علی کا پیچھا کیا۔ اسکی کشتیاں گرفتار

کرلی گئیں۔ خود بھی گرفتار ہوگیا۔ بختیار نے نامہ بشارت فتح کے ساتھ ابو علی کو ابو کالیجار کے پاس بھیجدیا۔ بحالت قید اسکے کسی غلام نے ابو علی کو کسی شبہ کے بنا پر مار ڈالا۔ ابو علی نہایت ظالم اور بیرحم تھا اس نے اپنے زمانہ حکومت میں بہت سے رسوم ناجائز اور محصول مقرر کئے تھے جس سے عام طور سے رعایا شاکی تھی۔

جب ابو علی کے قتل کی اطلاع جلال الدولہ تک پہونچی تو اس نے بجاے اسکے ابو سعید عبدالرحیم (جو اسکا ابن عم تھا) کو عہدہ وزارت پر مقرر کیا۔ اور ایک کثیر التعداد فوج ان لوگوں کی مدد پر روانہ کی جو مقتول وزیر کے ساتھ تھے۔ پس اسی فوج نے بصرہ پر ماہ شعبان ۴۲۱ھ میں قبضہ کرلیا۔ بختیار مع اپنی فوج کے ابلہ چلا گیا۔ ابو کالیجار سے امداد کی درخواست کی۔ ابو کالیجار نے بختیار کی کمک پر فوجیں روانہ کیں اور اپنے وزیر السلطنت ذو السعادات ابوالفرج بن فسانجس کو امیر لشکر بنایا۔ چنانچہ جلال الدولہ کی فوج سے مقام بصرہ میں لڑائی ہوئی۔ ابتدأ بختیار کو ہزیمت ہوئی۔ اسکی بہت سی کشتیاں پکڑ لی گئیں بعد اسکے جلال الدولہ کے سرداروں میں جو بصرہ میں تھے پھوٹ پڑگئی۔ آپس میں لڑنے لگے، متفرق و منتشر ہوگئے۔ انمیں بعض ذو السعادات سے جا ملے اور اس سے جلال الدولہ کے سرداران بصرہ کے حالات بتلائے۔ ذو السعادات کو موقع مل گیا، بصرہ پر حملہ کردیا اور قابض ہوگیا۔ بصرہ جیسا کہ پہلے ابو کالیجار کے قبضہ میں تھا پھر اسکے قبضہ میں آگیا۔

خلیفہ قادر کی وفات اور قائم کی خلافت

ماہ ذی الحجہ ۴۲۲ھ میں خلیفہ قادر باللہ نے وفات پائی۔ اکتالیس سال خلافت کی۔ دیلم اور ترک کے دلوں پر اسکے رعب کا سکہ بیٹھا ہوا تھا۔ اسکے مرنے پر جلال الدولہ نے اسکے بیٹے ابو جعفر عبداللہ کو سریر خلافت پر متمکن کیا، قائم بامراللہ کا لقب دیا۔ قاضی ابوالحسن ماوردی کو ابو کالیجار کے پاس پیام اطاعت لیکر بھیجا۔ ابو کالیجار نے اطاعت کی گردن جھکا دی اور بیعت کرلی۔ اپنے ملکوں میں اسکے نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔ قیمتی قیمتی تحایف اور ہدایا دربار

خلافت میں پیش کئے۔

اسی زمانہ میں مابین اہل سنت وجماعت اور شیعہ دار الخلافت بغداد میں جھگڑا ہو گیا۔ یہودیوں کے مکانات لوٹ لئے گئے بازاروں میں آگ لگا دی گئی بعض افسران جنگی قتل کر ڈالے گئے۔ اوباشوں، بدمعاشوں کی بن آئی، دن دہاڑے لوٹ مار شروع ہو گئی، لشکریوں نے بھی ہاتھ پاؤں نکالے، جلال الدولہ پر حملہ کرنے کا قصد کر دیا۔ اسکا نام خطبہ سے نکال دیا۔ جلال الدولہ نے یہ رنگ دیکھکر انکی تالیف قلوب کی، انعام دیئے روپیہ اور مال سے ان کو مالا مال کر دیا۔ شورش فرو ہو گئی۔ پھر مطیع ومنقاد ہو گئے۔

اسی سنہ میں، غلاموں کی ایک جماعت جلال الدولہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور امراء اور ارا کین دولت بالخصوص بارسطغان اور یلدرک کی بہت لمبی چوڑی شکایت کی کہ ان لوگوں نے حکومت وسلطنت پر استبداد حاصل کر لیا ہے سارا روپیہ اور مال ہڑپ کئے جاتے ہیں۔ بارسطغان اور یلدرک کو اسکی اطلاع ہو گئی، جلال الدولہ سے متنفر اور کشیدہ ہو گئے غلاموں نے ان دونوں سرداروں سے اپنی اپنی تنخواہیں طلب کیں وظایف اور مقررہ روزینے کے خواستگار ہوئے بارسطغان اور یلدرک نے تہی دستی کی معذرت کی، جب کچھ شنوائی نہ ہوئی تو دار الخلافت بغداد چھوڑ کر مداین چلے گئے۔ ترکوں کو اس پر ندامت ہوئی، جلال الدولہ نے موید الملک رجحی کو بارسطغان اور یلدرک کے پاس بھیجا چنانچہ موید الملک نے ان کو سمجھا بوجھا کر راضی کیا اور یہ دونوں پھر واپس آ گئے۔

بارسطغان اور یلدرک کی واپسی کے بعد لشکریوں نے پھر یورش کی، جلال الدولہ کا مکان لوٹ لیا، فرش، سامان مکان اور سواری کے گھوڑے لوٹ لئے، جلال الدولہ کو سخت غصہ پیدا ہوا، غضبناک سوار ہو کر دربار خلافت میں حاضر ہوا، شراب کے نشہ میں چور تھا، کہتا تھا کچھ، زبان سے نکلتا تھا کچھ، خلافت مآب نے نرمی وملاطفت سے جلال الدولہ کو مکان واپس کیا۔

اس واقعہ کے تھوڑے دنوں بعد پھر لشکریوں نے شور وغل مچایا سواری کے لئے جلال الدولہ

سے گھوڑے طلب کیے جلال الدولہ نے ان لوگوں کو ڈانٹ بتلائی۔ پھر کچھ سوچ سمجھ کر گھوڑوں کو اصطبل سے بلا کسی سائیس اور محافظ کے نکال دیا (اور یہ کہا کہ پانچ میری سواری کے ہیں اور دس میرے مصاحبوں کی سواری کے لئے ہیں) حاشیہ نشین اور لشکری واپس ہوئے: جلال الدولہ نے اپنے محلسرا کے دروازہ بند کر لئے۔ عوام الناس اور لشکریوں میں فتنہ و فساد برپا ہو گیا جلال الدولہ نے غصہ ہو کر اپنے وزیر السلطنت عمید الملک کو معزول کر کے قلمدان وزارت ابو الفتح محمد بن فضل کو سپرد کیا، چنانچہ ابو الفتح نے چند دنوں وزارت کی لیکن عہدہ وزارت کی ذمہ داریوں کو انجام نہ دے سکا معزول کر دیا گیا۔ ابو اسحاق ابراہیم بن ابو الحسن (برادر زادہ ابو الحسن سہیلی) وزیر مامون والی خوارزم کو عہدہ وزارت عطا کیا گیا، پچیس دن وزارت کر کے بھاگ نکلا۔

ترکوں کی جلال الدولہ سے بغاوت اور اطاعت

ماہ ربیع الاول ۴۲۳ھ میں ترکون اور جلال الدولہ میں پھر جھگڑا ہو گیا۔ جلال الدولہ نے دروازہ بند کر لیا۔ ترکوں نے جلال الدولہ کے مکان کو لوٹ لیا۔ اراکین دولت اور سکرٹریوں کے کپڑے اتروا لئے، وزیر السلطنت ابو اسحاق، پریشان ہو کر غریب بن محمد بن معن کے پاس بھاگ گیا، جلال الدولہ بھی ماہ ربیع الآخر سنہ مذکور میں بغداد چھوڑ کر عکبرا چلا گیا، ترکوں نے ابو کالیجار کے نام کا خطبہ پڑھا اور اسکو اہواز سے بلا بھیجا۔ عادل بن مافنہ نے رائے دی کہ جب تک ترکوں کے سردار نہ آئیں اس وقت تک آپ بغداد کا قصد نہ کیجئے، پس جب کالیجار بغداد نہ آیا تو ترکوں کو خود کردہ پریشانی ہوئی جلال الدولہ سے معذرت کی، اسکا نام خطبہ میں پڑھا۔ واپس آنے کی درخواست کی، چنانچہ تینتالیس روز بعد پھر دار الخلافت بغداد میں واپس آیا۔ قلمدان وزارت ابو القاسم بن ماکولا کو عنایت ہوا بعد چندے اس سے اور ترکوں سے جھگڑا ہو گیا۔ اسوجہ سے اور نیز اس سبب سے کہ اس[1] نے بعض لوگوں کو

---

[1] ابو المعمر ابراہیم بن حسین بساسی ایک امیر اور مالدار شخص بغداد میں رہتا تھا۔ جلال الدولہ نے اسکے مال و زر پر دانت لگایا، وزیر السلطنت ابو القاسم کو اسکی گرفتاری کا حکم دیا۔ ترکوں کو اس سے غصہ پیدا ہوا۔ وزیر کے گھر کو لوٹ لیا کپڑے چھین لئے، برہنہ پا گھر سے باہر نکالا۔ جلال الدولہ اسوقت حمام میں تھا، شور و غل سن کر حمام سے باہر آیا۔ وزیر قدموں پر گر پڑا۔ جلال الدولہ نے برافروختہ ہو کر ابو المعمر سے ایک ہزار دینار وصول کئے۔ اور وزیر السلطنت کو معزول کر دیا۔ بخوف جان روپوش ہو گیا۔ دیکھو کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۱۸۰ مطبوعہ مصر

جو اسکے قید میں تھے چھوڑ دیا تھا معزول کر دیا گیا۔

بصرہ پر جلال الدولہ بعدہٗ ابو کالیجار کا قبضہ

سنہ ۴۲۴ھ کے نصف میں ابو کالیجار کا نائب، ابو منصور بختیار بن علی نے مقام بصرہ میں وفات پائی۔ بجائے اسکے اسکا داماد ابو القاسم جانشین ہوا۔ یہ نہایت کفایت شعار، منتظم اور امور سلطنت سے آگاہ تھا امور سیاسی کی واقفیت کی وجہ سے اسکو حکومت بصرہ پر ایک قسم کا استبداد حاصل ہو گیا، ابو کالیجار کو یہ ناگوار گزرا۔ معزولی کا حکم بھیجدیا، ابو القاسم نے مخالفت کا اعلان کر دیا اسکے نام کا خطبہ موقوف کر کے جلال الدولہ کا نام خطبہ میں داخل کیا اور جلال الدولہ کے بیٹے کو واسطے بلا بھیجا چنانچہ جلال الدولہ کا لڑکا، ابو القاسم کی تحریک پر بصرہ آیا اور قبضہ کر لیا ابو کالیجار کا لشکر بصرہ سے نکال دیا گیا بعد چندے ابو القاسم اور ملک العزیز (جلال الدولہ کا لڑکا تھا جو بصرہ میں حسب طلب ابو القاسم آیا تھا) میں آن بن ہو گئی (یہ واقعہ سنہ ۴۲۵ھ کے شروع کا ہے) بعض سرداران دیلم کو ابو القاسم نے گرفتار کرنے کا قصد کیا، سرداران دیلم ملک العزیز کے پاس بھاگ گئے اور اسکی شکایت کی ملک العزیز نے انکی تالیف قلوب کے خیال سے ابو القاسم کو بصرہ سے نکال دیا۔ ایلہ چلا گیا، جب اسکے پاس ایک معتد بہ فوج مجتمع ہو گئی تو اس نے بقصد جنگ بصرہ کا قصد کیا۔ دونوں میں لڑائی ہوئی تا آنکہ اس نے ملک العزیز کو بصرہ سے نکال دیا اور بدستور سابق ابو کالیجار کا مطیع ہو گیا۔ اور اسکے نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔

جلال الدولہ کا اخراج اور معاودت

رمضان سنہ ۴۲۵ھ میں جلال الدولہ نے اپنے وزیر السلطنت ابو القاسم کو بلا بھیجا۔ لشکریوں کو اس سے منافرت پیدا ہوئی، مال و اسباب کے چھین لینے کا الزام لگا کر ہنگامہ برپا کر دیا، ایوان حکومت پر چڑھ آئے اور جلال الدولہ کو بیک بینی و دو گوش ایوان حکومت سے نکال کر ایک مسجد میں جو ایوان حکومت میں تھی بٹھا دیا۔ جلال الدولہ معہ اپنے وزیر السلطنت ابو القاسم اور اہل و عیال کے کرخ چلا آیا۔ بعد اسکے لشکریوں میں پھوٹ پڑ گئی، نظام جاتا رہا۔ آخر کار جلال الدولہ کے پاس پیام بھیجا کہ ”آپ تو

واسطے تشریف لیجائے اور اپنے چھوٹے لڑکوں میں سے کسی کو دارالحکومت میں امارت کرنے کے لئے چھوڑ جائے" جلال الدولہ نے اسکو منظور کرلیا۔ اور چند لوگوں کو لشکریوں کے لانے کی غرض سے روانہ کیا پھوٹ تو پہلے ہی سے پڑ گئی تھی کل لشکری راضی ہو گئے اور متفق ہو کر جلال الدولہ کی خدمت میں واپس آنے کی درخواست کی اور حاضر خدمت ہو کر بمنت وسماجت واپس لائے اطاعت وفرمانبرداری کی قسم کھائی

۴۲۵ھ میں جلال الدولہ نے عمید الدولہ ابوسعید عبدالرحیم کو بجائے ابن ماکولا کے عہدہ وزارت پر مقرر کیا، ابن ماکولا کو اس سے صدمہ ورنج ہوا، ناراض ہو کر عکبرا چلا گیا، جلال الدولہ نے ابن ماکولا کو طلب کرکے پھر قلمدان وزارت سپرد کیا اور عمید الدولہ کو معزول کردیا عمید الدولہ چند دنوں بامید عہدہ وزارت ٹھہرا رہا۔ جب کام ہوتا نظر نہ آیا تو جلال الدولہ کی رفاقت ترک کرکے اوانا کا راستہ اختیار کیا، جلال الدولہ نے اسکو واپس بلایا اور قلمدان وزارت کا پھر مالک بنایا۔ چند دنوں وزارت کرکے بھاگ نکلا۔ ابوالشوک کے پاس چلا گیا، تب قلمدان وزارت ابوالقاسم کو دیا گیا۔ ابوالقاسم کے زمانہ وزارت میں لشکریوں کے مطالبات بڑھ گئے ابوالقاسم ادا نہ کرسکا، دو مہینہ وزارت کرکے بھاگ کھڑا ہوا۔ لشکریوں نے گرفتار کرلیا دارالحکومت میں برہنہ سر پکڑ لائے۔ جلال الدولہ نے ابوسعید کو پھر وزارت کا عہدہ عنایت کیا اسکے زمانہ میں فتنہ وفساد کا دروازہ کھل گیا، دن دہاڑے دارالخلافت بغداد میں لوٹ مار ہونے لگی، حکام وقت دبا نہ سکے، جلال الدولہ نے سپہ سالاران دیلم میں سے بساسیری کو غربی بغداد میں امن وامان قائم کرنے کی غرض سے مقرر کیا۔ بساسیری نے نہایت خوبی سے اس خدمت کو انجام دیا، فتنہ وفساد کی جتنی گھٹائیں خلافت وسلطنت کے افق پر چھائی ہوئی تھیں چھٹ گئیں۔ تا آنکہ کردوں اور لشکریوں نے خلافت مآب کے باغ پر غارتگری کا ہاتھ بڑھایا اور لوٹ لیا، جلال الدولہ اس ہنگامہ کو فرو نہ کرسکا خلافت مآب نے قضاۃ، شہود اور فقہاء کو دربار خلافت میں طلب فرمائے ان لوگوں کے رسوم کی موقوفی کا فرمان لکھوایا، کردوں اور عام لشکریوں نے

دارالخلافت پر حملہ کر دیا، حاشیہ نشینان بارگاہ خلافت سے تعرض کرنے لگے، حکام وقت اس ہنگامہ کو فرو نہ کر سکے اور نہ امن قائم کر سکے، بغداد کے اطراف و جوانب میں عرب پھیل گئے، غارتگری اور لوٹ مار کی کوئی حد نہ رہی، جامع منصور کے قریب عورتوں کے کپڑے تک چھین لئے گئے، اسی خلفشار میں ۴۲۷ھ کا دور آگیا، لشکریوں نے جلال الدولہ پر بھی یورش کر دی جلال الدولہ بحال پریشان سیابدوی کے مکان میں جا چھپا اور رات کے وقت سیابدوی کے مکان سے نکل کر کرخ میں مرتضیٰ کے مکان پر چلا گیا اور پھر وہاں سے موقع پا کر رافع بن حسین بن معن کے پاس تکریت میں جا کر پناہ لی، ترکوں نے اسکے مکان کو لوٹ لیا اور توڑ پھوڑ کر ویران و منہدم کر دیا۔ بعد ان واقعات کے خلیفہ قائم نے لشکریوں کی تالیف قلوب کی اور امن قائم کر کے جلال الدولہ کو واپس بلا لیا۔

فتنہ بارسطغان تم اوپر بارسطغان کا حال پڑھ آئے ہو اور یہ بھی تم کو معلوم ہو چکا ہے کہ بارسطغان دیلم کے نامی سرداروں میں سے تھا حاجب الحجاب کے خطاب سے مخاطب تھا، جلال الدولہ، ترکوں کے فتنہ و فساد کا بانی اسی بارسطغان کو قرار دیتا تھا اور ترکی فوج، اسکو مال چھین لینے سے متہم کرتی تھی بارسطغان کو خطرہ پیدا ہوا، نصف ۴۲۸ھ میں اپنا مکان چھوڑ کر دارالخلافت میں جا کر پناہ گزیں ہوا، خلافت مآب نے اسکو اپنی پناہ میں لیا اور عزت و احترام سے ٹھہرایا۔ بارسطغان نے دارالخلافت میں پہنچکر ابو کالیجار سے خط و کتابت کا سلسلہ جاری کیا اور اسکو سلطنت بغداد کے لئے بلانے لگا۔ پس ابو کالیجار نے ایک فوج، واسط کی جانب بھیجدی، واسط کے مقیم فوجیوں نے اس فوج کے ساتھ ہو کر حملہ کر دیا اور ملک العزیز ابن جلال الدولہ کو نکال دیا۔ ملک العزیز، واسط سے نکل کر اپنے باپ کے پاس بغداد چلا آیا، بارسطغان نے دارالخلافت کا دروازہ کھول دیا۔ دربار خلافت کے خدام نکل پڑے اور

ابن اثیر نے لکھا ہے کہ بارسطغان نے ماہ رجب سنہ مذکور میں دارالخلافت میں جا کر پناہ لی تھی۔ دیکھو تاریخ کامل جلد ۹ صفحہ ۲۰
یہ عبارت مابین خطوط ہلالی ربط مضمون کے خیال سے میں نے کامل ابن اثیر سے ملخص کر کے لکھا ہے۔ (ابن مترجم)

ابو کالیجار کی حکومت کا اعلان کر دیا، جلال الدولہ اس ہنگامہ سے متاثر ہو کر دار الخلافت بغداد سے اوانا چلا آیا، بساسیری بھی اسکے ساتھ تھا جلال الدولہ کے چلے جانے کے بعد بارسطغان نے وزیر السلطنت ابو الفضل عباس حسن بن فسانجس کو امور سلطنت کی نگرانی پر ابو کالیجار کی طرف سے مقرر کیا) اور خلافت مآب کی خدمت میں ابو کالیجار کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی درخواست کی۔ خلافت مآب نے جلال الدولہ کے عہد و پیمان کا عذر کیا۔ اسوجہ سے خطیبوں نے بھی ابو کالیجار کے خطبہ پڑھنے سے انکار کر دیا۔ بعد اس کے بارسطغان اور جلال الدولہ میں لڑائی شروع ہو گئی، (واسطی لشکر نے بارسطغان کا ساتھ دیا) جلال الدولہ پھر دار الخلافت بغداد واپس آیا، غربی بغداد میں قیام پذیر ہوا، قرواش بن مقلد عقیلی اور دبیس بن علی بن مزید اسدی اسکے رکاب میں تھے چنانچہ غربی بغداد میں جلال الدولہ کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا اور شرقی بغداد میں ابو کالیجار کا، ابو الشوک اور ابو الفوارس منصور بن حسین، ابو کالیجار کی اطاعت میں بارسطغان کا ہمصفیر ہوا فتنہ و فساد کا دروازہ کھل گیا ہنگامہ کارزار شب و روز گرم رہنے لگا) جلال الدولہ پریشان ہو کر دار الخلافت بغداد چھوڑ کر انبار چلا گیا، قرواش نے بھی اس سے علیحدہ ہو کر موصل کا راستہ لیا، بارسطغان کو موقع مل گیا علی ابن فسانجس کو گرفتار کر لیا منصور بن حسین اپنے شہر لوٹ آیا۔ ان واقعات کے بعد یہ خبر مسموع ہوئی کہ ابو کالیجار نے فارس کا رخ کیا ہے۔ اس خبر کا مشہور ہونا تھا کہ دیلمی فوج نے جو اسکے رکاب میں تھی ترک رفاقت کر دی۔ اسکا مال و اسباب جو کچھ تھا دار الخلافت میں چھوڑ کر واسط کی طرف روانہ ہو گئی۔ جلال الدولہ پھر دار الخلافت بغداد میں آپہونچا۔ بساسیری اور بنو خفاجہ کو بارسطغان کے تعاقب پر روانہ کیا اور خود بھی معہ دبیس کے بارسطغان کی گرفتاری پر نکل پڑا[1] مقام خیزرانیہ میں بارسطغان کو جا گھیرا۔ لڑائی ہوئی، اثنائے جنگ میں بارسطغان گرفتار کر لیا گیا، جلال الدولہ کے دربار

[1] عبارت نا بین خطوط ہلالی ربط مضمون کے خیال سے میں نے کامل ابن اثیر سے ملخص کر کے لکھا ہے۔ من مترجم

میں پابزنجیر پیش کیا گیا۔ قتل کر ڈالا گیا۔

اس کامیابی سے جلال الدولہ کے حوصلے بلند ہوگئے خلافت مآب قائم بامر اللہ سے درخواست کی کہ مجھے ملک الملوک کا خطاب عطا کیا جائے۔ خلافت مآب نے اس سے مخالفت کی۔ فقہاء کو فتوے لینے کی غرض سے دربار میں طلب کیا ابوالطیب طبری' ابوعبداللہ ضمیری اور ابوالقاسم کرخی نے جواز کا فتوے دیا۔ ابوالحسن ماوردی نے اختلاف کیا اس خطاب کے غیر مشروع ہونے پر دونوں فریق میں مناظرہ ہوا۔ اکیلا ابوالحسن ماوردی ایک طرف تھا خوشامدی اور درباری فقہاء و قضاۃ ایک طرف تھے چنانچہ ابوالطیب کی جیت ہوئی اور اسکے فتوے کو ترجیح دیگئی' جلال الدولہ کو ملک الملوک کا خطاب دیا گیا۔

ابوالحسن ماوردی، جلال الدولہ کے مخصوص آدمیوں سے تھا اسکو اپنی شکست و مخالفت پر ندامت ہوئی' تین ماہ تک جلال الدولہ کے دربار میں نہ گیا، تب جلال الدولہ نے اسکو بلوایا۔ ایثار حق اور حق گوئی کا اظہار تشکر کیا اور بدستور اسکو اسکے عہدہ پر بحال رکھا۔

جلال الدولہ اور ابو کالیجار میں مصالحت

اسی ۴۲۸ھ میں جلال الدولہ اور اسکے برادرزادہ ابو کالیجار میں مصالحت کا نامہ و پیام ہونے لگا۔ قاضی ابوالحسن ماوردی اور ابوعبداللہ مردوستی صلح کا محرک اور پیامبر تھا۔ چنانچہ دونوں میں مصالحت ہوگئی' ابومنصور بن کالیجار کا عقد جلال الدولہ کی لڑکی سے کیا گیا (پچاس ہزار دینار مہر مقرر ہوا) خلافت مآب قائم بامر اللہ نے گرانبہا خلعت، ابو کالیجار کو عنایت کی۔

ابو کالیجار کا بصرہ پر قبضہ

تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ ظہیر ابوالقاسم نے بعد ابومنصور بختیار کے بصرہ پر قبضہ کر لیا تھا اور ابو کالیجار سے باغی ہو کر جلال الدولہ کی اطاعت قبول کر لی تھی' پھر بعد چند دنوں کے جلال الدولہ سے منحرف ہو کر ابو کالیجار کی اطاعت کا اظہار کیا تھا اور اس ردوبدل سے اسکی حکومت کو استقلال و استحکام حاصل

---

[1] دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۳۱۰ مطبوعہ مصر

ہوگیا تھا، دماغ میں ملک گیری اور فراہمی مال کی ہوا سمائی، ابوالحسن بن ابوالقاسم بن مکرم والی عمان ناسے چھیڑ چھاڑ کی اور اسکا کچھ مال چھین لیا، ابوالحسن نے ابوالجیش اور ابو کالیجار کی خدمت میں ظہیر کی شکایت لکھی اور یہ درخواست کی کہ اگر مجھے بصرہ کی بھی حکومت عنایت کیجائے تو میں ظہیر سے تیس ہزار دینار خراج زیادہ دینے کو تیار ہوں، ابو کالیجار نے درخواست کو منظوری اور قبولیت کا درجہ عنایت کیا اور فوجیں مرتب کرکے بسرافسری عادل ابو منصور بن ماقنہ، براہ خشکی بصرہ کی جانب روانہ کیں، ابوالجیش بھی عمان سے براہ دریا فوجیں لیکر بصرہ آپہونچا، بصرہ کا بری اور بحری محاصرہ کرلیا۔ اور بزور تیغ بصرہ میں گھس پڑے۔ قبضہ کرلیا، ظہیر گرفتار ہوگیا، کل مال و زرپیہ ضبط کرلیا گیا، پہلے نوے ہزار دینار تاوان جنگ دس دن کے اندر وصول کیا گیا۔ پھر ایک لاکھ دس ہزار دینار گیارہ دن میں وصول کیا گیا، کامیابی کے بعد ملک ابو کالیجار ۴۳۱ھ میں داخل بصرہ ہوا۔ چندے قیام کرکے معہ ظہیر ابوالقاسم کے اہواز کی جانب مراجعت کی اور اپنے بیٹے عزالملوک کو حکومت بصرہ پر مامور کیا، امیر ابوالفرج بن فسانجس کو اسکی وزارت دی۔

عمان کے حالات ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں کہ ابو محمد بن مکرم، بہاءالدولہ کی حکومت وریاست کا منتظم اور مدبر تھا بعد اسکے اسکا بیٹا ابوالقاسم اس خدمت کو انجام دیتا رہا۔ پندرہ برس سے عمان حکومت اسکے قبضہ اقتدار میں تھی ۴۳۱ھ میں وفات پائی، اسکے چار بیٹے تھے ابوالجیش، مہذب، ابو محمد اور ایک چھوٹا لڑکا جسکا نام مورخوں نے نہیں لکھا، بعد وفات ابوالقاسم، ابوالجیش سریر حکومت پر متمکن ہوا، علی ابن ہطال سپہ سالار افواج کو اسکے عہدہ پر بحال رکھا، اور اسقدر اسکی عزت بڑھائی کہ جب علی ابن ہطال، ابوالجیش کے دربار میں آتا تھا تو ابوالجیش اٹھ کھڑا ہوتا تھا، یہ امر اسکے بھائی مہذب کو ناگوار گذرا، علی اسکو تاڑ گیا، چنانچہ ابوالجیش سے اجازت لیکر مہذب کی دعوت کی اور بیحد تعظیم وتکریم سے پیش آیا۔ جب کھانے سے فراغت ہوئی، دور شراب چلنے لگا، اور مہذب

پی کر مست ہوا تو علی نے مہذب سے کہنا شروع کیا " آپ کا بھائی ابوالجیش نہایت کمزور طبیعت کا آدمی ہے، صائب الرائے نہیں ہے اگر آپ کمر ہمت باندھیں تو میں ذمہ دار ہوتا ہوں کہ بات کی بات میں آپکو سریر حکومت پر متمکن کر دوں، مہذب نشہ میں چور تھا اس چرکہ میں آگیا اور صوبہ جات کی گورنری اور جاگیر دینے کا وعدہ کیا" علی نے کہا " یہ نہیں! آپ جو وعدہ فرماتے ہیں اسکو لکھ دیجئے اور اپنا دستخط کر دیجئے" مہذب نے لکھ دیا۔ اگلے دن علی، ابوالجیش کی خدمت میں حاضر ہوا اور مہذب کا خط دکھلایا۔ اور یہ پٹی دی کہ اس نے آپ کے اکثر ہوا خواہوں کو ملالیا ہے، میں چونکہ اس سے پھنسا پھنسا رہتا ہوں مجھے یہ خط لکھا ہے اور اسی وجہ سے وہ مجھ سے کشیدہ اور متنفر رہتا ہے اور یہ تنفر محض آپ کی خیر خواہی کی وجہ سے ہے۔ ابوالجیش کو طیش آگیا، اصلیت واقعہ کی دریافت نہ کی، اپنے بھائی مہذب کو گرفتار کرکے جیل میں ڈالدیا۔ بعد چند دنوں کے ایک شخص کو جیل میں بھیجدیا جس نے اس کا گلا گھونٹ دیا۔ مرگیا۔ اسکے تھوڑے ہی دنوں بعد ابوالجیش نے بھی انتقال کیا، علی ابن ہطال نے اسکے بھائی ابومحمد کو امیر بنانے کا قصد کیا۔ ابومحمد کی ماں کو خطرہ پیدا ہوا، کہلا بھیجا کہ میرا لڑکا کم سن ہے، حکومت کا بار نہ اٹھا سکے گا مناسب ہے کہ اس کام کو آپ ہی انجام دیجئے، علی ابن ہطال تو اسی امر کا منتظر تھا، عمان کی عنان حکومت اپنے قبضہ اقتدار میں لے لی حکمرانی کرنے لگا، رعایا سے ظالمانہ برتاؤ کئے، تجارت پیشہ سے تاوان اور جرمانہ وصول کیا، رفتہ رفتہ ان واقعات کی اطلاع ابوکالیجار کو ہوئی، عادل ابومنصور بن مافنہ کو حکم دیا کہ ابوالقاسم بن مکرم کے نائب مرتضیٰ کو جو کہ عمان کے پہاڑوں میں مقیم ہے، علی ابن ہطال پر حملہ کرنے کو لکھو اور بصرہ سے ایک جرار فوج اسکی کمک پر بھیجدو، مرتضیٰ اس پیام کو سن کے اوٹھ کھڑا ہوا۔ بصرہ کی فوجیں آگئیں، بڑھ کر عمان پر محاصرہ ڈالدیا، اکثر مقامات پر قبضہ کرلیا۔ اسی اثناء میں مرتضیٰ نے اس خادم کو ملالیا جو ابن مکرم کا خادم تھا اور اسکے مرنے کے بعد علی ابن ہطال کی خدمت میں رہنے

رکھا تھا، اس خادم نے موقع پاکر علی ابن ہطال کو قتل کر ڈالا۔ پھر کیا تھا عمان مفتوح ہوگیا (عادل ابن منصور کو اسکی اطلاع ہوئی، خوشی سے اوچھل پڑا اسیوقت ایک امیر کو عمان بھیج دیا اور ابو محمد بن ابو القاسم کو عمان کی عنان حکومت دیدی اور مرتضیٰ اسکی وزارت کا کام انجام دینے لگا)

۴۳۳ھ میں عادل ابو منصور بہرام بن مافنہ (ابو کالیجار کا وزیر السلطنت) مرگیا۔ مہذب الدولہ کو قلمدان وزارت عطا کیا گیا اور اسکو ان لوگوں کی مدافعت کا حکم دیا جو کہ جیرفت کا محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ پس اس نے بزور تیغ محاصرہ اوٹھا دیا اور انکا تعاقب کیا تا آنکہ وہ لوگ پہاڑ کے دشوار گزار دروں میں جا چھپے اور مہذب الدولہ کرمان واپس آیا۔ دنیا کو ان کے شر و فساد سے نجات مل گئی۔

جلال الدولہ کی وفات ابو کالیجار کی حکومت

ماہ شعبان ۴۳۵ھ میں جلال الدولہ (ابو طاہر بن بہاء الدولہ بن عضد الدولہ بن بویہ) نے بغداد میں وفات پائی سترہ سال حکومت کی۔ اسکی کمزوری حد سے متجاوز ہوگئی تھی، لشکریوں کا اسپر اثر تھا امراء کا اسپر قابو تھا، صوبجات کے گورنروں سے یہ دبتا تھا۔ غرض یہ کہ عوام کی ناک بنا ہوا تھا، جس طرف جو چاہتا تھا پھیر دیتا تھا۔ اسکے مرنے پر وزیر السلطنت کمال الملک بن عبد الرحیم اور بڑے بڑے امراء دولت، ترکوں اور عوام الناس کے خوف سے حرم سرائے دار الخلافت میں جاکر پناہ گزیں ہوئے، سرداران لشکر دار الحکومت میں پہونچ گئے ترکوں اور عوام الناس کو غارتگری سے روک دیا۔

جلال الدولہ کا بڑا لڑکا الملک العزیز ابو منصور اسوقت واسط میں تھا۔ سرداران لشکر نے جلال الدولہ کے موت کی خبر دی، اطاعت و فرمانبرداری کا اظہار کیا اور یہ لکھ بھیجا کہ جس قدر

۱؎ عبارت مابین خطوط ہلالی۔ ربط مضمون کے خیال سے ہیں نے تاریخ کامل ابن اثیر سے ملخص کرکے لکھا ہے۔ مترجم

۲؎ مورخ ابن خلدون نے اس مقام پر ضمائر سے کام لیا ہے اور اوپر مرجع ضمیر کا نہیں ہے جیسا کہ اور کتب تواریخ کے ورق گردانی سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ تاتاری تھے جنہوں نے جیرفت کا محاصرہ کر رکھا تھا۔

جلد ممکن ہو بغداد میں آکر بیعت لے لیجئے، کوئی اتفاق ایسا پیش آگیا کہ الملک العزیز بغداد نہ آسکا اور ابو کالیجار والی اہواز کو جلال الدولہ کے مرنے کی خبر مل گئی سرداران لشکر بغداد کو خطوط لکھے اور بشرط اطاعت انعام وصلہ دینے کا وعدہ کیا، سرداران لشکر بطمع مال و زر ملک العزیز سے منحرف ہو کر ابو کالیجار کے مطیع ہو گئے۔ چنانچہ ابو کالیجار، اہواز سے بقصد بغداد روانہ ہوا۔ جس وقت نعمانیہ میں پہونچا، لشکریوں نے بغاوت کر دی اور اس سے علیحدہ ہو کر واسط چلے گئے مگر باایں ہمہ دار الخلافت بغداد میں اسکے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ اور اسکی حکومت تسلیم کر لی گئی۔ ملک العزیز ان واقعات سے متاثر ہو کر دبیس بن مزید کے پاس گیا۔ وہاں بھی اسکو آرام و دلجمعی نصیب نہوئی قرواش بن مقلد کے پاس موصل چلا گیا پھر اس سے بھی رخصت ہو کر ابو الشوک کے پاس جا پہونچا۔ ابو الشوک سے اسکو تعلق دامادی کا تھا، مگر اس نے ملک العزیز سے بد عہدی اور کج ادائی کی۔ بزور اپنی لڑکی کو اس سے طلاق لے لیا۔ ملک العزیز بحال پریشاں ابراہیم ینال برادر سلطان طغرلبک کے پاس جا کر پناہ گزیں ہوا بعد چند دنوں کے لشکریوں کو ملانے کی غرض سے پوشیدہ طور سے بغداد آیا۔ ابو کالیجار کے ہوا خواہوں کو اطلاع ہو گئی۔ ان لوگوں نے حملہ کر دیا اور ملک العزیز کے دو ایک ہمراہیوں کو مار ڈالا ملک العزیز گھبرا کر بھاگ نکلا، نصیر الدولہ بن مروان کے پاس جا کر پناہ لی اور اسی کے پاس مقام یافاقین میں جاں بحق تسلیم کر دی۔

ماہ صفر ۴۳۶ھ میں ابو کالیجار وارد بغداد ہوا، لشکر بغداد نے سلامی دی، ابو کالیجار کا قدم استقلال کے ساتھ حکومت بغداد پر جم گیا۔ خلافت مآب نے محی الدولہ کا خطاب عنایت کیا، ابو الشوک اور دبیس بن مزید نے اپنے اپنے ممالک محروسہ میں اسکے نام کا خطبہ پڑھا۔

ابو کالیجار نے اس معاملہ میں دس ہزار دینار اور بہت سے قیمتی قیمتی تحائف خلافت مآب کی خدمت میں پیش کئے تھے علاوہ اسکے سرداران لشکر اور نیز سپاہیوں کو بھی بیحد مال اور روپئے دیئے چونکہ ابو کالیجار پر ترکوں کا خوف غالب تھا اسوجہ سے مجبال شورش و فساد بہت تھوڑی

فوج کے ساتھ داخل بغداد ہوا تھا اسکے ساتھ اسکا وزیر السلطنت ابو السعادات ابو الفرج محمد بن محمد بن فسانجس بھی تھا، خلیفہ قائم بامر اللہ، سوار ہو کر ملنے کو آیا تھا۔ سارا شہر بغداد چراغاں کیا گیا، خلافت مآب نے سرداران لشکر بساسیری، ساری (نشاوردی) اور ہمام ابو اللقاء کو خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا۔ ابو کالیجار نے اپنے چچاؤں (عمید الدولہ ابو سعید بن عبد الرحیم اور اسکے بھائی کمال الملک وزیران جلال الدولہ) کو بغداد سے شہر بدر کر دیا۔ دونوں بیچارے تکریت چلے گئے۔

ابن کاکویہ اور عساکر مسعود علاء الدولہ بن کاکویہ کا رے سے شکست پانے اور زخمی ہو کر روانہ ہونے کا حال ہم اوپر بیان کر آئے ہیں اور یہ کہ فرہاد بن مرداویج اسکے ساتھ تھا۔ قلعہ فردخاں میں مدد حاصل کرنے کی غرض سے گیا، جب وہاں کار برآری نہ ہوئی تو یزدجرد کا راستہ لیا، علی بن عمران سپہ سالار تاش فراش نے تعاقب کیا، ہوجب سے ان لوگوں نے یزدجرد کو بھی چھوڑ دیا۔ ابو جعفر (علاء الدولہ) نیشاپور اکراد جرو قان کے پاس چلا گیا اور فرہاد نے قلعہ سکیس میں جا کر دم لیا اور ان کُردوں کو جو علی بن عمران کے رکاب میں تھے ملا لیا اور بحالت غفلت انکو حملہ کرنے پر آمادہ کر دیا، علی بن عمران کو اسکی اطلاع ہو گئی، ہمدان کی طرف کوچ کر دیا، فرہاد اور کُردوں نے پیچھا کیا اور اثناء راہ میں ایک گانوں میں اسکو جا گھیرا لیکن کثرت بارش کی وجہ سے کامیاب نہ ہوئے لوٹ آئے، علی بن عمران نے امیر تاش کی خدمت میں امداد کی درخواست کی اور علاء الدولہ نے اپنے برادر زادہ سے جو کہ اصفہان میں تھا اس سے مال اور آلات حرب کی مدد مانگی، علی بن عمران کو اسکی خبر لگ گئی ہمدان سے نکل کر مقام جرو قان میں چھیڑ چھاڑ کی۔ جو کچھ اسکے ساتھ تھا لوٹ لیا اور اسکو گرفتار کر لیا۔ علاء الدولہ نے میدان خالی پا کر ہمدان پر قبضہ کر لیا سلطان مسعود نے اس کو اپنی طرف سے اصفہان کی حکومت پر ایک معین خراج پر مامور کیا اسی طرح پر قابوس کو جرجان اور طبرستان کی حکومت عطا کی، رے پر ابو سہیل حمدانی کو مقرر

کیا اور تاش فرواش والی خراسان کو شہریوش بن ولکین والی ساوہ کی گرفتاری اور سرکوبی کو متعین کیا، شہریوس رہزنی کرتا تھا اور حاجیوں کے قافلوں کو لوٹ لیتا تھا، شہریوس نے اسی پر اکتفا نہیں کیا۔ سلطان محمود کے مرنے کے بعد حوصلے بڑھ گئے۔ رے پر حملہ کر دیا اور اسکا محاصرہ کر لیا۔ تاش نے اسکی سرکوبی کی غرض سے فوجیں روانہ کیں، چنانچہ قم کے کسی قلعہ میں اسکو جا کر گھیر لیا اور گرفتار کر کے تاش کے پاس لائے تاش نے مقام ساوہ میں اسکو صلیب پر چڑھا دیا۔

ان واقعات کے بعد علاء الدولہ بن کاکویہ اور فرہاد بن مرداویج ابوسہیل حمدانی سے جنگ کرنے پر متفق ہوئے۔ ابوسہیل حمدانی، عساکر غزاسپان لیکر مقابلہ پر آیا۔ سخت اور خونریز لڑائی ہوئی، فرہاد اثنار جنگ میں مارا گیا اور علاء الدولہ ہزیمت اوٹھا کر ایک پہاڑ پر چلا گیا جو مابین اصفہان اور جرجان واقع تھا اور وہیں پناہ گزیں ہو گیا بعد چند دنوں کے موقع پا کر ایدج چلا گیا جو ممالک محروسہ ابو کالیجا سے تھا۔

ابوسہیل نے علاء الدولہ کی ہزیمت کے بعد اصفہان پر قبضہ کر لیا۔ اسکے خزانہ کو لوٹ لیا۔ کتب خانہ غزنی اوٹھا لایا یہ واقعہ ۴۲۵ھ کا ہے۔ جسکو حسین بن حسین غوری نے جلا کر خاک وسیاہ کر دیا۔

۴۲۷ھ میں علاء الدولہ نے پھر پر پرزے نکالے، فوجیں فراہم کر کے ابوسہیل کا اصفہان میں جا کر محاصرہ کر لیا۔ ترکوں نے علاء الدولہ کے ساتھ بیوفائی کی، باغی ہو گئے پس علاء الدولہ محاصرہ سے دست کش ہو کر یزدجرد اور یزدجرد سے طرم چلا گیا، ابن سالار والی طرم نے بخوف ابن سبکتگیں والی خراسان، علاء الدولہ کو اپنے یہاں ٹھہرنے ندیا۔ تب علاء الدولہ، طرم سے بھی نکل کھڑا ہوا۔ بعد اسکے ۴۲۹ھ میں طغرلبک نے خراسان پر قبضہ کر لیا۔ جسکو ۴۳۱ھ میں سلطان مسعود نے لڑکر پھر واپس لے لیا جیسا کہ ہم تحریر کر آئے ہیں اور آئندہ حسب موقع احاطہ تحریر میں لائیں گے۔

علاء الدولہ ابو جعفر ابن کاکویہ کی وفات

علاء الدولہ ابو جعفر بن دشمنزیار بن کاکویہ نے ابو الشوک کے ملک سے واپس اصفہان آکر ماہ محرم ۴۳۳ھ میں سفر آخرت اختیار کیا بجائے اسکے سریر حکومت اصفہان پر اسکا بڑا بیٹا ظہیر الدین ابو منصور فرامرز متمکن ہوا۔ اسکا دوسرا لڑکا ابو کالیجار کرشاسف نہاوند کی طرف چلا گیا اور قبضہ کر لیا، نہاوند کے علاوہ قرب وجوار کے شہروں اور اعمال جبل پر قابض ہو گیا۔

بعد اسکے ابو منصور فرامرز نے قلعہ نطنز کے قلعہ دار کے پاس اپنی اطاعت کا پیام بھیجا۔ اور اپنے باپ کے جمع کئے ہوئے ذخیروں اور مال میں سے کچھ طلب کیا، قلعہ دار نے اطاعت قبول نہ کی، مخالفت کا اعلان کر دیا، ابو منصور فرامرز اسکی سرکوبی کو چلا۔ ابو حرب (ابو منصور کا چھوٹا بھائی بھی) اسکے رکاب میں تھا، ابو حرب نے قلعہ دار سے مل گیا۔ اور ابو منصور، واپس اصفہان آیا۔ ابو حرب سلجوقیہ سے جو کہ رے میں تھے امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ ایک گروہ ان تاتاریوں کا جرجان کی طرف بڑھا اور اسکو تاخت و تاراج کر کے ابو حرب کو حوالہ کر دیا۔ ابو منصور نے فوجیں ابو حرب کے مقابلہ پر روانہ کیں۔ دونوں میں لڑائیاں ہوئیں۔ بالآخر ابو منصور کی فوجوں نے جرجان کو ابو حرب سے واپس لے لیا۔ ابو حرب شکست کھا کر ایک قلعہ میں پناہ گزیں ہوا، ابو منصور کے لشکر نے اسکا محاصرہ کر لیا، ابو حرب، رات کے وقت بہ تبدیل لباس چھپکر بھاگ نکلا، ابو کالیجار نے بادشاہ فارس کے پاس جا کر پناہ لی، اور اس نے بمقابلہ اپنے بھائی ابو منصور کے امداد کا خواستگار ہوا، ابو کالیجار نے ایک عظیم فوج سے اسکو مدد دی، اور خود بھی اس مہم پر ابو حرب کے ساتھ آیا اصفہان کا محاصرہ کیا۔ اسوقت ابو منصور، اصفہان ہی میں تھا۔ دونوں فریق میں متعدد لڑائیاں ہوئیں، آخر کار ابو منصور نے ابو کالیجار کو سالانہ خراج دینا قبول کیا، مصالحت ہو گئی۔ ابو کالیجار نے اپنے دار الحکومت شیراز کی جانب مراجعت کی اور ابو حرب نے قلعہ نطنز کا جا کر محاصرہ کر لیا۔ اور سختی سے لڑائی شروع

کر دی، ابو منصور نے اس سے بھی قلعہ کے ذخیروں اور مال میں سے کچھ دیکر مصالحت کر لی، قلعہ بدستور اسی کے قبضہ میں رہا۔ ابو منصور کو ان جھگڑوں سے ہنوز فراغت کاملہ حاصل نہیں ہوئی تھی کہ ابراہیم نیال نے خراسان سے رے کا قصد کیا اور ابو منصور سے اطاعت کا طالب ہوا۔ ابو منصور نے قبول نہ کیا تب ابو منصور نے ہمدان اور یزدجرد کی طرف قدم بڑھایا اور اس پر قابض ہو گیا۔ ابوالفتح حسن بن عبداللہ نے سعی اور کوشش کرکے ابو حرب اور ابو منصور میں مصالحت کرا دی، ابو حرب نے اظہار اطاعت کی غرض سے اپنے ممالک محروسہ میں اپنے بھائی ابو منصور کے نام کا خطبہ پڑھا۔ اور ابو منصور نے اسکو ہمدان بطور جاگیر عنایت کیا۔

اسی ۴۳۳ھ میں سلطان طغرلبک نے خوارزم، جرجان اور طبرستان کو ملوک بنو سبکتگیں کے قبضہ سے نکال[1] لیا اور ابراہیم نیال (طغرلبک کا برادر اخیافی) جسوقت طغرلبک نے خراسان پر قبضہ کیا تھا عساکر سلجوقیہ کو لیکر رے کی طرف بڑھا تھا اور اسپر قابض ہو گیا تھا بعد ازاں یزدجرد کو لے لیا اور ۴۳۴ھ میں ہمدان پر چڑھائی کی، والی ہمدان (ابو کالیجار[2] کرشاسف) ابن علاء الدولہ نے شہر ہمدان چھوڑ دیا نیشاپور[3] چلا گیا۔ ابراہیم نیال شہر کی طرف

[1] اس قبضہ کا سبب یہ ہوا کہ انوشیروان بن منوچہر بن دشمگیر نے جوان ممالک کا حکمراں تھا اپنے سپہ سالار ابو کالیجار بن وستان کو گرفتار کر لیا تھا اور اسکی ماں سے عقد کر لیا تھا۔ طغرلبک کو اسکی اطلاع ہو گئی کہ کوئی مزاحم اور مانع نہیں رہ گیا۔ فوجیں آراستہ کرکے سو مرداویج بن بشو کے جا پہونچا۔ اہل شہر نے امان کے ساتھ شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا، ایک لاکھ دینار خراج مقرر کرکے مرداویج کو پچاس ہزار دینار سالانہ پر اسکی حکومت دیدی، انوشیرواں ملوک بنو سبکتگیں کی طرف سے ان ممالک کا گورنر تھا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۱۴۳ مطبوعہ مصر۔

[2] ابن خلدون میں اس مقام پر خالی جگہ ہے میں نے یہ نام تاریخ کامل سے لکھا ہے۔ من مترجم

[3] بجائے نیشاپور کے شاپور خوست تاریخ کامل میں ہے اور یہی صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ ابو کالیجار کا نہیں محاصرہ کیا گیا تھا۔ واللہ اعلم

آیا اور اپنی اطاعت و فرمانبرداری کرنے کو کہا، اہل شہر نے جواب دیا۔ ہم لوگ آپ کے مطیع و فرمانبردار ہونے کو تیار ہیں، بشرطیکہ آپ اس (ابو کالیجار کرشاسف) کے شر سے ہمکو مطمئن کر دیں، ایسا نہو کہ یہ پھر ہمکو زیر و زبر کرنے کو آجائے،، ابراہیم نیال نے اس جواب کو پسند کیا اور ابن علاء الدولہ (یعنی ابو کالیجار کرشاسف) کی طرف بڑھا۔ ابو کالیجار، قلعہ شاپور خورست میں قلعہ نشین ہوگیا اور ابراہیم نیال نے شہر پر قبضہ کر لیا۔ تاتاری لشکر نے جی کھولکر تاخت و تاراج کیا اور نہایت وحشیانہ حرکات کا مرتکب ہوا۔

ابراہیم نیال اس غارتگری سے فارغ ہو کر رے کی طرف واپس ہوا۔ جوں ہی اس نے ہمدان کو چھوڑا کرشاسف نے ہمدان کی جانب مراجعت کر دی، اسی زمانہ میں طغرلبک نے بھی بقصد رے کوچ کر دیا تھا۔ چنانچہ رے میں پہونچکر ابراہیم نیال کے قبضہ سے رے کو لے لیا۔ بجائے اسکے دوسرے شہروں کی حکومت عنایت کی اور سجستان کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ رے کی خراب و برباد شدہ شہر پناہ و عمارات کے بنوانے کا حکم صادر کیا۔ دارالامارت میں چند گھوڑے سونے کے مرصع بجواہر اور تانبے کی دو دیگ جنمیں جواہرات بھرے ہوئے تھے ہاتھ آئے علاوہ اسکے بہت سامال و اسباب اور خزانہ ملا۔

بعد اسکے طغرلبک نے قلعہ طرک کو مجد الدولہ بن بویہ کے قبضہ سے نکال لیا۔ مجد الدولہ نے اسکے پاس عزت و احترام سے قیام اختیار کیا، قزوین کی طرف بڑھا۔ والی قزوین نے اسی ہزار دینار دیکر مصالحت کر لی اور اطاعت کی گردن جھکا دی، بعدہ طغرلبک نے کوکتاش اور بوقا وغیرہم سرداران عراقی تاتاریوں کے پاس طلبی کا قاصد بھیجا۔ یہ لوگ اسوقت اطراف جرجان میں تھے ان لوگوں کو طغرلبک سے خوف پیدا ہوا اور اس خیال سے کہ مبادا طغرلبک ہمکو دھوکا ندے آنے سے انکار کر دیا۔ بادشاہ دیلم کو بھی اپنی اطاعت و فرمانبرداری کا پیام بھیجا اور خراج طلب کیا، بادشاہ دیلم نے اطاعت قبول کر لی اور خراج بھیجدیا، سالار طرم کے پاس بھی اسی مضمون کا فرمان گیا ہوا تھا اس نے بھی اطاعت

کا اظہار وا قرار کیا اور دو لاکھ دینار پیش کئے۔ طغرلبک نے سالانہ خراج مقرر کر کے حکومت پر بحال رکھا ایک سریہ اصفہان پر روانہ کیا، اصفہان میں ابو منصور فرامرز تھا، مقابلہ پر آیا۔ کامیابی ہوئی، سریہ بے نیل مرام واپس ہوا تب طغرلبک نے رے سے نکل کر اصفہان پر حملہ کیا، ابو منصور فرامرز نے تاوان جنگ دیکر مصالحت کر لی، طغرلبک نے ہمدان کا رخ کیا۔ جن دنوں طغرلبک رے میں تھا اسی زمانہ میں کرشاسف بن علاء الدولہ ہمدان چلا آیا تھا، کرشاسف نے اطاعت کی گردن جھکا دی اور اسکے ساتھ ابہر اور زنجان پر حملہ آور ہوا۔ طغرلبک نے ان دونوں شہر پر بھی اپنی حکومت کا جھنڈا گاڑ دیا اور ہمدان کو کرشاسف سے چھین لیا، کرشاسف کے سرداران لشکر اور ہمراہی متفرق و منتشر ہو گئے بعد اسکے طغرلبک نے کرشاسف سے قلعہ کنکور (کنگور) سپرد کرنے کو کہا اور قلعہ دار کے پاس قلعہ کی سپردگی کا پیام دیا، قلعہ دار نے قلعہ کو سپرد کرنے سے انکار کیا، طغرلبک نے جھلا کر کرشاسف کو قید کر دیا اور رے کی جانب مراجعت کی، ہمدان پر ناصر الدین علوی کو مامور کیا بعدہ کرشاسف کو قید سے نکال کر ان حکام سلجوقیہ کی نیابت پر متعین کیا جو ان شہروں کے حکمراں بنائے گئے تھے۔

۴۳۶ھ میں کرشاسف نے قدم نکالے کنکور پہونچا، پھر ہمدان کی طرف بڑھا اور اس پر قابض ہو کر طغرلبک کے حکام کو نکال دیا ابو کالیجار کے نام کا خطبہ پڑھا طغرلبک یہ سن کر آگ بگولہ ہو گیا اپنے بھائی ابراہیم ینال کو ۴۳۷ھ میں کرشاسف کی سرکوبی کی غرض سے ہمدان روانہ کیا، کرشاسف مقابلہ نہ کر سکا، شہاب الدولہ ابو الفوارس بن منصور بن حسین والی جزیرہ دبیس کے پاس چلا گیا، عراق میں ابراہیم ینال کا آنا تھا کہ عوام الناس خوف سے تھرا گئے عراق چھوڑ کر حلوان کا راستہ اختیار کیا۔ یہ خبر ابو کالیجار کو پہونچی، ابراہیم ینال سے مڈبھیڑ ہونے کا ارادہ کیا لیکن کمی فوج اور قلت مال نے اجازت نہ دی۔ اس اثنار میں مابین طغرلبک اور اسکے بھائی ابراہیم کے جھگڑا ہو گیا لیکن اس جھگڑے کا الٹا اثر

یہ ہوا کہ ملوک بنو بویہ کے قبضہ سے رے اور بلاد جبل کو لے لیا بعد اسکے اصفہان پر چڑھ گیا۔ ماہ محرم ۴۴۲ھ میں اس پر محاصرہ ڈالا۔ بیضار پر شبخون مارنے کے لئے فوجیں بھیجیں ایک برس کامل محاصرہ کئے رہا۔ محصوروں پر یہ برتاؤ نہایت سختی سے گزرا، غلہ ختم ہو گیا، مکانات کی شہتیریں جلا کر کھانا پکایا۔ جامع مسجد کی چھت بھی اس سے محفوظ نہ رہی۔ مجبور ہو کر اہل شہر نے امن کی درخواست کی اور امن حاصل کر کے شہر پناہ کا دروازہ کھولا، طغرلبک نے اصفہان پر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ۴۴۳ھ کا ہے۔ والی اصفہان "ابو منصور" اور اسکے فوجیوں کو بلاد جبل میں جاگیریں دیں۔ رے سے اپنا خزانہ اور سلح خانہ اصفہان اٹھا لایا اور اسی کو دارالحکومت بنایا۔ فخر الدولہ بن بویہ کی حکومت رے، اصفہان اور ہمدان سے منقرض اور منقطع ہو گئی۔ اس خاندان میں سے صرف ابو کالیجار کی حکومت عراق اور فارس میں باقی رہ گئی، البقاء للہ وحدہ

[1]

. . . .

. . . .

جب ابو کالیجار کو طغرلبک کے آئے دن غلبہ اور ملک گیری کا احساس ہوا اور اس نے اپنی آنکھوں سے رے، اصفہان، ہمدان اور بلاد جبل کو اپنی قوم کے ہاتھوں سے نکلکر طغرلبک کے قبضہ میں جاتا ہوا دیکھ لیا تو اس نے طغرلبک کے پاس پیام صلح بھیجا اور یہ درخواست کی کہ میری لڑکی سے آپ اپنا رشتہ کر لیجئے اور میرا رشتہ اپنے بھائی داؤد کی لڑکی سے کر دیجئے تاکہ آئندہ کسی قسم کا مناقشہ ہمارے اور آپ کے درمیان نہ رہ جائے اور اس رشتہ داری کی وجہ سے ایک دوسرے کا ہمدرد و معاون بن جائے چنانچہ طغرلبک نے اس درخوست کو قبولیت کا درجہ عطا کیا۔ ۴۳۹ھ میں اس قرارداد کے مطابق مصالحت ہوئی اور عقد ہو گیا طغرلبک نے اپنے بھائی ابراہیم نیال

---

۱ اصل کتاب میں یہ جگہ خالی ہے۔

کو لکھ بھیجا کہ آیندہ تم اپنے فتوحات کے دائرہ کو نہ بڑھاؤ۔ جسقدر عراق کا حصہ تمہارے قبضہ میں آگیا ہے بس اسی پر اکتفا کرو۔ .... [1] بہرام بن شکرستان دیلمی پر خراج مقرر کیا تھا۔ بہرام نے خراج نہ بھیجا، حیلہ و حوالہ سے ٹالدیا، ابو کالیجار کو اس سے پر بھی پیدا ہوئی، قلعہ یزدشیر کو اس سے چھین لینے کی تدبیریں کرنے لگا اور محافظین قلعہ کو روپیہ دیکر ملالیا۔ بہرام کو اسکی اطلاع ہوگئی، جو لوگ، ابو کالیجار سے مل گئے تھے انکو قتل کرڈالا اور پہلے سے زیادہ مخالفت پر تل گیا ابو کالیجار کو اسکی تاب کہاں تھی فوجیں آراستہ کرکے بہرام کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوگیا۔ کوچ وقیام کرتا ہوا قصر مجاشع (ضلع خراسان) پہونچا۔ موت آگئی تھی بیمار ہوگیا۔ ضعف اسقدر بڑھا کہ سوار نہ ہوسکا، پالکی میں لٹا کے شہر خیاب کی طرف واپس ہوئے۔ خیاب پہونچکر ۱۰ جمادی الاولی ۴۴۰ھ میں سفر آخرت اختیار کیا چار برس تین مہینے عراق پر حکومت کی۔

ابو کالیجار [2] کے مرنے پر ترکوں نے جو اسکی قوم سے تھے اسکا خزانہ، سلاح خانہ اور اصطبل کو لوٹ لیا۔ اسکا لڑکا ابو منصور فلاستون تن تنہا وزیر السلطنت ابو منصور کے کیمپ میں چلا آیا اور اسی کے پاس ٹھہرا رہا۔ ترکوں اور دیلمیوں میں جھگڑا ہوگیا، ترکوں کا ارادہ امرا اور وزیر کے لوٹنے کا تھا اور دیلم ان کو اس فعل سے روک رہے تھے بالآخر ترک اس فعل سے باز رہے اور شیراز میں قدم جما دیا ۔ امیر ابو منصور نے شیراز پر قبضہ کرلیا اور وزیر، قلعہ خرمہ میں قلعہ نشیں ہوگیا۔

ابو کالیجار کے مرنے کی خبر دارالخلافت بغداد پہونچی، اسوقت بغداد میں اسکا ابو نصر

---

[1] اصل کتاب میں یہ جگہ خالی ہے

[2] ابو کالیجار کی عمر بوقت وفات چالیس برس اور چھ مہینے کی تھی چھ لڑکے بڑے ملک الرحیم، امیر ابو منصور فلاستون، ابو طالب کامرو، ابو المظفر بہرام، ابو علی کیخسرو، ابو سعد خسرو شاہ اور تین کم سن لڑکے جنکا نام مورخوں نے نہیں لکھے چھوڑے ۔ کامل ابن اثیر صفحہ ۲۰۴ جلد ۹ مطبوعہ مصر

حزہ فیروز موجود تھا اس نے سرداران لشکر کو جمع کیا اور ان سے اپنی حکومت وسلطنت کا حلف لیا، اور جیسا کہ اسکی قوم کا دستور تھا خلیفہ قائم بامر اللہ سے خطبہ میں اپنے نام پڑھے جانے کی اور الملک الرحیم کے لقب سے مخاطب ہونے کی درخواست کی خلافت مآب نے خطبہ میں نام داخل کرنے کی اجازت دیدی اور الملک الرحیم کے خطاب دینے سے بنظر ادب وخلاف شرع انکار کردیا لیکن ابو نصر کے ہمراہیوں اور سرداران لشکر اسکو اسی سے مخاطب کرنے لگے۔ عراق، خوزستان اور بصرہ پر اسکی حکومت کا سکہ چل گیا، بصرہ کی حکومت پر اسکا بھائی ابو علی بن کالیجار تھا۔ ابو نصر نے اسکو بحال رکھا۔

شوال سنہ مذکور میں اپنے بھائی ابو سعید کو بسرافسری ایک فوج عظیم شیراز کی طرف روانہ کیا۔ پس ابو سعید نے شیراز پر قبضہ کرلیا اور اپنے بھائی ابو منصور کو مع اسکی ماں کے گرفتار کرکے دارالخلافت بغداد لے آیا۔

ملک العزیز بن جلال الدولہ اپنے باپ کے مرنے کے بعد ابراہیم نیال کے پاس چلا گیا تھا جب اس کا بھی انتقال ہوگیا تو حکومت کی طمع میں بصرہ پر حملہ آور ہوا۔ بصرہ کی فوج نے اسکی مدافعت پر کمر باندھی۔ اتنے میں یہ خبر پہونچی کہ دارالخلافت بغداد میں ابو نصر ملک الرحیم کی حکومت تسلیم کرلی گئی۔ یہ سنتے ہی ملک العزیز نے لڑائی سے ہاتھ اٹھالیا اور ابن مروان کے پاس چلا گیا تا آنکہ وہیں مرگیا جیسا کہ اوپر ہم لکھ آئے ہیں [1]۔

. . . .

تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ ابو منصور فلاستون بن ابو کالیجار اپنے باپ کے انتقال کے بعد فارس چلا گیا تھا اور اس پر قابض ہوگیا تھا اور ملک الرحیم نے اپنے بھائی ابو سعید کو ایک فوج کے ساتھ فارس روانہ کیا تھا چنانچہ ابو سعید، ابو منصور فلاستون کو مع اسکی ماں کے گرفتار کرلایا تھا۔ تھوڑے دنوں بعد قید سے رہا ہوکر قلعہ اصطخر (بلاد فارس) چلا گیا۔ ملک الرحیم اسکے تعاقب میں اہواز سے ۴۴۲ھ میں بلاد فارس کی طرف روانہ ہوا۔ اہل شیراز اور وہاں

[1] اصل کتاب میں یہ جگہ خالی ہے۔

کی فوج نے اطاعت کی گردن جھکا دی، چنانچہ شیراز کے قریب ملک الرحیم نے ڈیرے ڈالدیئے۔ بعد اسکے لشکر بغداد اور لشکر شیراز میں تنا تنی ہوگئی، لشکر بغداد نے عراق کی جانب معاودت کر دی، ملک الرحیم بھی لشکر شیراز سے مشتبہ ہوکر اسکے ساتھ واپس ہوا۔

چونکہ دیلم کی فوجیں جو بلاد فارس میں تھیں ابو منصور فلاستون سے مل گئی تھیں علاوہ اسکے اور بہت سے سرداران لشکر فارس بھی ابو منصور فلاستون کے ہمدرد اور مطیع ہوگئے تھے اس وجہ سے ابو منصور فلاستون بعد مراجعت اپنے بھائی ملک الرحیم، ارجان کی جانب بقصد قبضۂ اہواز روانہ ہوا۔ ملک الرحیم اس خبر سے مطلع ہوکر لوٹ پڑا۔ رامهرمز کے قریب دونوں بھائیوں کا مقابلہ ہوگیا۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد ملک الرحیم کو ہزیمت ہوئی (یہ واقعہ ماہ ذیقعدہ ۴۴۱ھ کا ہے) واسط میں جاکر دم لیا اور لشکر فارس نے اہواز پر قبضہ کرلیا۔

ماہ محرم ۴۴۲ھ میں اُن لشکریوں میں باہم مخالفت پیدا ہوگئی جو ابو منصور فلاستون کے رکاب میں تھے۔ چنانچہ ان میں سے چند دستہ فوج بلا اجازت فارس لوٹ آیا اور ایک حصہ لشکر کا اسکے ساتھ اہواز میں ٹھہرا رہا اور کچھ حصہ فوج کا ملک الرحیم سے جا ملا اور یہ درخواست کی کہ " آپ فارس تشریف لے چلیئے، ہم آپکو قبضہ دلا دینگے"۔ ملک الرحیم اپنی ہزیمت کی خفت مٹانے کو فارس کی طرف روانہ ہوگیا اور لشکر بغداد کو جنگ کے لئے طلب کیا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا اہواز کے قریب پہونچا۔ سرداران لشکر اہواز ملنے کو آئے اور اہل فارس کی اطاعت و فرمانبرداری کی خوشخبری سنائی اور یہ ظاہر کیا کہ اہل فارس آپ کے قدوم میمنت لزوم کے منتظر ہیں، ملک الرحیم نے بانتظار لشکر بغداد، اہواز میں قیام کردیا۔ چند دن آرام کرکے عسکر مکرم کی طرف حرکت کی۔ اور ۴۴۲ھ میں اس پر قبضہ کرلیا۔

بعد اسکے عرب اور کردوں کا ایک گروہ غارتگری کے لئے مجتمع ہوا جنکا سردار سطارد بن منصور اور مذکور بن نزار تھا۔ اس غارتگر گروہ نے سیرف پر شبخون مارا اور اسکو تاخت و تاراج کرکے برق کی طرف بڑھے اسکو بھی لوٹ لیا۔ ملک الرحیم کو اسکی خبر لگی، ماہ محرم ۴۴۳ھ

میں ایک فوج انکی گوشمالی اور سرکوبی پر متعین کی، لٹیرے عرب اور کردون کو ہزیمت ہوئی، مطار و مارا گیا اور اسکا لڑکا گرفتار کرلیا گیا۔ جو کچھ مال و اسباب لوٹا تھا سب کا سب واپس لے لیا گیا۔

اس فتحیابی کی خبر ملک الرحیم کو پہونچی، یہ اسوقت عسکر مکرم میں تھا ادہر ملک الرحیم نے بقصد قنطرہ اربق کوچ کیا۔ دبیس بن مزید اور بساسیری وغیرہما سرداران لشکر ہمراہ تھے، ادہر ابو منصور فلاستون، ہزارسب بن تنکر اور منصور بن حسین اسدی دیلمی اور ترکی فوج لیے ہوئے ارجاں سے تشتر کی طرف بڑہے۔ اتفاق یہ کہ ان لوگوں کے پہونچنے سے پہلے ملک الرحیم مع اپنی فوج کے پہونچ گیا تھا۔ اس وجہ سے کامیابی کا سہرہ ملک الرحیم کے سر پر باندہا گیا بعد اسکے ملک الرحیم نے رامہرمز پر یلغار کیا۔ رامہرمز اسوقت تک ہزارسب کے قبضہ میں تھا اور یہاں پر اسکی فوج تھی اور سرداراں لشکر رہتے تھے۔ ملک الرحیم نے لڑکر ان کو نیچا دکھایا اور نہایت سختی سے انکو پامال کیا۔ ہزارسب کی فوج نے شکست کھاکے قلعہ بندی کرلی۔ ملک الرحیم نے بزور تیغ انکو اپنی اطاعت پر مجبور کیا چنانچہ ہزارست کے سپاہیوں نے اطاعت کی گردن جھکا دی۔ اور بعض ان میں سے ہزارسب کے پاس بھاگ گئے، ہزارسب نے انکو گرفتار کرلیا اور ملک الرحیم کی خدمت میں اطاعت و فرمانبرداری کا عریضہ ارسال کیا۔ اور بلاد فارس پر قبضہ کرلینے کی تحریک کی چنانچہ ملک الرحیم اس کے بھرّے میں آگیا اور ابو سعید اپنے بھائی کو بلاد فارس کی طرف روانہ کیا ابو سعید نے اصطخر پر لڑکر قبضہ حاصل کرلیا۔ ابو نصر اپنی فوج اور زر و مال سے اسکی خدمت میں حاضر ہوگیا فارس، دیلم، ترک، عرب اور کردون کی افواج نے اطاعت قبول کرلی۔ بعدہ ابو سعید، قلعہ بهندر کی طرف بقصد تسخیر بڑہا، ابو منصور فلاستون، ہزارسب اور منصور بن حسین اسدی اس خبر سے مطلع ہوکر ملک الرحیم سے لڑنے نکل کھڑا ہوا دونوں فریق میں مڈبھیڑ ہوئی۔ اتفاق یہ کہ ان لوگوں نے ملک الرحیم کو شکست دیدی، ملک الرحیم، اہواز چھوڑکر واسط چلا آیا،

تب ابومنصور، ہزارسب اور منصور نے ابوسعید کو فارس سے نکالنے کے قصد سے شیراز کی طرف معاودت کی دونوں فریق میں گھمسان لڑائی ہوئی۔ آخر کار ابوسعید نے ان لوگوں کو ہزیمت دی، پھر وہ لوگ اپنی فوجوں کو مجتمع کر کے لوٹے اور لڑائی شروع کی، ابوسعید نے پھر ان کو ہزیمت دی اور نہایت سختی سے قتل و قید کیا۔ ان میں سے اکثر امن حاصل کر کے مطیع بن گئے، ابومنصور فلاستون، قلعہ بھشند رمیں قلعہ نشین ہوگیا۔ اہواز وغیرہا میں ملک الرحیم کے نام کا خطبہ پھر پڑھا گیا اور ان پر اس کا قبضہ ہوگیا۔

اس واقعہ کے بعد ابومنصور فلاستوں معہ ہزارسب، ایدج چلا گیا، سلطان طغرلبک کی خدمت میں فدویت نامہ روانہ کیا، امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ سلطان طغرلبک نے ایک فوج جرار انکی کمک پر روانہ کی۔ ملک الرحیم اسوقت عسکر مکرم میں تھا۔ بساسیری عراق کی طرف لوٹ آیا تھا، دبیس بن مزید، عربوں کی فوج اور کردوں کا لشکر بھی علیحدہ ہوگیا تھا، غرض تھوڑے سے دیلم اہواز والے ہمراہ رہ گئے تھے باقی سب کے سب متفرق اور منتشر ہوگئے تھے۔ اس وجہ سے ملک الرحیم نے ان لوگوں کے خوف سے عسکر مکرم سے اہواز کی طرف مراجعت کی اور اس خیال سے کہ ابومنصور فلاستوں اور ہزارسب کی توجہ بلاد فارس کی طرف مبذول ہوجائے اپنے بھائی ابوسعید کو بسر کردگی لشکر، فارس کے شہروں پر حملہ کرنے کو روانہ کیا۔ لیکن ابومنصور فلاستون وغیرہم نے اس طرف ذرا بھی توجہ نہ کی۔ سیدھے اہواز پر آ اترے اور لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا۔ ملک الرحیم شکست کھا کے معدودے چند آدمیوں کے ساتھ واسط میں جا کر پناہ گزیں ہوا۔ اہواز تاخت و تاراج کیا گیا۔ اسی واقعہ میں کمال الملک ابوالمعالی بن عبدالرحیم (ملک الرحیم کا وزیر السلطنت) غائب ہوگیا۔ کچھ پتہ نہ ملا۔

اس زمانہ میں سلجوقیہ فوجیں فارس کی طرف بڑھ گئی تھیں۔ الپ ارسلان برادر زادہ سلطان طغرلبک نے شہر نسا پر قبضہ کر لیا تھا اور جی کھول کر اسکو تاراج کیا تھا یہ واقعہ

۴۴۳ھ کا ہے۔ بعدہ ۴۴۴ھ میں انھیں سلجوقیوں نے شیراز کی طرف قدم بڑھایا۔ اس مہم میں انکے ہمراہ عادل بن ماقنہ (وزیر ابو منصور فلاستون) بھی تھا۔ سلجوقیوں نے اسکو گرفتار کر لیا اور اس سے تین قلعے چھین لئے۔ اہالیان قلعہ نے موقع پاکر ابوسعید برادر ملک الرحیم کو قلعہ کی کنجیاں حوالہ کر دیں ابوسعید نے فوج کثیر مجتمع کر کے شیراز پر چڑھائی کی اور ان تاتاریوں کو جو وہاں موجود تھے نکال باہر کیا۔ اور بعض سرداران سلجوقیہ کو قید کر لیا۔ بعد اسکے نسا پر حملہ آور ہوا۔ تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ سلجوقیہ نے نسا پر قبضہ حاصل کر لیا تھا پس ابوسعید نے انکو بھی نسا سے نکال دیا اور قابض ہو گیا۔

بساسیری اور بنو عقیل میں فتنہ

جسوقت ۴۴۱ھ میں ملک الرحیم شیراز گیا ہوا تھا اسی زمانہ میں بنو عقیل میں سے ایک گروہ بادروقا پر حملہ آور ہوا اور اسکو تاخت تاراج کیا۔ بادروقا بساسیری کے مقبوضات سے تھا پس جب بساسیری، فارس سے واپس ہوا تو دارالخلافت بغداد سے ان پر فوج کشی کی، زعیم الدولہ ابو کامل بن مقلد مقابلہ پر آیا۔ فریقین میں گھمسان لڑائی ہوئی، سخت اور خونریز جنگ کے بعد ایک دوسرے سے علیحدہ ہوا بعد اس واقعہ کے بساسیری کو یہ خبر لگی کہ قرواش اہل انبار کے ساتھ بدسلوکی اور ظلم سے پیش آتا ہے، اسی اثناء میں اہل انبار کا وفد بھی آیا اور اس نے بھی قرواش کے ظلم و ستم کی شکایت کی، بساسیری نے ایک فوج اوفد کے ساتھ روانہ کی، قرواش کو اس فوج کے مقابلہ میں ہزیمت ہوئی بساسیری کی فوج، انبار پر قابض ہو گئی۔ بساسیری فتحیابی کی خبر سن کے انبار آیا، امن قائم ہو گیا بعد ۴۴۶ھ میں قریش بن بدران والی موصل نے انبار پر یلغار کیا اور بزور تیغ اسپر قابض ہو گیا سلطان طغرلبک کے نام کا خطبہ پڑھا اور جسقدر بساسیری کا مال و زر وہاں تھا لوٹ لیا۔ اسکے مصاحبوں اور سرداروں کا مال بھی اس دستبرد سے محفوظ نہ رہا۔ بساسیری کو اسکی اطلاع ہوئی، غصہ سے کانپ اٹھا، فوجیں فراہم کر کے انبار پر چڑھائی کر دی فریقین

میں لڑائیاں ہوئیں بالآخر انبار کو قریش کے قبضہ سے نکال کر بغداد واپس آیا۔

عمان پر خوارج کا قبضہ

عمان پر ابو المظفر بن ابو کالیجار کی حکومت کا سکہ چل رہا تھا۔ اسکا ایک خادم تھا جسکو استبداد کی قوت حاصل ہوگئی تھی۔ بدسلوکی اور ظلم سے پیش آنے لگا، رعایا کے مال وزر پر ہاتھ بڑھایا۔ جس سے عام طور سے رعایا کو تنفر پیدا ہوا خارجیوں کو جو جبل عمان میں تھے اسکی خبر ہوگئی، چنانچہ ابن رشد نے فوجیں فراہم کیں اور عمان پر چڑھ آیا، ابو المظفر مقابلہ پر آیا اور خارجیوں کو مار بھگایا۔ بعد اسکے ابن رشد نے پھر فوجیں جمع کیں اور عمان پر قبضہ کرنے کو چلا، ابو المظفر اور دیلمی فوج نے سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا۔ چونکہ اہل شہر کو اسکے ظلم و تشدد سے بیزاری پیدا ہوگئی تھی اسوجہ سے حملہ آور فریق کا اہل شہر نے ساتھ دیا اور اسکی اعانت کی۔ ابو المظفر کو اس واقعہ میں ہزیمت ہوئی، ابن رشد نے شہر عمان پر قبضہ کرلیا اور خادم کو قتل کر ڈالا علاوہ اسکے بیشمار دیلمی اور عمال کو بھی تہ تیغ کیا، دارالامارت مسمار و منہدم کردیا، ٹیکس اور محصول موقوف اور معاف کردیا واردین اور تجار سے ربع عشر لینے پر اکتفا کیا، عدل و انصاف کا دور دورہ ہوا ظلم و ستم کا نام مٹادیا، جامع مسجد بنائی اپنے نام کا خطبہ پڑھا اور "الراشد باللہ" کے لقب سے اپنے کو ملقب کیا۔ ابو القاسم بن مکرم نے اس سے پیشتر اسپر فوج کشی کی تھی اور کوہ عمان میں اسکا محاصرہ کیا تھا جس سے اسکے دندان آز و طمع کھٹے ہوگئے تھے۔

دارالخلافت بغداد میں بلوہ

ماہ صفر ۴۴۳ھ میں مابین اہل سنت اور شیعہ دارالخلافت بغداد میں پھر فتنہ و فساد کی بنا پڑی۔ عام بلوہ ہوگیا سبب بلوہ یہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ اہل شیعہ نے اپنے عقاید و مذہب کے مطابق دروازوں پر کچھ لکھوایا جو اہل سنت کو ناگوار گزرا سخت ہنگامہ برپا ہوگیا، خونریزی اور قتل کا دروازہ کھل گیا۔ خلیفہ قائم بامر اللہ نے عباسیہ اور علویہ کے نقیبوں (ابو تمام نقیب عباسیہ اور عدنان

بن رضی نقیب علویہ) کو دریافت حال پر مامور کیا۔ انہوں نے واپس ہو کر شیعوں کی شہادت دی، خلافت مآب نے فتنہ و فساد فرو ہونے کا حکم دیا۔ کسی کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔ لڑائی برابر جاری رہی اسی ہنگامہ میں اتفاقاً اہل سنت کی طرف سے ایک ہاشمی مارا گیا۔ پھر کیا تھا سخت اشتعال پیدا ہوا۔ مشہد باب النصر پر حملہ کر دیا جو پایا لوٹ لیا۔ موسیٰ کاظم اور محمد تقی (انکے پوتے) کا ضریح جلا دیا۔ بنو بویہ اور بعض خلفاء بنی عباس کے مقابر کو بھی تاخت کیا۔ موسیٰ کاظم کی لاش کو قبر سے نکال کر مقبرہ احمد بن حنبل میں دفن کرنے کا قصد کیا لیکن ان کی لاعلمی نے ان کو اس فعل سے روک دیا اور نیز نقیب عباسیہ نے اس فعل سے ان کو سخت ممانعت کی۔ اہل کرخ شیعہ نے ابو سعید سرخسی مدرس مدرسہ حنفیہ کو قتل کر ڈالا۔ فقہاء اہل سنت کے محلوں کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا۔ انکے مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ یہ فساد بڑھتے بڑھتے شرقی بغداد تک پہونچ گیا۔ اور جب یہ خبر نورالدین دبیس تک پہونچی تو اسکو بیحد شاق گزرا۔ اپنے ممالک محروسہ میں خلیفہ قائم بامراللہ کا خطبہ موقوف کر دیا کیونکہ اکثر وہاں کے رہنے والے اور نیز دبیس شیعہ مذہب رکھتا تھا۔ خلافت مآب نے اس معاملہ میں دبیس پر اپنی ناراضی ظاہر کی، دبیس نے معذرت کی کہ "میرے ممالک محروسہ کے اکثر باشندے مذہب شیعہ رکھتے ہیں وہ ان واقعات سے مشتعل ہوئے اور بلا علم و اطلاع میرے انہوں نے خطبہ موقوف کر دیا میں نے ان پر دباؤ ڈالا لیکن وہ اپنے خیال و ارادہ سے باز نہ آئے جیسا کہ اہل سنت نے مشتعل ہو کر خلافت مآب کے حکم کو نہ مانا اور مشہد کو جلا دیا۔ خلافت مآب میری خطا معاف فرمائیں میں نے حضور کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کا حکم دیدیا ہے"۔ اگرچہ اعادہ خطبہ سے بظاہر یہ فساد رک گیا مگر اندر ہی اندر بڑھتا گیا تا آنکہ ۴۴۵ھ میں یکایک آگ کی طرح پھر بھڑک اٹھا سلطنت کا رعب و داب اٹھ گیا۔ ایک دوسرے سے گتھ گیا۔ ترکوں کی جماعت نے بھی اس فساد میں حصہ لیا۔ علویہ کا ایک شخص انہیں واقعات میں مار ڈالا گیا۔ اہل کرخ کی عورتیں شور و

غل مچاتی ہوئی انتقام لینے کی غرض سے نکل پڑیں۔ ایک ہلڑ سا مچ گیا۔ سرداران لشکر فتنہ دور کرنے کو مسلح ہو کر نکلے۔ اہل کرخ مقابلہ پر آئے۔ سخت خونریز معرکہ ہوا۔ کرخ کے بازار جلا دیئے گئے۔ قتل و غارتگری کی غرض سے ترکوں نے کرخ میں گھسنے کا قصد کیا۔ لیکن سرداران لشکر نے روک دیا۔ فتنہ و فساد فرو ہو گیا۔

ملک الرحیم کا بصرہ پر قبضہ

ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ ملک الرحیم نے اپنے باپ کے مرنے کے بعد زمام حکومت بغداد اپنے ہاتھ میں لی تھی اور اپنے بھائی ابو علی کو امارت بصرہ پر بحال و قائم رکھا تھا۔ بعد اسکے ابو علی نے ملک الرحیم سے بغاوت کی۔ ملک الرحیم نے بسرکردگی بساسیری (جو اسکی حکومت و دولت کا منصرم و ناظم تھا) ایک فوج بصرہ روانہ کی ابو علی، لشکر بصرہ کو مرتب کر کے مقابلہ پر آیا۔ بحری لڑائی شروع ہوئی چند دنوں تک جنگ کا سلسلہ جاری رہا۔ بالآخر ابو علی کو ہزیمت ہوئی۔ بساسیری نے دجلہ اور کل شہروں پر قبضہ کر لیا اور اپنی فوج کو خشکی پر اتار دیا۔ ربیعہ اور مضر کے قبائل نے امن کی درخواست کی۔ چنانچہ انکو اور کل اہل بصرہ کو امن دی گئی۔ بصرہ پر ملک الرحیم کا قبضہ ہو گیا، ابو علی بھاگ کر شط عثمانی (عمان صحیح ہے) پہونچا اور قلعہ نشین ہو گیا۔ چاروں طرف خندق کھدوالی۔

اس فتحیابی کے بعد ملک الرحیم کی خدمت میں دیلم کا وفد خوزستان سے آیا اور اطاعت و فرمانبرداری کا اظہار کیا۔ ملک الرحیم نے انکو جائزہ اور صلہ دیکر رخصت کیا۔ اور فوجیں آراستہ کر کے شط عمان کی طرف اپنے بھائی ابو علی کے تعاقب پر روانہ ہوا ابو علی مقابلہ پر آیا لیکن کامیاب نہوا۔ پسپا ہو کر بھاگ نکلا۔ ملک الرحیم نے اس مقام پر بھی قبضہ کر لیا۔ لوٹ کر بصرہ آیا بصرہ میں جسقدر فوجیں ابو علی کی تھیں اُن کو بصرہ سے نکال کر بجائے اُن کے اپنی فوجوں کو ٹھہرایا اور بساسیری کو اپنی جانب سے وہاں کا حاکم بنا کر اہواز کی طرف روانہ ہو گیا۔ منصور بن حسین اور ہزارسب نے اس سے صلح و اطاعت کا نامہ و پیام

شروع کیا اور اسکے دائرہ حکومت میں داخل ہو گئے تستر پر بھی اسکی حکومت کا پرچم اُڑنے لگا۔ بعدہ ارجان کی طرف فولاد بن خسرو دیلمی کو روانہ کیا۔ اس نے اپنی حکمت عملی اور سیاسی چالوں سے ارجان کے اطراف وجوانب کے کل حکمرانوں کو ملک الرحیم کا مطیع ومنقاد بنا دیا۔ باقی رہا ابو علی وہ معہ اپنے مال کے عباوان چلا گیا اور عباوان سے سلطان طغرلبک کی خدمت میں حاضر ہونے کی غرض سے جرجان کا راستہ اختیار کیا۔ پس جب اصفہان پہونچا اور سلطان طغرلبک کی خدمت میں باریاب ہوا سلطان طغرلبک نے نہایت احترام اور عزت سے ٹھہرایا۔ جرباذقان کے دو قلعے مرحمت کئے اور اسی کے مضافات میں جاگیر بھی عنایت کی۔

فلاستون کا شیراز پر قبضہ زیر اثر حکومت طغرلبک

تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ ابو نصر خسرو قلعہ اصطخر میں تھا اور اس پر مستولی تھا اور اس نے ۴۴۳ھ میں ملک الرحیم کی خدمت میں فدویت نامہ بغرض اظہار اطاعت روانہ کیا تھا جس وقت ملک الرحیم نے رامہرمز پر قبضہ حاصل کیا تھا اور اس سے درخواست کی تھی کہ اسکے بھائی ابو سعید کو بلاد فارس پر قبضہ کرنے کی غرض سے مامور فرمائے، چنانچہ ابو سعید فوجیں لیکر فارس کی طرف بڑھا اور فارس کے اکثر شہروں پر قابض ہو کر شیراز میں جا اترا۔ عمید الدولہ ابو نصر ظہیر ثانی ایک شخص ابو سعید کے رفقا میں تھا جو اپنی حکمت عملیوں سے اس کی دولت و حکومت میں پیش پیش ہو گیا تھا اور بہت بڑی قوت حاصل کر لی تھی۔ اس نے لشکریوں کے ساتھ کج ادائی، بداخلاقی اور برے برتاؤ شروع کر دیئے علاوہ لشکریوں کے ابو نصر خسرو کے ساتھ بھی یہی برتاؤ برتے جس نے امیر ابو سعید کو بلاد فارس پر قبضہ حاصل کرنے کو بلایا تھا۔ ابو نصر نے اسکی مخالفت پر کمر باندھی، لشکریوں نے اسکا ہاتھ بٹایا، سرداران لشکر اسکے ہم آہنگ ہو گئے پھر کیا تھا ایک فتنہ برپا ہو گیا عمید الدولہ ابو نصر کو گرفتار کر لیا۔ ابو منصور فلاستون کی اطاعت کا اعلان کر کے حکومت

کرنے کی غرض سے بلا بھیجا اور ابو سعید کو اصطخر سے اہواز کی جانب نکال دیا۔ ابو منصور، اہواز میں داخل ہوا اور سریر حکومت پر متمکن ہو کر طغرلبک اور ملک الرحیم کا نام خطبہ میں پڑھا ان دونوں کے نام کے بعد اپنا نام داخل خطبہ کیا۔

بساسیری اور اکراد و اعراب کے واقعات

جس وقت سلطان طغرلبک نے اکثر ممالک اور نیز دارالخلافت بغداد کے مضافات پر قبضہ کرلیا، حکومت حلوان تک اسکی حکومت کا سکہ چلنے لگا۔ کردوں نے اسکے علم حکومت کی اطاعت قبول کرلی۔ انکی غارتگری اور فتنہ انگیزی کی کثرت ہو گئی، ان کے دیکھا دیکھی عربوں نے بھی ہاتھ پاؤں نکالے۔ لوٹ مار شروع کر دی ملک گیری کے طمع سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ حکومت کو انکی سرکوبی پر متوجہ ہونا پڑا چنانچہ بساسیری فوجیں لیکر روانہ ہوا۔ بوازیج تک انکا تعاقب کرتا گیا۔ ان میں سے ایک گروہ کثیر کو قتل کر ڈالا۔ بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا۔ باقی ماندگان، زاب کو عبور کر گئے ان کی جانیں ہلاکت سے بچ گئیں۔ دیلمی اور اہم ابیان بساسیری نے بھی زاب عبور کرنے کا قصد کیا۔ پانی زیادہ تھا عبور نہ کر سکے۔ یہ واقعہ ۴۴۵ھ کا ہے۔

اس واقعہ کے بعد دبیس والی حلہ نے بساسیری کو خفاجہ سے جنگ کرنے کو بلا بھیجا۔ خفاجہ نے والی حلہ کے شہروں پر تاخت و تاراج کا ہاتھ بڑھا رکھا تھا۔ والی حلہ انکی مقاومت نہیں کر سکتا تھا پس اس نے بساسیری سے امداد طلب کی۔ چنانچہ بساسیری اسکی حمایت کو آپہونچا۔ فرات عبور کرکے خفاجہ کو جامعین سے مار بھگایا۔ خفاجہ نے خشکی و بیابان کا راستہ اختیار کیا۔ بساسیری نے اسکا تعاقب کیا۔ خفان میں پہونچکر محاصرہ کرلیا سختی سے لڑائی شروع کر دی۔ خفاجہ کمال بیرحمی سے پامال کئے گئے۔ انکا مال و اسباب لوٹ لیا گیا۔ مویشیاں پکڑلی گئیں۔ مدتوں قلعہ خفان کا محاصرہ قائم رہا تا آنکہ بساسیری کے پُر زور حملوں نے اسکو بھی مفتوح کرلیا۔ مفتوح ہونے کے بعد قلعہ خفان منہدم کر دیا گیا۔ بعدہ بساسیری نے

اس برج کو بھی کھود ڈالنے کا قصد کیا جو اس قلعہ میں نہایت مستحکم بنا ہوا تھا۔ یہ برج مثل مینار کے بلند تھا۔ لوگوں کی روایت ہے کہ یہ مینار کشتیوں کی رہنمائی کی غرض سے ربیعہ بن مطاعم نے بصرف زر کثیر بنوایا تھا کیونکہ کشتیاں اسی طرف سے نجف کو براہ دریا جاتی تھیں۔ چنانچہ بساسیری نے اس خیال سے اس مینار کو منہدم نہ کرایا۔ دار الخلافت بغداد کی طرف معہ قیدیان خفاجہ واپس ہوا اور بغداد میں پہونچکر ان قیدیان عرب کو جو اس کے ساتھ تھے سولی دیدی۔ تھوڑے دنوں آرام کر کے جرمی (حربی) پر حملہ کیا۔ اور نہایت سختی سے محاصرہ کر لیا۔ بالآخر اہل حربی پر سات ہزار دینار سالانہ مقرر کر کے مصالحت کر لی اور انکو امن دیدی۔

ترکوں کا فتنہ اور طغرلبک کا قبضہ ترکی فوجیں جو دار الخلافت بغداد میں رہتی تھیں انکا زور اور قابو حکومت و سلطنت پر حد سے زیادہ بڑھ گیا تھا پھر جب طغرلبک کا ظہور ہوا اور اس نے اپنے گرد و پیش کے شہروں پر قبضہ کر لیا اور تاتاریوں نے ہر چہار طرف سے ممالک اسلامیہ پر غارتگری اور تصرف کا ہاتھ بڑھایا تب بغداد کی ترکی فوجوں کا حوصلہ بڑھ گیا۔ وزیر السلطنت سے ایک کثیر التعداد رقم کا مطالبہ کیا، اپنے وظائف اور تنخواہیں طلب کیں (یہ واقعہ ماہ محرم ۴۴۶ھ کا ہے) وزیر السلطنت مطالبہ ادا نہ کر سکا۔ دار الخلافت میں ارو بوش ہو گیا۔ فوجیوں نے تعاقب کیا۔ دار الخلافت کے ملازموں سے وزیر السلطنت کو مانگا۔ ان لوگوں نے دینے سے انکار کیا۔ شور و غل مچاتے ہوئے ارکین دربار خلافت سے مطالبہ کیا جب انہوں نے بھی خاطر خواہ جواب نہ دیا تو منہ لافت مآب تک اس جھگڑے اور قضیے کو پہونچا دیا۔ ارکین دربار خلافت اور فوجیوں میں نوک جھوک کی باتیں، سخت کلامی کی نوبت پہونچی۔ اس سے عوام الناس میں یہ مشہور ہو گیا کہ ترکی فوجوں نے دار الخلافت کا محاصرہ کر لیا ہے۔ تمام شہر میں سراسیمگی اور تشویش پیدا ہو گئی۔ بساسیری اس ہنگامہ کے فرو کرنے کے لئے تیار ہو رہی اندنوں سلطان

کی طرف سے نائب بغداد تھا۔ دار الخلافت میں گیا، وزیر کے مکان کی تلاشی لی غرضکہ جن مکانات میں وزیر السلطنت کے روپوش ہونے کا خیال ہوا ہوں کی تلاشی لی مگر وزیر السلطنت کا کچھ پتہ نہ چلا۔ فوجیوں کا بلوائی گروہ ہلڑ مچاتا ہوا دار الروم پر پہونچا۔ لوٹ لیا، بازار میں آگ لگا دی، ابو الحسن بن علید (وزیر بساسیری) کا مکان لوٹ لیا محلہ والوں نے اپنے اپنے محلوں کی ناکہ بندی کرلی۔ فوجیوں نے مسافروں کو تاخت کرنا شروع کر دیا جو بغداد میں کسی ضرورت سے آئے تھے۔ غارتگری کا نتیجہ یہ ہوا کہ باہر سے غلہ کی آمد بند ہوگئی اور بغداد میں غلہ کا وجود مفقود ہوگیا۔ ان واقعات کے اثناء میں بساسیری بغرض حفاظت دار الخلافت ہی میں ٹھہرا رہا تا آنکہ وزیر السلطنت پریشان ہوکر گوشہ اخفاء سے نکل آیا اور اپنے مقبوضہ و مملوکہ مال سے فوجیوں کے مطالبات ادا کئے۔

بظاہر اس سے ایک اطمینانی صورت پیدا ہوگئی لیکن اس غارتگری کا سلسلہ منقطع ہوا کردوں اور عربوں نے سر اٹھایا۔ لوٹ مار شروع کردی، دن دہاڑے جسکو چاہا لوٹ لیا گاؤں، قصبے اور شہر ویران ہوگئے قریش بن بدران والی موصل کے ہمراہی بھی لوٹ مار کی غرض سے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ کامل بن محمد بن مسیب کو بردان میں جاکر گھیر لیا۔ اس کے مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ بساسیری کی مویشیاں اور تجارتی اونٹنیاں بھی اس غارتگری کی نذر ہوگئیں۔ اس تاخت و غارتگری سے امن و امان کا نام و نشان باقی نہ رہا۔ رعایا کی پریشانی کی کوئی حد نہ رہی۔ عوام اور خواص ایک حالت میں مبتلا ہوگئے۔ یہی وہ امور اور اسباب ہیں جن سے سلطنت و حکومت کی مستحکم بنائیں ہل جاتی ہیں اور بعد چند دنوں کے صفحۂ دنیا سے انکا نام و نشان مٹ جاتا ہے۔

اِدھر ملوک بنو بویہ ان پریشانیوں میں مبتلا تھے اُدھر سلاطین سلجوقیہ کو کامیابی کا موقع مل رہا تھا۔ نظام الملک (طغرلبک کا وزیر) ان واقعات کو سنکر خوشی سے اچھل پڑا۔ تاتاری فوجوں کو دسکرہ پر اتار دیا۔ ابراہیم بن اسحاق نامی ایک سردار اس فوج کا افسر اعلیٰ تھا۔ ابراہیم

نے دسکرہ کو تاخت کرکے رستباد قاد (روشنقباد) کا محاصرہ کیا اور اسکو بھی بزور تیغ مفتوح کرکے قلعہ برودان کی طرف بڑھا۔ اس قلعہ کا والی سُعدی نامی ایک شخص تھا اس نے سلطان طغرلبک کی اطاعت سے انحراف کیا تھا ابراہیم کے پہونچنے پر سُعدی نے قلعہ بندی کرلی، ابراہیم نے قلعہ برودان کے قرب وجوار کو تاخت کرنا شروع کیا۔ زیادہ زمانہ نہیں گزرنے پایا تھا کہ اہل قلعہ نے شدت حصار اور اطراف جوانب کی ویرانی سے متاثر ہوکر قلعہ چھوڑ دیا۔ جلاوطن ہوکر نکل گئے۔

انہیں تاتاریوں میں سے ایک گروہ اہواز کی طرف گیا ہوا تھا۔ اس نے بھی اہواز کے قرب وجوار میں غارتگری اور قتل کا بازار گرم کیا۔ دیلمی اور ترک جو انکے ہم آہنگ اور ساتھ تھے بیحد خائف ہوئے۔ مقابلہ کا کیا ذکر ہے جان بچانے کی فکر پڑگئی۔ تاتاریوں کے حوصلے بڑھ گئے۔ سلطان طغرلبک نے ابو علی بن ابو کالیجار والی بصرہ کو بسر کردگی عساکر سلجوقیہ خوزستان پر حملہ کرنے کو بھیجا۔ کوچ و قیام اور تاخت کرتا ہوا شاپور خورست پہونچا۔ دیلمیوں کو وعدہ اور وعید کا پیام دیا چنانچہ اکثر دیلمی مطیع و منقاد ہوگئے اور ابو علی اہواز پر قابض و متصرف ہوگیا۔ تاتاری لشکر نے جی کھولکر لوٹا اہل اہواز سے تاوان وصول کیا۔ اکثر اہل اہواز بخیال عزت و آبرو شہر چھوڑ کر بھاگ گئے۔

خلافت مآب اور بساسیری میں کشیدگی

ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں کہ ۴۴۶ھ میں قریش بن بدران نے بساسیری کے ہمراہیوں کا اسباب وغیرہ لوٹ لیا تھا اسکے بعد ابوالغنائم اور ابوسعد پسران محلبان (قریش کے دوست) دارالخلافت بغداد خفیہ طور سے آئے۔ بساسیری نے ان دونوں کو گرفتار کرنے کا قصد کیا، رئیس الروساء وزیر السلطنت نے ابوالغنائم اور ابوسعد کو اپنے امن میں لے لیا، بساسیری کو اس سے ناراضی پیدا ہوئی، حربی کی طرف چلا گیا اور اس پر قبضہ کرکے واپس بغداد آیا لیکن دستور کے مطابق دربار خلافت میں حاضر نہ ہوا۔ طرہ اسپر یہ ہوا کہ خلافت مآب، وزیر السلطنت اور

خدام دربار خلافت کی تنخواہیں موقوف اور بند کردیں اور یہ مشہور کردیا کہ وزیر السلطنت نے طغرلبک کو خطوط لکھ کر تاخت کرنے کے لئے بلوایا ہے۔

ذی الحجہ ۴۴۶ھ میں فوجیں آراستہ کرکے انبار پر یلغار کیا۔ انبار پر ابوالغنائم بن محلبان قابض تھا۔ منجنیقیں نصب کرائیں، محاصرہ کرلیا اور بزور تیغ انبار میں گھس پڑا۔ ابوالقاسم کو مع پانچسو ممبران خاندان کے گرفتار کرلیا، اور شہر کو بھی کھولکر تاخت کرکے دار الخلافت بغداد واپس آیا، ابوالغنائم کو تشہیر کراکے سولی دینے کا قصد کیا، دبیس بن صدقہ نے سفارش کی چونکہ دبیس نے بساسیری کا حصار انبار میں ہاتھ بٹایا تھا اسوجہ سے اسکی سفارش سے ابوالغنائم کو صلیب نہ دی مگر اور قیدیوں کو سولی پر چڑھا دیا۔

ترکوں کا بساسیری پر حملہ

بساسیری، بسا (فارس کا ایک شہر ہے) کے تاجر کا غلام تھا اسوجہ سے بسا کی طرف منسوب کیا گیا بعد چندے بہاء الدولہ بن عضد الدولہ کے خادموں میں داخل ہوگیا اور اسی کے سایہ دولت میں نشوونما پائی، ہوشیار اور کارآزمودہ ہوا۔ مدتوں اسکی خدمت میں رہا پھر ملک الرحیم کی خدمت میں چلا آیا۔ ملک الرحیم اسکو اکثر مہمات کے سر کرنے پر مامور کرتا تھا، اسی نے کردون کو حلوان سے اور قریش بن بدران کو غربی بغداد سے بیدخل کیا تھا، یہ دونوں سلطان طغرلبک کے علم حکومت کے مطیع تھے۔ بعد اسکے بساسیری، ملک الرحیم کی خدمت میں واسط چلا گیا۔

بساسیری اور رئیس الروسا کی کشیدگی روز بروز بڑھتی گئی۔ اسی اثناء میں بساسیری کے وزیر ابوسعید نصرانی نے کئی مشکیزہ شراب براہ دریا روانہ کئے۔ رئیس الروسا نے اسکی خبر ان لوگوں تک پہونچادی جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کررہے تھے بس ان لوگوں نے اسکی تحریک اور سازش سے مشکیزوں کو توڑ پھوڑ کر شراب کو پھینکدیا۔ اس سے بساسیری کو حد سے زیادہ غصہ اور رنج پیدا ہوا فقہائے حنفیہ سے استفسار کیا۔ فقہاء حنفیہ نے فتوی دیا کہ چونکہ یہ مال عیسائی کا تھا اسوجہ سے حفاظت کرنا لازم تھی اس مال کا ضائع کرنا ناجائز ہے

جن لوگوں نے اسکو توڑا ہے ان سے تاوان وصول کیا جائے،، اس واقعہ نے سونے میں سہاگہ کا کام دیا یا کشیدگی کی کوئی حد نہ رہ گئی۔

چونکہ ترکوں اور بساسیری میں بھی کشیدگی چلی آرہی تھی رئیس الروسا نے انکو ابھار دیا۔ ان لوگوں نے ہنگامہ برپا کر دیا۔ بساسیری کی شکایات دربار خلافت میں پیش کرکے مکان لوٹ لینے کی اجازت طلب کی۔ اجازت دیدی گئی۔ پھر کیا تھا ترکوں نے بات کی بات میں تاراج کر دیا۔ اس موقع پر رئیس الروسا ایک چال اور چل گیا اور وہ یہ تھی کہ اس نے یہ خبر اڑا دی کہ بساسیری نے خلیفہ مستنصر علوی والی مصر سے سازش کرلی ہے اور اس کو بغداد و عراق پر قبضہ کرنے کی غرض سے بلایا ہے۔ خلافت مآب یہ سن کے آگ بگولا ہو گئے، ملک الرحیم کو لکھ بھیجا کہ بساسیری کو ہمارے دربار خلافت سے فوراً ہٹادو اس نے علانیت ہماری مخالفت کی ہے اور خلیفہ مستنصر علوی سے سازش کرلی ہے۔ چنانچہ ملک الرحیم نے بساسیری کو دربار خلافت سے علیٰحدہ کر دیا (مترجم یہی واقعات عراق پر سلطان طغرلبک کے قابض ہونے اور ملک الرحیم کے گرفتار کئے جانے کے اسباب قویہ سے تھے)

طغرلبک کا بغداد پر قبضہ اور دولت بنو بویہ کا خاتمہ

طغرلبک نے بلاد روم پر بقصد جہاد فوج کشی کی تھی اور وہاں سے مظفر و منصور ہوکر رے واپس آیا۔ اسکے نظم ونسق سے فراغت حاصل کرکے ماہ محرم ۴۴۷ھ میں ہمدان پہونچا۔ اپنے گورنران دینور قرمیسین اور حلوان وغیرہم کو لکھ بھیجا کہ "چونکہ اس سال میرا ارادہ حج کرنے کا ہے اور نیز شام ومصر پر بھی یلغار کرنے کا قصد ہے اور دولت علویہ کے زیر و زبر کرنے کا بھی عزم ہے لہٰذا تم لوگ رسد، علوفات اور فوجیں فراہم کر رکھو،، اس خبر کا مشہور ہونا تھا کہ بغداد میں اوباشوں نے ہلڑ مچادیا۔ ترکی فوجیں شور و غل مچاتی ہوئی ایوان خلافت میں پہونچیں خلافت مآب سے درخواست کی کہ آپ ہمارے ساتھ طغرلبک کی مدافعت کے لئے خروج فرمائیے۔ ترکوں نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ مسلح و ہتیار ہوکر بغداد سے نکل آئے اور بغداد کے

باہر ایک میدان میں خیمے ڈالدیئے۔ اسوقت طغرلبک، حلوان پہونچ گیا تھا۔ اسکی فوج، خراسان کے راستہ میں پھیل گئی تھی۔ لوگوں نے غربی بغداد میں جاکر پناہ لی۔ اتنے میں ملک الرحیم واسط سے آگیا۔ بساسیری کو اشتار راہ سے خلافت مآب کے حکم کے مطابق علٰحدہ کردیا تھا پس بساسیری بعد علٰحدگی سسرالی رشتہ کی وجہ سے دبیس بن صدقہ والی حلہ کے پاس چلا گیا طغرلبک نے فدویت نامہ خلافت مآب کی خدمت روانہ کیا جسمیں اپنی اطاعت و فرماں برداری کا اظہار کیا تھا اور ترکوں کو بھی خط مشعر حسن سلوک اور احسان اپنے ایلچی کی معرفت بھیجا۔ ترکوں نے بجائے جواب خط کے اُس خط ہی کو واپس کردیا اور خلافت مآب سے درخواست کی کہ آپ ہمکو طغرلبک سے مقابلہ اور مدافعت کی اجازت دیجئے۔ خلافت مآب نے اسکے جواب سے اعراض کیا۔ ملک الرحیم نے عرض کیا کہ" اس جان نثار نے ان امور کا فیصلہ خلافت مآب کے قبضہ اقتدار میں دیدیا ہے جو مناسب تصور فرمائے عمل درآمد کیا جائے،، خلافت مآب نے حکم صادر فرمایا" مصلحت وقت یہ ہے کہ ترکی فوجیں اپنے خیموں کو چھوڑکر حرم سرائے خلافت میں آجائیں اور طغرلبک کی خدمت میں اظہار اطاعت کا فدویت نامہ بھیجدیں،، چنانچہ اس حکم کے مطابق عمل درآمد کیا گیا۔ بعد اسکے خلافت مآب نے خطیبوں کو طغرلبک کے نام کا خطبہ پڑھنے کا حکم دیا۔ طغرلبک نے خلافت مآب سے دارالخلافت بغداد میں داخل ہونیکی اجازت طلب کی، وزیر السلطنت رئیس الرؤسا معہ لشکر عظیم جسمیں قضاۃ، فقہاء، اعیان دولت اور بہت سے سرداران لشکر ملک الرحیم کے تھے استقبال کی غرض سے نکلا، طغرلبک نے یہ سُن کر وزیر السلطنت ابو نصر کندری اور اپنی فوج کو پیشوائی کا حکم دیا۔ پنجشنبہ کو جبکہ ماہ رمضان کے دو دن گزر چکے تھے طغرلبک دارالخلافت بغداد میں داخل ہوا۔ باب شماسیہ میں قیام اختیار کیا، قریش والی موصل بھی اس خبر کو سن کے طغرلبک کی خدمت میں آگیا اس نے اس سے پیشتر طغرلبک کے علم حکومت کی اطاعت قبول کرلی تھی۔

بغداد میں طغرلبک کے داخل ہونے پر اسکا لشکر اپنی ضروریات کی چیزوں کو خریداری کی

غرض سے سارے شہر میں پھیل گیا۔ تمام شہر میں تہلکہ سا پڑ گیا، عوام الناس نے یہ خیال کیا کہ ملک الرحیم نے طغرلبک کے لشکر سے لڑنے کی اجازت دیدی ہے۔ ہر چہار طرف سے تاتاری لشکر پر مار دھاڑ شروع ہو گئی۔ جہاں پر جس نے تاتاریوں کو پایا ان پر ہاتھ صاف کر دیا۔ صرف محلہ کرخ والے اس ہنگامہ اور شورش میں شریک نہیں ہوئے بلکہ اس محلہ والوں نے تاتاریوں کو اپنے گھروں میں پناہ دی اور انکی جیسا کہ مناسب وقت تھا حفاظت کی۔

عوام الناس کی یہ شورش اسی پر بند نہ ہوئی بلکہ وہ ہلڑ مچاتے ہوئے طغرلبک کے کیمپ تک پہونچ گئے، ملک الرحیم اور اسکے سرداران لشکر اور حاشیہ نشین اس خیال سے کہ اس ہنگامہ کے محرک یہ نہ سمجھے جائیں حرم سرائے خلافت میں جا کر قیام پذیر ہوئے۔ طغرلبک کی فوج اس ہنگامہ کو دیکھکر مسلح ہو گئی۔ عوام بھاگ کھڑے ہوئے، قتل و غارت کا بازار گرم ہو گیا۔ کئی محلہ لوٹ لئے گئے۔ خلفاء کے محلات و رصافہ بھی اس تاخت و غارتگری سے محفوظ نہ رہ سکا۔ باشندگان بغداد نے اس خیال سے کہ ان مقامات کا احترام کیا جائیگا اور غارتگری سے یہ محفوظ رہیں گے اپنا مال و اسباب یہیں اٹھا لائے تھے جسکو تاتاریوں نے لوٹ لیا۔ غرض کہ تاخت و غارتگری سے کوئی محلہ بغداد کا سوائے محلہ کرخ کے محفوظ نہ رہا۔

اسکے دوسرے دن طغرلبک نے اس واقعہ فاجعہ کی اطلاع خلیفہ قائم کو دی اور اس سے اپنی ناراضی ظاہر کی اور اس ہنگامہ و شورش کو ملک الرحیم کی طرف منسوب کیا اور یہ کہلا بھیجا کہ اگر ملک الرحیم مع اپنے سرداروں کے شاہی دربار میں حاضر ہو جائے گا تو اسکی اس واقعہ سے برأت سمجھی جائیگی ورنہ وہی ملزم قرار دیا جائے گا۔ خلافت مآب نے ملک الرحیم اور اسکے سرداروں کو طغرلبک کی خدمت میں حاضری کا حکم دیا اور اپنے ایک خاص ایلچی کو ان لوگوں کی سفارش اور برأت کی غرض سے انکے ساتھ بھیجا۔ چنانچہ ملک الرحیم اور اسکے سرداران لشکر خلافت مآب کی ذمہ داری میں دربار شاہی میں حاضر ہوئے۔ جسوقت ملک الرحیم اور اس کے

سرداران لشکر پہونچے طغرلبک نے انکو گرفتار کرا کے قلعہ سروان بھیجدیا، جہاں پر ملک الرحیم قید کردیا گیا۔

یہ واقعہ ملک الرحیم کی حکومت کے چھٹے برس بعد وقوع میں آیا۔ اسکی گرفتاری سے بنو بویہ کی حکومت کا خاتمہ ہوگیا۔ اس ہنگامہ میں قریش والی موصل اور عرب کا اسباب و مال لوٹ لیا گیا۔ ایک بینی اور دو گوش بحال پریشان بدر بن مہلہل کے خیمہ میں جاکر پناہ لی طغرلبک کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے قریش کو طلب کرکے خلعت فاخرہ عنایت کی اور جو کچھ مال و اسباب لوٹ لیا گیا تھا اسکا معاوضہ دیدیا۔

خلافت مآب نے طغرلبک کے پاس اس واقعہ نامرضیہ کی شکایت لکھی اور ان لوگوں کو رہا کرنے کو لکھا جنکو طغرلبک نے ملک الرحیم کے ساتھ گرفتار کرلیا تھا اور یہ دھمکی دی کہ یہ لوگ میری ذمہداری پر تمہارے پاس گئے تھے اگر یہ لوگ رہا نہ کئے جائینگے تو میں دارالخلافت بغداد چھوڑ دونگا۔ طغرلبک نے اس تحریر پر چند لوگوں کو رہا کردیا اور ملک الرحیم کے لشکریوں کو موقوف کرکے یہ حکم دیا کہ تحصیل معاش کی غرض سے جہاں چاہو چلے جاؤ۔ چنانچہ انہیں کا ایک گروہ بساسیری کے پاس چلا گیا جس سے اسکی جمعیت بڑھ گئی۔ اسی سلسلہ میں طغرلبک نے ترکان بغداد کا مال و اسباب ضبط کرلیا۔ اور نورالدولہ دبیس کو ممالک محروسہ سے بساسیری کے نکال دینے کا حکم دیا پس بساسیری رحبہ چلا گیا اور مستنصر علوی والی مصر کی خدمت میں اظہار اطاعت کی غرض سے فدوی نامہ لکھا۔ اور اسکا مطیع ہوگیا۔

نورالدولہ دبیس نے اپنے محروسہ بلاد میں طغرلبک کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ تمام اطراف بغداد میں تاتاری لشکر پھیل گیا۔ غارتگری کا بازار گرم ہوگیا (غربی بغداد میں تکریت سے نیل تک، شرقی بغداد میں نہروانات تک اور شیبی بغداد کو ان تاتاریوں نے لوٹ کر ویران کردیا) اور یہاں کے اکثر باشندوں کو جلاوطن کردیا۔

بغداد پر قابض ہونیکے بعد طغرلبک نظم و نسق بلاد کی طرف متوجہ ہوا۔ بصرہ اور اہواز کا

ٹھیکہ ہزار شب کو دیا اور صرف اہواز میں اسکے نام کا خطبہ پڑھنے کی اجازت دی۔ امیر ابو علی بن ملک کالیجار کو قرمیسین اور اسکا صوبہ عنایت کیا ابن کرخ کو اذان فجر میں الصلوٰۃ خیر من النوم کہنے کا حکم دیا، اور قصر حکومت کی تعمیر کا حکم صادر کیا پس جیسا کہ اس نے حکم دیا تھا تعمیر کیا گیا۔ ماہ شوال ۴۴۷ھ میں طغرلبک قصر حکومت میں چلا آیا۔ اسی وقت سے اسکا قدم حکومت و سلطنت پر جم گیا جسکے وارث اسکی آئندہ نسلیں اور اسکی سلجوقی قوم ہوئی۔ اسلامی دنیا میں جسقدر عجمی حکمراں ہوئے انمیں سے انکی سلطنت نہایت عظیم الشان ہوئی۔ ان سے زیادہ عظیم کسی عجمی کی حکومت نہیں ہوئی۔ والملك لله یوتیه من یشاء۔

اخبار دولت بنو وشمگیر حکمرانان جرجان وطبرستان

ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں کہ مرداویج بن زیار، اطروش کے دیلمی سرداروں میں سے تھا اور مرداویج نسباً جیل کے خاندان کا ممبر تھا جو دیلم کے بھائی تھے، ان سب کی ایک حالت تھی۔ ان میں سے بعضے، علویوں کے سپہ سالار تھے جنکی وجہ سے علویوں کو حکومت و سلطنت حاصل ہوئی تھی تا آنکہ اطروش اور اسکی اولاد کی حکومت بوقت ظہور وغلبہ دولت عباسیہ منقرض ہوگئی پس اسکے سرداروں کے نام حکومت و سلطنت سے محو کر دیئے گئے اور یہ لوگ حکومت و سلطنت کی طلب و جستجو میں اطراف ملک میں پھیل گئے۔ چنانچہ رے، اصفہان، جرجان، طبرستان، عراق، فارس اور کرمان پر ان لوگوں کا قبضہ ہوگیا۔ بنو بویہ نے خلیفہ وقت کو دبا لیا اور اپنے آخری دور حکومت تک اسکو شاہ شطرنج بنائے رہے۔ تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ جسوقت مرداویج کا قدم حکومت پر جم گیا تو اس نے اپنے بھائی وشمگیر کو ۳۲۰ھ میں گیلان روانہ کیا رفتہ رفتہ اسکی حکومت کا سکہ چل گیا، بڑے بڑے صوبے اس کے قبضہ میں آگئے، اصفہان اور رے پر مستولی ہوگیا۔ عظیم الشان بادشاہوں میں اس کا

شمار ہونے لگا۔ ترکی غلاموں کو جو اسکی خدمت میں رہتے تھے اسکی سختی کی وجہ سے ناراضی پیدا ہوئی۔ سبھوں نے اتفاق کر کے ماہ محرم ۳۲۳ھ میں مار ڈالا۔ تب اسکی فوج اسکے بھائی وشمگیر کے پاس رے میں مجتمع ہوئی اور اسکو بجائے مرداویج کے اپنا سردار بنایا۔

وشمگیر نے سریر حکومت پر متمکن ہونے کے بعد ماکان بن کالی کے پاس کرمان میں اپنی اطاعت کا پیام بھیجا اور بہمراہی ابن محتاج رے میں بلا بھیجا۔ قبل اسکے ماکان بن کالی کرمان پر ابو علی بن الیاس سے قبضہ لے چکا تھا۔ ماکان نے وشمگیر کی تحریر پر کچھ خیال نہ کیا کرمان سے دامغان کی طرف روانہ ہو گیا وشمگیر یہ سنکر آگ بگولا ہو گیا ایک عظیم فوج کے ساتھ اپنے سپہ سالار تاجبر دیلمی کو ماکان کے تعاقب پر مامور کیا۔ ابن مظفر کا لشکر ماکان کی پشت پناہی پر تھا۔ دونوں فریق کا مڈبھیڑ ہو گیا۔ ایک دوسرے سے بھڑ گیا۔ تاجبر نے ان لوگوں کو ہزیمت دی۔ وہ لوگ نیشاپور لوٹ آئے اور اسکی حکومت کی زمام ماکان کے قبضہ میں آگئی۔ جیسا کہ یہ واقعات اسکے پیشتر لکھے گئے ہیں۔

بعد اسکے تاجبر نے جرجان کی جانب قدم بڑھایا اور وہیں ٹھہرا رہا تا آنکہ آخر سنہ مذکور میں گھوڑے سے گر کر مر گیا، ماکان کو موقع مل گیا جرجان پر قبضہ کر لیا ابن محتاج نے ۳۲۵ھ میں اس پر حملہ کر دیا اور چند دنوں کے محاصرہ کے بعد مفتوح کر لیا۔ ماکان بحال پریشان طبرستان چلا گیا اور وہیں طرح اقامت ڈالدی۔ ادھر وشمگیر نے ایک فوج ماکان کی مدد پر ابن محتاج سے جنگ کرنے کو روانہ کی ادھر رکن الدولہ نے موقع کو غنیمت سمجھ کر اصفہان پر دھاوا کر دیا اور بزور تیغ قابض ہو گیا۔ اس کامیابی سے رکن الدولہ اور والی خراسان کے مقبوضات کی سرحد مل گئی اور وشمگیر تنہا ملک رے پر حکمرانی کرنے لگا۔

وشمگیر کا طبرستان پر قبضہ جسوقت رکن الدولہ نے اصفہان پر قبضہ حاصل کیا اور ابو علی بن محتاج والی خراسان سے اسکے اور نیز اسکے بھائی عماد الدولہ والی فارس سے مراسم اتحاد پیدا ہوئے اسوقت ان دونوں نے ابو علی بن محتاج کو وشمگیر سے رے کے چھین لینے کی ترغیب دی

غرض یہ تھی کہ اگر ابن محتاج اس مہم میں کامیاب ہوگیا تو اسکی وجہ سے اسکی حکومت کو استحکام حاصل ہو جائیگا۔ پس ابو علی ابن محتاج، فوجیں مرتب کرکے رے کی طرف روانہ ہوا۔ وشمگیر نے اسکی مدافعت پر کمر باندھی، ماکان سے امداد طلب کی۔ چنانچہ ماکان بنفسہ اسکی کمک پر آیا، رکن الدولہ کو اسکی خبر لگ گئی اس نے بھی ابن محتاج کی مدد پر فوجیں بھیجدیں مقام اسحاق آباد میں صف آرائی ہوئی۔ ایک دوسرے سے بھڑ گیا۔ گھمسان لڑائی ہوئی وشمگیر شکست کھاکر طبرستان چلا گیا اور اسپر مستولی اور قابض ہوگیا۔ ماکان میدان کارزار میں مارا گیا۔ ابو علی ابن محتاج نے رے پر اپنی کامیابی کا جھنڈا نصب کر دیا۔ بعدہ اپنی فوجوں کو جبل کے شہروں کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ زنجان، ابہر، قزوین، کرج، ہمدان اور دینور کو حلوان تک مفتوح کر لیا۔

حسن بن فیرزان کا جرجان پر قبضہ

حسن بن فیرزان، ماکان کا چچازاد بھائی تھا۔ یہ نہایت جری اور دلیر تھا۔ جسوقت ماکان میدان جنگ اسحاق آباد میں مارا گیا اور وشمگیر نے طبرستان پر قبضہ حاصل کر لیا اسوقت وشمگیر نے حسن بن فیرزان کے پاس اپنی اطاعت کا پیام بھیجا۔ حسن بن فیرزان نے نفی میں جواب دیا اور ماکان کے قتل کو وشمگیر کی طرف منسوب کیا۔ وشمگیر نے یہ سن کر چڑھائی کر دی۔ حسن بن فیرزان ساریہ چھوڑ کر ابو علی ابن محتاج والی خراسان کے پاس چلا گیا اور بمقابلہ وشمگیر اس سے امداد کا طالب ہوا۔ چنانچہ ابو علی بن محتاج، حسن کی امداد پر کمربستہ ہوگیا۔ اور فوجوں کو مرتب کرکے وشمگیر پر ساریہ میں محاصرہ ڈالدیا۔ ایک سال کامل محاصرہ کئے رہا۔ تاآنکہ وشمگیر نے ملوک سامانیہ کی اطاعت قبول کر لی اور اطمینان کے لئے اپنے لڑکے سالار کو بطور ضمانت دیدیا۔ جنگ اور محاصرہ کا خاتمہ ہوگیا۔ پس حسن بن فیرزان اور ابو علی ابن محتاج خراسان واپس آئے۔ تھوڑے دنوں بعد سعید بن سامان کی موت کی خبر مشہور ہوئی حسن نے ابو علی ابن محتاج پر یلغار کر دیا اور اسکے مقبوضات کو تاخت کر لیا۔ اور ابن وشمگیر کو جو اسکے پاس تھا گرفتار کرکے جرجان کی طرف لوٹا اور اسکو ابراہیم بن سیمجور والی کے قبضہ سے نکال لیا۔

ابراہیم ابن سیجور نے نیشاپور میں جا کے دم لیا۔ ابو علی ابن محتاج نے بھی علم بغاوت بلند کر دیا جیسا کہ انکے حالات کے ضمن میں لکھا گیا۔

رے پر وشمکیر کا دوبارہ قبضہ اور ابن بویہ کا استیلاء

جسوقت ابو علی نے خراسان کی جانب مراجعت کی اور حسن بن فیرزان نے اسکے ساتھ جو کچھ کرنا تھا کیا جسکو تم اوپر پڑھ آئے ہو تو وشمکیر نے رے کی طرف قدم بڑھایا اور بلا مزاحمت قبضہ کر لیا۔ تالیف قلوب کے خیال سے حسن بن فیرزان نے خط و کتابت شروع کی اور اُسکے بیٹے سالار کو اُسکے پاس واپس بھیجدیا۔ اس سے دونوں میں مصالحت ہوگئی۔

بعد اسکے رکن الدولہ بن بویہ کو قبضہ رے کی طمع دامنگیر ہوئی کیونکہ وشمکیر کے پاس اول تو فوجیں کم تھیں دوسرے ان دنوں وشمکیر کو تہی دستی گھیرے تھی۔ چنانچہ لشکر آراستہ کر کے رے پر چڑھائی کر دی اور لڑکر وشمکیر کو ہزیمت دی۔ اسکے اکثر لشکریوں نے امن حاصل کی اور رکن الدولہ بن بویہ کی فوج میں آگئے۔ رے پر رکن الدولہ کی حکومت کا جھنڈا نصب ہو گیا وشمکیر شکست کھا کر طبرستان کی طرف واپس ہوا۔ حسن بن فیرزاں نے چھیڑ چھاڑ کی اور ہزیمت دیدی۔ پس وشمکیر نے خراسان کا راستہ اختیار کیا۔ حسن بن فیرزان نے رکن الدولہ سے نامہ و پیام کر کے میل جول پیدا کر لیا۔

وشمکیر کا جرجان پر قبضہ

جسوقت رکن الدولہ نے رے کو وشمکیر کے قبضہ سے نکال لیا، وشمکیر بحال پریشان طبرستان کی طرف چل کھڑا ہوا حسن بن فیرزان، سدراہ ہوا اور لڑکر وشمکیر کو ہزیمت دیدی تب وشمکیر، خراسان چلا گیا اور امیر نوح بن سامان سے امداد کا طالب ہوا۔ امیر نوح نے ایک فوج کو اسکی مدد پر مامور کیا اور ابو علی بن محتاج والی خراسان کو بھی وشمکیر کی امداد کرنے کی ہدایت کی۔ چنانچہ ابو علی بن محتاج نے بھی اپنی فوجیں وشمکیر کے ساتھ جرجان کے سر کرنے کو روانہ کیں۔ ان دنوں جرجان میں حسن بن فیرزان حکومت کر رہا تھا۔ وشمکیر نے اسکو لڑکر جرجان سے نکال دیا اور خود قابض و متصرف ہو گیا۔

رکن الدولہ کا طبرستان اور جرجان پر قبضہ

حسن بن قیرزان، وشمگیر سے شکست کھا کر رکن الدولہ بن بویہ کے پاس رے چلا گیا اور وہیں قیام پذیر ہوا۔ ۳۳۶ھ میں رکن الدولہ نے مقبوضات وشمگیر پر فوج کشی کی۔ وشمگیر بھی خم ٹھونک کر مقابلہ پر آیا۔ مگر شکست اٹھا کر بھاگ نکلا۔ رکن الدولہ نے طبرستان پر قبضہ کر کے جرجان کی طرف قدم بڑھایا سرداران وشمگیر نے اطاعت کی گردن جھکا دی اور امن حاصل کر کے جرجان کو رکن الدولہ کے حوالہ کر دیا۔ رکن الدولہ نے اپنی طرف سے حسن بن قیرزان کو جرجان پر مامور کر کے رے کی جانب مراجعت کی۔

وشمگیر شکست اٹھا کر جرجان پہونچا۔ امیر نوح ابن سامان سے پھر امداد کی درخواست کی۔ رکن الدولہ کی زیادتیوں کی داستان سنائی۔ امیر نوح نے منصور بن قراتکین والی خراسان کو وشمگیر کی کمک و امداد کا حکم دیا۔ چنانچہ منصور فوجیں مرتب و آراستہ کر کے وشمگیر کے ساتھ رکن الدولہ سے جنگ کرنے کو روانہ ہوا۔ چونکہ منصور، وشمگیر کے ساتھ ظاہر داری کا برتاؤ کرتا تھا اور اپنے کو لگاتا تھا اسوجہ سے وشمگیر نے امیر نوح بن سامان کی خدمت میں اسکی شکایت لکھ بھیجی امیر نوح نے بجائے اسکے ابو علی بن محتاج کو مامور کیا کوچ و قیام کرتا ہوا رے پہونچا۔ رکن الدولہ سے معرکہ آرائی ہوئی۔ لیکن کامیابی نصیب نہ ہوئی۔ تا آنکہ ان لوگوں نے رکن الدولہ سے مصالحت کر لی جیسا کہ اوپر ہم تحریر کر آئے ہیں۔ بعد اسکے رکن الدولہ، وشمگیر کی طرف ٹوٹ پڑا۔ وشمگیر کو ہزیمت ہوئی۔ اسفرائین کی طرف بھاگ آیا۔ رکن الدولہ نے طبرستان پر قبضہ کر لیا۔ ساریہ پر محاصرہ ڈالا اور اس پر بھی اپنی حکومت کا پھریرا اوڑا آیا۔ وشمگیر بحال پریشان جرجان پہونچا۔ رکن الدولہ نے تعاقب کیا اور جب جرجان میں بھی وشمگیر ہاتھ نہ آیا تو اسکی جستجو میں جیل تک چلا گیا اور اسپر بھی قابض و متصرف ہو گیا۔

وشمگیر کی وفات بھستون کی حکومت

جسوقت بنو بویہ نے کرمان کو ابو علی بن الیاس کے قبضہ سے نکال لیا اور خود قابض ہو گئے اسوقت وشمگیر سے کچھ بن نہ آئی بھاگ کر امیر منصور بن نوح کی خدمت میں بخارا پہونچا۔ بنو بویہ کی زیادتیوں اور ظلم کی شکایت کی حمالک

مقبوضہ بنو بویہ کی سرسبزی، شادابی اور قبضہ کی طمع دلائی اور نیز اسکے سرداران خراسان کو بھی دم پٹی دیکے ملا لیا۔ پس امیر منصور نے ابوالحسن محمد بن ابراہیم بن سیمجور والی خراسان کو وشمگیر کی ماتحتی میں رے پر فوج کشی کرنے کا حکم دیا۔ رکن الدولہ اس خبر سے مطلع ہو کر انکی مقاومت پر تیار ہوا اور اپنے بیٹے عضد الدولہ کو بھی اپنی مدد پر بلا بھیجا۔ جوں ہی ابوالحسن وغیرہم نے خراسان سے رے کی طرف کوچ کیا رکن الدولہ نے میدان خالی پاکر خراسان کی طرف قدم بڑھایا۔ جب ان لوگوں کو اسکی خبر لگی تو رے کے تسخیر سے رک گئے، دامغاں میں ٹھہر کر رکن الدولہ کے حالات دریافت کرنے کی غرض سے جاسوس چھوڑے۔ اسی اثنا میں ایک روز وشمگیر شکار کھیلنے کو گیا۔ ایک جنگلی سور سامنے آگیا۔ تیر چلایا۔ نشانہ خطا کر گیا سور نے حملہ کر دیا۔ گھوڑا زخمی ہو کر گر پڑا وشمگیر بھی زمین پر آرہا۔ سر پر سخت چوٹ آئی اور اسی صدمہ سے ماہ محرم ۳۵۷ھ میں مر گیا اسکے مرتے ہی سارا کھیل بگڑ گیا۔ اسکا بیٹا بھستون بجائے اسکے متمکن ہوا۔ رکن الدولہ سے خط وکتابت کرکے مصالحت کر لی۔ رکن الدولہ نے مالی اور فوجی مدد دی۔

بھستون کی وفات قابوس کی حکومت

بھستون کے زمانہ حکومت میں کوئی نمایاں کام ایسا نہیں ہوا جسکا خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا جائے اس نے سات برس حکومت کرکے بمقام جرجان ۳۶۶ھ میں انتقال کیا۔ اسکا بھائی قابوس اپنے ماموں رستم کے پاس کوہ شہریار میں تھا۔ بھستون ایک چھوٹا لڑکا چھوڑ کر مرا تھا۔ جو طبرستان میں اپنے نانا کی کفالت میں پرورش پا رہا تھا۔ نانا صاحب کو ملک گیری اور ریاست کی طمع دامنگیر ہوئی اپنے نواسہ کو لیکر جرجان پہونچا۔ اور اُن سرداروں کو گرفتار کر لیا۔ جنکا میل خاطر قابوس کی طرف تھا۔ اس اثنا میں قابوس آپہونچا۔ فوجیوں نے اسکی آمد کی خبر پاکر نہایت جوش سے اسکا استقبال کیا اور اسکو اپنا سردار تسلیم کرکے شہر پر قبضہ دلا دیا۔ نانا صاحب کے آدمی جو تھے وہ رد و بفرار ہو گئے۔ قابوس نے اپنے بھتیجہ کو اپنی کفالت میں لے لیا، جرجان اور طبرستان کی زمام حکومت اپنے قبضہ اقتدار میں لیکر حکومت کرنے لگا۔

فخر الدولہ کا جرجان وطبرستان پر قبضہ

رکن الدولہ نے ۳۶۶ھ میں وفات پائی۔ بوقت وفات اپنے بیٹے عضد الدولہ کو اپنا ولی عہد بنایا اور کل ممالک محروسہ کی زمام حکومت اسکو سپرد کی، دوسرے بیٹے فخر الدولہ کو ہمدان اور جبل کے صوبجات کا حکمران بنایا، تیسرے بیٹے موید الدولہ کو اصفہان کی حکومت عنایت کی۔ بختیار بن معز الدولہ اندنوں دار الخلافت بغداد میں تھا۔ میدان خالی پاکر حکومت بغداد پر مستولی ہو گیا۔

بعد اسکے عضد الدولہ نے اپنے بھائی فخر الدولہ پر فوج کشی کی فخر الدولہ ہمدان چھوڑ کر قابوس کے پاس جرجان بھاگ گیا اور عضد الدولہ نے رے میں جاکر پڑاؤ کر دیا۔ قابوس کے پاس اپنے بھائی فخر الدولہ کی طلبی کا پیام بھیجا۔ قابوس نے انکار کر دیا۔ تب عضد الدولہ نے اپنے بھائی موید الدولہ کو خراسان میں یہ حکم بھیجا کہ تم فوجیں تیار و مرتب کرکے قابوس پر چڑھائی کردو۔ ساتھ ہی اسکے بہت سا مال اور شاہی لشکر اسکی امداد پر روانہ کیا۔ چنانچہ ۳۷۱ھ میں معز الدولہ نے جرجان پر فوج کشی کی اور قابوس کے قبضہ سے نکال لیا۔

پھر فخر الدولہ اور موید الدولہ سے خراسان میں اسوقت مڈبھیڑ ہوئی تھی جبکہ حسام الدولہ ابو العباس تاش، امیر ابو القاسم بن نوح کی طرف سے خراسان کی گورنری پر مامور ہوا تھا۔ امیر ابو القاسم نے تاش کو قابوس بن دشمگیر اور فخر الدولہ کی امداد وحمایت کا بمقابلہ موید الدولہ ہدایت کی تھی اور یہ بھی حکم دیا تھا کہ انسرع اوقات میں قابوس کو اسکے مقبوضات واپس دلادو۔ پس تاش نے ایک عظیم فوج سے جرجان پر یلغار کیا۔ دو مہینہ تک محاصرہ کئے رہا۔ محصوروں کا حال تنگ ہو گیا۔ موید الدولہ جب محاصرہ نہ اٹھا سکا تو فائق سے ساز باز کی بنیاد ڈالی۔ (فائق، تاش کے لشکر کا سپہ سالار اعظم تھا) چنانچہ خط وکتابت کرکے فائق کو ملا لیا، فائق نے بطمع مال وزر اقرار اور وعدہ کر لیا کہ بوقت جنگ معہ اپنے لشکر کے میں اپنے مورچہ کو چھوڑ دونگا۔ اس قرار داد کے مطابق موید الدولہ نے جرجان سے نکل کر محاصروں پر حملہ کیا۔ فائق معہ اپنے ماتحت لشکر کے میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا، تاش اور فخر الدولہ تھوڑی دیر تک

لڑتے رہے۔ جب کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو منہزم گروہ کے پیچھے آپ بھی بھاگ کھڑے ہوئے مویدالدولہ نے ان لوگوں کا تعاقب خراسان تک کیا۔

بعد اسکے وزیر السلطنت عتبی قتل کر ڈالا گیا، امیر ابوالقاسم بن نوح نے تاش کو بخارا میں بغرض انتظام و انصرام امور سلطنت طلب کر لیا۔ پھر ۳۷۲ھ میں مویدالدولہ نے تاش پر فوج کشی کی۔ بعد اسکے اسکی موت کا واقعہ پیش آ گیا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں، غرض یہ مہم یوں ہی ناتمام رہ گئی اور فخرالدولہ نے جرجان پر قبضہ کر لیا۔ بعد اسکے تاش اور ابن سیمجور میں جھگڑا ہو گیا۔ نوبت بجنگ پہونچ گئی۔ تاش ہزیمت پا کر جرجان پہونچا۔ فخرالدولہ نے بڑی آؤبھگت سے استقبال کیا اور ایسی عزت و قدر سے ٹھہرایا کہ کسی نے ویسی قدر و منزلت نہ کی ہوگی جیسا کہ انکے حالات کے ضمن میں تحریر کیا گیا۔

جسوقت فخرالدولہ نے جرجان، طبرستان اور رے پر قبضہ حاصل کر لیا اور لڑائیوں سے فراغت ملی تو ان احسان اور سلوک کے معاوضہ میں جو بحالت کس مپرسی اور غریب قابوس نے اسکے ساتھ کیا تھا جرجان اور طبرستان، قابوس کو دینے کا قصد کیا۔ اپنے وزیر السلطنت صاحب بن عباد سے اس بارہ میں مشورہ کیا۔ وزیر السلطنت نے اس رائے سے موافقت نہ کی۔ اسوجہ سے قابوس جرجان چلا گیا، ملوک بنو سامان اسکو فوجی اور مالی امداد دیتے رہے لیکن اس غریب کو کامیابی حاصل نہ ہوئی تا آنکہ سبکتگین کا ان مقامات پر قبضہ ہو گیا۔

جرجان اور طبرستان کی طرف قابوس کی مراجعت

جسوقت سبکتگین نے خراسان کی زمام حکومت اپنے قبضہ اقتدار میں لی قابوس سے وعدہ حتمی کر لیا کہ میں تمکو جرجان اور طبرستان کی حکومت کی کرسی پر پھر متمکن کرونگا۔ ہنوز ایفا وعدہ کی نوبت نہ آئی تھی کہ سبکتگین، بلخ گیا اور وہیں ۳۸۷ھ میں وفات پائی، قابوس ۳۸۸ھ تک خراسان میں ٹھہرا رہا۔ بعد اسکے اصبہبد نے قابوس کی امداد پر کمر ہمت باندھی اور ایک فوج لیکر جبل شہریار کے سر کرنے کو روانہ ہوا، رستم بن مرزبان (مجدالدولہ کا ماموں) جنگ آوروں کو مجتمع کر کے

مقابلہ پر آیا، معرکہ آرائی کی، رستم کی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کھا گئی، اصبہبد نے جبل
شہریار پر کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا اور شمس المعالی قابوس کی حکومت کا سکہ جاری کر دیا۔ جامع مسجد
کے منبر پر اسکے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ اتفاق یہ کہ استندادیہ کے مضافات میں ابن سعید کا نا
رہتا تھا۔ اس کا میل خاطر قابوس کی طرف تھا اس نے یہ خبر سنی جامہ سے باہر ہو گیا۔ آمد کی طرف
فوج لیکر روانہ ہوا اور بزور تیغ وہاں سے مجد الدولہ کی فوج کو مار کر بھگا دیا۔ آمد پر قبضہ حاصل
کرکے قابوس کے نام کا خطبہ پڑھا۔ اور قابوس کو اس مسرت کی خبر دی۔

اس واقعہ کے بعد اہل جرجان نے قابوس کی خدمت میں طلبی کا خط روانہ کیا۔ چنانچہ قابوس
نیشاپور سے جرجان روانہ ہوا۔ اصبہبد بھی یہ خبر پا کر جرجان کی طرف چلا۔ ابن سعید نے بحکمت
عملی لشکر جرجان کو انکی مخالفت پر ابھا دیا۔ بجائے استقبال کے مقابلہ پر آگیا۔ لڑائی ہوئی لشکر
جرجان ہزیمت اوٹھا کر جرجان کی طرف لوٹا۔ قابوس کے مقدمۃ الجیش سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ دو
ہزیمت اوٹھا کر رے کی جانب بھاگ نکلا۔ شمس المعالی قابوس، ماہ شعبان ۳۸۸ھ میں مظفر و
منصور، داخل جرجان ہوا۔ بعد ازاں رے کی فوجیں، جرجان کے محاصرہ کو آئیں اور حصا
کر لیا اس اثناء میں موسم سرما آگیا، مینہ بھی بشدت برسا۔ رسد و غلہ بھی ختم ہو گیا۔ بدرجہ مجبور
با دل ناخواستہ محاصرہ سے دست کش ہو کر کوچ کر دیا۔ قابوس نے تعاقب کیا اور سر میدان
لڑ کر انکو ہزیمت دی۔ سرداران لشکر کے ایک گروہ کو گرفتار کر لیا۔ جرجان سے استر آباد
تک اس کے قبضہ میں آگیا۔

ان پیہم کامیابیوں سے اصبہبد کا دماغ پھر گیا۔ حکومت و سلطنت کی ہوس آئی۔ مال و اسبا
اور خزانوں پر جو اسکے پاس تھا غرہ ہو گیا اپنی بادشاہت کا اعلان کر دیا۔ فرزبان (مجد الد
کا ماموں) رے سے فوجیں لیکر اصبہبد کی سرکوبی اور ہوش میں لانے کو روانہ ہوا دونو
میں گھمسان لڑائی ہوئی۔ آخر کار اصبہبد کو شکست ہوئی گرفتار کر لیا گیا۔ چونکہ مرزبان کو مجد الد
سے کشیدگی اور منافرت پہلے سے تھی اسوجہ سے اصبہبد پر فتح پانے کے بعد بلاد جبل

شمس المعالی قابوس کی حکومت کا اعلان کیا اور اسکے نام کا خطبہ پڑھا المختصر اس طور سے مملکت جبل، مملکت جرجان اور طبرستان سے ملحق ہوگئی۔ قابوس نے اپنے بیٹے منوچہر کو ان مقامات کی حکومت دی۔ پس اس نے نیشاپور وغیرہ کو مفتوح کیا، اتنے میں وہ زمانہ آگیا کہ محمود بن سبکتگین، خراسان پر مستولی ہوگیا قابوس نے فدویت نامہ روانہ کیا۔ تحائف اور ہدایا بھیجے اور اطاعت و فرمانبرداری کا اظہار کرکے مصالحت کرلی۔

قتل قابوس حکومت منوچہر

شمس المعالی قابوس نہایت رعب و داب کا آدمی تھا، غصہ مزاج میں زیادہ تھا۔ فروگذاشت کرنے کا سبق ہی نہیں پڑھا تھا اسکے اعیان دولت ہمیشہ ڈرتے رہتے تھے، رفتہ رفتہ ان لوگوں کا خوف اس حد تک پہونچ گیا کہ ان لوگوں نے بہ تنگ آکے اسکی معزولی پر اتفاق کرلیا۔ قابوس اس وقت کسی قلعہ میں مقیم تھا۔ اعیان دولت قابوس کی گرفتاری کو قلعہ کی طرف چلے قابوس کو خبر ہوگئی دروازے بند کرالئے۔ اعیان دولت نے ادہر اُدہر جو کچھ پایا لوٹ لیا اور جرجان واپس آئے اور قابوس کی معزولی کا اعلان کرکے اسکے بیٹے (منوچہر) کو طبرستان سے بلا بھیجا۔ قابوس کا بیٹا اس خیال سے کہ مبادا کسی دوسرے کو حکومت کے لئے منتخب کرلیں نہایت عجلت سے آپہونچا۔ کل فوج نے اس شرط سے کہ وہ اپنے باپ کو معزول کردے اسکی اطاعت پر اتفاق کرلیا۔ چنانچہ اس نے اس شرط کو بجبر و اکراہ قبول کیا۔ قابوس، قلعہ سے نکل کر بسطام چلا گیا اور وہیں اس انتظار میں کہ بغاوت وفتنہ فرو ہوجائے قیام کردیا۔ فوجیوں نے اس سے مطلع ہوکر بسطام کا قصد کیا اور منوچہر کو بھی اپنے ساتھ چلنے پر مجبور کیا۔ لیکن منوچہر، بحیلہ قلعہ انجیا میں رہ گیا۔ قابوس کو ان واقعات سے خطرہ پیدا ہوا کہ مبادا حکومت و سلطنت قبضہ سے نکل نہ جائے اسوجہ سے منوچہر کو سریر حکومت پر متمکن رہنے کی اجازت دی مفسدہ پردازوں کو اس پر قناعت نہ ہوئی منوچہر سے قابوس کے قتل کی اجازت چاہی۔ جواب آنے کا بھی انتظار نہ کیا۔ قابوس کے مکان میں گھس پڑے، کپڑے اوتار لئے۔ غریب قابوس، جاڑے کی شدت سے کانپ رہا تھا تاآنکہ

چلاتے چلاتے مر گیا۔ یہ واقعہ ۴۰۳ھ کا ہے جبکہ اسکی حکومت اور استیلا کو دس برس گزر چکے تھے

قابوس کے مرنے پر اسکا بیٹا منوچہر سریر آرائے حکومت ہوا منبروں پر اسکے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ اسی زمانہ سے اپنے باپ کے قاتلوں سے قصاص لینے کی فکر کرنے لگا۔ بہتیروں کو ان میں سے بحکمت عملی فنا کر دیا باقی ماندگان گوشہ گمنامی میں روپوش ہو گئے۔

منوچہر کی وفات نوشیرواں کی حکومت

جسوقت سلطان محمود کے حاجب نے مجد الدولہ کو گرفتار کر کے رے پر قبضہ کر لیا سلطان محمود نے جرجان کی طرف اپنے موکب ہمایوں کو بڑھایا، منوچہر بن قابوس جرجان چھوڑ کر بھاگ گیا چار لاکھ دینار فدویت نامہ کے ساتھ سلطان محمود کی خدمت میں روانہ کیا صلح کی درخواست کی اور جبال وغیرہ میں قلعہ نشین ہو گیا، سلطان محمود نے اسکی درخواست کو قبولیت کا درجہ عطا کیا، بعد اسکے منوچہر ۴۲۶ھ میں انتقال کر گیا، بجائے اسکے اسکا بیٹا نوشیرواں سریر آرائے حکومت ہوا سلطان محمود نے اس جانشینی کو بحال رکھا اور بعوض چار لاکھ دینار پانچ لاکھ دینار مقرر کئے۔ سلطان محمود کے نام کا خطبہ بلاد جیل میں حدود آرمینیہ تک پڑھا گیا سلطان محمود کے بعد مسعود (محمود کا بیٹا) ۴۳۰ھ میں جرجان اور طبرستان پر مستولی ہوا اور اس نے بنو قابوس کی حکومت و سلطنت کا نام و نشان اس طرح پر محو کر دیا کہ گویا نہ تھی والبقاء للہ وحدہ

حالات حکومت مسافر دیلمی حکمران آذربیجان

جسوقت دیلمیوں کا ظہور ہوا اور سیلاب کی طرح تمام ملکوں میں پھیل گئے اور ممالک محروسہ اسلامیہ کے صوبجات پر مستولی ہو گئے انہیں دنوں ۳۳۰ھ میں آذربیجان، رستم بن ابراہیم کردی کے قبضہ میں تھا جو کہ یوسف بن ابی الساج کے سرداروں سے تھا ابراہیم خارجی ہارون ساوی (جس نے موصل پر خروج کیا تھا) کے رفیقوں سے تھا جب ہارون ساوی

مارا گیا تو ابراہیم، آذربائیجان بھاگ آیا۔ کُردوں کے کسی رئیس کی لڑکی سے عقد کرلیا جس کے بطن سے رستم پیدا ہوا رستم نے آذربائیجان میں نشوونما پائی۔ جب سن شعور کو پہونچا تو یوسف ابن ابی الساج نے اپنی خدمت میں رکھ لیا تعلیم و تربیت دلائی، رفتہ رفتہ امور سیاسی میں ایسا ماہر ہو گیا کہ یوسف ابن ابی الساج کے مرنے کے بعد آذربائیجان پر قابض و متصرف ہو گیا۔ اسکے لشکر میں زیادہ تر کرد تھے۔

پھر جب ویلمیوں نے ملک گیری کے لئے قدم نکالا اور وشمگیر نے رے پر قبضہ کرلیا تو توصوبجات جبل پر لشکری نامی ایک شخص مستولی ہو گیا۔ لشکری نے مال و آلات حرب جمع کئے فوجیں فراہم کیں اور بقصد قبضہ آذربائیجان ۳۲۶ھ میں روانہ ہوا رستم یہ خبر پاکر مقابلہ پر آیا آذربائیجان کے ایک میدان میں معرکہ آرائی ہوئی، رستم ہزیمت اٹھا کر میدان کارزار سے بھاگ نکلا لشکری نے کل صوبجات آذربائیجان پر قبضہ کرلیا۔ صرف اردبیل باقی رہ گیا۔ اہل اردبیل نے نہایت حزم و احتیاط سے قلعہ بندی کرلی تھی، لشکری نے ان سے خط و کتابت شروع کی، اطاعت و فرمانبرداری کے شرائط پیش کئے اور امن دینے کا وعدہ کیا لیکن اہل اردبیل نے کچھ بھی سماعت نہ کی۔ لشکری کو اس سے غصہ پیدا ہوا، فوجیں آراستہ کرکے اردبیل پر آرہا اور محاصرہ کرلیا۔ زمانہ محاصرہ میں نہایت سختی کا برتاو کیا۔ اثنائے محاصرہ میں شہر پناہ کی دیوار ایک جانب کی ٹوٹ گئی جس سے لشکری کو موقع مل گیا۔ شہر میں گھس پڑا اور قابض ہو گیا مگر قبضہ اس صورت کا تھا کہ دن کو اردبیل میں رہتا تھا اور جوں ہی رات رات ہوتی اپنے لشکر میں چلا آتا تھا۔ بعد چند دنوں کے اہل اردبیل نے متفق ہو کر شہر پناہ کی دیوار پھر درست کرلی اور لشکری کا قبضہ اٹھا دیا، اطاعت فرمانبرداری سے منحرف ہو گئے لشکری نے پھر اہل اردبیل پر محاصرہ ڈال دیا۔ اہل اردبیل نے رستم کو لشکری سے جنگ کرنے کو بلا بھیجا۔ رستم ایسے ہی وقت کا منتظر تھا۔ اردبیل پر فوراً آ اوترا اور لشکری کی فوج سے لڑائی چھیڑ دی۔ اندر سے اہل اردبیل بھی لشکری سے لڑنے لگے۔ دو دو طرف کی لڑائی کی تاب

نہ لاسکا ہزیمت اوٹھا کر بھاگا۔ اسکے بہت سے فوجی اور ہمراہی مارے گئے موقان میں جاکر پناہ گزیں ہوا۔ اصبہبد بن دوالہ سے امداد کا طالب ہوا۔ اصبہبد نے اسکی اشک شوئی کی، تواضع اور مدارات سے پیش آیا پس جب لشکری کو ایک گونہ اطمینان ہوگیا اور فوجیں بھی فراہم ہوگئیں تو پھر رستم کی طرف بڑھا۔ اس معرکہ میں رستم کو ہزیمت ہوئی، نہر ارس عبور کرکے وشمگیر کے پاس رے پہونچا اور اس سے بمقابلہ لشکری امداد کا خواستگار ہوا۔ اور سالانہ خراج دینے کا وعدہ کیا۔ وشمگیر نے ایک فوج اسکی کمک پر روانہ کی، لشکری کا لشکر وشمگیر کی طرف مائل ہوگیا اور بغرض اظہار اطاعت فدویت نامہ اسکی خدمت میں روانہ کیا۔ لشکری کو اسکی خبر لگ گئی زوزن کی جانب بقصد قبضہ موصل لوٹ پڑا۔ آرمینیہ ہوکر گذرا اور اسکو تاخت کرتا ہوا زوزان پہونچا آرمن کے بعض رؤساء لشکری سے ملنے کو آئے اور کچھ زر نقد دیکر اپنے شہر کو اسکے دستبرد سے بچایا۔ لیکن اسکے ساتھ یہ بھی چال چلے کہ چند لوگوں کو کمینگاہ میں بٹھا دیا کہ جسوقت لشکری اس راستہ سے گذرے اسکے اسباب و مال کو لوٹ لینا۔ اور پہاڑی درہ میں جاکر روپوش ہو جانا چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا۔ لشکری بے خبری کے ساتھ چلا جا رہا تھا۔ ناگاہ کمینگاہ سے آرمینیوں نے نکل کر اسکو اور جو اسکے ساتھ تھے اُنکو بھی قتل کر ڈالا۔ لشکری کے اہل لشکر نے اسکے بیٹے شکرستان کو اپنا سردار تسلیم کیا اور طرم آرمینی کے شہر کی طرف لشکری کے خون کا بدلہ لینے کو واپس ہوئے۔ طرم آرمینی کے شہر کا کل راستہ نہایت دشوار تھا۔ آرمینیوں کو موقع ہاتھ آگیا شکرستان سے لڑنے اور اسکو خوب خوب تنگ کیا۔ معدودے چند فوجیوں کے ساتھ شکرستان موصل پہونچا، ناصر الدولہ بن حمدان کے پاس قیام کیا۔ معادن آذربائیجان اسی کے قبضہ میں تھا اپنے چچا زاد بھائی ابو عبداللہ حسین بن سعید بن حمدان کو اسکی حکومت پر مامور کیا، شکرستان اور اسکے ہمراہیوں کو ابو عبداللہ کے ساتھ روانہ کیا۔ رستم نے معاون میں اس سے صف آرائی کی اور ان پر غالب آیا۔ خائب و خاسر واپس ہوئے اور رستم، آذربائیجان پر مستولی ہوگیا۔

مرزبان بن محمد بن مسافر کا آذربایجان پر قبضہ

محمد بن مسافر، دیلم کے نامی ممبروں سے تھا اور طرم کی زمام حکومت اسی کے قبضہ میں تھی اسکے بہت سے لڑکے تھے۔ منجملہ انکے سلار صعلوک، وہشوذان اور مرزبان تھا۔ اسکی ماں، حسان کی بیٹی تھی، دہشوذان نے دیلم پر حکومت کی تھی۔ جسکے واقعات اوپر بیان کیے گئے۔

رستم بن ابراہیم کردی، لشکری اور اسکے بیٹے کی مدافعت کے بعد آذربایجان میں ٹھہر گیا اور اسکے پاس وہ دیلمی لشکر بھی مقیم ہو گیا جسکو وشمگیر نے رستم کی مدد پر بھیجا تھا۔ بعد چندے اسکی قوم اکراد سے بعضوں نے ہاتھ پاؤں نکالے۔ گرد و نواح کے شہروں پر استبداد عمل کیا اور دو ایک قلعوں پر قابض بھی ہو گئے۔ رستم نے انہیں دیلمیوں کی پشت پناہی اور گرمی سے ان کردوں پر فوج کشی کی، صعلوک بن محمد کو قلعہ طرم سے اپنی کمک پر بلایا چنانچہ صعلوک دیلم کا ایک لشکر لیکر آ پہونچا اور رستم کے ہمراہ ان قلعوں کے سر کرنے کو بڑھا جن پر کردوں نے قبضہ کر لیا تھا۔ نہایت کم مدت میں قلعے تسخیر ہو گئے اور انہیں سے ایک گروہ کو گرفتار کر لیا۔

اس واقعہ کے بعد رستم کا وزیر ابوالقاسم علی بن جعفر جو کہ آذربایجان ہی کا رہنے والا تھا رستم سے کشیدہ خاطر اور متنفر ہو کر طرم چلا گیا، محمد بن مسافر کے پاس جا کر مقیم ہوا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ محمد بن مسافر اور اسکے دو بیٹوں (وہشوذان اور مرزبان) میں رنجش اور کشیدگی پیدا ہو گئی تھی اور ان دونوں نے بعض قلعات پر قبضہ کر لیا تھا۔ پھر ان دونوں نے اپنے باپ محمد بن مسافر کو گرفتار کر کے اسکا مال و اسباب اور خزانہ چھین لیا۔ وزیر ابوالقاسم مرزبان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ چونکہ یہ دونوں فرقہ باطنیہ کے ممبر تھے بہت جلد میل جول پیدا ہو گیا۔ وزیر ابوالقاسم نے آذربایجان پر قبضہ کرنے کی تحریک کی اور اسکی زرخیزی کی طمع دلائی۔ مرزبان نے قلمدان وزارت ابوالقاسم کو حوالہ کیا اور مہم آذربایجان کی تیاری کرنے لگا۔ وزیر ابوالقاسم نے ان دیلمی فوجوں کو جو رستم کے رکاب میں تھیں اور نیز کردوں کو جو اسکی قوم سے تھے خطوط لکھے مال و زر دینے کا

وعدہ کیا جب انہوں نے سازش کرلی تو مرزبان، آذربائیجان کی طرف اپنی فوجیں لیکر بڑھا۔ رستم مقابلہ پر آیا۔ لڑائی ہوئی، عین معرکہ کے وقت دیلمی اور کردی فوجیں پناہ حاصل کرکے مرزبان سے جا ملیں۔ رستم میدان جنگ سے بھاگ کر آرمینیہ پہونچا حاجیق بن دیرانی والی آرمینیہ کے پاس جاکے مقیم ہوا اور مرزبان نے آذربائیجان پر قبضہ کرلیا۔ یہ واقعہ ۳۳۰ھ کا ہے۔

بعد اسکے وزیر ابوالقاسم نے مرزبان کے ہمراہیوں اور مصاحبوں کے ساتھ کج ادائی بدخلقی شروع کردی جس سے ان لوگوں کو ابوالقاسم سے منافرت پیدا ہوئی، وقتاً فوقتاً مرزبان سے اسکی برائیاں اور چغلی کرنے لگے۔ ابوالقاسم کو اسکی خبر لگ گئی مرزبان کو تبریز پر قبضہ کرنے کی طمع دی اور اسکے مال وزر پر قبضہ کرا دینے کا ضامن ہوا، چنانچہ مرزبان نے دیلمی لشکر کے ساتھ وزیر ابوالقاسم کو تبریز روانہ کیا۔ تبریز کے قریب پہونچ کر اہل تبریز کو خفیہ کہلا بھیجا کہ تم لوگ کس خواب خرگوش میں ہو دیلمی لشکر تم لوگوں کے مال و اسباب پر قبضہ کرنے کو آیا ہے۔ یہ سنتے ہی اہل تبریز برانگیختہ ہوگئے، متفق ہوکر دیلمی لشکر پر ٹوٹ پڑے اور سبھوں کو مار ڈالا۔ رستم بن ابراہیم کو طلبی کا خط لکھا۔ رستم اپنی فوجیں لیکر تبریز آگیا اور قبضہ کرلیا اُن کُردوں تک اسکی خبر پہونچی جو امن حاصل کرکے مرزبان سے مل گئے تھے تو وہ مرزبان کا ساتھ چھوڑ کر رستم کے پاس چلے آئے۔ مرزبان کو اس واقعہ سے سخت برافروختگی اور غصہ پیدا ہوا۔ فوجیں مرتب کرکے تبریز پر چڑھ آیا اور رستم کا تبریز میں محاصرہ کرلیا۔ وزیر ابوالقاسم سے خط وکتابت شروع کی امان دینے کی قسم کھائی اور یہ وعدہ کیا کہ جو تمہارا مقصد ہوگا ہم اُسکو پورا کرینگے۔ وزیر ابوالقاسم نے جواباً لکھا کہ مجھے اپنی ذات کی سلامتی اور ترک عمل عنایت کیجئے سوا اسکے میری اور کوئی تمنا نہیں ہے۔ مرزبان نے اس درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا دونوں میں پھر مراسم پیدا ہوگئے۔ سوء مزاجی رفع ہوگئی۔ القصہ حصار میں سختی شروع ہوئی رستم گھبرا گیا، تبریز چھوڑ کر اردبیل کی طرف بھاگ گیا۔ وزیر ابوالقاسم تبریز سے نکل کر

مرزبان کی خدمت میں نیاز مندانہ حاضر ہوا، اداب شاہی بجالایا۔ مرزبان نے اپنے وعدے پورے کئے اور تبریز پر قبضہ کر لیا۔ بعد اسکے مرزبان نے رستم کو کہلا بھیجا کہ تمہارے لئے یہ مناسب ہوگا کہ تم اردبیل چھوڑ کر طرم کے کسی قلعہ میں جاکر قیام کرو ورنہ ادبار و اقبال کو اپنے سر پر پہونچا ہوا سمجھو" رستم نے اس حکم کی تعمیل کی اور مرزبان نے وہیں قیام کر دیا۔

روس کا شہر مراغہ پر قبضہ اور مرزبان کی ان پر کامیابی

روس، ترکوں کے جرگے کے ہیں، وطن کے لحاظ سے روم کے پڑوسی ہیں۔ انہیں کی صحبت کی وجہ سے ان لوگوں نے مذہب عیسائی اختیار کیا۔ ان کے مقبوضات، بلاد آذربایجان سے متصل و ملحق ہیں۔ ان کا ایک گروہ براہ دریا ۳۳۲ھ میں آذربایجان کی طرف روانہ ہوا۔ پھر دریا سے شہر لکھنر میں آیا اور رفتہ رفتہ شہر مراغہ (صوبہ آذربایجان کا ایک شہر ہے) میں آتا۔ شہر مراغہ میں مرزبان کا ایک گورنر رہتا تھا۔ اس نے روس کی آمد کی خبر سنکر فوجیں فراہم کیں، تقریباً پانچہزار فوج سے مقابلہ پر آیا۔ جنمیں زیادہ دیلمی تھے اور باقی دوسری قومیں تھیں۔ روس نے انکو ہزیمت دی۔ اور قتل و غارت کرتے ہوئے شہر میں داخل ہو گئے قبضہ کر لیا۔ امن و امان کی منادی کرادی اہل شہر کے ساتھ اچھے برتاؤ کئے۔

اسلامی فوجیں اس خبر کو سن کر ہر چہار طرف سے نکل پڑیں، روسیوں سے برسرپیکار آئیں، لیکن کامیاب نہ ہوئیں، شہر مراغہ کے عوام الناس اور بازاریوں نے روسیوں سے اندرون شہر مظاہرہ شروع کر دیا جوں ہی اسلامی لشکر ہزیمت اٹھا کر واپس ہوا روسیوں نے قتل عام اور غارتگری کا بازار گرم کر دیا۔ مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ ہزاروں کو قتل اور

¹ علامہ ابن اثیر تاریخ کامل میں لکھتا ہے کہ روسیوں نے قتل و پامالی کے بعد دس ہزار مسلمانوں کو قید کیا تھا۔ باقی ماندگان نے جامع مسجد میں جاکر پناہ لی مگر ان اہل رسیدوں کو اللہ کے گھر میں بھی پناہ نہ ملی۔ روسیوں نے انکو بھی قتل کر ڈالا۔ صرف معدودے چند بچ گئے جنکو روسیوں نے قید کر کے جلا وطنی کی سزا دی۔ دیکھو تاریخ کامل جلد ۸ صفحہ ۲۰۹ مطبوعہ مصر

بیشمار مسلمانوں کو قید کرکے شہر بدر کر دیا۔ مسلمانوں کو اس سے سخت صدمہ پہونچا۔

اس واقعہ سے مرزبان کی رگ حمیت جوش میں آئی۔ مسلمانوں[1] کو جمع کرکے روسیوں کی سرکوبی کو روانہ ہوا۔ قریب مراغہ پہونچکر ایک حصہ فوج کو کمینگاہ میں بٹھا دیا اور خود روسیوں پر حملہ آور ہوا۔ روسیوں کی ہمتیں بڑھی ہوئی تھیں شہر مراغہ سے نکل کر مقابلہ پر آئے۔ مرزبان لڑتا ہوا پیچھے کو ہٹا۔ روسی جوش کامیابی میں بڑھتے چلے آئے تاآنکہ کمینگاہ سے آگے بڑھ آئے مرزبان کے ہمراہیوں پر روسیوں کا رعب غالب ہوگیا۔ ہزیمت پر تیار ہوگئے، میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ ادہر مرزبان معہ اپنے بھائی کے مرنے پر کمر بستہ ہو کر ٹوٹ پڑا ادہر مسلمانوں نے جو کمینگاہ میں تھے کمینگاہ سے نکل کر روسیوں پر پس پشت سے حملہ کر دیا۔ روسیوں پر میدان جنگ باوجود وسعت کے تنگ ہوگیا۔ سارے لشکر میں بھگدڑ مچ گئی۔ سردار لشکر مارا گیا۔ روسی لشکر کا زیادہ حصہ کام آگیا۔ باقی ماندگان شہر کی طرف بھاگے۔ قلعہ[2] میں جاکر پناہ لی اسی قلعہ میں روسیوں نے مسلمان قیدیوں اور مال واسباب کو رکھا تھا۔ مرزبان نے پہونچکر ان پر محاصرہ ڈالدیا اور رسد وغلہ کی آمد بند کر دی۔ ہنوز محاصرہ کا کوئی نتیجہ ظاہر نہ ہونے پایا تھا کہ ناصر الدولہ بن حمدان والی موصل نے اپنے چچازاد بھائی حسین بن سعد بن حمدان کو اسی سنہ میں ایک فوج عظیم کے ساتھ آذربایجان کی تسخیر کے لئے روانہ کیا۔ مرزبان کو اسکی خبر لگی کہ لشکر موصل بقصد قبضہ آذربایجان، سلماس تک پہونچ گیا ہے۔ مرزبان نے اپنے لشکر کے ایک حصہ کو روسیوں کے محاصرہ پر چھوڑا اور بقیہ لشکر کو لیکر حمدانی لشکر سے جنگ کرنے کو روانہ ہوا۔ چند دنوں تک دونوں فریق مصروف پیکار رہے، بعد ازاں ناصر الدولہ نے اپنے چچازاد بھائی کو لکھ بھیجا کہ "تم جنگ موقوف کرکے موصل واپس آؤ، توزون کا انتقال ہوگیا ہے میں دار الخلافت جا رہا ہوں"، چنانچہ حسین بن سعد نے موصل کی جانب مراجعت کی۔ مرزبان

---

[1] مسلمانوں کی تعداد تیس ہزار تک پہونچ گئی تھی۔ دیکھو تاریخ کامل مطبوعہ مصر جلد ۸ صفحہ ۳۰۹

[2] اس قلعہ کا نام شہرستان تھا۔ دیکھو تاریخ کامل مطبوعہ مصر جلد ۸ صفحہ ۳۱۰

معہ اپنی فوج کے روسیوں کے محاصرہ پر پھر واپس گیا۔ ایک مدت تک محاصرہ کئے ہوئے اڑتا رہا اتفاق سے روسیوں کے لشکر میں وبا پھوٹ نکلی۔ روسی اس غیبی مار سے گھبرا گئے۔ جسقدر مال واسباب لے سکے لیکر رات کے وقت قلعہ سے نکل کر نہر لکھنر پر پہونچے اور اپنی کشتیوں پر سوار ہو کر اپنے ملک کو لوٹ گئے۔ اللہ تعالےٰ نے اپنی رحمت وکرم سے بلاد اسلامیہ کو انکے وجود ننگ عالم سے پاک وصاف کر دیا۔

رے کی طرف مرزبان کی روانگی، ہزیمت اور قید

جسوقت خراسانی لشکر رے کی طرف روانہ ہوا مرزبان کو یہ خیال خام پیدا ہوا کہ خراسانی لشکر کی اس نقل و حرکت کی وجہ سے اب مجھے کچھ دنوں کے لئے رکن الدولہ بن بویہ کی لڑائی اور مدافعت سے نجات ملجائیگی۔ بنا ئرعلیہ اس نے ایک ایلچی، معزالدولہ کی خدمت میں بغداد روانہ کیا تھا جو بے نیل مرام واپس آیا، مرزبان کو یہ امر ناگوار گزرا۔ رے پر فوج کشی کرنے کا عزم کیا۔ تسخیر رے کی طمع دامنگیر ہوئی۔ اسی اثنا رمیں بعض سپہ سالاران رے نے اس سے سازش کرلی اور اسکو قبضہ رے پر ابھارا۔ اور ناصر الدولہ بن حمدان نے مرزبان سے خط وکتابت شروع کی اور اسکو یہ رائے دی کہ قبضہ رے سے پہلے دارالخلافت پر حملہ کرو میں تمکو مالی اور فوجی مدد دوں گا۔ لیکن مرزبان نے اس رائے پر عمل نہ کیا۔ رے کی طرف فوجیں مرتب کرکے بڑھا۔ رکن الدولہ کو اسکی خبر لگ گئی اپنے بھائیوں عماد الدولہ اور معزالدولہ کو یہ واقعات لکھ بھیجے، امداد طلب کی۔ چنانچہ ان دونوں نے امدادی فوجیں روانہ کیں دارالخلافت بغداد سے سبکتگیں (معزالدولہ کا حاجب) ایک فوج لیکر روانہ ہوا تھا۔ رفتہ رفتہ دینور پہونچا۔ دیلمی لشکر سبکتگیں سے باغی ہو گیا متفق ہو کر سبکتگیں پر ٹوٹ پڑے۔ ترکی فوج نے سبکتگیں کی حمایت پر کمر باندہی۔ سینہ سپر ہو کر مقابلہ پر آئی۔ دیلمی لشکر نے یہ دیکھکر معذرت کی اور بدستور سابق اطاعت کی گردن جھکا دی۔

عماد الدولہ اور معزالدولہ کی امدادی فوجیں نہ پہونچنے پائی تھیں کہ مرزبان نے رے

پر حملہ کر دیا۔ رکن الدولہ نے اسکو ہزیمت دی (اس واقعہ میں محمد بن عبدالرزاق، رکن الدولہ کے ساتھ تھا) اور گرفتار کر لیا۔ مرزبان کا بقیۃ السیف لشکر بہزار خرابی جان بچا کر آذربائیجان پہونچا اور مرزبان کے باپ محمد بن مسافر کو اپنا امیر تسلیم کیا۔ اسکا بیٹا وہسودان اس سے کشیدہ خاطر ہو کر اپنے قلعہ میں چلا گیا اور قلعہ نشین ہو گیا۔ بعد اسکے محمد بن مسافر نے لشکریوں کے ساتھ بے اعتنائی شروع کر دی، بداخلاقی سے پیش آنے لگا۔ لشکریوں نے اسکے قتل کا مشورہ کیا، محمد بن مسافر کو کسی ذریعہ سے اسکی اطلاع ہو گئی اپنے بیٹے وہسودان کے پاس بھاگ گیا وہسودان نے اپنے باپ کو گرفتار کر کے جیل میں ڈالدیا اور حد درجہ کی سختی کی، تاآنکہ بحالت قید قید حیات سے سبکدوش ہو گیا۔

اس واقعہ کے بعد وہسودان کو خطرہ پیدا ہوا۔ رستم کردی کو قلعہ طرم سے بلا بھیجا۔ اور ایک فوج عظیم کے ساتھ محمد بن عبدالرزاق کے مقابلہ پر روانہ کیا۔ رستم کردی کو اس واقعہ میں ہزیمت ہوئی، اس سے محمد بن عبدالرزاق کے حوصلے بڑھ گئے، قوت بھی بڑھ گئی، اطراف آذربائیجان میں قیام کر دیا اور خراج وصول کرنے لگا۔ بعد اسکے ۳۳۸ھ میں محمد بن عبدالرزاق نے رے کی طرف مراجعت کی اور امیر نوح بن سامان کی خدمت میں معذرت نامہ بھیجکر اپنی حکومت وسلطنت کی بنیاد مضبوط کی چنانچہ امیر نوح نے اسکی تقصیر عفو کر دی۔ بعد اسکے محمد بن عبدالرزاق، طوس کی طرف لوٹ آیا اور رستم کردی، آذربائیجان پر مستولی ہو گیا۔

(مرزبان بعد ہزیمت اور گرفتاری قلعہ سمرم میں قید کیا گیا تھا) چند مدت کے بعد مرزبان نے والی قلعہ سمرم کو بحکمت عملی قتل کر ڈالا اور ۳۴۲ھ میں اپنے بھائی وہسودان کے پاس چلا آیا علی بن مسلی جو کہ رکن الدولہ کے سپہ سالاروں سے تھا کسی وجہ سے ناراض ہو کر وہسودان کے پاس چلا آیا تھا۔ علی نے وہسودان کو رستم کردی کے خلاف ابھارا اور اسکے ملک پر قبضہ کرنے کی طمع دی۔ پس وہسودان نے ایک فوج مرتب کی اور علی بن مسلی کو اسکا افسر اعلیٰ مقرر کر کے رستم کردی پر حملہ کرنے کو روانہ کیا۔ دیلمیوں کو بھی خط وکتابت کر کے ملا لیا۔ رستم کردی

اس سے مطلع ہو کر مقابلہ کی غرض سے روانہ ہوا اور اپنے وزیر ابو عبداللہ نعیمی کو اردبیل میں چھوڑ گیا ابو عبداللہ کو موقع مل گیا جسقدر رستم کردی نے ابو عبداللہ سے جرمانہ اور تاوان میں وصول کیا تھا اسکو ابو عبداللہ نے مجتمع کیا اور معہ کل مال و اسباب کے علی بن ہشلی کے پاس بھاگ گیا۔ اس واقعہ کی اطلاع رستم کردی کو آذربایجان میں پہونچی، با دل ناخواستہ اردبیل کی جانب لوٹ پڑا۔ دیلمیوں نے شور و شغب مچایا۔ مخالفت پر کمربستہ ہوئے۔ رستم نے جو کچھ اسکے پاس زر نقد تھا اسکو دیکر دیلمیوں کو راضی کیا اور علی بن ہشلی سے جنگ کرنے کو چلا۔ چنانچہ دونوں کا مڈبھیڑ ہوا اثنار جنگ میں دیلمی فوج جو رستم کے رکاب میں تھی علی بن ہشلی سے مل گئی۔ رستم ہزیمت اوٹھا کر آرمینیہ پہونچا۔

جوں ہی رستم، آرمینیہ میں داخل ہوا یہ خبر گوش گزار ہوئی کہ مرزبان جو کہ قلعہ سمرم میں قید تھا قید سے نجات پا گیا ہے، اردبیل و آذربایجان پر مستولی ہو گیا ہے اور رستم کی گرفتاری پر ایک دستہ فوج روانہ کیا ہے۔ سنتے ہی رستم کے پاؤں کے تلے سے زمین نکل گئی بحال پریشان بھاگا اور دارالخلافت بغداد میں پہونچکر دم لیا۔ معزالدولہ نے بڑی آؤبھگت سے لیا۔ عزت و احترام سے پیش آیا۔ چنانچہ رستم نے بغداد میں معزالدولہ کے پاس قیام اختیار کیا۔ ۳۳۸ھ میں اپنے ہوا خواہوں کو آذربایجان سے دارالخلافت بغداد میں بلا بھیجا۔ پس جب اسکے ہوا خواہ، آذربایجان سے بغداد میں آگئے تو رستم نے معزالدولہ سے امداد کی درخواست کی لیکن چونکہ رکن الدولہ (برادر معزالدولہ) نے مرزبان سے مصالحت کر لی تھی اسوجہ سے رستم کردی ناصرالدولہ بن حمدان کے پاس موصل چلا گیا اور اس سے امداد کا طالب ہوا۔ ناصرالدولہ نے امداد کرنے سے انکار کیا۔ اسوقت رستم کردی، سیف الدولہ کے پاس چلا گیا اور اسی کے پاس شام میں قیام اختیار کیا۔ پس جب ۳۴۴ھ کا دور آیا تو ایک جماعت نے جو کہ باب الابواب میں تھی مرزبان کے خلاف خروج کیا مرزبان انکے مقابلہ کو نکلا اور سپہ سالاران اکراد میں سے ایک سپہ سالار کو رستم کردی کے بلانے کو بھیجا۔ رستم نے آذربایجان میں پہنچ کر اس پر

قبضہ کرلیا مرزبان کو ناگوار گزرا۔ ایک سپہ سالار کو بسر کردگی ایک فوج کے روانہ کیا۔ رستم نے اس سپہ سالار کو ہزیمت دیدی۔ پھر جب مرزبان کو اپنے مخالفین باب الابواب سے فراغت حاصل ہوئی تو آذربایجان کی طرف واپس ہوا۔ رستم کو تاب مقاومت کہاں تھی۔ آرمینیہ کی طرف بھاگ گیا۔ اور ابن الدیرانی سے امداد کا خواستگار ہوا۔ مرزبان کو اسکی خبر لگ گئی ابن الدیرانی کو لکھ بھیجا کہ رستم کو جو کہ میرا مخالف ہے میرے پاس بھیجدو۔ ابن الدیرانی نے رستم کو پابزنجیر مرزبان کے پاس بھیجدیا۔ مرزبان نے جیل میں ڈالدیا۔ تاآنکہ مرزبان نے وفات پائی۔ بخوف فتنہ وفساد مرزبان کے ہمراہیوں نے مرزبان کو قتل کیا تھا۔

مرزبان کی وفات خستان کی حکومت

۳۴۵ھ میں مرزبان حکمران آذربایجان نے وفات پائی۔ اور بوقت وفات وصیت کی کہ میرے بعد سریر حکومت کا مالک میرا بھائی وہشوداں ہوگا۔ اسکے بعد میرا بیٹا خستان۔ اس وصیت کے پہلے ایک وصیت اپنے قلعہ داروں کو کی تھی کہ میرے مقبوضہ قلعات کا مالک میرے بعد میرا بیٹا جستان ہوگا۔ اُس کے سوا کسی دوسرے کو اپنا آقا وسردار قائم نہ کرنا۔ خستان کے بعد اسکے دونوں بھائی ابراہیم اور ناصر یکے بعد دیگرے مالک ہونگے۔ اگر ان دونوں میں سے کوئی باقی وزندہ نرہے تو میرے بھائی وہشوداں کو قبا حکمرانی پنہانا۔

مرزبان کے مرنے کے بعد وہشودان نے حسب وصیت سابقہ قلعہ داروں کو اپنی حکومت تسلیم کرنے کو لکھا، قلعہ داروں نے وصیت ثانیہ پر عمل کرنے کا اظہار کیا۔ وہشودان یہ رنگ دیکھکر اردبیل سے طرم چلاگیا اور خستان سریر حکومت پر متمکن ہوگیا۔ قلمدان وزارت عبداللہ نعیمی کو سپرد کیا۔ مرزبان کے کل سپہ سالاران لشکر نے غاشیہ اطاعت اپنی گردن پر رکھ لیا، صرف جستان بن شرمون نے مخالفت کی اور آرمینیہ پر قابض ومتصرف ہونے کا قصد کرلیا جہانکہ مرزبان کی طرف سے والی تھا۔

خستان اور اسکے بھائیوں کا

خستان بن مرزبان سریر حکومت پر متمکن ہونے کے بعد

مارا جاناد ہسوان کا استیلاء عیش و عشرت میں مبتلا ہو گیا۔ لہو ولعب میں اوقات بسر کرنے لگا۔ بعد چندے اپنے وزیر ابو عبداللہ نعیمی کو گرفتار کر لیا۔ چونکہ ابو عبداللہ نعیمی اور ابوالحسن عبداللہ بن محمد بن حمدویہ، جستان بن شرمون کے وزیر سے جو کہ ارمینیہ پر قابض تھا سسرالی رشتہ داری تھی۔ اسوجہ سے ابوالحسن کو ابو عبداللہ کی گرفتاری سے صدمہ ہوا اور اسکے دل میں خستان کی طرف سے کینہ پیدا ہو گیا جستان بن شرمون اور خستان مرزبان میں پہلے سے مخالفت چلی آ رہی تھی، ابوالحسن کو موقع مل گیا۔ اپنے آقا کو سمجھایا کہ آپ ابراہیم بن مرزبان سے خط و کتابت کیجئے اور اسکو حکومت کی طمع دیجئے۔ اس نے دونوں بھائیوں میں مخالفت پیدا ہو جائیگی اور اپکو خستان بن مرزبان سے بدلہ لینے کا موقع مل جائے گا چنانچہ جستان بن شرمون نے ایسا ہی کیا اور ابراہیم اسکے دام تزویر میں آگیا۔ اردبیل سے آرمینیہ چلا آیا اور جستان بن شرمون کے ساتھ مراغہ کی طرف بڑھا۔ اور اس پر قبضہ کر لیا جب خستان بن مرزبان کو اسکی خبر لگی تو اسکی آنکھیں کھل گئیں جستان بن شرمون اور اسکے وزیر ابوالحسن سے خط و کتابت کی نعیمی کو رہا کر دینے کا وعدہ کیا۔ باہم مصالحت ہو گئی جستان نے ابراہیم کی امداد سے ہاتھ کھینچ لیا۔ اس سے دونوں بھائیوں پر جستان بن شرمون کے نفاق کی قلعی کھل گئی۔ دونوں نے جستان بن شرمون کی مخالفت پر قسمیں کھائیں۔ اس اثناء میں ابو عبداللہ نعیمی، خستان بن مرزبان کے قید سے نکل بھاگا اور موقان میں جا کر قیام اختیار کیا۔

آذربایجان میں ایک شخص (اولاد عیسیٰ بن مکتفی باللہ سے) رہتا تھا اس نے اپنے کو مستجیر باللہ سے ملقب کیا رضا من آل محمد کی دعوت دیتا تھا۔ اچھے کاموں کی ہدایت کرتا تھا۔ عدل و انصاف سے کام لیتا تھا۔ رفتہ رفتہ اسکے مقلدوں اور اتباع کرنے والوں کی جماعت بڑھ گئی۔ ابو عبداللہ نعیمی کو اسکی خبر لگی، موقان سے مستجیر کی خدمت میں پیام بھیجا خلافت کی طمع دی، آذربایجان پر قبضہ دلانے کا وعدہ کیا اور نیز اس کا اقرار کیا کہ جب مالی اور فوجی قوت حاصل ہو جائے گی

تو دار الخلافت بغداد کا قصد کیا جائے گا۔ غریب مستبحر اس دم پٹی میں آ گیا۔ جنگ پر آمادہ ہو گیا، خستان و ابراہیم پسران مرزبان اس سے مطلع ہو کر میدان جنگ میں آئے۔ جی کھول کر لڑے، مستبحر کو ہزیمت دی اور اسکو قتل کر ڈالا۔

وہشودان نے اس امر کا کہ میرے برادر زادوں میں اختلاف پڑ گیا ہے احساس کر کے پہلے ابراہیم کو بلایا بعد ازاں ناصر سے خط و کتابت کر کے خستان سے علیحدہ کر دیا، ناصر اپنے بھائی سے علیحدہ ہو کر موقان چلا گیا۔ لشکریوں کو مال و زر کی طمع دیکر بلا لیا چنانچہ ناصر نے اردبیل پر حملہ کیا اور قابض ہو گیا۔ لشکریوں نے تنخواہ اور رسد کا مطالبہ کیا۔ ناصر ادا نہ کر سکا اور اسکا چچا وہشودان بھی اسکی امداد سے دست کش ہو گیا۔ اسوقت ناصر پر منکشف ہوا کہ میرے چچا نے مجھے دھوکا دیا، بہ مجبوری اپنے بھائی خستان کے پاس گیا، معذرت کی، باہم مصالحت ہو گئی۔ لیکن مالی حالت سقیم ہونے کی وجہ سے انتظام میں درہمی پیدا ہوئی، اطراف و جوانب کے امراء اور سپہ سالاران لشکر نے بغاوت و مخالفت شروع کر دی۔ ناداری اور کمزوری نے ان دونوں کو اپنے چچا وہشودان کی اطاعت پر مجبور کیا چنانچہ دونوں بھائیوں نے وہشودان کی خدمت میں پیام مصالحت روانہ کیا اطاعت و فرمانبرداری کی قسمیں کھائیں۔ معہ اپنی ماں کے وہشودان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہشودان نے بدعہدی کی اور ان لوگوں کو گرفتار کر لیا۔

خستان اور ناصر کی گرفتاری کے بعد آذربائیجان کی حکومت پر اپنے بیٹے اسمٰعیل کو مامور کیا اور آذربائیجان کے اکثر قلعات کو اسکے سپرد کر دیا۔ ابراہیم بن مرزبان بحال پریشان مراغہ پہونچا۔ ہوش و حواس بجا ہوئے تو اسمٰعیل سے جنگ کرنے کو فوج فراہم کرنے لگا۔ وہشودان کو اسکی خبر لگی۔ اسکے دونوں بھائیوں اور ماں کو قتل کر ڈالا۔ اور جستان بن شرموں کو ابراہیم سے جنگ کرنے کو مراغہ کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ اور کثیر التعداد فوج اسکی کمک پر روانہ کی۔ ابراہیم کو تاب مقاومت کہاں تھی مراغہ چھوڑ کر اطراف آرمینیہ میں جاکر پناہ لی۔ یہ واقعہ

۳۴۹ھ کا ہے۔ جستان بن شرمون نے مراغہ پر قبضہ کر لیا۔ اور اپنے مقبوضات کے حدود کو آرمینیہ تک بڑھا لیا۔

ابراہیم آرمینیہ میں پہونچکر فوجوں کے فراہم کرنے میں مصروف ہوا۔ چونکہ ملوک آرمینیہ آرمن اور اکراد تھے اسوجہ سے ان لوگوں نے ابراہیم کی خاطر و مدارات حد سے زیادہ کی، ابراہیم نے جستان بن شرمون سے مصلحتاً مصالحت کر لی۔ اتنے میں اسمٰعیل بن دہشوذان کی مرنے کی خبر آگئی۔ ابراہیم نے اردبیل کی طرف قدم نکالا اور اسپر قبضہ کر لیا ابوالقاسم بن میسکی دہشوذان کے پاس لوٹ آیا۔ ابراہیم نے ان دونوں پر حملہ کیا اور فاش ہزیمت دی۔ یہ دونوں بھاگ کر بلاد دیلم پہونچے اور ابراہیم نے دہشوذان کے کل مقبوضہ بلاد پر قبضہ کر لیا۔

دہشوذان نے بلاد دیلم میں پہونچکر فوجیں فراہم کیں اور اپنے قلعہ طرم میں واپس آکر ابوالقاسم بن میسکی کو ابراہیم کی جنگ پر روانہ کیا۔ ابوالقاسم نے ابراہیم کو ہزیمت دی۔ ابراہیم بہزار خرابی اپنی جان بچا کر رے چلا گیا اور رکن الدولہ کے پاس جاکر پناہ لی۔ چونکہ رکن الدولہ نے ابراہیم کی بہن سے نکاح کر لیا تھا اسوجہ سے نہایت محبت و عزت سے پیش آیا۔

ابراہیم بن مرزبان کا اذربایجان پر دوبارہ قبضہ

تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ ابراہیم بن مرزبان کو بمقابلہ عساکر ابن میسکی ہزیمت ہوئی تھی اور ابراہیم فریادی صورت بنائے ہوئے رکن الدولہ کی خدمت میں پہونچا تھا۔ رکن الدولہ نے استاد ابوالفضل ابن عمید کو بسر کردگی فوج عظیم، ابراہیم بن مرزبان کی حمایت پر روانہ کی۔ استاد ابوالفضل نے اذربایجان پر پہونچکر قبضہ کر لیا اور اہل اذربایجان کو ابراہیم کی اطاعت و فرمانبرداری پر مجبور کیا چنانچہ کل اہل اذربایجان اور جستان بن شرمون اور نیز کردوں نے اطاعت کی گردن جھکا دی کل بلاد اذربایجان کی زمام حکومت ابراہیم بن مرزبان کے قبضہ میں آگئی۔

بعد اسکے استاد ابوالفضل نے رکن الدولہ کی خدمت میں عرضداشت اس مضمون کی روانہ کی کہ اگرچہ اذربایجان کا صوبہ نہایت زرخیز اور سرسبز، اور اسمیں آمدنی کے ذرائع کثرت سے

ہیں لیکن ابراہیم بن مرزبان میں ایسی قابلیت نہیں ہے کہ وہ اس ملک کو اپنے قبضہ و تصرف میں رکھ سکے۔ مجھکو اسکی ناقابلیت سے ملک کے نکل جانے کا اندیشہ ہے لہذا مناسب یہ ہے کہ آذربائیجان آپ اپنے ممالک مقبوضہ میں ملحق کر لیجئے اور جسقدر آذربائیجان کی آمدنی ہو اسیقدر آمدنی کا کوئی صوبہ ابراہیم کو دیدیجئے" رکن الدولہ نے اس درخواست کو نامنظور کیا اور یہ لکھ بھیجا کہ جس شخص نے میرے سایہ عاطفت میں پناہ لی ہے اسکے ساتھ میں ایسا فعل نکرونگا، استاد ابوالفضل نے آذربائیجان، ابراہیم بن مرزبان کے حوالہ کیا اور واپس آیا۔

(تبصرہ) بنو مسافر معروف بہ بنو سالار ملوک آذربائیجان کے حالات میں نے تاریخ کامل ابن اثیر سے نقل کئے ہیں اسقدر تحریر کرنے کے بعد ابن اثیر لکھتا ہے کہ "وہی واقعہ پیش آیا جیسا کہ استاد ابوالفضل ابن عمید نے اپنی عرضداشت میں لکھا تھا پس رکن الدولہ نے ابراہیم کو گرفتار کر کے قید کر دیا" مجھے اسکے بعد ابراہیم اور اسکی قوم کے حالات سے کوئی واقفیت نہیں حاصل ہوئی، ابن اثیر نے سلطان محمود بن سبکتگین کے حالات کے ضمن میں لکھا ہے کہ محمود نے بعد قبضہ رے ۴۲۰ھ میں مرزبان بن حسین بن جبرائیل کو (جو کہ ملوک دیلم کی اولاد سے تھا اور محمود کی اطاعت قبول کر لی تھی) بلاد سالار پر حملہ کرنے کو روانہ کیا۔ سالار وہی ابراہیم بن مرزبان بن اسمٰعیل بن دہشوذان بن محمد بن مسافر دیلمی ہے جسکے قبضہ میں شہرخان، زنجان اور شہرزور وغیرہ تھے۔ چنانچہ مرزبان بن حسین نے ان بلاد پر حملہ کیا اور دیلمی لشکر کو ملا لیا۔ سلطان محمود نے خراسان کی جانب مراجعت کی اور سالار ابراہیم قزوین کی طرف بڑھا اور اس پر قابض ہو گیا۔ سلطان محمود کی فوج کو جو وہاں موجود تھی اسکے حصہ کثیر کو تیغ اجل کے نذر کر دیا۔ بقیۃ السیف نے رے میں جا کے پناہ لی اور قلعہ نشین ہو گئی بد تو سلطان محمود اور سالار ابراہیم میں لڑائیاں ہوتی رہیں۔ جسمیں سالار ابراہیم کو کامیابی ہوا کی۔ بالآخر مسعود بن محمود نے سالار ابراہیم کے چند دستہ فوج کو ملا لیا۔ ان لوگوں نے حاضر ہو کر اس قلعہ کی پوشیدہ راہیں بتلا دیں جسمیں سالار ابراہیم رہتا تھا چنانچہ مسعود

بن محمود مع اپنے لشکر کے اسی دشوار گذار راہ سے قلعہ کے قریب پہونچ گیا اور ماہ رمضان ۴۲۶ھ میں حملہ کیا۔ سالار ابراہیم کو ہزیمت ہوئی۔ مسعود نے اسکو گرفتار کرکے سرجہار بھیجدیا۔ سرجہار میں سالار کا بیٹا رہتا تھا۔ مسعود نے کہلا بھیجا "کہ تم قلعہ سرجہار میرے حوالہ کردو،، سالار کے بیٹے نے اس قلعہ کی بابت انکاری جواب دیا لیکن بقیہ قلعات کی کنجیاں حوالہ کردیں۔ مسعود نے اسکے مال و اسباب کو لے لیا اور اسکے بیٹے اور نیز اُن کُردون پر جو کہ سرجہار میں تھے خراج مقرر کرکے رے واپس آیا۔

یہ سالار جسکا تذکرہ تم اوپر پڑھ آئے ہو سالار اول نہیں ہے۔ سالار اول دوسرا شخص ہے اور یہ دوسرا۔ اس سالار کے حالات کا سلسلہ سالار اول کے حالات سابقہ سے نہیں ملتا بعد اسکے اس نے ان تاتاریوں کے حالات لکھے ہیں جنہوں نے ملوک سلجوقیہ سے دست بدست جنگ کی تھی اور بلاد رے میں پھیل گئے تھے۔ رے اور اکثر بلاد رے پر قبضہ کرلیا تھا۔ ان میں کا ایک گروہ آذربایجان پہونچ گیا تھا جسکا سردار بوقا، کوکتاش، منصور اور دانا تھا۔

تاتاریوں کا آذربایجان میں داخل ہونا

بیان کیا جاتا ہے کہ یہ تاتاری طوفان بے تمیزی کی طرح آذربایجان میں داخل ہوئے۔ اندنوں آذربایجان کا حکمران وہشوذان بن مملاک نامی ایک شخص تھا۔ اس نے اس خیال سے کہ میں ان تاتاریوں کے شر و فساد سے محفوظ رہوں گا انکی بیحد عزت کی اور اپنی بیٹی کا عقد انکے سردار سے کردیا۔ لیکن اس سے وہشوذان کو کچھ فائدہ حاصل نہوا۔ تاتاریوں نے نہایت بیرحمی سے شہروں کو تاخت کیا۔ ۴۲۹ھ میں مراغہ میں گھس پڑے۔ اہل مراغہ کو قتل کیا۔ مسجدوں کو جلادیا بازاروں کو لوٹ لیا۔ اسی قسم کی حرکات ہمدانیہ اکراد کے ساتھ بھی کیں۔ پس سبھوں نے متفق ہوکر انکی مدافعت پر کمر باندھی۔ ابوالہیجا ابن ربیب الدولہ اور وہشوذان والیان آذربایجان میں مصالحت ہوگئی اور یہ دونوں بھی تاتاریوں کے نکال باہر کرنے پر متفق ہوگئے۔ اہل ہمدان بھی ان دونوں کے ساتھ آملے۔ پھر کیا تھا تاتاریوں پر ہر چہار طرف سے مار دھاڑ

شروع ہوگئی۔ چنانچہ تاتاریوں کا یہ گروہ اذربایجان سے خائب و خاسر واپس ہوا اور رے میں پھیل گیا جیسا کہ تم اوپر انکے حالات کے سلسلہ میں پڑھ آئے ہو۔ باقی رہے وہ تاتاری جو ان سے پیشتر آذربایجان میں آئے ہوئے تھے ان سے اہل آذربایجان پہ سختی پیش آئے وہشودان نے ۴۳۴ھ مقام تبریز میں انکے استیصال اور قتل پر کمر باندھ لی۔ انمیں سے ایک گروہ کو دعوت کے بہانہ سے بلایا تیس سرداروں کو گرفتار کرکے قتل کرڈالا۔ باقی ماندگان تاتاری، ارمینیہ سے بلاد ہکاریہ (صوبہ موصل) بھاگ گئے۔ ان سے اور کردوں سے معرکہ آرائیاں ہوئیں جنکو ہم ان تاتاریوں کے حالات میں تحریر کرآئے ہیں جو موصل میں تھے۔

ابن اثیر نے بنو مرزبان ملوک آذربایجان کے اخبار کا اعادہ نہیں کیا۔ بلاد آذربایجان پر طغرلبک کے صرف متولی ہونے کے واقعات لکھدیئے ہیں لیکن اخبار کی ترتیب دینے سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ بنو مرزبان کے بعد کردوں نے آذربایجان پر قبضہ حاصل کیا تھا واللہ اعلم

طغرلبک کا آذربایجان پر قبضہ

ابن اثیر نے لکھا ہے کہ ۴۴۶ھ میں طغرلبک، اذربایجان کی طرف بڑھا۔ تبریز پر قبضہ کرنے کا قصد کیا۔ امیر منصور بن وہشودان بن محمد روادی والی تبریز نے اطاعت کی گردن جھکادی۔ طغرلبک کے نام کا خطبہ پڑھا۔ تحائف، ہدایا اور خراج پیش کیا اور اپنے لڑکے کو بطور فعل ضامنی کے طغرلبک کی خدمت میں بھیجدیا۔ طغرلبک نے امیر ابو الاسوار کی جانب توجہ کی۔ امیر ابو الاسوار نے بھی طغرلبک کے علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی اور اپنے مقبوضہ بلاد میں اسکے نام کا خطبہ پڑھا۔ غرض اس اطراف کے کل امراء اور حکمرانوں نے یہی طریقہ اختیار کیا جسکی وجہ سے انکے مقبوضات انہیں کے قبضہ میں رہ گئے۔ طغرلبک نے صرف فعل ضمانتی لینے پر اکتفا کیا۔ بعد اسکے آرمینیہ کی طرف قدم بڑھایا اہل آرمینیہ بھی مطیع و منقاد ہوگئے۔ تھر ملاذکرد کا قصد کیا۔ یہ صوبہ عیسائیوں کے قبضہ میں تھا۔ طغرلبک نے اس صوبہ کو جی کھول کر تاخت و تاراج کیا، دیہات، قصبات اور شہروں کو ویران کردیا۔ اسی مقام سے بلاد روم

پر جہاد کی غرض سے فوج کشی کی۔ ارزن روم تک فتح کرتا چلا گیا۔ اور نہایت سختی سے انکو پامال کیا۔ اور ابن سالار واپس آیا۔

ابن اثیر نے انہیں واقعات کے اثنار میں نفلون کردی کے جہاد کا ذکر کیا ہے جو اس نے ترکمان خزر پر کیا تھا جیسا کہ شروع میں بیان کیا گیا۔ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ آذربایجان کا ایک بڑا حصہ نفلون کردی کے قبضہ میں تھا پس اس نے ۱۱۴ھ میں خزر پر جہاد کیا اور انکے شہروں کو تاخت کر کے واپس ہوا۔ جوں ہی نفلون کردی نے مراجعت کی خزر نے پوشیدہ تعاقب کیا اور بحالت غفلت حملہ کر کے قتل کر ڈالا[1] . . . .

زنجار شہر تفلیش کی طرف بڑھا۔ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ ۲۹۱ھ میں بادشاہ زنجار نے بھی آذربایجان پر فوج کشی کی تھی جن دنوں تاتاری، آذربایجان میں ہلڑ مچائے ہوئے تھے دشمنان والی آذربایجان کو اسکی خبر لگ گئی۔ بادشاہ زنجار کی مدافعت کی غرض سے تاتاریوں سے بہ نرمی پیش آیا اور ان سے رشتہ مصاہرت قائم کر لیا تاکہ بادشاہ انجار کے مقابلہ میں تاتاریوں سے مدد ملے۔ جیسا کہ اوپر ہم بیان کر آئے ہیں۔ ھذا اخر ما وجدناہ من اخبار ملوک آذربایجان واللہ وارث الارض ومن علیھا وھو خیر الوارثین۔

حالات بنو شاہین ملوک بطیحہ

بنو شاہین ملوک بطیحہ کے سلسلہ میں ہم ان حکمرانوں کے حالات بھی تحریر کرینگے جنہوں نے اسکے اعزہ و اقارب وغیرہ میں سے بطیحہ میں حکمرانی کی ہے۔ اسکی ابتدا کیسی ہوئی اور زمام حکومت انکے قبضہ میں کس طرح آئی۔ ان سب کو ہم احاطہ تحریر میں لائینگے۔

عمران بن شاہین، جامدہ کا رہنے والا تھا۔ مستقل مزاج، جوانمرد اور رعب و داب کا آدمی تھا۔ بادشاہ وقت کی طرف سے خراج وصول کرنے کی خدمت پر مامور تھا۔ خراج کا بہت سا مال

[1] اصل کتاب میں جگہ خالی ہے

اسکے قبضہ میں آگیا۔ نیت بدل گئی۔ حکومت نے مطالبہ کیا۔ بخوف گرفتاری بطیحہ کی طرف بھاگ گیا اور حکومت سے باغی ہوگیا۔ بطیحہ میں پہونچکر نئے کے جنگل اور چشموں کے درمیان قیام اختیار کیا۔ طیور اور ماہی اسکی خوراک تھی۔ راہ روؤں سے چھیڑ چھاڑ کرکے جو کچھ انکے پاس ہوتا چھین لیتا تھا۔ رفتہ رفتہ شکاری رہزنوں کا ایک گروہ اسکے پاس مجتمع ہوگیا۔ جس سے اسکی قوت بڑھ گئی، بادشاہ وقت سے علانیہ مخالفت کرنے لگا۔ ابوالقاسم بن بریدی والی بصرہ سے راہ ورسم پیدا کی اور اسکی اطاعت کا غاشیہ اپنی گردن پر رکھ لیا۔ ابوالقاسم نے اس خیال سے کہ آیندہ اسکے ضرر وایذاء سے مسافر بخطر ہو جائینگے جامدہ اور اسکے گرد ونواح کی نگرانی پر اسکو مامور کیا۔ اس سے اسکی قوت، اسکی جمعیت میں تفاوت پیدا ہوگیا، آلات حرب اور مال واسباب بھی جمع کرلیا۔ بطائح کے بلند ٹیلوں اور پہاڑیوں پر قلعے بنائے اور رفتہ رفتہ اسکے قرب وجوار کے مقامات پر مستولی ہوگیا۔

جسوقت معزالدولہ، دارالخلافت بغداد پر متصرف ہوا اور عنان سلطنت وحکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ فرائض خلافت کی کفالت کرنے لگا۔ اسوقت عمران کی روزافزوں ترقی، اطراف بغداد میں اسکے رعب وداب اور قلعات نے معزالدولہ کو تردد اور پریشانی میں ڈالدیا۔ چنانچہ وزیر السلطنت ابوجعفر ضیمری کو عمران کی سرکوبی پر روانہ ہونے کا حکم دیا۔ ۳۳۸ھ میں ابوجعفر فوج عظیم لیکر عمران سے جابھڑا۔ دونوں میں متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر ابوجعفر نے عمران کو شکست دی۔ بعد اسکے ابوجعفر شیراز چلاگیا۔ جیساکہ بنو بویہ کے حالات میں ہم لکھ آئے ہیں۔

عمران کی طرف شاہی لشکر کی روانگی اور انہزام

ابوجعفر کی واپسی کے بعد عمران اپنی حالت سابقہ پر آگیا۔ وہی لوٹ مار، وہی رہزنی اسکا شیوہ ہوگیا۔ معزالدولہ نے اسکی گوشمالی پر سرداران دیلم سے روزبہان نامی ایک سپہ سالار کو سرکردگی شاہی افواج روانہ کیا۔ عمران اس سے مطلع ہوکر دشوار گزار پہاڑیوں میں چلاگیا اور ایک مدت تک وہیں قلعہ

نشین رہا۔ روزبہان نے گھبرا کر یلغار کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ روزبہان کی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کھا گئی، عمران نے جو کچھ روزبہان کے ساتھ تھا سب کو لوٹ لیا جس سے عمران کی قوت دو چند بڑھ گئی۔ دن دہاڑے قافلے لوٹ لینے لگا۔ اس مار دھاڑ سے شاہی فوج کے سپاہی بھی محفوظ نہ رہے جب کبھی کوئی اپنی ضرورتوں کی غرض سے بصرہ سے نکل کر کسی دوسرے مقامات پر جاتا تو عمران کے ہمراہی انکو بھی لوٹ لیتے تھے۔ معزالدولہ نے ایک دوسری فوج بسرکردگی مہلبی ۳۴۰ھ میں روانہ کی۔ چنانچہ مہلبی نے نہایت زور سے بطایح پر حملہ کیا۔ عمران پھر دشوار گزار پہاڑیوں میں چلا گیا، مہلبی کے فوجیوں نے دفعۃً یلغار کرنے کی رائے دی مہلبی نے انکاری جواب دیا بعد اسکے روزبہان کی تحریک سے معزالدولہ نے ایسا ہی حکم صادر کیا۔ بمصداق حکم حاکم مرگ مفاجات مہلبی تعمیل حکم پر تیار ہوا چنانچہ مع اپنی فوج کے دشوار گزار پہاڑیوں میں داخل ہوا۔ عمران نے پہلے سے کچھ لوگوں کو کمینگاہ میں بٹھا دیا تھا۔ جوں ہی مہلبی کی فوج کمینگاہ سے آگے بڑھی عمران کے ہمراہیوں نے حملہ کر دیا۔ سامنے دریا اور نیچے پہاڑ کا بہت بڑا درہ تھا۔ نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن کا مضمون ہو گیا۔ ساری فوج تباہ ہو گئی کچھ لوگ ڈوب گئے، کچھ قتل اور قید کر لئے گئے، مہلبی دریا میں کود پڑا تیر کر جان بچائی۔ چونکہ روزبہان نے حملہ کرنے میں تاخیر کی تھی اسوجہ سے اس مصیبت میں گرفتار نہیں ہوا۔ اس معرکہ میں عمران نے شاہی فوج کے نامی نامی سرداروں کو گرفتار کر لیا تھا۔ معزالدولہ نے عمران کے قیدیوں کا اُن سے تبادلہ کر لیا اور بطایح پر عمران کی حکومت کو تسلیم کر لیا۔ جس سے عمران کو ایک گونہ اطمینان حاصل ہوا اور قوت و شوکت بڑھ گئی۔

۳۴۴ھ میں پھر عمران نے بغاوت کا علم بلند کیا۔ کیونکہ معزالدولہ کی علالت طول کھینچ گئی تھی، اہل بغداد کو اسکی موت کا یقین ہو گیا تھا۔ اسی اثناء میں بہت سامال و اسباب تجارت کے قافلہ کے ساتھ معزالدولہ کے پاس جا رہا تھا۔ عمران کو اسکی خبر لگ گئی۔ رال ٹپک پڑی۔ لوٹ لیا۔ اگرچہ بعد صحت معزالدولہ جسقدر مال و اسباب کو عمران نے لوٹ لیا

تھا سب کا سب واپس کر دیا مگر دلوں کی صفائی نہ ہوئی۔ کدورت بڑھتی گئی۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ۳۵۵ھ میں معزالدولہ واسط گیا، فوجیں مرتب کیں اور بسرکردگی ابوالفضل عباس بن حسن، جنگ عمران پر روانہ کیا۔ انہیں دنوں نافع (ابن وجیہ والی عمان کا مولی) معزالدولہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عمران کے مقابلہ میں امداد کی درخواست کی۔ پس معزالدولہ، ایلہ چلا آیا، جنگی کشتیاں، نافع کی ضمانت پر عمان روانہ کیں اور شاہی فوجیں جو ابوالفضل کے ہمراہ تھیں بطایح کی طرف بڑھیں۔ جامدہ میں پہونچکر لڑائی کا مورچہ باندھا۔ نہروں کو بند کر دیا جنکی ذریعہ سے جامدہ میں پانی آتا تھا۔ عمران، جامدہ کو چھوڑکر پہاڑی دروں میں چلا گیا شاہی فوجیں اپنا سا منہ لیکر رہ گئیں اور معزالدولہ نے ایلہ سے معاودت کی۔ اثنار راہ میں بیمار ہو گیا۔ اسی بیماری کے زمانہ میں افواج شاہی کو عمران کی جنگ پر پھر روانہ کیا۔ دارالخلافت بغداد میں پہونچکر مر گیا۔ اسکا بیٹا عزالدولہ بختیار سریر حکومت پر متمکن ہوا۔ اس نے افواج شاہی کو واپس بلا لیا اور عمران سے مصالحت کر لی۔ چنانچہ عمران بلا تردد بطیحہ پر پھر حکمرانی کرنے لگا۔

۳۵۹ھ میں بختیار اور عمران میں آن بن ہو گئی۔ ایک مہینہ تک واسط میں ٹھہرا ہوا شکار کھیلتا رہا بعد اسکے اپنے وزیر جنگ کو عمران سے جنگ کرنے کو جامدہ اور بطیحہ روانہ کیا۔ وزیر جنگ نے جامدہ میں پہونچکر پانی کی آمد کے راستے بند کر دیئے اور باندہ کے ذریعہ جامدہ کے نہروں کی طرف پھیر دیا اسی اثنار میں دجلہ کا سیلاب آیا اور اس نے اسکو خراب کر دیا۔ عمران، جامدہ سے دوسرے قلعہ میں چلا گیا اور اپنے کل مال و اسباب کو اوٹھا لے گیا۔ جب سیلاب کم ہوا تو شاہی فوجیں عمران کو ڈھونڈھنے لگیں۔ عمران کا پتہ نہ چلا۔ پریشانی مزید براں ہوئی لشکریوں کو وزیر جنگ کے خلاف شورش پیدا ہوئی۔ بختیار نے دس لاکھ درہم پر عمران سے مصالحت کرنے کا حکم دیدیا۔ جوں ہی شاہی فوجیں واپس ہوئیں عمران کے ساتھیوں نے رہزنی شروع کر دی۔ شاہی فوج کے بھی مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ بہزار خرابی ۳۶۱ھ میں بغداد پہونچیں

جنگ حسن بن عمران و عساکر عضد الدولہ

ماہ محرم ۳۶۹ھ میں عمران بن شاہین اپنے ظہور و غلبہ کے چالیس برس بعد دفعۃً مر گیا۔ اگرچہ ملوک اور خلفاء نے اسکی گرفتاری اور زیر کرنے میں تگ و دو کی، بارہا فوجیں بھیجیں مگر عمران پر کسی نے قابو نہ پایا۔ تا آنکہ مر گیا بجائے اسکے اسکا بیٹا حسن بطیحہ میں حکمراں ہوا۔

عضد الدولہ کو حسن کے زیر کرنے کی تمنا پیدا ہوئی۔ فوجوں کو مرتب کیا اور اپنے وزیر جنگ کی ماتحتی میں بطیحہ روانہ کیا۔ وزیر جنگ نے بصرف کثیر پانی کی آمد بند کر دی۔ اتفاق سے سیلاب آگیا اور پانی کا بند ٹوٹ گیا۔ بعد اسکے ایک مدت تک یہ دستور ہو گیا کہ وزیر جنگ جب پانی کا راستہ بند کر دیتا تھا تو حسن دوسری طرف سے پانی کا راستہ کھول دیتا تھا اسی رد و کد میں ایک روز دونوں کا ڈبھیڑ ہو گیا۔ جسمیں حسن کو کامیابی ہوئی۔

اس واقعہ میں وزیر جنگ کے ہمراہ مظفر ابوالحسن اور محمد بن عمر علوی کوفی بھی تھا۔ مظفر نے وزیر کو حسن بن عمران سے سازش، افشاء راز اور خط و کتابت کرنے سے متہم کیا وزیر کو یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر عضد الدولہ تک یہ خبر پہونچ گئی تو اس کی آنکھوں میں میری قدر و منزلت نہ رہ جائیگی۔ رفتہ رفتہ اس خیال نے اس درجہ ترقی کی کہ وزیر نے خودکشی کر لی، اس کا دم آخری تھا کہ لوگوں کو اطلاع ہو گئی۔ آپسمیں گفتگو کرنے لگے کسی نے کہا یہ کام فلاں شخص کا ہے۔ وزیر کے کانوں تک یہ آواز پہونچی آنکھیں کھولدیں بولا " مجھکو کسی نے نہیں مارا مجھے خودکشی پر محمد بن عمر علوی نے مجبور کیا" یہ کہکر مر گیا، لوگوں نے اسکے وطن گازرون میں دفن کر دیا عضد الدولہ نے اپنے ایک معتمد امیر کو بھیجکر فوج واپس کرالیا۔ اور حسن بن عمران سے بشرائط اداے خراج جسکو باہم طے کر لیا تھا مصالحت کر لی۔ اور بطور فعل ضمانتی کے اسکے چند آدمیوں کو لے لیا۔

قتل حسن بن عمران و حکومت ابوالفرج

حسن بن عمران، اور اسکے بھائی ابوالفرج میں کچھ دنوں سے کشیدگی چلی آرہی تھی۔ ابوالفرج موقع ڈھونڈھ رہا تھا

اتفاق سے ان دونوں کی بہن بیمار ہو گئی۔ ابو الفرج نے عیادت کی غرض سے حسن کو بلا بھیجا اور چند آدمیوں کو اسکے گھر میں حسن کے قتل کی غرض سے چھپا رکھا۔ جوں ہی حسن بن عمران مکان میں داخل ہوا۔ اُن آدمیوں نے دروازہ بند کر لیا اور اسکو قتل کر ڈالا۔ ابو الفرج مکان کی چھت پر چڑھ گیا اور حسن کے ہمراہیوں کو اسکے قتل سے مطلع کیا۔ انعام اور صلہ دینے کا وعدہ کیا۔ حسن کے ہمراہی یہ سن کر خاموش ہو گئے۔ چنانچہ ابو الفرج نے انکو حسب وعدہ انعام دیا۔ لشکریوں نے اسکو بجائے حسن کے اپنا امیر تسلیم کر لیا۔ بعد اسکے ابو الفرج نے دار الخلافت بغداد میں اپنی اطاعت کی عرضداشت بھیجی۔ خلافت مآب نے سند حکومت بھیجدی یہ واقعہ حسن کی حکومت کے تیسرے برس کا ہے۔

قتل ابو الفرج و ولایت ابو المعالی

حسن بن عمران کے قتل کے بعد وہ اشخاص جنہوں نے اسکو قتل کیا تھا، سرداران لشکر کے پاس مجتمع ہوئے۔ سرداران لشکر، حاجب مظفر بن علی کے پاس حاضر ہوئے جو کہ عمران اور حسن کا نامی اور سر برآوردہ سردار تھا۔ واقعات بتلائے۔ ابو الفرج کی شکائتیں کیں۔ حاجب مظفر نے ان لوگوں کو دم دلاسا دیا۔ لیکن وہ اس کی اشک شوئی سے راضی نہ ہوئے اور اسکو ابو الفرج کے قتل پر آمادہ کر دیا۔ چنانچہ حاجب مظفر نے ابو الفرج کو اسکی حکومت کے چند مہینے بعد قتل کر کے اسکے بھائی حسن کے بیٹے ابو المعالی کو اپنا حکمران بنایا۔ چونکہ ابو المعالی کم سن تھا۔ اسوجہ سے حکومت کا نظم و نسق خود حاجب مظفر کرنے لگا۔ سپہ سالاران لشکر میں سے جن جن کی طرف سے اسکو خطرہ تھا ان سب کو تہ تیغ کر کے امور سیاست و حکومت پر مستولی ہو گیا۔

مظفر کی حکومت ابو المعالی کی معزولی

بعد چندے حاجب مظفر بن علی کو جو کہ ابو المعالی کی حکومت کا منصرم تھا حکومت بطیحہ کی طمع دامنگیر ہوئی۔ ہوشیار، چلتا پرزہ تھا۔ ایک جعلی فرمان صمصام الدولہ سلطان بغداد کا مہری دستخطی بنایا اور قاصد کے ذریعے

سے جس پر آثار سفر نمایاں تھے مظفر کے دربار میں پیش کر دیا۔ فرمان میں لکھا ہوا تھا کہ "ابو المعالی بوجہ نالائقی اور کم سنی معزول کیا جاتا ہے اور عنان حکومت حاجب مظفر بن علی کو عطا کی جاتی ہے۔ سرداران لشکر کو ہدایت کی جاتی ہے کہ اس فرمان کے مطابق عمل پیرا ہوں" سرداران لشکر نے اطاعت کی گردن جھکا دی، حاجب مظفر نے ابو المعالی اور اسکی ماں کو واسطہ بھیجدیا تنخواہ مقرر کردی۔ اہل بطیحہ کے ساتھ بحسن سلوک پیش آیا۔ ابو المعالی کی معزولی سے عمران بن شاہین کے خاندان سے حکومت نکل گئی۔

بعد اس واقعہ کے حاجب مظفر نے اپنے بھانجہ علی بن نصر کو اپنا ولیعہد مقرر کیا۔ اور بعد علی کے اپنی دوسری بہن کے لڑکے کو حکومت و امارت کی وصیت کی علی بن نصر کی کنیت ابو الحسن تھی۔ امیر مختار کے لقب سے اپنے کو ملقب کرتا تھا۔ دوسرے کا نام علی بن جعفر تھا اور اسکی کنیت بھی ابو الحسن تھی۔

وفات مظفر و حکومت مہذب الدولہ ۳۷۶ھ میں حاجب مظفر تین سال حکومت کر کے مرگیا بعد اسکے اسکا بھانجہ ابو الحسن علی بن نصر جیسا کہ حاجب نے اسکو اپنا ولی عہد مقرر کیا تھا حکمراں ہوا۔ شرف الدولہ سلطان بغداد کی خدمت میں فدویت نامہ بھیجا۔ اطاعت و فرمانبرداری کا اقرار کیا، شرف الدولہ نے بطیحہ کی عنان حکومت اسکو سپرد کی، مہذب الدولہ کا لقب دیا۔

مہذب الدولہ نے حسن سلوک کا رعایا کے ساتھ برتاؤ کیا، داد دہش سے کام لیا، مظلوموں کی فریاد سنی اس خبر کا مشہور ہونا تھا کہ ہر چہار طرف سے لوگوں کی آمد شروع ہوگئی، نامی نامی ارباب علم و فن نے بطیحہ میں سکونت اختیار کی۔ بڑے بڑے مکانات اور محل بنوائے گئے۔ اطراف و جوانب کے ملوک سے خط و کتابت ہونے لگی، مراسم دوستانہ پیدا ہوئے، بہار الدولہ نے اپنی لڑکی کا مہذب الدولہ سے عقد کر دیا جس سے مہذب الدولہ کی شوکت و شان دوچند ہوگئی یہاں تک نوبت پہونچ گئی تھی کہ جسوقت قادر کو خلیفہ طائع سے خطرہ

پیدا ہوا تھا اور بخوف جان دار الخلافت سے بھاگا تھا تو بطیحہ ہی میں آکر پناہ لی تھی چنانچہ تین برس تک نہایت عزت واحترام سے مہذب الدولہ کے پاس رہا تاآنکہ ۳۸۱ھ میں خلافت کے لئے بطیحہ سے بغداد بلایا گیا۔

ابن واصل اور مہذب الدولہ

ابوالعباس ابن واصل، زرلوک، حاجب کا نائب تھا۔ اسی کی خدمت میں ابن واصل کو عروج ہوا ایک مدت کے بعد ابن واصل کو زرلوک سے کشیدگی پیدا ہوئی، ترک ملازمت کرکے شیراز چلا آیا اور فولاد کی خدمت میں رہنے لگا۔ فولاد نے اسکی بیحد عزت کی۔ زیادہ مدت نہ گذری تھی کہ فولاد سے بھی جدا ہوکر اہواز چلا آیا۔ پھر اہواز سے بغداد پہونچا۔ بغداد میں بھی زیادہ قیام نہیں کیا۔ ابو محمد بن مکرم کی خدمت میں جا پہونچا۔ پھر ابو محمد بن مکرم سے علیحدہ ہوکر بطیحہ میں مہذب الدولہ کی خدمت میں جاکر قیام پذیر ہوا۔ مہذب الدولہ نے اسکو ذمہ دار عہدہ پر مامور کیا۔

جسوقت کرستاں نے بصرہ پر قبضہ کیا تھا اسوقت مہذب الدولہ نے اس سے جنگ کرنے کی غرض سے ابن واصل کو سردار لشکر مقرر کرکے بصرہ روانہ کیا۔ چنانچہ ابن واصل نے کرستان سے معرکہ آرائی کی اور اس پر غالب آکر مار ڈالا۔ اس واقعہ سے ابن واصل کے حوصلہ بلند ہوگئے۔ شیراز کی طرف چلا، محمد بن مکرم کی کشتیوں پر قبضہ کرلیا۔ مال واسباب کو لوٹ کر بطیحہ کی طرف واپس آیا اور اس پر قابض ہوکر مہذب الدولہ کی مخالفت کا علم بلند کردیا۔ مہذب الدولہ کو اسکی خبر لگی ایک بیڑہ سو کشتیوں کا جسمیں بڑے بڑے سورما اور جنگ آور سوار تھے روانہ کیا۔ اتفاق یہ کہ کچھ کشتیاں ہوائے مخالف کی وجہ سے غرق ہوگئیں۔ باقی ماندہ کو ابن واصل نے گرفتار کرلیا۔ اور ابلہ کی جانب واپس آیا۔ مہذب الدولہ کو اس واقعہ سے بیحد صدمہ ہوا۔ ابوسعید بن ماکولا کی ماتحتی میں دوبارہ فوجیں روانہ کیں۔ ابن واصل نے اسکو بھی ہزیمت دی اسکے مال واسباب وآلات حرب کو چھین لیا۔ اور بطیحہ کی طرف قدم بڑھایا۔ مہذب الدولہ میں تاب مقاومت باقی نہ تھی بطیحہ کو خیرآباد کہکر شجاع بن مروان اور اسکے بیٹے صدقہ کے پاس چلا گیا۔

ان لوگوں نے مہذب الدولہ کے ساتھ بدعہدی اور دغا کی۔ اسکے مال و اسباب کو لے لیا۔ تب بچارہ مہذب الدولہ بحال پریشان واسط چلا گیا۔ ابن واصل نے بطیحہ پر قبضہ کرکے مہذب الدولہ اور اس کی بیوی دختر بہاء الدولہ کے مال و اسباب کو ضبط کر لیا۔ لیکن کچھ سوچ کر دختر بہاء الدولہ کا مال اسکے باپ کے پاس بھیجدیا۔ اور وہ اس واقعہ سے پیشتر اپنے باپ کے پاس بغداد چلی آئی تھی۔

بعد اسکے اہل بطائح میں ابن واصل کے خلاف شورش پیدا ہوئی۔ ابن واصل نے سات سو سواروں کو مجاورہ روانہ کیا اہل مجاورہ نے ان سے معرکہ آرائی کی میدان جنگ اہل مجاورہ کے ہاتھ رہا ابن واصل کے سواروں کو ہزیمت ہوئی۔ ابن واصل کو اس سے اپنی جان کا خطرہ پیدا ہوا۔ بطائح چھوڑ کر بصرہ لوٹ آیا اور استقلال و قوت کے ساتھ بصرہ میں قیام اختیار کیا۔ اہل بطایح کو ابن واصل کی مخالفت اور دشمنی سے خوف و خطرہ پیدا ہوا۔ بہاء الدولہ ابن واصل کے روک تھام اور سرکوبی کی غرض سے فارس سے اہواز میں آگیا، عمید الجیوش کو دارالخلافت بغداد سے طلب کرکے ابن واصل کی سرکوبی کا حکم دیا، چنانچہ عمید الجیوش ایک فوج عظیم کے ساتھ روانہ ہوا۔ واسط پہونچا بہت سی کشتیاں فراہم کرکے بطائح کی طرف کوچ کیا۔ ابن واصل بھی اس سے مطلع ہوکر بصرہ سے بقصد مقابلہ نکل کھڑا ہوا۔ دونوں حریف میدان جنگ میں آگئے عمید الجیوش کی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کھا گئی۔ ابن واصل نے انکے آلات حرب اور کل اسباب کو لوٹ لیا اور مظفر و منصور بصرہ واپس آیا۔

بطیحہ کی طرف مہذب الدولہ کی واپسی

عمید الجیوش، ابن واصل سے ہزیمت پاکر واسط میں جاکر مقیم ہوا تھا اور بقصد جنگ ابن واصل فوجوں کے فراہم کرنے میں مصروف تھا کہ یہ خبر مسموع ہوئی کہ ابن واصل کا گورنر بطایح، فوجیں مرتب کرکے بقصد دارالخلافت بغداد خروج کرنے والا ہے۔ عمید الجیوش کو اس خبر سے سخت تردد پیش آیا۔ مہذب الدولہ کو دارالخلافت بغداد بلا کر بسرکردگی شاہی افواج بطیحہ کی جانب روانہ

کیا چنانچہ مہذب الدولہ براہ دریا جنگی کشتیوں کا بیڑہ لئے ہوئے ۳۹۵ھ میں بطیحہ پہونچا۔ اور بزور تیغ قابض ہوگیا۔ گرد و نواح کے امراء حاضر ہوئے اطاعت کا غاشیہ اپنی گردن پر رکھا۔ بہاء الدولہ نے پچاس ہزار دینار سالانہ خراج مقرر کیا۔

ابن واصل ان دنوں بقصد خوزستان، فراہمی لشکر میں مصروف تھا ملک گیری کی ہوا دماغ میں سماگئی تھی زیادہ تر دیلمی اور نیز دوسری فوجیں مجتمع ہوگئیں۔ چنانچہ بھوں کو مرتب اور مسلح کر کے اہواز کی طرف روانہ ہوا۔ بہاء الدولہ نے اس سے مطلع ہوکر ابن واصل کے مقابلہ پر فوجیں روانہ کیں، ابن واصل نے کھلے میدان ان کو ہزیمت دی، دلدالخلافت میں داخل ہوکر جو کچھ پایا لوٹ لیا بعد اسکے بخیال خطرہ آیندہ بہاء الدولہ کی خدمت میں صلح کا پیام بھیجا، بہاء الدولہ نے مصلحتاً تحت کرلی، اور اسکے مقبوضات میں چند مقامات کا اضافہ کردیا۔

چونکہ بہاء الدولہ کے دل میں اس واقعہ سے ایک خلش باقی رہ گئی تھی اسوجہ سے موقع پاکر ایک فوج، ابن واصل سے جنگ کرنے کو روانہ کیا، اور خود بدولت اہواز کی طرف چلا گیا۔ ابن واصل نے بہاء الدولہ کی فوج کا تلوار اور نیزوں سے استقبال کیا اس واقعہ میں بدر بن حسنویہ بھی ابن واصل کا شریک اور معین تھا۔ بہاء الدولہ نے اپنے وزیر السلطنت کو بطیحہ کی حمایت پر مامور کیا تھا۔ وزیر نے اسکو دوبارہ ہزیمت دی اور حسان بن محال خفاجی کوفی کے ساتھ کوذ گیا کوفہ پر قبضہ حاصل کرکے بصرہ پر بھی قابض ہوگیا۔ ابن واصل شکست پاکر بدر بن حسنویہ کے پاس جانے کے قصد سے دجلہ کی طرف روانہ ہوا، جامعین میں وارد ہوا۔ بدر کے بازمول نے عزت و احترام سے ٹھہرایا۔ ابوالفتح بن عنان کے ہمراہی جامعین کے قریب ہی تھے اسکی آمد کی خبر پاکر دفعۃً حملہ کردیا اور ابن واصل کو گرفتار کرکے دارالخلافت بغداد روانہ کردیا عمید الجیوش نے اسی حالت سے بہاء الدولہ کی خدمت میں بھیجدیا، بہاء الدولہ تو پہلے ہی سے خار کھائے بیٹھا تھا ۳۹۶ھ میں اسکو قتل کرڈالا جیساکہ اوپر اسکے سلسلہ حالات میں تحریر کیا گیا۔

وفات مہذب الدولہ ان واقعات کے ختم ہونے پر ماہ جمادی الآخر ۴۰۸ھ میں مہذب الدولہ

حکومت ابو عبداللہ بن نسی اس نے وفات پائی۔ اسکا بھانجہ ابو عبداللہ محمد بن نسی اس کی حکومت و سلطنت کا منصرم ہی نہ تھا بلکہ درحقیقت بجائے اسکے عنان حکومت اسی کے قبضہ میں تھی لشکریوں نے مجتمع ہوکر اسکو اپنا سردار تسلیم کیا چنانچہ اس نے ان لوگوں سے اپنی اطاعت و فرمانبرداری کی قسمیں لیں ہنوز مہذب الدولہ نے وفات نہیں پائی تھی بستر علالت پر پڑا ہوا موت کا انتظار کر رہا تھا کہ ابو عبداللہ کو یہ خبر مل گئی کہ اسکے ماموں مہذب الدولہ کا بیٹا "ابو الحسن احمد" دعویدار حکومت ہے اور اس نے سرداران لشکر سے سازش کرکے بعض فوجیوں سے اپنے باپ کے بعد اپنی حکومت کی بیعت لے لی ہے۔ ابو عبداللہ نے اسکی طلبی کا حکم صادر کیا۔ فوج نے حاضر کر دیا۔ ابو عبداللہ نے اسکو گرفتار کر لیا۔ یہ خبر سنکر اسکی ماں (یعنی مہذب الدولہ کی بیوی ابو عبداللہ کی ممانی) دوڑی آئی اور اصل واقعہ کو بیان کیا لیکن نتیجہ کچھ نہ ہوا۔ اسکے دوسرے دن مہذب الدولہ کا انتقال ہو گیا اور ابو عبداللہ بن نسی سریر حکومت پر متمکن ہو گیا۔ اور اپنے ماموں مہذب الدولہ کے انتقال کے تیسرے دن اپنے ماموں زاد بھائی ابو الحسن کو قید حیات سے سبکدوش کر دیا۔

ابو عبداللہ کی وفات سرائی کی حکومت ابو عبداللہ بن نسی اپنی حکومت کے تیسرے مہینہ مر گیا۔ ابو محمد حسین بن بکر سرائی کو جو [illegible] مہذب الدولہ کے خواص سے تھا بالاتفاق سرداران لشکر نے اپنا امیر تسلیم کیا۔ ابو محمد حسین بن [illegible] سرائی نے سلطان الدولہ سلطان بغداد کی خدمت میں ہدایا اور تحائف روانہ کیے۔ سلطان الدولہ نے اسکی حکومت تسلیم کر لی۔

سرائی کا ادبار صدقہ کا اقبال ابو محمد سرائی ۴۱۰ھ تک بطیحہ پر حکومت کرتا رہا۔ سلطان الدولہ نے کسی وجہ سے ناراض ہوکر صدقہ ابن فارس مازیاری کو حکومت بطیحہ کی سند عنایت کی چنانچہ صدقہ نے بطیحہ میں پہونچکر ابو محمد سرائی کو گرفتار کر لیا اور بطیحہ کی عنان حکومت اپنے قبضہ اقتدار میں لے لیا۔ ابو محمد سرائی اسوقت سے برابر قید ہی میں رہا تا آنکہ صدقہ نے وفات پائی اور اسکو قید سے نجات ملی جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔

صدقہ کی وفات صدقہ بن فارس مازیاری نے اپنی حکومت کے دسویں برس ماہ

سابور کی حکومت

محرم میں سفر آخرت اختیار کیا۔ سابور بن مرزبان اسکی فوج کا سپہ سالار اعظم تھا۔ چونکہ ابوالہیجا محمد بن عمران بن شاہین اپنے باپ عمران کے مرنے کے بعد پریشان حال ہوکر بدر بن حسنویہ کے پاس چلا گیا تھا۔ اور ایک مدت تک وزیر ابو طالب کے یہاں ٹھہرا رہا۔ سابور کو موقع مل گیا بطیحہ کی حکومت پر متمکن ہو گیا۔

سابور کی معزولی ابونصر کی حکومت

بعد چندے ابونصر بن مروان نے سابور سے مخالفت شروع کر دی سابور مقاومت نہ کر سکا حکومت بطیحہ سے دست کش ہو کر جزیرہ بنی وہبس چلا گیا اور ابونصر حکومت بطیحہ پر قابض ہو گیا۔ پھر تھوڑے دنوں کے بعد عنان حکومت بطیحہ، ابوعبداللہ حسین بن بکر سراتی کے ہاتھ میں آگئی۔

اہل بطیحہ کی بغاوت

ابو کالیجار نے ۴۱۱ھ میں اپنے وزیر السلطنت ابو محمد بن نابشاد کو بطیحہ کے سر کرنے کو روانہ کیا۔ چنانچہ وزیر السلطنت نے بطیحہ کو سر کرکے ابوعبداللہ حسین بن بکر سراتی کو بطیحہ کی حکومت پر مقرر کیا۔ اس نے رعایا کے مال و زر پر طمع کا ہاتھ بڑھایا علاوہ خراج کے ایک مقدار روپیوں کی ان پر مقرر کر دی جو ان سے بزور و جبر وصول کرتا تھا۔ اس سے رعایا نے پریشان ہو کر جلاوطنی اختیار کر لی جو باقی رہ گئے انہوں نے سراتی کے قتل کر ڈالنے کا عزم کر لیا۔ کسی ذریعہ سے یہ خبر سراتی تک پہونچ گئی۔ ان لوگوں کے پاس گیا۔ معذرت خواہی کی اور حسن سلوک کرنے کا وعدہ کیا لیکن اپنی عادت بد کو ترک نہ کیا۔ پس اہل بطیحہ نے متفق ہو کر حملہ کر دیا اور اس کو اپنے شہر سے نکال دیا۔ چنانچہ سراتی یزید بن مزید کے پاس چلا گیا۔

بطیحہ میں ایک جماعت، جلال الدولہ کی فوج کی قید تھی اہل بطیحہ نے ان کو جیل سے نکالا اور انکی مدد سے بطیحہ کے نظم و نسق سنبھالے اور اسی طرح بغاوت و مخالفت پر قائم رہے جیسا کہ زمانہ حکومت مہذب الدولہ میں تھے۔ بعد اسکے ابن طرانی آیا اور اس نے بطیحہ پر قبضہ حاصل کر لیا۔ اور ۴۳۳ھ تک بطیحہ میں ٹھہرا رہا۔ پھر ابونصر بن ہیثم نے ابن طرانی

پر فوج کشی کی اور اسکو زیر کر کے بطیحہ کو فتح کر لیا۔ اور جی کھولکر تاخت و تاراج کیا۔ اہل بطیحہ نے اطاعت کی گردن جھکا دی اور جلال الدولہ کو خراج دینے کا اقرار کیا۔

ابو کالیجار کا بطیحہ پر قبضہ

۴۳۹ھ کا دور آیا تو ابو کالیجار نے اپنے وزیر السلطنت ابو الغنائم ابو السعادات کو بسر کردگی عظیم فوج، بطیحہ کے محاصرہ و فتح کرنے کو روانہ کیا۔ چنانچہ ابو الغنائم نے بطیحہ پر پہونچکر محاصرہ ڈال دیا۔ ان دنوں ابو منصور بن ھیثم، بطیحہ میں حکومت کر رہا تھا۔ ابو منصور مقاومت نہ کر سکا۔ صلح کی درخواست کی اسی اثناء میں اسکے سرداران لشکر امن حاصل کر کے ابو الغنائم کے پاس چلے آئے تھے۔ ان لوگوں نے اسکی کمزوری سے ابو الغنائم کو مطلع کر دیا اور یہ بھی ظاہر کر دیا کہ عنقریب ابو منصور شہر چھوڑ کر بھاگا چاہتا ہے۔ ابو الغنائم نے ناکہ بندی کر لی جوں ہی ماہ صفر سنہ مذکور آیا ابو الغنائم نے جنگ چھیڑ دی۔ کامیابی کا میدان اسکے ہاتھ رہا۔ ایک گروہ اہل بطیحہ کا مقتول ہوا اسکی کشتیاں ڈبا دی گئیں۔ بہتیرے جنگل اور پہاڑوں میں متفرق و منتشر ہو گئے۔ ابو منصور تن تنہا کشتی پر سوار ہو کر نکل بھاگا اس کے مکان میں آگ لگا دی گئی جو کچھ مال و اسباب تھا لوٹ لیا گیا۔

بطیحہ میں ابن ابی الخیر کی حکومت

بعد اسکے بنو ابی الخیر کا دور حکومت بطیحہ میں شروع ہوا۔ انکی حکومت پانچویں صدی کے پہلے اور نیز مابعد تھی۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ بنو ابی الخیر کس گروہ میں سے تھے۔ ہاں البتہ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ ابو الخیر کے دو بیٹے تھے۔ اسمٰعیل اور محمد، اسمٰعیل کا لقب مصطنع تھا اور محمد کا لقب مختص۔ یہ دونوں اپنی قوم کے سردار تھے۔ مختص کے مرنے پر اسکا بیٹا مہذب الدولہ سردار بنایا گیا، ابن ھیثم والی بطیحہ سے لڑائیاں ہوئیں بالآخر مہذب الدولہ نے زمانہ گوہر آئیں شحنہ بغداد میں ابن ھیثم کو مغلوب کر دیا۔ اس کے بنو اعمام اور خاندان والے اسکی اطاعت کو اپنی عزت کا باعث سمجھتے تھے۔

سلطان محمد نے ۴۹۵ھ میں صدقہ بن مزید کو بطیحہ اور دجلہ کی گورنری عنایت کی شہر واسط کو بطور جاگیر مرحمت کیا اور چنانچہ صدقہ نے مہذب الدولہ احمد بن محمد بن ابوالخیر والی بطیحہ سے ضمانت لیکر بطیحہ کی حکومت پر برقرار رکھا۔ مہذب الدولہ نے اپنی اولاد کو صوبجات بطیحہ کی حکومتوں پر مامور کر دیا۔ حماد، مہذب الدولہ کا چچا زاد بھائی تھا۔ صدقہ نے اسکو واسط کے انتظام پر مامور کیا تھا۔ مہذب الدولہ اپنے چچا اسمٰعیل کے بیٹے حماد سے نرمی اور ملاطفت کا برتاؤ کرتا تھا اور حماد کو ریاست و حکومت کی پڑی تھی پس جب گوہرائین شحنہ بغداد کا انتقال ہوگیا تو حماد اپنے چچا زاد بھائی مہذب الدولہ سے لڑ پڑا۔ مہذب الدولہ نے بہت زیادہ کوشش اصلاح کی کی مگر کامیاب نہوا۔ پس نفیس بن مہذب الدولہ نے فوجیں فراہم کرکے مقابلہ کیا حماد کو ہزیمت ہوئی صدقہ کے پاس جاکر پناہ لی اور اس سے فوجیں لیکر مہذب الدولہ سے پھر لڑنے کو بطیحہ آیا۔ مہذب الدولہ نے مدافعت پر کمر باندھی متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ ہنوز خاتمہ جنگ نہوا تھا کہ صدقہ نے ایک تازہ دم فوج حماد کی مدد پر بھیجدی جس سے مہذب الدولہ کی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کھا گئی۔ اسکی فوج کا زیادہ حصہ کام آگیا۔ اس واقعہ سے حماد کی طمع زیادہ ہوگئی۔ صدقہ سے مزید امداد کی درخواست کی چنانچہ صدقہ نے اپنے سپہ سالار حمید بن سعید کو حماد کی امداد پر مامور کیا۔ مہذب الدولہ نے حمید بن سعید سپہ سالار لشکر کے پاس مصالحت کا پیام بھیجا۔ حمید نے اس درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا، اور صدقہ سے اسکی صفائی کرادی بعد اسکے مہذب الدولہ نے اپنے بیٹے نفیس کو صدقہ کی خدمت میں روانہ کیا۔ صدقہ نے درمیان میں پڑ کر حماد اور اسکے بنو اعمام مہذب الدولہ وغیرہم میں مصالحت کرادی۔ یہ واقعہ ۵۰۱ھ کے ہیں۔

حکومت نصر بن نفیس اور مظفر بن حماد یکے بعد دیگرے

دبیس بن صدقہ نے زمانہ خلافت مسترشد اور عہد حکومت سلطان محمود میں بغاوت کا جھنڈا بلند کیا۔ برسقی، شحنہ بغداد تھا۔ اس نے بطیحہ کی حکومت دبیس کے قبضہ سے نکال کر اپنے خادم سجان کو عنایت کی،

سبحان نے اپنی طرف سے نصر بن نفیس بن مہذب الدولہ احمد بن محمد بن ابو الخیر کو مامور کیا۔ اور سلطان محمود نے برسقی کو جنگ دبیس پر روانگی کا حکم دیا چنانچہ برسقی دار الخلافت بغداد سے فوجوں کو مرتب کر کے روانہ ہوا، اس مہم میں نصر بن نفیس والی بطیحہ اور اسکا ابن عم مظفر بن حماد بن اسمٰعیل ابو الخیر بھی برسقی کے رکاب میں تھا۔ ان دونوں میں جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو خاندانی عداوت چلی آرہی تھی۔ برسقی اور دبیس سے معرکہ آرائی ہوئی۔ دبیس نے برسقی کو ہزیمت دی، شاہی فوجیں شکست کھا کر بھاگیں، لیکن نصر بن نفیس اور اسکا ابن عم حماد، ساباط میں ٹھہرا رہا۔ جوں ہی شاہی فوجیں شکست کھا کر پہونچیں مظفر بن حماد نے نصر ابن نفیس کو قتل کر کے بطیحہ پر قبضہ کر لیا۔ دبیس کی خدمت میں فدویت نامہ روانہ کیا۔ اور دبیس نے خلافت مآب کی خدمت میں معذرت کا عریضہ روانہ کیا اور اطاعت و فرمانبرداری کی قسم کھائی۔

اس واقعہ کی سلطان محمود کو خبر پہونچی۔ منصور بن صدقہ برادر دبیس اور اسکے لڑکے کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ نیل کی سلائیاں آنکھوں میں پھروا دیں، دبیس کو اس سے سخت صدمہ ہوا، اپنے قبائل کو جو واسط میں تھے سلطان محمود کے خلاف ابھارنے کی کوشش کی، ترک مانع ہوئے، مہلہل بن ابو العسکر نے اپنے سپہ سالار افواج کو اس طوفان کے فرو کرنے کو روانہ کیا، اور مظفر بن حماد والی بطیحہ کو اہل واسط کے مقابلہ پر مدد دینے کو لکھ بھیجا۔ لیکن مہلہل نے عجلت سے کام لیا ہنوز مظفر بن حماد نہ آنے پایا تھا کہ اہل واسط سے لڑائی چھیڑ دی۔ اہل واسط نے اسکو ہزیمت دیکر اسکے مال و اسباب اور آلات حرب کو لوٹ لیا۔ غرض اسی طرح کی طوائف الملوکی کا بطیحہ میں دور دورہ رہا تا آنکہ بنو معروف نے بطیحہ کی عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی اور خلفاء نے انکو بطیحہ سے نکال باہر کیا۔

بنو معروف کی بطیحہ سے جلاوطنی

بنو معروف حکمرانان بطیحہ چھٹی صدی کے آخر میں تھے۔ مجھے یہ معلوم نہیں ہوا کہ بنو معروف کا کس خاندان سے انتساب تھا۔ جس وقت خلافت بغداد خلافت کی ذمہ داریوں کو پورا نہ کر سکی اور ملوک سلجوقیہ کی استبدادی

حکومت کا دور شروع ہوا اور رفتہ رفتہ اسلامی ممالک انکے اقتدار سے نکلنے لگے۔ حلہ، کوفہ، واسط، بصرہ، تکریت، ہیت، انبار اور حدیثہ پر سلاطین سلجوقیہ کا قبضہ ہو گیا۔ اتنے میں ناصر کی خلافت کا دور آگیا، بنو معروف نے بطیحہ کی حکومت پر قبضہ کر لیا۔ اسوقت ان لوگوں کا بزرگ خاندان معلی نامی ایک شخص تھا۔

ابن اثیر نے لکھا ہے کہ بنو معروف، قبیلہ ربیعہ سے تھے، فرات کے غربی حصہ میں سورا کے نشیبی جانب متصل بطائح رہتے تھے۔ جب انکی ایذارسانی، فتنہ انگیزی اور فساد کی شکایتیں بڑھیں اور ہر چہار طرف سے واویلا مچا تو خلیفہ ناصر نے معتمد الشریف متولی بلاد واسط کو بنو معروف کی سرکوبی حکم صادر فرمایا۔ چنانچہ معتمد الشریف اس حکم کے مطابق تمام ممالک اسلامیہ سے فوجیں فراہم کر کے بلاد بطیحہ کی طرف ۶۱۶ھ میں روانہ ہوا۔ بنو معروف تاب مقاومت نہ لا سکے۔ شکست کھا کر بھاگے، قتل اور دار گیر کا ہنگامہ برپا ہو گیا سیکڑوں مارے گئے بہتیرے قید کر لئے گئے باقی ماندگان دریا میں ڈوب کر مر گئے۔ ان کا مال و اسباب لوٹ لیا گیا، اسی وقت سے بطیحہ کا نظام حکومت درست ہو گیا، خلیفہ ناصر کے مقبوضات میں شامل ہو گیا اور کوئی رقیب حکومت و دولت میں باقی نہ رہ گیا۔

اخبار بنو حسنویہ حکمرانان دینور و صامغان
قائمین بدعوت عباسیہ از آغاز تا انتہا

حسنویہ بن حسین کردی، کردوں کے ایک گروہ سے تھا جو زیرنکاس کے نام سے مشہور تھا اور خاندان اسکا ولیبہ کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا حسنویہ قلعہ سرماج کا مالک اور برزنکاں کا امیر تھا۔ اس نے حکومت اپنے ماموؤں دنداو اور غانم پسران احمد بن علی سے وراثتہً حاصل کی تھی انہیں کردوں کا ایک اور گروہ تھا جو عبابیہ کہلاتا تھا ان دونوں (دنداو اور غانم) نے اطراف دینور، ہمدان، نہاوند،

صامغان اور بعض مضافات آذربائیجان، حدود شہرزور تک پر غلبہ و تصرف حاصل کر لیا تھا اور تقریباً پچاس سال تک اِن بلاد کے مالک و حکمراں رہے۔ انہیں سے ہر ایک کے پاس ہزاروں کی تعداد میں فوج تھی۔ المختصر انداد بن احمد ۳۴۹ھ میں انتقال کر گیا بجائے اسکے اسکا بیٹا ابو الغنائم عبدالوہاب حکمرانی کرنے لگا تاآنکہ کردوں میں سے سادنجان نے اسکو گرفتار کر لیا۔ پس ابو الغنائم کے فوجیوں نے حسنویہ کو اپنا امیر بنالیا اس نے ابو الغنائم کے قلعات اور املاک پر قبضہ کر لیا۔ بعدہ ۳۳۵ھ میں غانم بن احمد نے بھی سفر آخرت اختیار کیا۔ اسکا بیٹا ابو سالم دسیم بجائے اسکے قلعہ بستان میں متمکن ہوا تاآنکہ ابو الفتح بن عمید نے اسکی حکومت و ریاست چھین لی اور اسکے قلعات موسوم بہ بستان، غانم، افاق وغیرہما پر قبضہ کر لیا۔

حسنویہ نہایت خلیق اور سیرت کا بیحد اچھا تھا حرمین میں ہر سال مقدار کثیر میں صدقہ بھیجا کرتا تھا۔ اپنے فرائض کو پورے طور سے انجام دیتا تھا اس نے صحور ہندسہ میں قلعہ سرماج (یا سرباج) اور دینور میں ایک بہت بڑی جامع مسجد تعمیر کرائی، پس جب بنو بویہ حکمران ہوئے اور رکن الدولہ نے رے اور اسکے بلاد متصلہ کو لے لیا تو حسنویہ رکن الدولہ کے ہواخواہوں اور معین و مددگاروں میں داخل ہو گیا۔ اسوجہ سے رکن الدولہ، حسنویہ کے ساتھ ہر قسم کی مراعات اور اسکے کاموں سے چشم پوشی کرتا تھا۔ تاآنکہ ابن مسافر اور دیلمیوں سے لڑائی شروع ہوگئی جسمیں حسنویہ نے ابن مسافر کو ہزیمت دیدی۔ ابن مسافر ایک محفوظ مقام میں قلعہ نشین ہو گیا۔ حسنویہ نے اسکا محاصرہ کر لیا اور چاروں طرف آگ روشن کردی ابن مسافر قریب ہلاکت پہونچ گیا۔ مجبور ہو کر امن کی درخواست کی۔ حسنویہ نے اسکو امن دی لیکن پھر بدعہدی کی۔ اس سے رکن الدولہ کے خیالات خراب ہو گئے اور رگ حمیت قومی جوش میں آگئی۔ ۳۵۹ھ میں اپنے وزیر السلطنت ابو الفضل بن عمید کو فوج کثیر کے ساتھ حسنویہ کے زیر کرنے کو روانہ کیا ابو الفضل نے ہمدان میں پہونچکر لڑائی کا نیزہ گاڑا اور

حسنویہ پر طرح طرح کی سختی کرنے لگا۔ اس اثناء میں ابوالفضل مرگیا اور اسکے بیٹے ابوالفتح نے کسیقدر خراج پر حسنویہ سے مصالحت کر لی اور واپس آیا۔

حسنویہ کی وفات بدر کی حکومت

۳۶۹ھ میں حسنویہ کی موت کا وقت آگیا۔ ابوالعلاء، عبدالرزاق ابوالنجم بدر، عاصم، ابوعدنان، عبدالملک اور بختیار اسکے لڑکے تھے۔ بختیار قلعہ سرماج کا مالک تھا اور اسی کے پاس حسنویہ کا مال اور خزانہ تھا۔ اس نے عضدالدولہ کی خدمت میں خدمت نامہ بھیجا اور اطاعت قبول کر لی۔ بعد چندے منحرف ہو گیا عضدالدولہ نے ایک فوج بختیار کے زیر کرنے کو بھیجدی جس نے اسکے کل قطعات پر قبضہ کر لیا۔ پھر جب عضدالدولہ اپنے بھائی فخرالدولہ سے جنگ کرنے کو بڑھا اور ہمدان ورے پر قبضہ کر کے اپنے بھائی موید الدولہ کی حکومت میں ملحق و شامل کر دیا اور فخرالدولہ، قابوس بن وشمگیر کے پاس چلا گیا تو عضدالدولہ نے حسنویہ کردی کے مقبوضات کی طرف پھر قدم بڑھایا۔ پس نہاوند، دینور اور سرماج کو مفتوح کر لیا۔ جو کچھ مال و خزانہ اس قلعہ میں تھا لے لیا۔ یہ قلعہ نہایت عظیم الشان تھا اس قلعہ کے ساتھ اور قلعات حسنویہ پر بھی قبضہ کر لیا۔ حسنویہ کی اولاد اس سے متاثر ہو کر بطور وفد عضدالدولہ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ عضدالدولہ نے عبدالرزاق، ابوالعلاء اور عدنان کو گرفتار کر لیا اور انہیں سے ابوالنجم بدر بن حسنویہ کو اپنی خدمت کے لئے منتخب کر کے خلعت فاخرہ سے ممتاز کیا اور کردوں کی حکومت و سرداری عنایت کی۔ فوج اور آلات حرب سے اسکو مضبوط و قوی کیا۔ چنانچہ بدر نے اس اطراف کا نظم و نسق درست کیا، عنان حکومت اپنے قبضہ اقتدار میں لیا۔ کردوں کی آئے دن کی بغاوت اور سرکشی کو روک دیا۔ جس سے حکومت و ریاست پر اسکے قدم جم گئے۔ اسکے بھائیوں کو اس سے حسد و رشک پیدا ہوا، عاصم اور عبدالملک کھل کھیلے، علم بغاوت بلند کر دیا۔ مخالف کردوں کو مجتمع کر کے برسر جنگ آ گئے۔ عضدالدولہ نے بدر کی حمایت اور اُن لوگوں کو ہوش میں لانے اور انکی سرکوبی کی غرض سے فوجیں روانہ کیں۔ عاصم نے سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا۔ شاہی

فوج نے اسکو ہزیمت دی اور گرفتار کر کے ہمدان لے آئی۔ بعد اسکے پھر اسکی خبر نہ ملی۔ یہ واقعہ سن ۳۷۰ھ کا ہے عضد الدولہ نے حسنویہ کے کل لڑکوں کو بغاوت کے الزام جرم میں قتل کر ڈالا اور ابو النجم بدر کو بدستور اسکی حکومت پر قائم رکھا۔

جنگ بدر بن حسنویہ و عساکر مشرف الدولہ

پھر جب عضد الدولہ نے وفات پائی اور اسکا بیٹا صمصام الدولہ سریر حکومت پر متمکن ہوا تو (اسکا بھائی) مشرف الدولہ نے فارس میں علم مخالفت بلند کیا۔ اور دارالخلافت بغداد پر قابض ہو گیا۔ فخر الدولہ بن رکن الدولہ، خراسان سے اصفہان اور رے کی طرف بعد انتقال اپنے بھائی موید الدولہ کے واپس آیا۔ اس سے اور مشرف الدولہ سے کچھ چھیڑ چھاڑ ہو گئی جس سے مشرف الدولہ کے دل میں فخر الدولہ کی طرف سے کشیدگی اور غصہ تھا۔ پس جب مشرف الدولہ کی حکومت دارالخلافت بغداد میں مستحکم اور مستقل ہو گئی اور عنان حکومت بغداد، صمصام الدولہ نے اپنے قبضہ میں لے لی تو اسکو اپنے سپہ سالار قراتکین جهشاری کو زیر کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ قراتکین نہایت قابو یافتہ شخص تھا مشرف الدولہ نام کا بادشاہ تھا۔ سیہ و سفید کرنے کا مالک قراتکین تھا اور یہ امر مشرف الدولہ کو ناگوار تھا۔ اسوجہ سے مشرف الدولہ نے فوجیں مرتب کر کے قراتکین کو بدر بن حسنویہ سے جنگ کرنے کو روانہ کیا۔ اس روانگی و جنگ سے مقصود یہ تھا کہ احدی الراحتیں، مشرف الدولہ کو حاصل ہو جائیں گی۔ کیا تو قراتکین اس لڑائی میں کام آجائے گا اور ہمیشہ کے لئے اسکی استبداد سے نجات مل جائیگی اور کیا بدر کے مقبوضات ہاتھ آجائیں گے؟

سن ۳۷۷ھ میں قراتکین اور بدر بن حسنویہ سے وادی قرمیسین میں جنگ چھڑی۔ بدر کو ہزیمت ہوئی روپوش ہو گیا۔ قراتکین اور اسکے ہمراہی نہایت بے فکری سے لشکر گاہ اور خیموں میں آرام کرنے لگے۔ بدر نے غافل پا کر ایسی تیزی سے پھر حملہ کیا کہ قراتکین اور اسکے ہمراہی ششدر رہ گئے۔ اپنے کو سنبھال نہ سکے اور نہ گھوڑوں پر سوار ہو سکے۔ بدر

نے انہیں خون کا دریا بہادیا اور جو کچھ انکے ساتھ تھا سب پر قبضہ کرلیا۔ معدودے چند آدمیوں کے ساتھ قراتکین جان بچا کر نہرواں کے پل کی طرف بھاگا۔ بقیۃ السیف منہزم بھی اس سے آملے۔ بحال پریشان بغداد چلا آیا۔

اس واقعہ سے بدر کا دائرہ حکومت وسیع ہوگیا۔ صوبجات جبل پر مستولی و قابض ہوگیا۔ قوت اور شوکت بڑھ گئی۔ حکومت و ریاست میں استحکام و استقلال پیدا ہوگیا۔ اسوقت سے بدر کو متواتر کامیابی اور غلبہ حاصل ہوتا گیا تا آنکہ ایوان خلافت نے ۳۸۸ھ زمانہ حکومت بہار الدولہ میں سند حکومت عطا ہوئی، ناصر الدولہ کا لقب دیا گیا۔ حرمین میں بیحد صدقات بھیجا کرتا تھا۔ عرب کو حجاز میں کھانا کھلوا تا اور حاجیوں کی خاطر داشت کرتا تھا۔ اسکے ہمراہیوں نے کردوں کے فساد اور رہزنی کو روکدیا تھا جس سے اسکی عزت بڑھ گئی اور اسکا ذکر خیر بلند ہوگیا۔

بدر بن حسنویہ و ابوجعفر کا محاصرہ بغداد

ابوجعفر حجاج بن ہرمز، بہار الدولہ کی طرف سے عراق کی حکومت پر مامور ہوا۔ پھر بہار الدولہ نے اسکو معزول کردیا اور ابوعلی ابن ابوجعفر استاد ہرمز کو اس خدمت کی عزت بخشی ابوعلی نے عمید الجیوش کا لقب اختیار کیا اور ابوجعفر، اطراف کوفہ میں قیام پذیر ہوا۔ عمید الجیوش سے برسر جنگ آیا اگرچہ پہلی لڑائی میں عمید الجیوش نے ابوجعفر کو ہزیمت دی۔ لیکن سلسلہ جنگ ۳۹۳ھ تک جاری و قائم رہا۔ بنوعقیل، خفاجہ اور بنو اسد سے امداد لیکر دونوں فریق لڑتے رہے اور بہار الدولہ البصرہ میں ابن واصل سے مصروف جنگ و پیکار تھا ۳۹۷ھ تک اس لڑائی کا سلسلہ جاری رہا۔ جب ابن واصل میں لڑائی کی قوت باقی نہ رہی تو اس نے قلیح والی طریق خراسان کو بلالیا۔ چنانچہ دونوں عمید الجیوش سے جھگڑا کرنے پر تل گئے اتفاق یہ کہ اسی سنہ میں قلیح مرگیا۔ عمید الجیوش نے بجائے اسکے ابوالفتح محمد بن عنان کو مامور کیا جو کہ بدر بن حسنویہ کا دشمن اور مخالف تھا۔ بدر بن حسنویہ کو اس سے غصہ و ملال پیدا ہوا، ابوجعفر

کی طرف مائل ہوگیا اور اسکی امداد کی غرض سے کُردوں اور اسکے سرداروں کو اپنا ہم آہنگ اور اور ہمصفیر بنالیا، امیر ہندی بن سعدی، ابوعیسی اسادی بن محمد، ورام بن محمد معہ اپنی اپنی فوجوں کے بدر بن حسنویہ کے پاس چلے آئے اور علی بن مزید بھی ان لوگوں کے ساتھ شریک ہوگیا۔ کوچ وقیام کرتے ہوئے بغداد کی طرف بڑھے۔ بغداد سے ڈیڑھ کوس کے فاصلہ پر پڑاؤ کیا ابوالفتح محمد بن عنان اس خبر سے مطلع ہو کر عمید الجیوش کے پاس آگیا اور اسکے ساتھ دارالخلافت بغداد کی حمایت اور بدر بن حسنویہ وغیرہم کی مدافعت پر تیار ہوا ہنوز لڑائی کا آغاز نہیں ہوا تھا کہ ابن واصل کی ہزیمت اور بہاء الدولہ کے غلبہ کی خبر پہنچ گئی، سب کے سب سر پر پاؤں رکھ کے محاصرہ بغداد سے دست کش ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے ابوجعفر نے حلوان کا راستہ لیا، ابوعیسی اسکے ہمراہ تھا۔ اور بہاء الدولہ نے سلسلہ خط وکتابت کا شروع کیا۔

بعد اسکے بدر ابن حسنویہ، رافع بن معین عقیلی کی ولایت کی طرف قدم بڑھایا اور بنو سیب کے اتفاق اور مدد سے مار دھاڑ شروع کردی کیونکہ اس نے ابوالفتح بن عنان کو اپنے یہاں پناہ دی تھی اور اسی زمانہ میں اس نے حلوان اور قرمیسین پر قبضہ حاصل کر لیا تھا۔ پس بدر نے رافع کے مقبوضات سر کرنے کو ایک فوج روانہ کی جس نے اسکو تاخت کیا بہتیرے مقامات کو جلا کر خاک وسیاہ کر دیا۔ ابوالفتح بحال پریشان عمید الجیوش کی خدمت میں دارالخلافت بغداد پہونچا۔ عمید الجیوش نے اپنے پاس ٹھہرایا۔ امداد کا وعدہ کیا۔ تا آنکہ بہاء الدولہ کو مہم ابن واصل اور اسکے قتل سے فراغت حاصل ہوگئی اسوقت بہاء الدولہ نے عمید الجیوش کو بغرض اعانت ابوالفتح، بدر بن حسنویہ کی سرکوبی کا حکم دیا۔ چنانچہ عمید الجیوش شاہی فوجوں کو لئے ہوئے نیشاپور میں پہونچ کر اتر پڑا۔ بدر بن حسنویہ گھبرا گیا مصالحت کا پیام بھیجا اور مصارف فوج کشی ادا کرنے کا اقرار کیا، عمید الجیوش اس پر راضی ہوگیا بدر بن حسنویہ نے حسب اقرار مصارف فوج کشی

ادا کر دیئے اور عمید الجیوش واپس بغداد آیا۔

ہلال بن بدر بن حسنویہ کی اپنے باپ سے مخالفت و جنگ

ہلال بن بدر کی ماں، شادنجان سے تھی جسکے قریبی عزیز ابو عنان اور ابوالشوک بن مہلہل وغیرہما تھے ہلال کے پیدا ہونے کے بعد ہی بدر نے اسکی ماں سے علیحدگی اختیار کر لی تھی۔ اس وجہ سے ہلال نے اپنے باپ کے سایہ عاطفت میں نشوونما نہ پائی۔ بلکہ اس سے علیحدہ اپنے ماموؤں کے یہاں پرورش پا کر جوان ہوا۔ بدر نے اپنے دوسرے بیٹے ابو عیسیٰ کو تعلیم و تربیت دی اور ولی عہدی کے لیے منتخب کیا تھا۔

بعد اسکے ہلال، صامغان کا حاکم ہوا، ابن مضاضی والی شہر روز کو اسکی مجاورت اور ہمسائگی پسند نہ آئی کیونکہ بدر سے اور اس سے مراسم اتحاد تھے۔ ابن مضاضی نے ہلال کو حکومت صامغان سے روکا اور جب وہ اپنے ارادہ سے باز نہ آیا۔ تہدید آمیز پیام بھیجا اور نیز اس کے باپ (بدر) نے بھی دھمکی دی۔ ہلال نے فوجیں فراہم کر کے ابن مضاضی پر چڑھائی کر دی اور شہر روز کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ ابن مضاضی نے محاصرہ اٹھانے کی ہر چند کوشش کی کامیاب نہوا۔ ہلال نے بزور تیغ فتح کر کے ابن مضاضی کو مار ڈالا۔ اور اسکے گھر بار کو لوٹ لیا۔ اس واقعہ سے باپ اور بیٹے کی مخالفت بڑھ گئی۔

ہلال چلتا پرزہ تھا اور بدر جابر مزاج تھا۔ ہلال نے اپنے باپ بدر کے سرداروں اور دوستوں کو بلا لیا۔ سب کے سب بدر کی ترک رفاقت کر کے ہلال کے پاس چلے آئے۔ ہلال فوج کو مرتب کر کے اپنے باپ سے جنگ کرنے کو نکل کھڑا ہوا۔ دینور میں باپ اور بیٹے کا مقابلہ ہوا۔ مقابلہ سے پہلے بدر کی قسمت میں ہزیمت لکھی جا چکی تھی گرفتار ہو کر اپنے بیٹے ہلال کے روبرو پیش کیا گیا۔ ہلال نے بدر کو عبادت کی غرض سے قلعہ دینور میں واپس کر دیا اور گذارہ کے لیے پنشن مقرر کر دی اور جو کچھ مال و اسباب قلعہ میں تھا اس پر قبضہ کر لیا۔

بدر نے قلعہ میں متمکن ہونے اور مستقل طور سے رہنے کے بعد قلعہ کو ہر طرح سے مضبوط و مستحکم کر لیا ابو الفتح بن عنان اور ابو عیسیٰ سادی بن محمد کے پاس استر آباد میں پیام بھیجا "کہ ہلال کے مقبوضات نہایت سر سبز اور آباد ہیں ذرا سی نقل و حرکت میں یہ مقبوضات ہاتھ آئے جاتے ہیں، موقع کو ہاتھ سے نہ دینا چاہئے،، ابو عیسیٰ سادی پر بدر کا یہ جادو تو نہ چلا مگر ابو الفتح نے قرمیسین پر فوج کشی کر دی اور قابض ہو گیا۔ دیلمی فتحیابی کے بعد رعایا کے ساتھ نہایت بد اطواری سے پیش آئے۔ ہلال نے ان پر جارحانہ حملہ کیا اور بہت سے دیلمیوں کو مار ڈالا

بدر نے اپنے قلعہ سے بہاء الدولہ کی خدمت میں بمقابلہ ہلال، امداد کی درخواست بھیجی، بہاء الدولہ نے اپنے وزیر السلطنت فخر الملک کو فوج عظیم کے ساتھ روانہ کیا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا سابور خورست تک پہونچا۔ ہلال گھبرا گیا، ابو عیسیٰ بن سادی سے مشورہ کیا ابو عیسیٰ نے رائے دی "کہ بہتر یہ ہے کہ تم بہاء الدولہ کی اطاعت قبول کر لو اور اگر کسی وجہ سے اطاعت قبول کرنا پسند نہ کرتے ہو تو جنگ میں عجلت نہ کرو۔ بلطایف الحیل وقت گزاری کرو،، ہلال نے ابو عیسیٰ کی رائے پسند نہ کی اور سازش کا الزام لگایا۔ اتنے میں شاہی فوج آگئی اور ہلال نے بھی مقابلہ کی تیاری کر دی۔ فخر الملک نے شاہی فوج کو میمنہ و میسرہ سے مرتب کیا۔ ہلال نے یہ رنگ دیکھ کر کہلا بھیجا "میں بقصد مقابلہ نہیں آیا ہوں بلکہ اظہار اطاعت کی غرض سے آیا ہوں،، بدر نے اس امر کا احساس کر کے کہ ہلال کا جادو، وزیر پر چلا چاہتا ہے" وزیر کو نفس واقعہ سے مطلع کیا اور یہ امر کہ یہ ہلال کی چال بازی ہے اور فریب ہے ہلال کے حرکات و سکنات سے ثابت کر دیا،، وزیر السلطنت کے خیالات تبدیل ہو گئے لشکر کو حملہ کرنے کا حکم دیدیا۔ زیادہ عرصہ نہ گزرنے پایا تھا کہ ہلال پا بزنجیر حاضر لایا گیا۔ وزیر السلطنت نے حکم دیا "کہ قلعہ کی کنجیاں، بدر کے حوالہ کر دو،، ہلال نے بادل ناخواستہ اس شرط سے کہ آئندہ اسکا باپ (بدر) اس سے کسی قسم کی خصومت

نکرے گا۔ سر تسلیم خم کر دیا۔ اسکی ماں نے بھی مع ان لوگوں کے جو قلعہ میں تھے امن کی درخواست کی وزیر نے ان سب کو امن دی، قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ اور مال و اسباب کو ضبط کر لیا قلعہ میں اسوقت چالیس ہزار تھیلیاں دینار کی تھیں اور چار لاکھ تھیلیاں درہم کی، علاوہ اسکے جواہرات، قیمتی قیمتی کپڑے اور بیشمار آلات حرب تھے۔ وزیر نے قلعہ کو بدر کے حوالہ کیا اور مال و اسباب لیکر دار الخلافت بغداد کی طرف مراجعت کر دی۔

طاہر بن ہلال کا شہر روز پر قبضہ

بدر بن حسنویہ نے شہر روز عمید الجیوش کے حوالہ کر دیا تھا۔ اور عمید الجیوش نے اپنی طرف سے ایک شخص کو شہر روز میں بطور نائب مقرر کیا تھا جب واقعات بالا ۴۰۴ھ میں پیش آئے اور ہلال بن بدر اندنوں قید تھا تو اسکا لڑکا طاہر فوجیں فراہم کر کے شہر روز پر چڑھ آیا اور فخر الملک وزیر السلطنت کی فوج سے جو شہر روز میں تھی لڑائی چھیڑ دی۔ چنانچہ ماہ رجب میں وزیر السلطنت کی فوج کو ہزیمت ہوگئی اور طاہر نے شہر روز پر قبضہ کر لیا۔ وزیر السلطنت نے عتاب آمود خط لکھا اور اُن لوگوں کی رہائی کا حکم دیا جو اسوقت طاہر کے پاس قید تھے۔ طاہر نے قیدیوں کو رہا کر دیا اور شہر روز بدستور اسکے قبضہ میں رہ گیا۔

بدر بن حسنویہ اور اسکے لڑکے ہلال کا مارا جانا

(۴۰۵ھ میں) بدر بن حسنویہ امیر جبل نے حسن بن مسعود کُردی پر اسکے ملک پر قبضہ کرنے کی غرض سے فوج کشی کی اور قلعہ کوسجہ (کوسجد) میں اسپر محاصرہ ڈالا، اتفاقات کچھ ایسے پیش آئے کہ محاصرہ زیادہ دنوں تک قائم رہا۔ کچھ کار برآری نہوئی۔ ہمراہیان بدر نے گھبرا کر بدعہدی پر کمر باندہ لی اور اسکے قتل پر متفق ہو گئے۔ کُردوں میں سے جو رقان نامی ایک فرقہ اس امر کا متکفل ہوا تھا۔ چنانچہ ان لوگوں نے بدر کو قتل کر ڈالا محاصرہ چھوڑ کر چلے گئے۔ شمس الدولہ بن فخر الدولہ والی ہمدان کے علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی۔ حسین بن مسعود کُردی نے بدر کی تجہیز و تکفین کرائی اور مشہد علی میں دفن کر دیا۔

طاہر بن ہلال اپنے دادا بدر کے خوف سے اطراف شہر روز میں قیام کیے ہوئے تھا جب اسکو بدر کی موت کی خبر ملی تو اپنے دادا بدر کے مقبوضات پر قبضہ کرنے کی غرض سے خروج کیا۔ شمس الدولہ نے روک تھام کی۔ طاہر کے دماغ میں حکومت و امارت کی ہوا سمائی ہوئی تھی لڑ پڑا۔ شمس الدولہ نے اسکو ہزیمت دیکر گرفتار کر لیا اور ہمدان میں لیجا کر قید کر دیا اور بدر کے مقبوضہ بلاد پر قبضہ حاصل کر لیا۔ کُردوں میں سے شادنجان اور کربہ، ابوالشوک کے دائرہ حکومت میں داخل ہو گئے۔

طاہر کا باپ ہلال بن بدر اس زمانہ میں سلطان الدولہ کے پاس دارالخلافت بغداد میں قید تھا۔ سلطان الدولہ نے ان واقعات سے مطلع ہو کر ہلال کو قید سے رہائی دی، سامان جنگ اور معتدبہ فوج دیکر شمس الدولہ سے ملک واپس لینے کی غرض سے روانہ کیا۔ چنانچہ شمس الدولہ سے اور ہلال سے معرکہ آرائی ہوئی۔ لیکن جنگ کے شروع ہونے سے پیشتر ہلال کی قسمت میں شکست لکھی جا چکی تھی پس شمس الدولہ نے ہلال کو ہزیمت دی اور اثناء دار و گیر میں گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ شاہی فوجیں جو اسکے ہمراہ تھیں ہزیمت اٹھا کر بغداد واپس آئیں۔

شاپور خورست، دینور، یزدجرد، نہاوند، استرآباد اور کچھ حصہ صوبہ اہواز کا بدر کے قبضہ میں تھا علاوہ ان کے اُن قلعات اور شہروں پر بھی اسکا قبضہ تھا جو ان مقامات کے درمیان میں تھے۔ عادل، عالی حوصلہ، بلند ہمت اور سخی تھا۔

جن دنوں بدر اور اسکا بیٹا ہلال مارا گیا تھا تو بدر کا پوتا "طاہر" شمس الدولہ کے پاس ہمدان میں قید کی مصیبتیں جھیل رہا تھا۔

قتل طاہر و استیلاء ابوالشوک

ابوالفتح محمد بن عنان، کُردوں میں سے شادنجان نامی ایک گروہ کا امیر تھا۔ حلوان اسکے قبضہ میں تھا۔ بیس سال تک حلوان میں اپنی قوم پر امارت کرتا رہا۔ بدر بن حسنویہ اور اسکے بیٹے صوبجات جبل میں بوجہ ہمسائیگی اور رقابت، ابوالفتح محمد سے لڑا جھگڑا کرتے تھے۔ ۴۰۱ھ میں اس نے وفات پائی۔ بجائے اسکے

ابو الشوک اسکا بیٹا حکمراں ہوا دار الخلافت بغداد سے شاہی فوجیں آئیں، ابو الشوک نے ان سے معرکہ آرائی کی لیکن ہزیمت اوٹھا کر حلوان میں قلعہ نشین ہوگیا۔ تا آنکہ وزیر فخر الملک، بہار الدولہ کی طرف سے عمید الجیوش کے بعد عراق میں آیا تو ابو الشوک نے نامہ و پیام کر کے مصالحت کر لی۔

شمس الدولہ ابن معز الدولہ ابن بویہ نے اسی زمانہ میں طاہر ابن ہلال ابن بدر سے اطاعت و فرمانبرداری کی قسم لیکر قید سے رہا کر دیا تھا اور اسکی قوم اور بلاد جبل کی حکومت و امارت عطا کی تھی۔ تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ اس سے اور ابو الشوک والی حلوان سے خاندانی عداوت اور تو بھی مناقشہ چلا آرہا تھا۔ طاہر کو قید سے رہا ہونے کے بعد ابو الشوک سے بدلہ لینے کا شوق پیدا ہوا فوجیں فراہم کیں، آلات حرب جمع کئے اور ابو الشوک سے لڑائی چھیڑ دی۔ اس واقعہ میں ابو الشوک کو ہزیمت ہوئی۔ اسکا بھائی سعدی بن محمد مارا گیا۔ بعد چندے ابو الشوک نے فوجیں فراہم کر کے جنگ کا دوبارہ سلسلہ چھیڑا۔ اتفاق یہ کہ اس واقعہ میں بھی اسکو شکست ملی۔ حلوان میں واپس آکر قلعہ نشین ہوگیا اور طاہر نے اسکے گرد و نواح کے شہروں پر قبضہ کر کے نہروان میں طرح اقامت ڈالدی۔

ان دو لڑائیوں میں دونوں فریق قوت آزمائی کر چکے تھے اسوجہ سے آئندہ لڑائی کا سدباب کرنے کے خیال سے ہر دو فریق نے مصالحت کر لی اور ابو الشوک نے اپنی بہن کا نکاح طاہر سے کر دیا۔ جب طاہر کو ہر طرح سے اطمینان ہوگیا اور ابو الشوک کی طرف سے بیخوف ہوگیا تو ابو الشوک نے بحالت غفلت طاہر پر حملہ کر کے اسکی آئندہ زندگی کا خاتمہ کر دیا اور اپنے بھائی سعدی بن محمد کے خون کا بدلہ لے لیا۔ طاہر کے ہمراہیوں نے مقابر بغداد میں ہی لیجا کے دفن کر دیا۔ ابو الشوک نے طاہر کے کل مقبوضات پر قبضہ کر لیا۔ دینور میں جا کر قیام پذیر ہوا۔

پھر جب علاء الدولہ بن کاکویہ نے ۴۱۱ھ میں جسوقت عساکر شمس الدولہ بن بویہ

کو ہزیمت دیکر ہمدان پر اپنی حکومت کا جھنڈا گاڑا تو اسکی آنکھوں کو دینور پر کسی غیر کی حکومت ذرہ بھر بھی نہ بھائی۔ چنانچہ دینور کو ابوالشوک کے قبضہ سے نکال لیا، شاپور خورست اور اس اطراف کے کل شہروں پر قابض ہو گیا۔ ابوالشوک کے تعاقب میں چلا۔ مشرف الدولہ سلطان بغداد نے ابوالشوک کی سفارش کی۔ علاء الدولہ اسکے تعاقب سے دست کش ہو کر واپس آیا۔

بعد اسکے جب تاتاریوں کا زور شور ہوا اور انہوں نے بلاد رے پر ۴۲۰ھ میں یلغار کیا۔ ہمدان اور اسکے گرد و نواح کو استرآباد اور دینور تک تاخت کرنے لگے تو ابوالفتح بن ابوالشوک نے تاتاریوں کے خلاف خروج کیا اور لڑ کر انکو ہزیمت دی۔ ایک گروہ کو ان سے گرفتار کر لیا۔ بعد اسکے تاتاریوں اور ابوالفتح میں مصالحت ہو گئی ابوالفتح نے انکے قیدیوں کو چھوڑ دیا اور وہ واپس ہو گئے۔

۴۳۰ھ میں ابوالشوک نے قرمیسین صوبہ جبل پر قبضہ حاصل کیا اور اسکے والی کو جو کہ اکراد ترہیہ (قوہیہ) سے تھا گرفتار کر لیا۔ والی قرمیسین کا بھائی، ابوالشوک کے خوف سے قلعہ ارنبہ کی طرف بھاگ گیا۔ شہر خولنجان بھی انھیں گردون کا تھا ابوالشوک نے اسکے سر کرنے کو ایک فوج روانہ کی۔ مفتوح نہوا واپس آئی۔ اہل شہر کو اطمینان ہو گیا ابوالشوک نے اسی دن اپنی فوج کو پھر یلغار کا حکم دیا۔ اسکی اطلاع نہ تو اہل قلعہ ارنبہ کو تھی اور نہ خولنجان والے اس نقل و حرکت سے مطلع ہوئے۔ ابوالشوک کی فوجیں شہر اور نیز قلعہ میں گھس پڑیں۔ مار دھاڑ شروع ہو گئی جسکو پایا مار ڈالا۔ جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ اہل شہر نے اطاعت کی گردن جھکا دی۔ امن کی درخواست کی۔ چنانچہ ان لوگوں کو امن دیدی گئی۔ باقی ماندہ محافظ فوج۔ اس نے وسط شہر کے قلعہ میں جا کر پناہ لی۔ قلعہ کے دروازے بند کر لئے۔ ابوالشوک کی فوج نے انکا بھی محاصرہ کر لیا۔ اور ماہ ذیقعدہ سنہ مذکور میں اس پر بھی قابض ہو گئی۔

ابوالفتح بن ابوالشوک اور اسکے چچا مہلہل میں مناقشہ

ابوالفتح بن ابوالشوک اپنے باپ کی طرف سے دینور کا حاکم تھا۔ آدمی رعب داب کا تھا سیاست میں بھی دخل

تام تھا۔ حکومت و ریاست پر قدم جم گئے۔ متعدد قلعات پر قبضہ کر لیا اور اسکے اطراف و متعلقات کی تاتاری دست برد سے جیسا کہ چاہیئے محافظت کی۔ اس سے اسکا دماغ پھر گیا اپنے باپ ابوالشوک سے بھی تفوق کا خیال پیدا ہوا۔

ماہ شعبان ۴۳۱ھ میں قلعہ یکورا (یا یلورا) پر فوج کشی کی۔ اتفاق سے اسوقت والی قلعہ موجود نہ تھا۔ اسکی بیوی قلعہ میں تھی۔ اس نے ابوالفتح کے خوف سے مہلہل سے کہلا بھیجا کہ ''آپ آکر قلعہ پر قبضہ کر لیجئے میں قلعہ کی کنجیاں آپ کو دیدونگی، مجھ میں ابوالفتح سے جنگ کی قوت نہیں ہے،، مہلہل اسوقت اپنی محلسرا، اطراف صامغان میں تھا چنانچہ مہلہل اس پیام کو پا کے قلعہ سے ابوالفتح کی واپسی کا منتظر رہا اور فوجیں فراہم کرتا رہا۔ پس جب ابوالفتح نے قلعہ کے محاصرہ پر اپنی فوج چھوڑ کر معاودت کی تو مہلہل اپنا لشکر لیکر پہونچ گیا اور ابوالفتح کی فوج کا محاصرہ کر لیا۔ اس اثناء میں ابوالفتح قلعہ کے محاصرہ کے لئے پھر واپس آگیا مہلہل ایک مقام پر چھپ کر بیٹھ رہا جوں ہی ابوالفتح مقام کمینگاہ سے آگے بڑھا مہلہل نے حملہ کر دیا، لڑائی شروع ہوگئی۔ کامیابی کا سہرا مہلہل کے سر رہا۔ ابوالفتح گرفتار ہوکر مہلہل کے روبرو پیش کیا گیا مہلہل نے جیل میں ڈال دیا۔

ابوالشوک کو اس واقعہ سے صدمہ ہوا۔ لشکر فراہم کر کے شہر رذر پر یلغار کیا، مدتوں محاصرہ کئے رہا بعد ازاں مہلہل کے مقبوضات کی طرف قدم بڑھایا۔ سلسلہ جنگ کا طویل ہوگیا۔ کوئی مقصد حاصل نہ ہوا۔ تا آنکہ مہلہل نے علاء الدولہ بن کاکویہ کو ابوالفتح کے مقبوضہ بلاد کی طمع دی اور اس پر قبضہ کر لینے کی ترغیب دی۔ پس علاء الدولہ نے دینور اور قرمیسین کو ۴۳۱ھ میں لے لیا۔

بعد اسکے ابوالشوک نے دقوقا پر چڑھائی کی (دقوقا پر مہلہل بن محمد کا قبضہ تھا) اور اپنے بیٹے سعدی کو آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ سعدی نے اپنے باپ کے حکم کی تعمیل کی۔ دقوقا کا ہر چہار طرف سے محاصرہ کر لیا۔ اسکے بعد ہی ابوالشوک بھی آگیا۔ شہر پناہ کی دیوار کو توڑ کر شہر میں گھس

پڑا اور بزور تیغ قبضہ کر لیا۔ شہر کے بعض محاذوں کو لوٹ لیا۔ گردون کے اسلحہ اور مال و اسباب کو چھین لیا۔ دقوقا میں صرف ایک شب قیام کیا تھا کہ یہ خبر گوش گزار ہوئی "کہ اسکا بھائی سرخاب بن محمد اس کے مقبوضات کی طرف بڑھ رہا ہے" اس خوف سے کہ مبادا بندنجین قبضہ سے نکل نہ جائے دقوقا سے مراجعت کر دی، جلال الدولہ سلطان بغداد سے امداد کی درخواست کی جلال الدولہ نے ایک لشکر اسکی مدد پر بھیجا جسکی وجہ سے ابوالشوک کے مقبوضات، سرخاب کے دستبرد سے محفوظ رہے۔ مہلہل نے یہ رنگ دیکھ کر علاء الدولہ بن کاکویہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے بھائی ابوالشوک کی زیادتیوں کی شکایت کی اور اسکے مقابلہ پر امداد کا طالب ہوا۔ علاء الدولہ معہ اپنی فوج کے اسکی حمایت پر نکل پڑا کوچ و قیام کرتا ہوا قرمیسین پہونچا، ابوالشوک کو اسکی خبر لگ گئی۔ حلوان کی طرف مراجعت کر دی۔ علاء الدولہ نے تعاقب کیا۔ رفتہ رفتہ مرج پہونچا اور ابوالشوک سے قریب ہو گیا۔ ابوالشوک نے قلعہ لسرواں میں جا کے قلعہ نشین ہونے کا عزم کر لیا۔ اور علاء الدولہ کے پاس کہلا بھیجا کہ اگر آپ مجھے زیادہ تنگ کرینگے اور مجھے کوئی مفر کی صورت نہ دکھائی دیگی تو میں جلال الدولہ کو اپنے مقبوضات سپرد کر دوں گا، بہتر یہ ہے کہ آپ مجھ سے مصالحت کر لیجئے اور مجھ سے لڑائی کا خیال چھوڑ دیجئے۔ علاء الدولہ یہ پیام پا کر مصالحت پر آمادہ ہو گیا چنانچہ دینور لیکر مصالحت کر لی اور لوٹ آیا۔

پھر ۴۳۰ھ میں ابوالشوک نے شہرزور کی طرف قدم بڑھایا اور اسکا محاصرہ کر لیا۔ اسکے گرد و نواح کے مقامات کو تاخت و تاراج کیا قلعہ تیرانشاہ (تیرازشاہ) پر بھی محاصرہ ڈالا۔ ابوالقاسم بن عیاض نے مدافعت کی اور اسکے بیٹے ابوالفتح کی رہائی کا وعدہ کیا جو اسکے بھائی مہلہل کے یہاں قید تھا۔ مہلہل یہ خبر پا کر کہ "ابوالشوک میرے مقبوضات کی طرف بقصد غارتگری آ رہا ہے" شہرزور سے سندہ وغیرہ مقبوضات ابوالشوک کی جانب لوٹ مار کرنے کی غرض سے چلا گیا تھا۔ لیکن جب ابوالقاسم بن عیاض نے کہلا بھیجا کہ میں تمہارے بھائی ابوالشوک سے مصالحت کرا دونگا تو مہلہل نے تاخت سے اپنا ہاتھ روک لیا۔ بایں ہمہ ابوالشوک، حلوان سے صامغان کی طرف بڑھ گیا اور مہلہل

کے مقبوضات کو بھی کھول کر لوٹا۔ مہلہل اسکے مقابلہ پر نہ آسکا۔ لوگوں نے درمیان میں پڑ کر دونوں بھائیوں میں مصالحت کرادی۔ ابوالشوک واپس آیا۔

نیال پر اور طغرلبک کا مقبوضات ابوالشوک پر قبضہ

بعد اسکے ابراہیم نیال اپنے بھائی طغرلبک کے حکم سے بقصد ہمدان کرمان سے روانہ ہوا اور پہونچتے ہی ہمدان پر قبضہ کرلیا۔ کرساشف ابن علاء الدولہ، اکراد جورقان کے پاس چلا گیا۔ ابوالشوک اندنوں دینور میں تھا اس خبر کو وحشت اثر کوسن کر دینور چھوڑ کر قرامیسین چلا گیا۔ نیال نے دینور پر بھی قبضہ کرلیا اور ابوالشوک کے تعاقب میں قرمیسین کی طرف روانہ ہوا۔ ابوالشوک کو اسکی خبر لگ گئی قرمیسین کو بھی خیر آباد کہہ کر حلوان کا راستہ اختیار کیا اور اپنی فوج کو جسمیں دیلمی اور اکراد تھے شادنجان میں چھوڑ گیا نیال نے شادنجان کی طرف قدم بڑھایا اور بزور تیغ شادنجان پر قبضہ کرلیا۔ بہت بڑی خونریزی ہوئی۔ ابوالشوک کی فوج کا کثیر حصہ کام آگیا۔ بقیۃ السیف نے ابوالشوک کے پاس حلوان میں جاکر پناہ لی۔ ابوالشوک نے اپنے اہل وعیال اور ذخیرہ کو قلعہ سیروان میں بھیجدیا اور خود حلوان میں قیام پذیر رہا۔

نیال مہم شادنجان سے فارغ ہوکر صیمرہ کی طرف بڑھا۔ اور اسپر کامیاب ہوکر اسکو تاخت و تاراج کیا بعد اسکے ان کردوں پر حملہ آور ہوا جو صیمرہ کے قرب وجوار مقام جورقان میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ اس واقعہ میں بھی کردوں کو ہزیمت ہوئی۔ کرساشف بن علاء الدولہ انھیں کردوں کے پاس مقیم تھا۔ انکی ہزیمت سے جان کے لالے پڑگئے۔ کسی طرح جان بچاکر شہاب الدولہ کے مقبوضات شہر میں جاکر پناہ لی۔ نیال آخر ماہ شعبان میں جورقان پہونچا۔ اور قبضہ کرلیا بازار لوٹ لیا۔ مکانات کو جلادیا۔ اسی سلسلہ میں ابوالشوک کا مکان بھی آتش سوزاں کے نذر ہوگیا تاتاریوں کا ایک گروہ ان اجل رسیدوں کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ مقام خانقین میں پہونچکر گھیر لیا۔ جو کچھ انکے پاس تھا اسکو لوٹ لیا۔ بہتیرے تیغ اجل کے نذر ہوگئے باقی ماندگان اطراف وجوانب بلاد میں منتشر ہوگئے۔

ان واقعات نے ابوالشوک اور اسکے بھائی مہلہل کو خواب غفلت سے بیدار کیا۔ مخالفت کا خیال ترک کر کے اتحاد کی طرف مائل ہوئے۔ باہم خط وکتابت شروع ہوئی۔ ابوالشوک کا لڑکا ابوالفتح مہلہل کے یہاں بحالت قید مر گیا تھا۔ مہلہل نے اپنے بیٹے ابوالغنائم کو ابوالشوک کے پاس بھیج دیا اور یہ کہلا بھیجا کہ میں بحلف کہتا ہوں کہ ابوالفتح کو میں نے نہیں قتل کیا بلکہ وہ اپنی موت سے مر گیا ہے اور اگر یہ امر ثابت ہو جائے تو میں بخوشی اجازت دیتا ہوں کہ ابوالغنائم میرے لڑکے کو اسکے بدلہ میں قتل کر ڈالئے۔ ابوالشوک کا دل صاف ہو گیا۔ ہر ایک نے اتحاد کی قسمیں کھائیں اور نیال کی مدافعت پر کمر بستہ ہو گئے۔

چونکہ ابوالشوک نے سرخاب سے قلعہ دوربلونہ چھین لیا تھا اسوجہ سے دونوں میں کشیدگی چلی آرہی تھی سرخاب نے اس موقع کو مغتنمات سے شمار کر کے بندنجیں پر چڑھائی کر دی۔ بندنجین سعدی بن ابوالشوک کے قبضہ میں تھا۔ سعدی مقابلہ نہ کر سکا۔ بندنجین چھوڑ کر ایلہ چلا گیا۔ سرخاب نے بندنجین کو لوٹ لیا۔

ابوالشوک کی وفات مہلہل کی قائم مقامی

۴۳۷ھ میں ابوالشوک نے قلعہ سیروان مضافات حلوان میں وفات پائی۔ اسکا بھائی مہلہل بجائے اسکے حکومت کی کرسی پر متمکن ہوا۔ کردون کا گروہ اسکے برادرزادہ سعدی بن ابی الشوک کی اطاعت سے منحرف ہو کر مہلہل کے پاس چلا آیا۔ سعدی کو اس سے بیحد ملال ہوا۔ نیال برادر طغرلبک کے پاس چلا گیا اور اسکو بلاد مقبوضہ مہلہل پر قبضہ کر لینے کی ترغیب دینے لگا۔

جسوقت نیال نے حلوان کے قریب کردوں کو شکست دی تھی اسوقت قرمیسین پر بدر بن طاہر بن ہلال بن بدر بن حسنویہ کو مامور کیا تھا۔ مہلہل نے بعد وفات ابوالشوک ۴۳۷ھ میں قرمیسین پر یلغار کیا۔ بدر بن طاہر مقابلہ نہ کر سکا قرمیسین کو بے یار و یاور چھوڑ کر بھاگ گیا مہلہل نے قبضہ کر لیا اور اپنے بیٹے محمد کو دینور کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ دینور میں نیال کی فوجیں تھیں۔ محمد نے انکو سر میدان شکست دیکر دینور پر قبضہ کر لیا۔

سعدی بن ابو الشوک کا زیر حکومت سلجوقیہ کردون کے ملک پر قبضہ کرنا

مہلہل نے بعد اپنے بھائی ابو الشوک کے اسکے کل مقبوضات پر قبضہ کرلیا اور برادر سعدی (یعنی اپنی بھاوج زوجہ ابو الشوک) سے عقد کرلیا۔ شادنجان میں کردون کے ساتھ بداخلاقی سے پیش آنے لگا اور خفیف خفیف معاملہ میں بحد سختی کرنے لگا۔ سعدی نے ینال کو ان ممالک پر قبضہ کر لینے کی ترغیب دی جیسا کہ تم ابھی اوپر پڑھ آئے ہو پس ینال نے تاتاریوں کا ایک لشکر سعدی کی سرکردگی میں شادنجان کی جانب ۴۳۹ھ میں روانہ کیا سعدی نے حلوان پر قبضہ کرکے ینال کے نام کا خطبہ پڑھا اور شہر کے نظم ونسق سے فارغ ہوکر بابدشت کی جانب مراجعت کی مہلہل کو اس نقل وحرکت کی خبر لگ گئی فوراً حلوان پر آپہونچا اور قبضہ کرکے ینال کا خطبہ وسکہ موقوف کردیا۔ سعدی، باندشت سے اپنے چچا سرخاب کی طرف لوٹا اور اسکے مال واسباب کو لوٹ لیا۔ بعد اسکے ایک دستہ فوج کو بندنجین کی جانب روانہ کیا جس نے سرخاب کے نائب کو گرفتار کرلیا اور شہر لوٹ کر تاراج کردیا۔ سرخاب نے قلعہ دوربلونہ میں جاکر پناہ لی۔ اور سعدی قرمیسین کی جانب واپس آیا۔ اور حلوان پر دوبارہ قبضہ کرلیا۔ مہلہل نے اس سے مطلع ہوکر اپنے بیٹے بدر کو حلوان کے سر کرنے کو بھیجا چنانچہ اس نے حلوان پر اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا سعدی نے تاتاریوں کو مجتمع کیا پھر حلوان کی طرف بڑھا اور بدر کو نکال کر قبضہ کرلیا۔ قبضہ حلوان کے بعد اپنے چچا مہلہل کی طرف قدم بڑھایا مہلہل نے گھبرا کر تیرازشاہ کے پاس قلعہ شہر روز میں جاکر پناہ لی۔ تاتاری لشکر نے اس اطراف کے شہروں اور نیز حلوان کو جی کھول کر تاراج کیا اور سعدی نے تیرازشاہ پہ محاصرہ ڈالدیا۔ احمد بن طاہر ینال کا نامی سپہ سالار اس مہم میں سعدی کے ساتھ تھا۔ مہلہل نے تنگ آکر اپنے برادر زادہ سے ملجانے کا ارادہ کیا مگر کردون کی مخالفت نے اسکو اس سے باز رکھا بعد اسکے سعدی نے اپنے چچا سرخاب پر محاصرہ ڈالنے کی غرض سے دوربلونہ پر یلغار کیا ابو الفتح بن دارم نامی سپہ سالار رکاب

میں تھا۔ کوچ و قیام کرتا سوار وانہ ہوا۔ پہاڑی درے بکثرت اور راستہ بیحد تنگ تھا جس سے محاصروں کے حوصلے ٹھنڈے ہو گئے جان کے لالے پڑ گئے۔ سعدی اور ابو الفتح وغیرہما سرداران لشکر گرفتار کر لئے گئے اور تاتاری لشکر اس اطراف پر قبضہ کر لینے کے بعد خایب و خاسر واپس ہوا۔

سرخاب کا ادبار، نیال کا اسکے ممالک پر قبضہ

جسوقت سرخاب نے اپنے برادر زیاد سعدی بن ابی الشوک کو گرفتار کر لیا اسوقت اسکے بیٹے ابو العسکر کو اپنے باپ کے اس فعل سے سخت غصہ پیدا ہوا۔ اور کچھ تو بن نہ پڑا اپنے باپ سے علیحدگی اختیار کر لی۔ چونکہ سرخاب کرسی حکومت پر متمکن ہونے کے بعد کردون سے بدسلوکی کرنے لگا تھا اس وجہ سے کردون نے مجتمع و متفق ہو کر سرخاب کو گرفتار کر کے نیال کے پاس بھیجدیا، نیال نے اسکی آنکھیں نکلوالیں اور سعدی بن ابی الشوک کی رہائی کا مطالبہ کیا چنانچہ اسکے بیٹے ابو العسکری نے سعدی کو چھوڑ دیا اور اپنے باپ سرخاب کی رہائی کی کوشش کرنے کی سعدی سے قسم لے لی۔

سعدی کی رہائی کے بعد کردون کا ایک گروہ آکر مجتمع ہو گیا۔ سبھوں کو فوج کی صورت میں مرتب کر کے نیال کی طرف روانہ ہوا۔ نیال کو اس سے خطرہ پیدا ہوا۔ منافرت کا اظہار کیا۔ سعدی نے دسکرہ کی طرف قدم بڑھایا اور ابو کالیجار کو اپنی اطاعت کا پیام دیا۔

نیال، سعدی کی علیحدگی کے بعد قلعہ کلجان کے سر کرنے کو روانہ ہوا۔ اہل قلعہ نے اطاعت قبول نہ کی بر سر جنگ آ گئے۔ نیال نے اپنی فوج کے ایک حصہ کو قلعہ دوربلونہ کے محاصرہ پر روانہ کیا اور خود بقیہ فوج کے ساتھ بندنجین کی طرف بڑھا قتل، غارت، سزا اور تاوان لینے کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا تاآنکہ باشندگان بندنجین پامال ہو گئے انہیں کا ایک گروہ فتح کی طرف روانہ ہوا۔ فتح میں تاب مقاومت نہ تھی مال واسباب

اور ذخیرہ کو چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوا۔ ینال کی فوج نے تعاقب کیا۔ ایک میدان میں دونوں فریق کا سامنا ہو گیا مرتا کیا نہ کرتا بحکم ہر کہ تنگ آید بجنگ آید لڑ پڑا قسمت نے یاوری نہ کی ہمراہیان ینال فتحیاب ہوئے فتح نے اپنے احباب اور قرب وجوار کے حکمرانوں سے امداد کی درخواست کی کسی نے سماعت نہ کی مجبور ہو کر جلا وطن ہو گیا۔ ان دنوں سعدی بن ابوالشوک مقام باجبین سے دو کوس کے فاصلہ پر پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا۔ تاتاریوں نے اس پر شبخوں مارا اور اسکے مال واسباب کو لوٹ لیا۔ تاتاریوں کی اس غارتگری سے کوئی شہر وقریہ ان ممالک کا نہ بچا۔ دسکرہ، بارونیہ اور قصر شیرین، شاپور وغیرہا انکی غارتگری اور قتل کے نذر ہو گئے ان مقامات کے باشندگان کچھ تو تاتاریوں کے تیغ اجل کے نذر ہوئے اور کچھ دریا اور نہروں میں ڈوب کر مر گئے باقی ماندگان کو سردی نے ہلاک کر دیا سعدی بہزار خرابی اپنی جان بچا کر دیال پہونچا اور وہاں سے ابوالاعز دبیس بن مزید کے پاس چلا گیا اور اسکے پاس مقیم رہا۔ بعد اسکے ینال نے قلعہ سیروان پر محاصرہ ڈالا رسد وغلہ کی آمد بند کر دی اور قرب وجوار کے شہروں پر شبخوں مارنے کو فوجیں روانہ کیں۔ اس قتل وغارتگری کا سیلاب تکریت تک پہونچ گیا تھا۔ سیروان کے محافظوں نے بھوک اور فاقہ کشی سے تنگ آکر اطاعت کی گردن جھکا دی۔ امن کے خواستگار ہوئے۔ ینال نے قلعہ پر قبضہ کر لیا اور وہاں پر سعدی کا ذخیرہ جو کچھ تھا سب کو لے لیا۔ اپنے ہمراہیوں میں سے ایک شخص کو قلعہ کا حاکم مقرر کیا۔ بعد چندے حاکم قلعہ سیروان مر گیا۔ پھر ینال نے اپنے وزیر کو شہر زور کے مفتوح کرنے کو روانہ کیا چنانچہ وزیر سلطنت نے شہر زور پر بزور تیغ قبضہ حاصل کر لیا۔ مہلہل بھاگ نکلا اور دور تک بھاگا چلا گیا۔ ینال کے لشکریوں نے میدان خالی پاکر قلعہ ہوازشاہ پر محاصرہ ڈالا مہلہل کو موقع مل گیا اہل شہر زور سے نامہ وپیام کا سلسلہ ڈالا اور انکو ان تاتاریوں پر دفعۃً حملہ کرنے پر ابھار دیا جو ان دنوں وہاں موجود تھے چنانچہ اہل شہر زور نے ایک روز بحالت غفلت تاتاریوں پر حملہ کر دیا اور سبھوں کو موت کا پیالہ پلا دیا۔ ینال کا سپہ سالار اس خبر کو سن کے شہر زور

واپس آیا لیکن ناکامیاب رہا۔

بعد اسکے تاتاریوں کا وہ لشکر جو بندنجین میں مقیم تھا نہر سلیلی کی طرف سیلاب کی طرح بڑھا اور ابو دلف قاسم بن محمد جاوانی سے معرکہ آرا ہوا۔ ابو دلف نے انکو فاش ہزیمت دی اور اُن پر فتح یاب ہوا اور جو کچھ انکے ساتھ تھا لوٹ لیا۔

ماہ ذی الحجہ سنہ مذکور میں تاتاریوں کا ایک گروہ علی بن قاسم کے مقبوضہ بلاد پر حملہ آور ہوا اور لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا۔ راستہ نہ جانتا تھا ایک پہاڑی درہ میں گھس پڑے علی بن قاسم کو موقع مل گیا۔ حملہ کر کے جو کچھ مال غنیمت اسکے ملک سے تاتاریوں نے حاصل کیا تھا سب کا سب واپس لے لیا۔ احمد بن طاہر سپہ سالار ینال، قلعہ تیران شاہ کا برابر محاصرہ کئے رہا تاآنکہ ۴۲۳ھ کا دور آگیا اور اسکے فوج میں وبا پھیل گئی۔ ینال سے امداد کی درخواست کی۔ ینال اسکو مدد نہ پہونچا سکا۔ احمد مجبور ہو کر محاصرہ سے دست کش ہو کر ماہدشیر چلا آیا اس واقعہ کی خبر مہلہل تک پہونچ گئی اپنے لڑکوں میں سے ایک لڑکے کو شہر زور بھیجا جس نے شہر زور پر قبضہ کر لیا۔ تاتاری فوجوں نے سیروان کو چھوڑ دیا۔ لشکر بغداد نے حلوان کی طرف کوچ کر دیا۔ قلعہ حلوان پر محاصرہ ڈالا لیکن کامیاب نہوا۔ فقط اس قدر مال ہاتھ آیا جسکو تاتاری لوٹیرے چھوڑ گئے تھے۔ شاہی فوج نے بھی ان صوبجات کی بربادی میں پورا پورا حصہ لیا۔ باقی رہا مہلہل اس نے بغداد کا راستہ لیا اپنے مال و اسباب اور اہل و عیال کو بغداد میں ٹھہرایا اور اپنی فوج بغداد سے چھ کوس کے فاصلہ پر پڑاؤ ڈالنے کا حکم دیا۔ ان غارتگریوں کی خبریں سن کر بغداد سے ایک لشکر بندنجین کی طرف روانہ ہوا۔ تاتاریوں نے جو اسوقت وہاں موجود تھے مڈبھیڑ ہوئی۔ تاتاریوں نے شاہی لشکر کو ہزیمت دی اور سبھوں کو قتل کر ڈالا۔ کوئی بھی جانبر نہوا۔

بقیہ اخبار مہلہل وابن ابی الشوک اور انکی حکومت	۴۲۳ھ میں مہلہل برادر ابوالشوک، سلطان طغرلبک کی خدمت میں باریاب ہوا سلطان نہایت عزت واحترام سے پیش آیا

کا خاتمہ اور اوسکو اسکے مقبوضات سیروان، دقوقا شہرزور اور صامغان کی حکومت عنایت کی۔ مہلہل نے اپنے بھائی سرخاب کی رہائی کی سفارش کی جو ایک مدت سے سلطان کی قید میں تھا چنانچہ سلطان نے اسکی سفارش کو قبول و منظور فرمایا اور سرخاب کو قید سے آزادی عنایت کر کے قلعہ ماہکی کی جو اسکے مقبوضات سے تھا حکومت سپرد کی سرخاب، قید سے رہائی پا کے قلعہ ماہکی کی طرف روانہ ہوا۔ سعدی ابن ابی الشوک بھی اس عنایات شاہی سے محروم نہیں رہا سلطان طغرلبک نے اسکو راوندین بطور جاگیر عنایت کیا

پھر ۴۴۶ھ میں سلطان طغرلبک نے سعدی کو بسرکردگی تاتاری افواج اطراف عراق کے سر کرنے کو روانہ کیا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا مابدشت میں وارد ہوا، پھر وہاں سے کوچ کر کے ابودلف جاوالی کی جانب بڑھا ابودلف مقابلہ نہ کرسکا بھاگ کھڑا ہوا۔ سعدی نے تعاقب کیا، تھوڑی دور پر جا گھیرا۔ مال و اسباب لوٹ لیا۔ ابودلف تن تنہا بہ یک بینی و دو گوش اپنی جان بچا کر بھاگ نکلا

خالد ابن عم سعدی اور مطہر ابن علی بن معن عقیلی کی اولاد سعدی کے پاس وفد (ڈیپوٹیشن) لیکر حاضر ہوئے اور مہلہل کی زیادتیوں کی شکایت کی سعدی نے امداد و اعانت کا وعدہ دیکر واپس کیا۔ اثناء راہ میں مہلہل کے ہمراہی مل گئے بنو عقیل نے ان لوگوں کو گرفتار کر لیا۔ مہلہل نے فدیہ دیکر ان لوگوں کو چھوڑایا۔ اور موقع پا کر تل عکبرا پر ان لوگوں سے چھیڑ چھاڑ کی۔ بنو عقیل کو ہزیمت ہوئی۔ مہلہل نے انکے مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ بنو عقیل بحال پریشان سعدی کے پاس سامرا میں پہونچے اپنے رنج و غم کی داستان سنائی۔ سعدی کو طیش آگیا فوجیں آراستہ کر کے اپنے چچا مہلہل کا تعاقب کیا۔ اور اسپر کامیاب ہو کر اسکو اور نیز اسکے بیٹے مالک کو گرفتار کر لیا۔ بنو عقیل کا مال جسقدر مہلہل نے لوٹ لیا تھا سب کا سب واپس لے لیا اور حلوان کی طرف لوٹ پڑا۔

ان واقعات سے دارالخلافت بغداد میں بےچینی پیدا ہو گئی الملک الرحیم کی فوجیں مجتمع

ہوئیں ابوالاغر دبیس بن مزید انہیں نوجوں کے ساتھ تھا۔ سعدی کا لڑکا، سلطان طغرلبک کے پاس بطور رہن کے تھا اور مہلہل، سعدی کے یہاں قید کی مصیبتیں جھیل رہا تھا۔ سلطان طغرلبک نے سعدی کے لڑکے کو سعدی کے پاس بھیجدیا اور یہ کہلا بھیجا کہ "میں اسکو بجائے مہلہل کے بھیجتا ہوں تم مہلہل کو قید سے رہا کر دو"۔ سعدی کو اس حکم کی تعمیل میں پس وپیش ہوا بالآخر سلطان طغرلبک کی مخالفت کا اعلان کر کے حلوان کی طرف روانہ ہوا۔ اہل حلوان نے شہر میں گھسنے نہ دیا۔ ناچار رشقباد اور بروان کے درمیان تگ و دو کرتا رہا اور الملک الرحیم کی اطاعت قبول کر لی۔ سلطان طغرلبک کو سعدی کا یہ فعل ناگوار گزرا۔ ایک لشکر بسر کردگی بدر بن مہلہل، شہرروز کی طرف روانہ کیا۔ ابراہیم بن اسحاق (سعدی کا سپہ سالار) سامنے آگیا۔ باہم لڑائی ہوئی۔ ابراہیم اپنی جان بچا کر قلعہ رشقباد کی جانب بھاگا اور بدر بن مہلہل نے شہرروز کی طرف قدم بڑھایا۔ ابراہیم یہ سن کے حلوان چلا آیا اور وہیں قیام پذیر رہا پھر ۴۴۶ھ میں بدر نے دسکرہ پر فوج کشی کی اس کو تاراج کر کے رشقباد پر جا پہنچا۔ یہ قلعہ سعدی کے قبضہ میں تھا اس قلعہ میں اور نیز قلعہ بروان میں سعدی کا مال و اسباب اور ذخیرہ تھا۔ حاکم قلعہ مقابلہ پر آیا لیکن اسکے حملوں نے قلعہ سپرد کر دینے پر اسکو مجبور کر دیا۔ قلعہ اور معہ اپنے متعلقات کے خراب ویران کر دیا گیا۔ غرض کہ ہر طرف سے دیلمیوں پر ادبار کی گھٹا چھائی ہوئی تھی جس طرف جاتے تھے مار دھاڑ کے سوا انکے ساتھ کوئی دوسرا سلوک نہیں کیا جاتا تھا۔ اسی اثناء میں سلطان طغرلبک نے ابو علی بن ابو کالیجار والی بصرہ کو تاتاری فوجوں کے ساتھ اہواز کی طرف روانہ کیا چنانچہ ابو علی نے اہواز پر قبضہ کر لیا اور تاتاری فوجوں نے اسکو تاراج کیا۔ رعایا کو اس سے بہت بڑی مصیبت کا سامنا کرنا پڑا۔ لوٹے گئے، مارے گئے، جو کچھ مال و اسباب اس غارت گری سے بچا تاوان اور جرمانہ کے نذر ہو گیا الغرض سلطان طغرلبک کی حکومت کا سکہ دارالخلافت بغداد اور

اسکے کل ممالک متعلقہ میں چلنے لگا۔ گزدون کی حکومت سلطنت جاتی رہی۔ جو معدودے چند کردی حکمراں باقی رہ گئے وہ سلطان طغرلبک کے حاشیہ نشینوں میں داخل ہو گئے وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ‌۔ وَاللّٰهُ يُؤْتِي مُلْكَهُ مَنْ يَشَاءُ ‌۔

وَاللّٰهُ يرث الارض ومن عليها وهو اخير الوارثين

لا مرادلامرہ

تم الجزء الثالث عشر ويليه الجزء الرابع عشر انشاء الله تعالى واوله الخبر عن دولة السلجوقيه

کب ! مسلمانوں کا فاتحانہ قدم ہندوستان میں آیا ؟
کیسے ! محمود غزنوی وغیرہ نے ہندوستان پر حملہ کیا ؟
کس نے ! ہندوستان کی بڑی بڑی سورما راجاؤں کو شکست دی ؟
کیوں ! مسلمانوں نے ہندوستان پر چڑھائی کی ؟

یہ اور اسی قسم کے سیکڑوں دیگر سوالات کے جواب معلوم کرنا ہو تو تاریخ علامہ ابن خلدون مترجمہ علامہ حکیم احمد حسین صاحب کی بارہویں اور تیرہویں جلدوں کا مطالعہ کیجیے

ان دونوں جلدوں میں علاوہ اُن واقعات کے جو پچھلی جلدوں کے سلسلے میں بیان کیے گئے ہیں امیر سبکتگین، سلطان محمود غزنوی اور سلطان شہاب الدین غوری کے حالات اور انساب نہایت تشریح اور تحقیق سے درج کیے گئے ہیں، ہندو راجاؤں کی چھیڑ چھاڑ، راجہ جیپال کا افغانستان پر حملہ، امیر سبکتگین کا مقابلہ اسلامی فوج کی حیرت انگیز شجاعت، دہلی، قنوج، کالنجر اور اجمیر کے راجاؤں کا متفق ہو کر دوبارہ جنگ کی ابتدا، امیر سبکتگین کی مردانہ کوششیں، راجہ جیپال کی محمود غزنوی سے شکست، بھٹنیر، ملتان گوالیار کالنجر، بھیم نگر (نگر کوٹ) تھانیسر، کشمیر، قنوج، متھرا، مہابن، نہروالہ (پٹن گجرات) میرٹھ اور سومنات جیسے خونریز معرکوں کے تفصیلی واقعات، بڑے بڑے سورما راجاؤں کی شکست اور بلاد ہندوستان کے فتح کے صحیح صحیح حالات لکھے گئے ہیں۔ ہمتیں پست ہو رہی ہوں، قومی صفتیں فنا ہو گئی ہوں، زمانہ سے مرعوب ہو رہے ہو تو ضرور بالضرور ترجمہ تاریخ کی بارہویں اور تیرہویں جلدوں کا مطالعہ کیجیے۔ اس میں ایسے ایسے حالات درج ہیں جنکو پڑھکر آپ اپنے اسلاف کی جوانمردی، ہمت، استقلال، دلیری، ایثار نفس اور شجاعت سے واقف ہو جائینگے محمود جیسے جلیل القدر فاتح جسکا سکہ تمام دنیا مانتی ہے مخالفوں نے جو اعتراضات کیے ہیں انکا دندان شکن جواب، شاہنامہ فردوسی کی تصنیف کا کچا چٹھا، اور اسکے علاوہ صدہا دوسرے تاریک واقعات جو ہمارے دلوں میں تازہ روح پھونکتے ہیں نہایت سلیس اردو زبان میں تحریر کیے گئے ہیں

سلطان شہاب الدین کے دلیرانہ حملے، راجہ پتھورا والی دہلی، کھانڈے راے والی اجمیر اور جے چند والی بنارس وغیرہ ڈیڑھ سو راجایان ہند کا مقابلہ تین ہزار کالی کالی پہاڑیوں (ہاتھیوں) کا اول بادل، قلعہ ابنہ

(سندھ) کی مورچہ بندی بھنندہ کی خونریز لڑائی، دریائے سرستی کے کنارہ پر لڑائی کا خوفناک منظر، فتوحات نہروالہ، اجمیر، دہلی، میرٹھ، علیگڈھ، قنوج اور بنارس کے واقعات پڑھنے اور پڑھانے سننے اور یاد رکھنے کے قابل ہیں۔

علاوہ ان واقعات کے۔ بنو مزید حکمرانان عراق، بنو طولون حکمرانان مصر، بنو مروان و بنو حمدان حکمرانان دیار بکر، بنو صفار ملوک سجستان و خراسان، بنو سامان تاجداران ماوراء النہر (جسکا ہیرو امیر نوح سامانی ہے) دولت ترکیہ خانیہ، بنو بویہ دیلمی ملوک عراقین و فارس، بنو شاہین ملوک بطیحہ، مسافر دیلمی حکمران آذربایجان اور بنو حسنویہ کردی حکمرانان دینور و دامغان کے حالات زندگی، طریقہ حکومت اور انکی سیاسات کے اچھوتے واقعات، آپس کی لڑائی جھگڑے جسکو اسوقت تک نہ فارسی داں یا اردو خواں کے کانوں نے سنا ہے اور نہ آنکھوں نے دیکھا ہے بہ تفصیل نہایت تحقیق سے درج کئے گئے ہیں۔ مسلمانوں کی ترقی اور تنزلی کی کہانیاں نہیں ہیں بلکہ سبق آموز، عبرت انگیز داستانیں ہیں۔ لکھائی عمدہ، چھپائی نفیس، کاغذ سفید، چکنا، نیا ایڈیشن، مفید مضامین اور نئی کتاب ہے۔

بارہویں جلد کی قیمت ۳ ملے۔ تیرہویں جلد کی قیمت ۳ ملے

مصارف ڈاک ذمہ خریدار

حیات سلطان نورالدین محمود زنگی

فاتح جزیرہ و مصر و شام۔ سلطان صلاح الدین فاتح بیت المقدس کا مربی اور چھٹی صدی ہجری کا نامور فاتح ہے جس نے ملک شام و مصر سے عیسائیوں کو شکست فاش دے کے نکال باہر کیا تھا اور فتح المقدس کی بنا ڈالی تھی۔ کیا امکان کہ ایک صفحہ پڑھئے اور کتاب بغیر ختم کئے ہوئے ہاتھ سے رکھئے۔ قیمت ایک روپیہ۔

المشتہر

منیجر دفتر الاسلام الہ آباد

ترجمہ تاریخ علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ

کتاب ثانی جلد سیزدہم

جسمیں

سلاطین غوریہ کے انساب وحالات، اُچہ، سندھ، دہلی، ہانسی، کہرام، سامانہ، اجمیر، نارنول، ہوالیار، میرٹھ، کویل (علیگڈھ) نہروالہ (پنجاب) قنوج، کالپی، کالنجر اور بدایوں کی فتوحات، ویرہ سورما یان ہند کا مقابلہ، کھانڈے راؤ، پتھورا، جیم دیو والی سلطنت گجرات، جے چند، راجہ بنارس اور دیگر سورما راجاؤں کی جان توڑ کوششوں کے تذکرات سلطان شہاب الدین غوری کے مجاہدات، سپہ سالاران دیلم، ملوک بنو بویہ، حکمران آذربیجان، فرمانروایان جبلیہ اور شاہان دینور وسامغان کی معاشرت وحکومت کے سچے صحیح واقعات لکھے گئے

مترجمہ

علامہ جناب علامہ حکیم احمد حسین صاحب الہ آبادی مدظلہ اللہ ذوالایادی ممبر بورڈ آف انڈین میڈیسن یوپی

مؤلفہ

سوانح عمری سلطان صلاح الدین یوسف فاتح بیت المقدس وحیات سلطان نورالدین محمود زنگی

سنہ ۱۳۴۶ھ
۱۹۲۷ء

باہتمام منشی حامد حسین صاحب یونانی دواخانہ پریس الہ آباد میں چھپکر شائع ہوا

طبع اول

۱۰۰۰ جلد

قیمت فی جلد ۲؎

بلا محصول ڈاک